New Era Magazine

فزل حبیب

NEW ERA MAGAZINE .com

تم اچھی لگتی ہو

از قلم ماہم مغل

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

تم اچھی لگتی ہو

ازماہم مغل

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں فضاء کو معتبر کر رہی تھی۔ جس طرح ہر گھر کا ماحول صبح کا نظارہ پیش کرتا ہے اسی طرح حو بصورتی سے سجے اس بنگلے کا نظارہ کچھ الگ نہیں تھا۔"

امی جان کی ڈانٹ "حسب معمول۔

"اگر یہ پراٹھا ختم نہ کیا نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہونا سمجھی تم۔اک تم اور اوپر سے تمھاری وہ تھانے دارنی مجال ہے کہ کوئی صبح ہو جب وہ اپنا ناشتہ پورا کر کے گئی ہو۔ "

آسیہ بیگم ہمیشہ کی طرح اپنی دوسری نکمی اولاد (بقول ان کے) کو لتاڑتے ہوئے کہ رہیں تھیں۔

"امی جان آپ تو جانتی ہیں نا کہ میں زیادہ نہیں کھاتی ورنہ میرا وزن زیادہ ہو جائے گا۔ اور پھر بعد میں طعنے بھی آپ ہی مارو گی کہ کھا کھا کے موٹی ہو گئی ہوں"

اخری جملے نوال نے اپنے منہ میں ہی کہے ورنہ جانتی تھی کہ امی کا جوتا اترنے میں دیر نہیں لگنی۔

"اور تم کیا بھینسوں کی طرح چگالی کر رہے ہو جلدی کرو سکول کے لیے لیٹ ہو جاؤ گے "نوال نے اپنے بارہ سالہ بھائی کو کہتے ہوئے اک تھپڑ بھی رسید کیا۔

"ماما دیکھیں یہ پھر مار رہی ہے۔پہلے بھی کمرے میں مار کے آئی تھی آپی"

"نوال تم اپنے ہاتھ کم اور منہ تیز چلاؤ، تمھاری بھی وین آنے والی ہے"آسیہ بیگم نے پراٹھا اتارتے ہوئے کہا۔

"آپی نہیں اٹھیں کیا ماما؟حزیفہ نے اپنا بیگ سمبھالتے ہوئے کہا۔"کیوں"امی نے پوچھا۔

"ویسے ہے میرا دل کر رہا تھا ان سے مل کے جانے کو"

"جانتی ہوں جانتی ہوں کن سا دل کر رہا ہے"نوال نے مشکوک نظروں سے حزیفہ کو گھورتے ہوئے کہا، کیونکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ جب اس کو پیسے چاھیے ہوتے تو اسی طرح مسکے لگاتا اپنی بڑھی بہن کو۔

"ہی ہی ہی"اگے سے حزیفہ پکڑے جانے پر بونگی سی ہسی ہنسا، اگر اس کی بہن امی کو بتا دیتی کہ پھر سے کسی کی چیز توڑنے کے پیسے لینے ہیں اپنی بڑھی بہن سے تو آج اس کی اچھی خاصی سماج سیوہ ہو جانی تھی اپنی ماں کے ھاتھوں جو وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا، بقول اس کہ اس نئی جگہ پہ اس کی عزت ہے وہ بھی اچھی خاصی۔

"اسلام علیکم ! صبح بخیر، کیوں زکر ہو رہا میرا بھئ"

میرال سیڑھیاں اترتی ہوئ ڈائننگ ایریا میں اتے ہوئے پوچھنے لگی۔"واعلیکم السلام"

سب نے جواب دیا۔

"آپی میں نے کچھ کہا تھا آپ کو رات میں ؟"

حزیفہ اپنی بات پہ آیا فورن کہ کہیں پول نہ کھل جائے

"جی وہ آپ کے روم میں ہے" یہ سنتے ہی حزیفہ نو دو گیارہ ہو گیا۔

"تم کدھر صبح صبح نکلنے لگی؟"نوال اپنا اخری نوالہ لیتے ہوئے اس کی تیاری کا پوچھنے لگی

جو ھمیشہ کی طرح اپنے یونیفارم میں تیار بیٹھی تھی، تب ہی آسیہ بیگم نے بھی دیکھا۔

"میرال ابھی تو دو دن تھے تمھارے جانے میں، پھر کیوں تیار ہوئ ہو "

انہوں نے بھی اس کی تیاری دیکھ کے پوچھا جو بس نکلنے کے پر تول رہی تھی۔ان کی بات

پر وہ اٹھتے اٹھتے بیٹھ گئ جانتی تھی کہ اب ناشتہ ڈرامہ ہو گا روز والا۔

"امی سر نے کال کی ہے انہوں نے بلایا ہے کہ رہے تھے ارجنٹ ہے، لیکن میں جلدی

آجاؤں گی آپ فکر نہیں کریں"

"سہی چلو اب ناشتہ کرو" امی نے اس کے آگے ہالف فرائی انڈہ اور پراٹھا رکھا۔ پراٹھے سے ہمیشہ خار کھاتی تھی کیونکہ وہ اپنی ڈائٹ کو لے کہ بہت سیریس تھی۔ ہفتے میں بس اک بار پراٹھا کھاتی وہ بھی اپنی اماں کے جوتے کے ڈر سے۔

"امی میں لیٹ ہو رہی ہوں کل پکا کھاؤں گی" میرال نے اٹھنا چاہا تبھی آسیہ بیگم بولیں "کھا رہی ہو یا لگاؤں الٹے ہاتھ کی۔

"امی" میرال نے التجا کی تبھی امی نے اک لگا بھی دی اور زور دے کر بولا "کھا رہی ہو یا اک اور دوں"

بچاری کو کھانا پڑا۔ نوال تو اپنی وین کی آواز سن کے ڈوری جب حزیفہ بھی سلام کر کہ چلا گیا۔

"کیا اب میں جا سکتی ہوں "

مشکل سے آدھا پراٹھا کھا کے جانے کی اجازت مانگی تب آسیہ بیگم نے آگے ہو کے اس کی پیشانی چومی اور ہمیشہ کی طرح اس کی حفاظت کی دعا کی، یہ نہیں تھا کہ باقی دونوں سے پیار نہیں تھا لیکن جس فیلڈ میں میرال تھی آسیہ بیگم کو ہمیشہ ڈر لگا رہتا تھا۔ بدلے

میں اس نے بھی اپنی ماں کی پیشانی چومی۔

آسیہ بیگم نے اپنی جوان بیٹی کو دیکھا جو پولس کے یونیفارم میں تیار کھڑی تھی۔

اپنی ماں سے تھوڑا لمبا قد، سرخ و سپید رنگت، ماں جیسی گرے آنکھیں، حصب معمول اپنے بالوں کو حجاب میں قید کیا ہوا، بلاشبہ وہ اک حوبصورت لڑکی تھی اور ساتھ ساتھ حوبسیرت بھی (ہاں لیکن جب تک اگلا اس لائک ہو) ورنہ اوقات یاد دلا دیتی تھی۔

آسیہ بیگم کے تین بچے تھے، دو بیٹیاں اور اک بیٹا، ان کے والد صاحب کی وفات کو دس سال ہو گئے تھے، آسیہ بیگم بہت ہی سمجھدار و رنیک خاتون تھیں، شوہر کی وفات کے بعد سب بہت مشکل تھا ان کے لیے لیکن ان کی نند نے بہت اچھے سے ساتھ نبھایا ۔خدیجہ بیگم (نند) نے کبھی بھی ان کے ساتھ روایتی بھابھی اور نند والا سلوک نہیں رکھا تھا،

میرال ان کی پہلی بیٹی جو کہ اک پولس آفیسر تھی اور اے ایس پی کی پوسٹ پر اپنا کام سر انجام دے رہی ہے۔

شروع سے ہی محنتی اور پڑھاکو رھی تھی اسی لیے جلد ہی اس پوسٹ پہ آ گئ

دوسرے نمبر پہ میرال سے چار سال چھوٹی نوال جو کہ یونیورسٹی کے تیسرے سال تھی، چلبلی سی رہتی تھی، ہمیشہ الٹے کام کر کے کسی اور کو پھنسا دینا پسندیدہ کام تھا

پہلی بار دیکھنے میں یہ میرال کی کاپی لگتی ہے لیکن اس کی آنکھوں کا رنگ براؤن ہے جو کہ اس نے اپنے والد صاحب سے چرایا تھا، پھر سب سے چھوٹا حزیفہ جو کہ نوال سے آٹھ سال چھوٹا سکول میں پڑھتا تھا، تینوں بہن بھائیوں میں بہت پیار ہے اور اتنا ہی آپس میں لڑتے بھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال کی کچھ دن پہلے پوسٹنگ لاھور سے اسلام آباد ہوئ تھی جس کی وجہ سے اس کو ہفتہ چھٹی تھی تاکہ اپنا سامان وغیرہ سیٹ کر لیں، لیکن ابھی دو دن باقی تھے چھٹی ختم ہونے میں اور آج ہے آئ جی کی کال اگئ جس کی وجہ سے جانا پڑا، میرال کو کوئ بھی دیکھ کہ یہ نہیں کہ سکتا تھا کہ یہ پولیس میں کام کرتی ہے، کیونکہ دکھنے میں وہ بھت نازک لگتی تھی پہلی نظر میں لیکن اگلے کو منٹوں میں ڈھیر کر دیتی تھی۔

"یار اٹھ بھی جا کب سے اٹھا رہا ہوں تجھے اور تو پتا نہیں کیا پی کہ سویا ہے جو اٹھنے کا نام

نہیں لے رہا" شہریار کب سے شاہ زین کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا جو گھوڑے گدھے بیچ کے سویا تھا،

"اب تو نا اٹھانہ قسم ہے مجھے میری بچھڑی محبوباؤں کی میں نے تجھ پہ پانی ڈال دینا۔"

لیکن یہاں کسی کو کیا فرق پرتا تھا شیری کی محبوباؤں سے، بس سویا پڑا رہا، اب واقعی شیری واشروم گیا اور اک عدد بالٹی بھر کے لایا اور الٹ دیا۔

لیکن پھر بھی اس نے آھستہ آھستہ اپنی آنکھیں کھولی جن میں سرخی گھلی تھی جو رات کو جاگنے کی چغلی کھا رھی تھیں اور ایسے دیکھا جیسے کچھ بھی نہی ہوا۔

"کیا ہے یار سونے دے تھوڑی دیر پہلے ہی تو سویا تھا اب اٹھا بھی دیا"۔

"کون سی محبوبہ سے ساری رات باتیں کرتا رہا ہے جو ابھی سویا تھا" شیری نے مشکوک ساہو کے پوچھا۔

پہلے تو شاہ زین نے گھور کے دیکھا جسکا شیری پہ کوئی خاص اثر نہ ہوا پھر اس کے منہ پہ ایک مکے کی تواضع کی۔ جس کا فورن اثر ہوا اور اٹھ کے کھڑا ہو گیا۔

"اب نکل یہاں سے سونے دے بعد میں بات کرتے او کے" شاہ زین نے پیار کے

ساتھ کہتے ہوے جگہ گیلی ہونے کی وجہ سے دوسری سائیڈ پہ ہو کہ کمفرٹر پھر سے اوڑھ لیا۔

"زلیل انسان پہلے مارتا پھر پیار سے کہتا کے بعد میں بات کرتے ہیں، کمینہ "ناک تو سوج ہی گیا تھا باقی کا حشر خراب نہیں کرانا اسی لیے کمرے سے نکل پڑا۔

شاہ ذین۔آج کل ایک مشن پہ تھا جس کی وجہ سے وہ ہفتہ ہفتہ گھر نہیں آتا تھا لیکن جب آتا تو سوتا ہوا ہی پایا جاتا، آج وہ مسلسل تین راتیں جاگنے کے بعد سو رہا تھا اور شیری جگانے آگیا اس کو پتا تھا جب تک کھائے گا نہیں تب تک جائے گا نہیں۔

رات کو اسی نے مسج کر کے بتایا تھا کہ آج رات کو آجائے گا اسی لیے اس کو جگانے پہنچا تھا کیونکہ اس کہ مشن کی وجہ سے اب وہ سب دوست بہت کم ہی اکٹھے ہوا کرتے تھے تو جب بھی یہ آتا سب کا لنچ کا پلین ہوتا۔لیکن اس کا آج اپنی نیند پوری کرنے کا ارادہ تھا اسی لیے بھیج دیا واپس۔

شیری جب نیچے آیا تو کمال صاحب کے ساتھ وقاص بیٹھا ناشتا کر رہا تھا۔

"تیرے تھو بڑے کو کیا ہوا" وقاص نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوے کہا حالانکہ جانتا تھا کہ کھا کے آیا پھر بھی تنگ کرنا فرض تھا۔

"بیٹا کیا ہوا اٹھا نہیں زین؟ اچھا سہی ہے "

مسز کمال بھی کچن سے نکل ائ اور اس کا چہرا دیکھا لیکن اسکا سوجا منہ دیکھ کہ شرارتی انداز میں اگلا جملہ کہا۔

ان کو وقاص اور شیری دونوں اپنے زین کی طرح عزیز تھے اسی لیے اپنے بچوں کی طرح ہی لاڈ کرتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ ان کی بات پہ کمال صاحب اور وقاص کا قہقہ لگا۔

اور وہ جل بھن کے بیٹھ گیا ناشتہ کرنے۔

میرال جب گھر سے نکلی تو اس کے موبائیل پہ مرحا کی کال آنے لگ گئ. جس کو دیکھ کے اس کے چہرے پہ خوشی کی لہر دوڑ گئ, اور فورن کال پک کی.

دوسری طرف سے سلام کیا گیا.

"واعلیکم سلام! کیسی ہو مرحا؟" میرال نے چہک کے پوچھا.

"تمہیں اس سے کیا" مرحا نے ناراضگی کا اظہار. کیا.

"ہیں کیوں" ادھر میرال کا منہ ہی کھل گیا اس کی بات سن کے.

"کیوں سے کیا مطلب تمہارہ، جب سے یہاں مری ہو کوئی خبر ہی نہیں لی تم نے, کہیں کوئی عاشق تو نہی مل گیا وہاں" مرحا نے شرارت سے پوچھا جس سے میرال کا موڈ خراب ہونا شروع ہو گیا.

"اک یہی بات رہ جاتی ہے تمہارے پاس کرنے کو، تمہیں پتا تو ہے ان چیزوں میں نہیں پڑتی. فضول کا وقت برباد"۔ میرال نے شکوہ کیا۔

میرال چلتی ہوئی باہر پورچ میں آئی، آ کے اپنی گاری میں بیٹھ گئی اور اگنیشن میں چابی گھمائی، ساتھ ہی اپنا موبائیل سپیکر پہ کر کے اور ڈش بورڈ پہ سیٹ کر دیا .

"دیکھ لیں گے آخر کب تک" مرحا کہ کے ہلکا سا ہنس دی. تو میرال نے اگنور کیا ویسے بھی اس کو ان کام میں کوئی دلچسپی نہیں تھی. اکثر اس نے پولیس سٹیشن میں ایسے کیس دیکھے تھے جن میں لڑکیوں کو جھوٹے پیار میں پھنسا کے ان کو بیچ دیتے بھاری داموں

میں ,اور کئی ایسے ہوتے جن میں لڑکیوں کو نوچ کے پھینک دیا جاتا اور بعد میں تحقیق سے یہ بھی پتا چلتا کہ یہ لڑکیاں اپنی مرضی سے گھر سے بھاگی ہوتیں تھیں. کبھی تو اس کو ان سب پہ اتنا غصہ آتا کے دل کرتا کہ ان کی تواضع خود کرے پھر ساری زندگی ایسا کام کرنے کا سوچتیں بھی تو روح کانپ جائے ان لڑکیوں کی۔

"کہاں کھو گئی"اس کی سوچوں کے تسلسل کو مرحا کی آواز نے توڑا۔

"کہیں بھی نہی"۔اس نے اپنی سوچوں کو سائیڈ پے کیا۔

"اچھا یار میں آفس آئی ہوں تم شام میں چکر لگانا پھر بات کرتے ٹھیک ہے خدا حافظ "۔ بغیر اس کی سنے اس نے کال بند کر دی۔چونکہ اس کا آفس بس پانچ منٹ کی دوری پہ تھا اسی لیے جلدی پہنچ گئی. گاڑی سائیڈ پہ کھڑی کر کے اندر کی جانب قدم بڑھائے.

مرحا،امل اور میرال بہت اچھی دوستیں تھیں اک دوسرے پہ جان نثار کرنے والی۔مرحا ڈاکٹر تھی آج کل اپنی ہاؤس جاب کمپلیٹ کر رہی تھی۔اسلام آباد سے ہی اپنا کورس مکمل کیا اور یہی پہ ہاؤس جاب کر رہی تھی.

امل کی کافی پہلے شادی کر دی گئی تھی۔امل کے والد صاحب کے انتقال کے بعد اس کی سوتیلی ماں نے اٹھارہ سال کی عمر میں شادی کر دی۔اسی وجہ سے امل کا رابطہ ان کے ساتھ کم تھا اور اب اتفاق سے تینوں اک ہی شہر میں تھی.

لیکن اب قسمت کچھ الگ داستاں لکھنا چاھتی تھی۔

میرال اندر گئی تو اس کا بہت اچھے سے استقبال کیا گیا تھا۔آئی جی کو یہ (دکھنے میں نازک مگر بہادر اور نڈر) بچی بہت پسند تھی اسی لیے خود اس کا استقبال کرنے پہنچے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

استقبال کے ساتھ انہوں نے اس کو بریفنگ بھی دینی تھی اک کیس کی تاکہ یہ فورن کام کو جوائن کر لے۔

حال احوال کے بعد انہوں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ دیا ساتھ خود بھی بیٹھ گئے،میرال ٹیبل کے سامنے رکھی گئی کرسی پہ بیٹھ گئی اور سوالیہ نظروں سے سر کی جانب دیکھا تو وہ مسکرائے اور اس کے سامنے اک فائل رکھ دی جو بلاشبہ اک کیس کی فائل تھی۔

"یہ کچھ فیکٹریوں کی ڈیٹیل ہے اور ان دو نمبری کاموں میں ملوث لوگوں کے نام کی

فہرست بھی موجود ہے آدھا کام کر دیا گیا ہے،ان کے خلاف ثبوت سب موجود ہیں بس اب ان کو رنگے ہاتھوں پکڑنا ہے کل جب یہ سامان اتار رہے ہونگے، ہمیں انفارم کیا گیا ہے کہ کل یہاں پہ مال آنے والا نکلی ادویات کا تو کل ان کا کام ختم کرنا ہے "آئی جی نے اپنی بات کا آغاز کیا اور مختصر سا سب بیان کیا اور اب وہ میرال کی جانب دیکھ رہے تھے کہ شاید کوئی ڈر کا تاثر لیکن نہی ان کو سنجیدگی کے علاوہ کچھ بھی نہ ملا۔

"آپ کیا لینگی چائے یا کافی "سردی کے شروع کے دن تھے۔

"نو سر شکریہ "مسکرا کے جواب دیا اور فائل کی طرف متوجہ ہو گئی تو آئی جی کو ضروری کام سے جانا تھا اسی لیے اٹھ کھڑے ہوئے

"Excuse me Sir"

"جی؟"انہوں نے مڑتے ہوے کہا۔

"سر اس کیس میں شامل آفیسرز کون سے ہیں؟"میرال نے بیٹھے بیٹھے پوچھا۔

"ایس پی شاہ زین،اور باقیوں کے بارے میں لکھا ہے خدا حافظ "

"ہمم ایس پی شاہ زین، وہی جو اکڑو ہے، سنا تو بہت ہے اب مل بھی لیں گیں "بڑبڑا کے

اٹھ کہ اپنی جگہ پہ آئی۔اور اک بار پھر فائل میں منہ دے دیا۔

ناشتے کے بعد وقاص کو ڈراپ کر کے شیری یونیورسٹی آیا۔یہاں پہ اک ضروری کام تھا جس کی وجہ سے صبح صبح یہاں پہنچا ورنا پڑھائی سے جان چھوٹنے پر سب سے زیادہ خوشی ہی اس کو تھی۔یونیورسٹی کے باہر اس کو اک فقیر بیٹھا ہوا نظر آیا اور اس کی پتا نہی کونسی رگ پھڑکی جو فقیر کے ساتھ جا کہ بیٹھ گیا۔آتے جاتے سٹوڈنٹس اس کی حرکت کو دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کرنے لگا۔

"ہاں بھئی فقیرو! کیا حال ہے" بڑے دوستانہ لہجے میں پوچھا۔

"بس بچا اللہ کا کرم ہے" فقیر نے نقاہت زدہ آواز میں جواب دیا۔سٹوڈینٹس ابھی بھی دیکھ رہے تھے۔

"ہاں جی اللہ کا کرم تو ہونا ہی تھا جو یہاں بیٹھ کے اپنی ان گنہگار آنکھوں سے کالج کی بچیاں جو تاڑ رہے ہو۔۔۔۔ویسے سچ سچ بتاؤ یہاں تک پہنچنے کا راز بھی محبوبہ ہی ہے نا"۔

فقیر ہونقوں کی طرح اپنے سامنے آج کے زمانے کی ایجاد دیکھ رہا تھا جس کو اس کے

بوڑھے ہونے کی بھی پروہ نہی تھی۔

"بچے جا یہاں سے میں تیرے لیے خطرہ دیکھ رہا ہوں چلا جا "

فقیر کچھ خوفناک طریقے سے بولا جس پہ شیری نے زور سے قہقہ لگایا۔

"ارے بابا اگر میرا مستقبل نظر آرہا ہے تو اپنی محبوبہ کا بھی دیکھ کے بتا کہ کتنوں کا ماموں بنا ہوا ہے" اس بات پہ اس پاس کہ سٹوڈنٹس ہسنے لگ گ ئے

اب بابا کو اس آج کی ایجاد سے اپنی شامت نظر آرہی تھی اس لیے فورن بولا" جا بچہ جو کرنے آیا تھا وہ کر ورنہ سب ختم ہو جائے گا "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہائے بابا فقیر سچی" اس نے حیرت سے پہلے بابا کو دیکھا پھر آس پاس گزرتی لڑکیوں کو۔

"اے چھورے ادھر کیا دیکھ رہا ہے" بابا نے سوال کیا جواب خود ایکسرے کر رہا تھا لڑکیوں کا۔

"لے خود ہی تو کہا کہ جو کرنے آیا تھا وہ کر اسی لیے ورنہ تیرے کہنے کے مطابق یہ سب ختم ہو جائیں گی اور میں اسی طرح کنوارہ، میں تو بس اپنا کام کر رہا ہوں" کہتے ساتھ ہی

پاس سے گزرتی لڑکی کو لوفرانہ طریقے سے آنکھ ماری۔

لڑکی کا تو حیرت سے منہ کھلا ہی رہ گیا اس کی ہمت کو دیکھ کے جو سر عام اس کو آنکھ مار رہا تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی شیری اس کو اگنور کر کے پھر بابا کی جانب متوجہ ہوا۔

"ہاں تو محبوبہ کی بے وفائی کے بعد بننے والے بابا، میں یہ کہ رہا تھا کہ تیرے پاس دس کا نوٹ ہے "انتہائی سنجیدگی سے سوال پوچھا جو پاس کھڑے سٹوڈنٹس نے بھی سن کہ نا سمجھی سے شیری کو دیکھا۔

جبکہ بابا نے فورن دس کا نوٹ نکال کے دکھایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری نے نوٹ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور غور سے دیکھنے لگ گیا پھر بابا کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ میری طرف سے اپنے بھانجوں بھتیجوں کے لیے میرا مطلب اپنی بے وفا محبوبہ کے بچوں کے لیے کچھ ٹافیاں لیتے جانا بچارے خوش ہو جائیں گے "ساتھ ہی اپنے نا بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا جیسے بابا سے بڑا غم اس کو لگا ہے۔

آس پاس سٹوڈینٹس کا ہس ہس کہ برا حال تھا جو بچارے فقیر کو فری میں ہی لتاڑ رہا تھا

۔

"چل اب تو اپنا کام کر مطلب بچیاں تاڑ، میرا ہو گیا میں چلا اور ہاں اگر کوئی پسند آ جائے تو بلا جھجھک بتانا میں بذات خود تمہارا رشتہ لے کے جاؤں گا یہ اک خوبصورت لڑکے کا وعدہ ہے تجھ سے "اور پھر سے نا آنے والے آنسوں صاف کئے

جب مڑ کے دیکھا تو دو تین لڑکیاں اکھٹی کھڑی رو رہی تھیں

"ہیں بہن جی آپ سب کو کیا ہوا "اس نے کچھ فکر مندی اور حیرت کے ملے جلے اثرات لے کے پوچھا۔

"وہ آپ۔۔۔آپ اتنے اچھے۔۔۔اچھے کیسے ہو سکتے ہیں کہ اک غریب فقیر کی مدد کر رہے ہیں اور رشتہ بھی کروا کے دیں گے "سوں سوں کر کے بتا کے آخر میں زور و شور سے رونا شروع ہو گی۔

شیری تو اس بات پہ رک گیا تھا کہ "غریب فقیر"۔اس کا تو صدمے سے ہی برا حال تھا جو اس کی ایکٹنگ پہ رونا شروع ہو گئی تھی۔اور باقی اس کو حوصلہ دے رہیں تھی۔

"دیکھئے بہن جی "اب یہ بھی دن آ گیا کہ بہن بنانی پڑ رہی تھی،اس نے دل میں سوچا

اور پھر سے مخاطب کیا لڑکی کو جواب اس کو سن رہی تھی۔

"اگر آپ کو ان کی حالت کا اتنا دکھ ہو رہا تو مجھے کہیں میں آپ کے رشتے کی بات چلاتا ہوں ان سے، ویسے ان کی زمہداری تو میں نے لے ہی لی ہے اب، تو کیا کہتی ہیں چلاؤں بات"

شیری نے اپنی طرف سے اس کو مخلصانہ مشورہ دیا۔اور ہنسی مشکل سے کنٹرول کی۔مبادہ کہیں مار ہی نہ دے کھڑے کھڑے یہ لڑکی۔

لڑکی نے پہلے اس کو غور سے سنا لیکن جب بات سمجھ میں آئی تو مارنے کو چڑھ دوڑی۔

"بدتمیز انسان حوبصورت لڑکی دیکھی نہی اور شروع ہو گئے آوارہ پن دکھانے "

اور وہاں سے یونی کے اندر چلی گئی۔

"لے اگر مجھے خوبصورت لگتی تو بہن ہی کیوں کہتا اس فقیر سے رشتہ کروانے کہ بجائے خود نہ کر لیتا، بڑی آئی مجھے آوارہ کہنے والی" لڑکی کی بات سن کے تو جل بھن ہی گیا تھا، ویسے بھی لڑکی کی ڈریسنگ اس کو اچھی لگی بھی نہیں تھی اسی لیے جوابی کاروائی کرنا لازمی سمجھا، جس کی آواز لڑکی اچھے سے سن چکی تھی لیکن اگنور کیا اور چلی گی۔

شیری بھی اندر جانے کے پر تولنے لگا،اس کو اک ٹیچر سے کام تھا لیکن جاتے جاتے فقیر کو فلائینگ کس اچھال کے گیا اور کہا کہ "کوئی اچھی والی ڈھونڈنا" دانتوں کی نمائش کر کہ اندر بھاگا۔

اس نے بلیو جینز پہ وائٹ شرٹ پہن رکھی تھی بالوں کو سیٹ کیے لاپرواہ سا اندر کی جانب بڑھا۔

جبکہ سب اس کو دیکھ رہے تھے جس نے باہر فقیر کا تماشا لگایا اور اب ایسے تھا کہ اس کے چہرے پہ سنجیدگی کہ علاوہ کوئی تاثر نہیں۔ازلی لاپرواہ سا انداز۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooo

وقاص گھر داخل ہوا تو خدیجہ بیگم نے بتایا کہ آج شام میں اس کی ممانی کی طرف جانا ہے کیونکہ وہ خود تو مل آئی تھیں لیکن کام کی وجہ سے وقاص نہ جا سکا اسی لیے اس کو ساتھ لے کے جانا تھا،اس نے جانے کی حامی بھر لی ویسے بھی اس کا بھی فائدہ ہی ہونا تھا اپنی بچپن کی دوست سے مل کہ تو وہ تیار تھا۔

oooooooooooooooo

نوال کا غصہ ہی کم نہی ہو رہا تھا اس اوارہ لڑکے کی حرکت پہ جس نے سب کے سامنے اس کو آنکھ ماری تھی۔

اس کی دوست اس کو گھسیٹ کہ اندر لے آئی تھی ورنہ ارادہ اس کا اس لوفر کا سر پھاڑنے کو کیا تھا۔

غصے کو مزید ہوا تب لگی جب پیچھے سے کوئی لڑکی بولی جو کہ اس کی کلاس فیلو بھی تھی۔

"دیکھو زرا کلاس میں کسی کو منہ نہی لگاتی اور یہاں پہ اس کا عاشق سب کے سامنے اس کو آنکھ مار رہا ہے، تین دن سے یہ لڑکا یہاں آرہا اور تبھی سے یہ بھی۔۔۔۔۔" باقی اس کی دوست نے سننے نہی دیا اور اندر لے آئی۔

"اگر یہ آدمی مجھے کہیں دکھا تو میں اسے ذندہ نہیں چھوڑنا اس کی وجہ وہ میک اپ کی دکان مجھے باتیں کر رہی تھی" نوال غصے سے بولی۔

جبکہ دور کھڑے شیری نے اس سکن حجاب کے ہالے میں براؤن آنکھوں والی چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جس کا غصے سے رنگ سرخ ہو گیا تھا اور چیخ کر اپنی دوست سے کچھ کہ رہی تھی۔اور پہچان بھی لیا کہ وہی لڑکی ہے جس کو جاتے ہوئے اس نے آنکھ ماری

تھی۔اور یہ بھی اندازہ لگایا کہ اس کی حرکت کی وجہ سے غصے میں ہے۔

۔خیر اگر پھر شیری کو نظر آئی تو دوبارہ تنگ کر کے معزرت کرے گا فلحال اس کا کوئی موڈ نہیں تھا لڑکی سے الجھنے کا۔

"چلو کلاس کا ٹائم ہو گیا ورنہ سر پھر غصہ ہونگے "اس کی دوست نے کہا اور میرال غصہ کم کر کہ کلاس کی جانب چل دی۔

دوپہر کے ایک بجے شاہ زین کی آنکھ کھلی۔فریش ہو کہ اپنا حولیہ تبدیل کیا اور اچھے سے تیار شیار ہو کے نیچے آیا۔کمال صاحب لان میں بیٹھے فروٹس کھا رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ذین بھی ان کے ساتھ والی چیئر پہ بیٹھ گیا،آتے ہوئے وہ بوا کو چائے کا کہ کے آیا تھا اب ٹائم لنچ کا ہو رہا تھا تو سوچا کہ سب کے ساتھ ہی کھانا کھائے گا۔

"بابا گڑیا نہیں ابھی آئیں "شاہ ذین نے سلام کے بعد اپنی دونوں جڑواں بہنوں کا پوچھا جو اس ٹائم سکول سے واپس آجاتیں تھیں۔

شاہ زین کمال صاحب کا بڑا بیٹا تھا جو ایس پی کے عہدے پہ فائض تھا۔شاہ ذین شکل پہ اپنے باپ پہ گیا تھا حوبصورت نوجواں،بھورے بال اور بھوری ہی رنگ کی آنکھیں قد

میں بھی باپ سے اونچا تھا وہ اک سحر انگیز شخصیت کا مالک تھا۔

اور پھر اللہ نے ان کو بہت سالوں بعد جڑواں بیٹیوں سے نوازہ جو کہ شاہ زین سے عمر میں بہت چھوٹیں تھیں. اور بلکل چھوٹی سی گڑیاں لگتی تھیں دونوں۔ کمال مراد آرمی میں رہ چکے ہیں اور اب کمال صاحب ریٹائرمنٹ کے بعد اپنا خاندانی بزنس سنبھال رہے تھے اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ۔

شہریاران کے چھوٹے بھائی جمال مراد کا بیٹا تھا، شیری کی ماں کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا تو اس کو شاہ زین کی ماں نے ہی پالا تھا اور زیادہ تر ادھر ہی رہتا تھا جبکہ جمال صاحب اکثر بزنس کے سلسلے میں دوسرے ممالک ہی رہتے تھے۔ اگر کبھی ملک سے باہر جانا ہوتا تو جمال صاحب جاتے جبکہ کمال صاحب یہیں پہ کام نپٹاتے۔ ان کی ایک بہن بھی تھیں جو دوسرے شہر رہنے کی وجہ سے سال میں اک آدھ دفع ہی چکر لگاتیں تھی۔

"آنے والی ہوں گی، ان کو پتا ہے کہ آج ان کا بھائی آنے والا ہے اسی لیے لیٹ ہو گئ ہو نگی تمہارے لیے سرپرائز تیار کرتے ہوئے" انہوں نے منہ بنا کر جواب دیا کیونکہ وہ زیادہ شاہ ذین کے ساتھ ہی اٹیچ تھیں اور ہر دفع اس کو سرپرائز دیتیں تھیں، وہ یہ بھی

جانتے تھے کہ ان کا بیٹا اپنی بہنوں کے لیے کتنا حساس ہے۔

"لگتا ہے کوئی جیلس ہو رہا ہے" زین نے شرارت سے کہا۔ تبھی مسز کمال بھی ان کے ساتھ آ کے بیٹھ گئیں۔

"کیا حال ہے میری جان کا" انہوں نے زین کا ماتھا چومتے ہوے کہا۔

and ..."Alhamdulillah,I am totally fine darling, you look much pretty than ever"

زین نے بھی ان کا ماتھا چومتے ہوئے پیار سے کہا اور شرارت سے اپنے والد صاحب کی جانب دیکھا جو اسی کو گھور رہے تھے۔

"تم دن بہ دن زیادہ پھیل رہے ہو، اگر میں کچھ کہتا نہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم میری بیوی پہ ہی قبضہ جما لو، پہلے ہی بیٹیاں قبضے میں کی ہوئیں ہیں۔" کہتے ہوئے انہوں نے زین کے ھاتھ سے سارہ کمال کا ہاتھ خود کے ہاتھوں میں لے لیا۔ زین ان کا ان کی حرکت پہ قہقہہ بے ساختہ تھا۔ سارہ بیگم بھی ہنسنے لگ گئی اُن کی جیلیسی پہ۔

"ماں جان میری گڑیاں کب تک آئیں گی؟" زین نے اپنی ماں سے چوچھا۔

"مارکیٹ گئیں ہیں شیری کہ ساتھ۔واپسی پہ پک کر لیا تھا اس نے ان کو کہ کے گئیں تھی کہ آج شیری کو لینے بھیجی مئے گا" انہوں نے اس کو تفصیل بتائی مبادہ کہیں ڈانٹ ہی نہ دے ان کو۔

جانتی تھیں کہ جس طرح کی اس کی جاب تھی وہ ان کی ہر طرح سے حفاظت کرتا تھا کسی کہ ساتھ باہر نہیں جانے دیتا تھا سوائے شیری، وقاص اور دانی کہ۔تینوں کو وہ اپنے بھائی مانتا تھا ان پہ آنکھ بند کر کہ بھروسہ کرتا تھا۔

"کب تک ختم ہو رہا ہے تمہارا مشن؟" کمال صاحب نے زین سے سوال کیا۔

"یقین ہے کہ کل کامیابی حاصل ہو گی انشاللہ" زین نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"انشاللہ" انہوں نے بھی کامیابی کی دعا دی۔

سارہ کمال کو پتا تھا کہ اب یہ باپ بیٹا مل کہ کیس ہی ڈسکس کریں گے اسی لیے اٹھ کے اندر جا کے کھانے کی بوا کے ساتھ تیاری کرنے لگیں۔

oooooooooooo

میرال آفس سے گھر آئی تو اس کو ماما سے پتا چلا کہ آج شام کو پھپھو آ رہی ہیں تو چینج کر

کے مال آ گی کہ کچھ ان کے لیے لیتی جائے۔ پھپھو کے لیے خوبصورت سی گرم شال لی، سردی دن بہ دن زیادہ ہو رہی تھی اکتوبر کے آخری ایام تھے اور پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں سردی زیادہ تھی۔ شال لے کہ اب وہ فوڈ ایریا آئی کہ یہاں سے کچھ کیک وغیرہ اور ڈرائی فروٹس لیتی جائے۔

کیک آرڈر کر کہ جیسے ہی وہ موڑی کہ جا کہ کہیں بیٹھ کہ انتظار کر لے کہ اچانک کوئی وجود اس سے ٹکرایا۔ میرال غصے سے کچھ کہنے ہی لگی تھی جب اس نے سکول یونیفارم میں ملبوس بچی کو دیکھا جس نے سنہری بالوں کی پونی ٹیل کی تھی جو زمین پہ بیٹھی اب رونے کی تیاری میں تھی۔ جس طرح کے بچی منہ بنا رہی تھی میرال کو بے ساختہ اس پہ بہت پیار آیا اور اس کے پاس گھٹنوں کہ بل بیٹھی اور اس کو پیار سے کھڑا کیا۔

"ارے پیاری سی ڈول رونا نہیں آپ تو بہادر ہو نا، دیکھو آپی سوری کر رہیں ہے نا"۔

میرال نے بچی کو پیار سے اپنے ساتھ لگا کہ کہا اور ساتھ سوری کے لیے اپنے کان کو ہاتھ بھی لگایا تو اس نے فورن اپنا سر ہلا کے تصدیق کی کہ وہ بہادر بچی ہے جبکہ اس کی نیلی انکھوں میں آنسوں نکلنے کو بے تاب تھے۔ میرال نے اس کی گال کو چوما تو وہ شرما گئی۔ اس کی شرمانے کی ادا پہ میرال نے قہقہہ لگایا۔

"اب آپ آپی سے ناراض تو نہیں ہیں نا"اس نے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے پوچھا تو بچی کھلکھلائی اور جواب میں اس نے بھی اس کا گال چوم لیا۔میرال کھل کے مسکرائی اور اس کا نام پوچھا۔

"What's the name of this cute little shy doll?"

"Noor,and what's yours?"

"Miral"

"ہمم اور آپ کس کہ ساتھ آئیں ہیں یہاں؟"میرال نے دیکھا کہ جب کوئی اس کو لینے نہیں آیا تو پوچھ بیٹھی۔

"میں شیری اور اپنی بہن کے ساتھ آئی ہوں"اس نے بتایا اور ادھر ادھر دیکھنے لگی جیسے کسی کو ڈھونڈ رہی ہو۔

"تو کہاں پہ ہیں آپ کے بھائی؟"میرال کو لگا اسی کو ڈھونڈ رہی ہے اور شاید کھو گئی ہے۔جب اس نے نور کو دیکھا تو وہ چہکی اور ایک طرف اشارہ کیا جہاں پہ لڑکے کی پشت نظر آ رہی تھی۔

"There he is,and one more thing he doesn't like when we call him 'bhai'"

دوسری بات اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی کہیں شیری سن نہ لے۔

"Oh I see,but why does he say that"

میرال نے بھی سرگوشی کی اس کے کان میں۔

"Because he loves me"

کہتے ہی پھر شرما گئی۔میرال نے پہلے بچی کو پھر دور کھڑے شیری کی پشت کو دیکھا جو اب کھانے کے پیکٹ لے کے بل پے کر رہا تھا۔

میرال کو بچی بہت معصوم لگی۔

"آپ یہاں کیا کرنے آئی ھیں"میرال نے پوچھا

"ہمارے بھائی آج گھر آئیں ہیں اتنے دنوں بعد اور ہم ان کے لیے سرپرائز گفٹ لینے آئیں ہیں شیری کہ ساتھ"

اس کو لگا کہ شاید زبردستی بہلا کے لایا ہو جو اس کو بھائی کہنے سے منع کر رہا تھا ورنہ اتنا

بڑا لڑکا چھوٹی بچی سے کیوں کہے گا کہ مجھے بھائی نا کہو۔اس کو لڑکا مشکوک سا لگا۔

کیا کریں اب نوکری ہی ایسی تھی کہ ہر ایک پہ نا چاہتے ہوئے بھی شک کرنا پڑتا تبھی نور کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"Ah I have to go back, Shairy is here".

شاید جلدی میں تھی ہو سکتا بھائی سے ملنے کی جلدی منال کو یہی لگا۔

"Okay take care."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ساتھ ہی پھر سے گال چوم لیا وہ ایک بار پھر سے شرما گئی۔

اس نے بھی میرال کا گال چوما اور کہا

"You are so beautiful like fairy I Love you "

"Seni sevdim."

"اور پھر سے میرال کا گال چوما اور ہاتھ ہلا کے چلی گئی. جبکہ دوسرا جملہ میرال کے سر پر سے گزر گیا لیکن اس کو دیکھ کہ مسکرا دی اور خود بھی ہاتھ ہلا دیا۔

میرال نے آگے جا کہ دیکھا تو نور کو شیری نامی لڑکا اپنی گود میں اٹھا کہ کچھ کہ رہا تھا جس پے وہ شرما رہی تھی ساتھ ہی شیری نے ایک اور لڑکی کا ہاتھ پکڑا تھا جو نور کی ہی طرح سکول یونیفارم میں ملبوس تھی البتہ سنہری کھنگریالے بالوں کی فرنچ ناٹ کر رکھی تھی۔

میرال کو اب یقین ہوا کہ وہ زبردستی نہیں لائی گئی اور نور کی باتوں کو یاد کر وہ ہنس دی اور اپنا کیک لے کے اس کی پیمنٹ کر کے گھر کی راہ لی۔

گھر پہنچتے اس کو پانچ بج گ ئے ردتے میں اس نے کچھ فریش پھول بھی لے لیے.

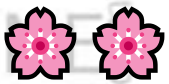

وقاص فریش سا تیار ہو کہ باہر نکلا تو خدیجہ بیگم نے دل میں اس کی نظر اتاری وہ لگ ہی اتنا پیارا رہا تھا۔

گندمی شفاف رنگت کالی روشن آنکھیں جس میں اک خاص چمک ہوتی تھی الٹے ہاتھ پہ گھڑی پہنے کالے رنگ کی شلوار قمیض میں دل موہ لینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کھڑا تھا۔خدیجہ بیگم نے مسکرا کر اس کی پیشانی چومی اور گھر سے نکل پڑے۔

جب وقاص اپنی ممانی کہ گھر پہنچا تو اپنی ماں کو اندر جانے کا کہ کے خود گاڑی پورچ میں

کھڑی کرنے لگا اور جو ان کے لیے تحائف لائے تھے ان کو احتیاط سے نکالا اور اندر کی جانب بڑھنے لگ جب اس کو گیٹ سے اندر آتی اک اور گاڑی نظر آئی اور اس میں سے اک لڑکی باہر آئی جو اپنا ڈوپٹا سمبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھی شاید اور اسی سے چوڑیوں کی کھنک گونجی، وقاص بے ساختہ اس آواز میں کھو گیا اور بھول گیا کی اندر بھی جانا۔

جب لڑکی اس پہ پاس سے گزرنے لگی تو اس کو بھی احساس ہوا کہ کوئی اس کو گھور رہا ہے لیکن اس کو کیا خبر کہ ب ساری زندگی گھورنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

"مرحا"

وقاص کہ لب سرگوشی میں ہلے۔ مرحا حیران رہ گی کہ اس کو اس کا نام کیسے پتا وہ اس کو جانتی بھی نہیں تھی اور آج وہ میرال کے کہنے پہ یہاں اس کے گھر موجود تھی، اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتی اندر سے چہکتی آواز آئی۔

"وقاص کیا کھانے کا ارادہ ہے میری دوست کو جو ندیدوں کی طرح گھور رہے ہو "

معرال اندر سے ان کی طرف بڑھتی ہوئی کہنے لگی اور آتے ہی مرحا کا گال چوم لیا۔ یہ مرحا کی عادت تھی جب کوئی پیارا لگتا بغیر کسی کی موجودگی دیکھے اگلے کا گال چوم لیا۔

میرال کی اس بات پہ وقاص ہوش میں آیا اور شرمندہ سا سر کھجانے لگا۔ لیکن شرمندہ وہ کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔ اور مرحا شرم کے مارے لال ہی ہو گئی اُس کی یہ ادا بھی وقاص نے غور سے دیکھی اور میرال کو مخاطب کیا۔

"میں تو قدرت کا نظارہ دیکھ رہا تھا" ساتھ ہنس دیا اور اس کا حال پوچھا تو وہ مسکرا دی اور جواب دیا۔

"میں ٹھیک ہوں تم نے دیر کر دی آنے ہم کتنے دنوں سے یہاں ہیں اور تم اب آ رہے ہو"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرل نے شکوہ کیا۔

"یار تمہیں تو میرے کام کا اسی لیے وقت نہیں ملا ورنہ پہلے دن ہی آ جاتا"

"چلو کوئی بات نہیں، خیر ان سے ملو یہ میری سب سے اچھی دوست مرحا، تم پہلے مل چکے ہو تین سال پہلے شاید یاد ہو، خیر یاد کیسے نہیں ہو گا جس طرح گھور رہے تھے یاد ہی ہو گا" تعرف کے ساتھ ہی کلاس بھی لے لی وقاص کی۔

"ہاں یاد ہیں یہ، کیسی ہیں آپ" ساتھ ہی مرحا کو بھی مخاطب کیا۔

"ٹھی۔۔ٹھیک ہوں شکریہ "مشکل سے جواب دیا کیونکہ وہ مسلسل اس کو گھورے جا رہا تھا۔

"بس کرو وقاص وہ بیہوش ہو جائے گی تم اس کو ڈرا رہے ہو"

میرال نے شرارت سے کہا اور اس کو لے کے اندر کی جانب بڑھ گئ، جبکہ وقاص اپنی بے اختیاری پہ مسکرا دیا اور ان کے پیچھے ہی چل دیا۔

"اب تو اس بارے میں کچھ کرنا ہی پڑے گا۔۔۔۔۔۔"

"مرحا" پھر کچھ توقف کہ بعد بولا "وقاص احمد"

"مسز مرحا وقاص احمد "اور دلکشی سے مسکرا دیا۔

یہ جانے بغیر کہ اس کی ماں گھر جا کے اس کے سر پہ بم پھوڑنے والی تھیں

باتیں کر کے زین اپنے روم میں آیا اور کچھ فائل ریڈ کرنے لگ گیا۔آج رات کو اس کو پھر جانا تھا اور کل کامیابی کے ساتھ لوٹنا تھا لیکن اس سے پہلے اس کو اپنی شہزادیوں سے ملنا تھا جو پتا نہیں کہاں رہ گئیں تھی۔زین نے اپنا فون نکالا اور شیری کو کال کی، دوسری طرف سے اٹھا لیا گیا۔

"ہاں کہاں ہو یار کب سے انتظار کر رہا ہوں تم لے کے ہی نہیں آ رہے ان کو" زین نے بیچینی سے پوچھا اس کی حالت کو سوچتے شیری نے قہقہہ لگایا۔

"یار تو تو ایسے کہ رہا ہے جیسے تیری محبت کو لے کے گیا تھا"

"ہاں تو میری محبت ہی ہیں تیرے پاس" اس کے لہجے میں اپنی بہنوں کے کیے محبت شیری نے اچھے سے محسوس کی۔

"ہاں بس پہنچ گ ئے جناب آپ نیچے آ کے دیکھ لیں"

اس کے کہنے کی دیر تھی گاڑی کی پورچ میں رکنے کی آواز آی اور زین نے پردے پیچھے کر کے دیکھے تو اس کی شہزادیاں گاڑی سے نکل رہیں تھی جبکہ ایمن کا منہ پھلا ہوا تھا، زین فورن نیچے آیا اور لاؤنج میں ان کے اندر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ جب اندر آتی ہوئیں ایمن اور نور چیخ کے اس کے پاس آ کے لپٹ گئیں۔

"بھائ"

زین نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کے دونوں کو پیار کیا۔ اور دونوں کو اٹھا لیا ایک بازو پہ نور اور ایک پہ ایمن۔ دونوں بہنوں نے اس کے گال کا بوسا لیا۔ "کیسی ہیں میری

گڑیاں؟"

زین اسی طرح دونوں کو اٹھا کے صوفے پہ لے کہ بیٹھ گیا اور دونوں اس کے بازو سے لپٹ کے بیٹھ گئیں۔

"ہم ٹھیک ہیں بھائی" نور نے فورن کہا۔

"لیکن میں نہیں ٹھیک" ایمن نروٹھے پن سے بولی، اندر آتے ہوئے شیری نے اس کی بات سن لی اور اپنی مسکراہٹ روکی، سارا سامان زین کے کمرے میں بھجوا دیا اور آ کے زین کے سامنے والے صوفے پہ بیٹھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"What happened my princess?"

زین نے پریشانی سے پوچھ کے اس کی پیشانی چیک کی لیکن بخار تو نہیں تھا پھر کیا ہوا زین نے سوچا۔

"I will never talk to sherry again"

شیری کی طرف سے منہ موڑ لیا اور اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔

"Oh but why,what did sherry do?"

زین نے حیرت سے پہلے شیری کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا پھر ایمن کو۔

"He didn't let me drive the car and said that I'm too little for this"

ایمن نے منہ بنا کے کہا اس بات پہ زین ہنسنے لگ گیا۔

ایمن نے اس کی ہنسی کا بھی برا منایا اور رہا نسی ہو کہ پوچھا۔

"You think same?"

"No my jaan I don't think so at all,my ayeman is the bravest girl"

زین نے کہتے کی اس کے سر کا بوسا لیا

"I'm also brave girl"

نور نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

"Yes you both are"

اب شیری بولا۔

"میں آپ سے بات نہیں کر رہی آپ نور سے بات کریں" ایمن نے ابھی بھی ناراضگی کا اظہار کیا کہ وہ اتنی جلدی ماننے والی نہیں ہے۔

"اوہو یہ تو بہت برا ہو گیا اب مجھے کیا کرنا پڑے گا آپ کو منانے کے لیے۔ ویسے میں آج آپ دونوں کو رات کو موووی دکھانے والا تھا، خیر اب تو آپ ناراض ہیں میں نور کے ساتھ دیکھ لوں گا، ہے نا نور" شیری نے اس کو مسکا لگایا جو کہ لگ بھی گیا

"شیری میں تو ناراض نہیں ہوں

"I was just kidding

اور وہ فورن زین کے پاس سے اٹھ کے اس کے بازو کے ساتھ لگ کے بیٹھ گی کہ کہیں نور کے ساتھ اکیلے ہی نا دیکھ لے۔

زین اس کے اس طرح بدلنے پہ قہقہہ لگا بیٹھا۔

نور بھی اب جا کے شیری کے پاس بیٹھ گی کہ ہم ساتھ دیکھیں گے موووی

"آپ تو پھر مجھ سے پیار نہیں کرتے نا شیری سے کرتے ہو جو اس کے ساتھ موووی

دیکھو گے "زین نے منہ بنا کر کہا جیسے اس کو ان کی حرکت پہ افسوس ہوا ہو۔

وہ دونوں پھر زین کے پاس آ گیں اور اس کے گال پہ بوسا دیا کہ ہم آپ کے ساتھ دیکھیں گے۔

"یعنی میرے ساتھ نہیں پھر "شیری نے کہا جانتا تھا آگے کیا ہو گا

وہی ہوا دونوں کبھی شیری کو دیکھتیں اور کبھی زین کو۔

"ہم آپ کے ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں اور شیری آپ کے ساتھ بھی۔"

"لیکن آپ دونوں ناراض نا ہوں"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں نے رونے والا منہ بنایا۔

تو زین کو ان پہ بہت پیار آیا ان کو لے کے شیری کے پاس بیٹھا اور کہا

"تو پھر ہم اک کام کرتے ہیں کہ ہم چاروں مل کے مووی دیکھ لیتے ہیں شیری بھائی آپ کے لیے پیزا بھی بنائے گا، ٹھیک ہے؟ "

دونوں کے چہرے جیسے کھل گ ئے فورن سے ہاں میں سر ہلایا۔

اور اپنے کمرے میں بھاگ گئیں کپڑے چینج کرنے جاتے جاتے زین کو کہ کے گئیں کہ آپ کے روم میں ہم نے سرپرائزز رکھا ہے۔۔۔تو زین اس بات پہ کھل کہ مسکرایا اور ان کے جانے کے بعد شیری سے آج کی یونیورسٹی میں ملاکات کا پوچھنے لگا

"میں نے کھل کے بات کی اوردانی کو بھی اشارہ دے دیا تھا کہ ابھی انفارمیشن اپنے پاس ہی رکھے اور ٹیچر نے کوئی خاص بتایا نہیں، مجھے تو یہ بھی شامل لگتا ہے ان کے ساتھ، ویسے بڑا ہی کوئی ٹھرکی تھا اپنی کلاس کی بچیوں کو تاڑ رہا تھا"

زین نے ساری بات سنجیدگی سے سنی۔

"ہمم ٹھیک کیا یہ تو شکر کہ ہمیں پہلے ہی پتا چل گیا تھا کہ سنی ان کا ہی آدمی ہے ورنہ ان کو پتا لگ جاتا کہ ہم وہاں پہ کل چھاپا مارنے والے ہیں، اور ہاں ٹھرک پن کی تو بات نا ہی کرو تم تو اچھا ہے، جانتا ہوں تمہیں بھی میں اچھے سے "

زین نے گھور کے دیکھا تو شیری ہنسنے لگ گیا

"کیا کروں یار تو کروا نہیں رہا میرا ہو نہیں رہا تیری وجہ سے، تو جلدی سے اپنا بندوبست کرتا کہ میں بھی کہیں لگوں، ورنہ میرے ہونے والے بچے طعنے مارینگے مجھے کہ

کتنے بوڑھے ماں باپ ہیں ہمارے جو جوانی میں شادی نہیں کی"

شیری نے مکمل افسوس کا اظہار کیا بریک تب لگی جب پتا لگا کہ زین سخت گھوریوں سے نواز رہا ہے۔

"اب تو اس طرح گھور تو نہ، تو نے ٹھرک پن کا کہا تو میں نے وجہ بھی بتادی اب اپنا غم کسی کے ساتھ شیئر تو کرتے ہی ہے نا لیکن تو کہاں سمجھے گا تو تو سدا کا سڑا کریلا،۔۔۔۔ ہائے یا اللہ مجھے بھی کوئی دے دے جو مجھے سمجھتی اور ہو اس کو بھی پتا ہو کہ ہمارے بچوں کی تعلیم لیٹ ہو رہی اور مہنگائی بڑھ رہی ہے"

شیری تو اپنا دکھڑا ہی سنانے بیٹھ گیا، زین نے ایک دھموکہ جڑا اس کی کمر پہ آخر کب تک سنتا اس کی بکواس۔

تو وہ فورن کسی کام کا کہ کے کھسک گیا۔ ورنا زین سے پڑ ہی جانی تھی دو اور جو اس کے سامنے اپنے فضول خیالات کا اظہار کر رہا تھا، زین بھی اس کی حرکت پہ ہنستا ہوا اٹھ کے اپنے کمرے کی جانب چل دیا جہاں پہ اس کی شہزادیوں نے اس کا سرپرائزر کھا تھا۔

oooooooooooooo

وہ سب اب لاؤنج میں بیٹھ کے باتیں کر رہے تھے. خدیجہ بیگم بھی مرحا سے بہت پیار سے ملیں. حزیفہ تو سب سے زیادہ خوش تھا کیونکہ اس کو مرحا بہت پسند تھی اب بھی وہ اس کے ساتھ چپک کہ بیٹھا تھا اور چہرہ ھاتھوں پہ گرا کہ اس کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا.

وقاص ایک کونے میں بیٹھ کے موبائل پہ لگا تھا ساتھ ساتھ ایک نظر مرحا کو بھی دیکھ لیتا.

سب خواتین اپنا گروپ بنا کے بیٹھیں باتیں کر رہیں تھیں. امی پھپھو کے ساتھ, نوال میرال اور مرحا آپس میں موبائل میں گھس کے راز و نیاز کر رہیں تھیں اور حزیفہ فری کا ساتھ بیٹھا تھا اسی لیے اکیلا بیٹھا تھا۔

کھانا وہ لوگ کھا چکے تھے رات بھی کافی ہو گئ تھی اسی لیے امی نے مرحا کو منع کر دیا تھا واپس جانے سے اب وہ رات ان کے پاس ہی تھی۔(چونکہ وہ ابھی ہوسٹل رہ رہی تھی اسی لیے کوئ مسلہ نہیں ہوا تھا اور وہاں پہ اطلاع دے دی تھی)۔

پھپھو لوگ بھی کافی دیر بعد ملے تھے اس لیے وہ بھی آج یہں پہ رک رہے تھے۔

"زرا شرم نہیں ہے تم دونوں میں کہ سب کھانا کھا کہ فارغ ہوئے ہیں تو چائے یا قہوہ ہی بنالائیں پتا نہیں کن کی اولادیں ہوتیں ہیں جو خود کچھ کر لیں بن کہے مجھے تو یہ نکمی اولادیں ہی ملی ہیں۔"

آسیہ بیگم نے جب ان کو مسلسل موبائل میں گم پایا تو لگے ہاتھوں کلاس لے لی سب کے سامنے, نوال پہ تو کوئی اثر نا ہوا البتہ میرال معزرت کر کہ اٹھ گئ۔

اب نوال اٹھ کے وقاص کے پاس آ کے بیٹھ گئ. اور حزیفہ کو تو موقع مل گیا اور اپنی باتیں لے کہ بیٹھ گیا۔

مرحا کیا آپ کی منگنی ہوئی ہے "سیدھا کام کی بات پہ آیا اور آپی کہنے کا تکلف نہیں کیا، وقاص کے بھی کان اٹھ کھڑے ہوئے.

"کیوں" مرحا نے حیرت سے پوچھا

"بھئی بتائں نا." اس نے ضد کی پوچھنے کی تو مرحا نے جواب دیا۔

"No I'm not engaged"

تو دونوں لڑکوں نے سکون کا سانس لیا حزیفہ نے تو اونچی آواز میں با قاعدہ ہاتھ اٹھا کے

شکر ادا کیا۔ تو مرحا حیرت سے اسے تکنے لگی وہیں وقاص کا بھی منہ کھل گیا اس کے شکر ادا کرنے پہ۔

ادھر نوال کو تپ ہی چڑھ گئی۔

"ہیییییں! ٹینڈے تو کس بات پہ شکر ادا کر رہا ہے" نوال نے مشکوک نظروں سے گھورا۔

"یہی بات پہ کے وہ اینگیجڈ نہیں ہیں" اب نوال بقاعدہ اس کے اور مرحا کے درمیان بیٹھ گئی کہیں خود ہی نا منگنی کر لے بیٹھے بیٹھے۔

"تو تمہیں اس سے کیا فائدہ۔۔۔۔۔ تم نے اس کی شادی کروانی ہے بھائی وقاص سے۔" اب اس نے حیرت سے پوچھا۔

حیرت کا جھٹکا تو مرحا کو بھی لگا۔

اس بات پہ بے ساختہ ہی نظر اس کی طرف اٹھی تو خود کو تکتے پا کے فورن گھبرا کے نظریں جھکا لیں. وقاص اس ادا پہ کھل کہ مسکرایا۔

اب جھٹکا لگنے کی باری وقاص کی تھی۔

"لے وہ کیوں کریں گی ان سے شادی میں ہوں نا ان سے شادی کرنے کے لیے ویسے بھی وقاص بھائی تو بہت بڑے ہیں ان سے، بھائی کے ساتھ تو وہ بہت چھوٹی لگیں گی جبکہ بھائی بوڑھے انکل "اس نے جیسے پتے کی بات بتائی وقاص کو تو پانی پیتے پھندہ ہی لگ گیا۔

مرحا بچاری کبھی اس چھوٹے لڑکے کو دیکھتی تو کبھی وقاص کو جو ضبط کے مارے سرخ ہو گیا تھا، اگر وقاص نا بیٹھا ہوتا تو وہ اس بات کو بہت انجوائے کرتی لیکن کیا کہ سکتے۔۔۔۔

جب وہ تھوڑا سمبھلا تو فورن سے پہلے بولا کہ "میرے ساتھ تو ٹھیک ہی لگیں گی البتہ تمہارے ساتھ وہ آنٹی لگے گی۔ "

وقاص نے جل بھن کے کہا۔

"تو کیا ان پہ آپ کی نظر ہے؟... میں بتا رہا ہوں یہ میری ہیں خبر دار آپ نے ان کے بارے میں سوچا تو "جواباوہ بھی گھور کے بولا۔

مرحا سے تو بیٹھنا محال ہو گیا تھا۔

چہرہ شرم کے مارے سرخ ہو گیا تھا نظریں اٹھائی ہی نہیں جا رہیں تھیں۔

نوال ہونقوں کی طرح کبھی ٹینڈے کو دیکھتی تو کبھی اپنے بھائی کو. جو آج تک لڑکی کے معاملے میں انوالو نہیں ہوا تھا اور اب کیسے ٹینڈے سے لڑ رہا تھا۔ نوال تو داد دیے بنا نا رہ سکی۔

وہ تو شکر تھا کہ امی اور پھپھو کمرے میں جا چکیں تھیں۔

میرال کچن میں چائے بنا رہی تھی جب اس کو کال آئی تو اٹینڈ کر کے زرا آہستہ آواز میں پوچھا۔

"کام ہو گیا کیا؟ "

دوسری طرف سے مثبت جواب ملنے پہ اس نے "نظر رکھنا اس پہ ہر پل کی" کہ کے دوسری طرف سے اوکے سن کے کال کاٹ دی۔ اور سکون کا سانس لیا اب اس کو اس بارے میں اختیاط سے قدم اٹھانا تھا اپنی دوست کی زندگی کی خاطر۔

چائے بننے پہ کپوں میں ڈال کہ باہر آئی تو اس نے مرحا کو کہتے سنا "میں روم میں جا رہی"

تو میرال نے فورن وجہ پوچھی کیونکہ اس کا ارادہ موووی دیکھنے کا تھا سب کے ساتھ بیٹھ کہ۔

"وی۔۔ویسے ہی۔۔۔"اس سے بولا نہیں جا رہا تھا ان کی باتیں سن کہ۔

"مرحا چپ کر کے بیٹھ جاؤ موووی دیکھنی ہے سب نے مل کے کیوں وقاص ٹھیک ہے نا"۔

اپنا پلان بتا کے ساتھ ہی وقاص سے تائید چاہی جس نے فورن سر ہلایا۔

"آپی آپ بھائی کو سمجھا دیں ورنہ میں ان سے بات نہیں کروں گا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حزیفہ نے پھر بات شروع کر دی جس سے مرحا بچنا چاہتی تھی لیکن شکر وقاص کا جس نے بات سمبھال لی۔

"وہ کچھ نہیں ناراض ہے مجھ سے کہ میں اتنے دنوں بعد آیا ہوں"میرال کی سوالیہ نظر کو اپنی طرف دیکھ کے وقاص نے مسکرا کے جواب دیا تو مرحا سکون سے بیٹھی اور سوچا اکیلے میں وہ میرال کو خود بتا دی گی بات۔

"پھر کونسی دیکھیں موووی؟"

میرال نے بھی اپنے نشست سمبھال کے کہا چاہئے وہ پہلے ہی دے آئی تھی امی لوگوں کو اور وہ سب سکون سے بیٹھ گئے تھے۔

"ہارر "

حزیفہ نے فورن کہا تو سب نے تائید کی لیکن اک کی جان مشکل میں پڑ گئی۔

توسب نے مل کے مووی "the nun" ڈیسائڈ کی

اب وہ سب کشن پہ بیٹھ گئے تھے نیچے۔

وقاص کی اک سائڈ پہ میرال اور دوسری پہ حزیفہ اور اس کے ساتھ نوال جبکہ مرحا میرال کی سائڈ پہ بیٹھ گئی۔

اب سب مووی دیکھنے میں مگن تھی جبکہ وقاص کسی کی بے چینی نوٹ کر رہا تھا اور بار بار کہتا کہ بس اب رات بہت ہو گئی ہے اب جا کے سونا چاہیے لیکن نوال زور و شور سے کہتی کہ بھائی آپ ڈر رہیں ہیں تو وہ کہتا کہ نہیں واقعی رات بہت ہو گئی ہے اب سونا چاہیئے ورنہ وہ جس فیلڈ میں تھا وہاں پہ تو ڈر نام کی کوئی چیز بھی نہیں تھی۔۔۔۔

oooooooooooooooooooo

زین کو کمرے میں اک ٹی شرٹ ملی ساتھ میں برینڈڈ واچ اور برینڈڈ پرفیومز بھی۔وہ بھی اس کی پسندیدہ کلیکشن میں سے۔پھر چاروں نے رات کو "finding dorri" دیکھی جو وہ کئی بار دیکھ چکے تھے زین اور شیری کے ساتھ اور وہ نور اور امن کی پسندیدہ کارٹون مووی تھی۔۔

پھر زین ان کو سلا کہ اپنا ضروری سامان لے کے شیری کو اطلاع کر کے نکل پڑا اللہ کا نام لے کہ۔۔۔اپنے والد کو وہ پہلے ہی بتا چکا تھا رات کو جانے کا۔اور اب اسے مشن ختم کر کے شام تک اپنی شہزادیوں کے پاس پہنچنا تھا کیونکہ وہ ناراض ہو جاتیں پہلے بھی وہ ان سے اتنے دن دور رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح ناشتے کی ٹیبل پہ سب موجود تھے سوائے وقاص کہ وہ ضروری کام کا کہ کے رات کے آخری پہر کو ہی نکل گیا تھا۔وقاص آرمی میں میجر تھا۔

میرال حسب معمول تیار ہو کہ بیٹھی تھی لیکن آنکھیں سرخ تھی۔"بیٹے آنکھوں کو کیا ہوا؟"پھپھو نے فکر مندی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں پھپھو وہ رات میں کیس سٹڈی کر رہی تھی شاید اس وجہ سے"

بغیر نظر ملا کے جواب دیا۔

"آؤ مرحا تمہیں جاتے ہوئے ڈراپ کر دوں گی" اٹھتے ہوئے مرحا کو بھی مخاطب کیا۔۔۔۔

"ہاں اوکے، ٹھیک ہے آنٹی میں چلتی ہوں" وہ بھی اٹھتے ہوئے بولی

"ٹھیک ہے بیٹا اپنا خیال رکھنا۔۔۔۔۔اور بیٹا وہ رات کو بجلی چلی گئی تھی آپ کو کہیں مسلہ تو نہیں ہوا نا" آنہوں نے فکر مندی سے پوچھا۔

"نہیں آنٹی میں آرام سے سو گئی تھی نوال کے ساتھ میرال نے شاید کیس سٹڈی کرنا تھا اسی لیے نوال کے ساتھ تھی میں۔" مسکرا کے جواب دیا

"چلو ٹھیک ہے اللہ کی امان میں" دونوں کا ماتھا چوما پھر پھپھو نے بھی ماتھا چوما اور ان کے لیے دعا کی۔

oooooooooooooooooooo

گاڑی میں خاموشی تھی جس کو میرال کی آواز نے توڑا۔

"تم کسی اچھی سی سائکیٹرسٹ کو جانتی ہوں"

مرحا نے حیرت سے میرال کو دیکھا۔جو بلکل سیریس نظر آرہی تھی۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"نہیں کچھ نہیں بس اک کولیگ کو ضرورت تھی اس لیے، جانتی ہو کیا کسی کو؟"

میرال نے نارمل انداز میں جواب دیا۔

"ہاں جانتی تو ہوں میں تمہیں ان کا نمبر واٹس ایپ کر دیتی ہوں" مرحا نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ٹھیک ہے کر دینا یاد سے"

"اوکے، چلو میرا ہو سپیٹل آگیا میں جاتی ہوں اور اپنا خیال رکھنا یار مجھے بہت فکر لگی رہتی ہے تمہاری، انشاللہ تم کامیاب لوٹو گی، میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں" آخر میں اس کے لہجے میں نمی گھل گئ، میرال کو اس پہ بہت پیار آیا اور اس کو گلے لگا لیا۔

"یار تم کیوں ٹینشن لیتی ہو اللہ ہے نا میرے ساتھ وہ مجھے کامیاب ہی لوٹائے گا اور یہ کوئ بڑا مشن نہیں ہے بس ہمیں وہاں جا کے سب کو رنگے ہاتھوں پکڑنا ہے اور گرفتار

کرنا ہے، تم خوامخواہ ٹینشن لے رہی ہو، بہادر بنو ورنا وقاص کیا سوچے گا کہ تم تو بہت ڈر پوک ہو"

اخری بات شرارت سے کہی۔تو مرحا جھینپ گئ۔

"یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو میرال ایسا کچھ نہیں ہے"۔

"اب مجھے بچی بھی نا سمجھو تم جس طرح اٹھ کہ جا رہی تھی کل اور وقاص جیسے دیکھ رہا تھا تمہیں کوئ بچہ بھی ہو تو اسے لگ جائے گا پتا"میرال نے ہنستے ہوئے کہا۔

ویسے کیسا لگا میرا دوست ؟"میرال شرارت سے پھر باز نا آئ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بہت ہی برا"مرحا نے تپ کے کہا۔

"اچھا واقعی، ویسے لگ تو نہیں رہا جس طرح تم اس کے نام سے شرما رہی ہو "

میرال نے مصنوعی حیرت سے کہا تو وہ اور شرما کے دہری ہو گئ۔اس بات پہ میرال کا قہقہہ گونجا۔

"میرااال"مرحا نے روہانسی ہو کہ کہا۔

"اچھا اچھا اب نہیں کہتی، اپنا خیال رکھنا"پھر سے گلے لگا کہ اس کو پیار سے کہا۔

"تم بھی اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ" کہتے ہی اتر گئی۔

میرال نے اک گہرا سانس لیا اور اللہ کا نام لے کہ اپنی منزل کی جانب چل دی۔آج اس کا پہلا کیس تھا اسلام آباد میں، وہ اس کو خراب نہیں کرنا چاہتی تھی،

صبح جب فجر پڑھ کے اٹھی تو اپنے والد صاحب کو یاد کر کر کہ روئی اور ان کے لیے دعائے خیر بھی کی۔انہوں نے ہی تو اس کو بہادر بننا سکھایا تھا۔ایک دفع پھر اس کی انکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اپنے والد صاحب کو یاد کر کے۔

"آہ! ابو آپ کیوں گئے آپ کی میرال ابھی بھی۔۔۔۔"بولتے بولتے چپ ہو گئی۔

"نہیں۔۔۔۔مجھے اللہ پہ بھروسہ ہے وہ مجھے اکیلا کبھی نہیں چھوڑے گا چاہے کچھ بھی ہو جائے "اپنے آپ کو مظبوط ظاہر کر کہ اک بار پھر وہ کامیاب ہونے جا رہی تھی۔

oooooooooooooooo

میرال نے آفس پہنچ کے سب سے پہلے آئی جی کو اپنا ہوم ورک بتایا اور اپنی ٹیم کے ساتھ وطن کے دشمنوں کا خاتمہ کرنے کا عزم لے کے نکل پڑی لیکن جس کے ساتھ آج کیس تھا وہ تو آیا ہی نہیں "شاہ ذین مراد"۔۔۔۔۔

خیر اس کو خود پہ اور اللہ پہ بھروسہ تھا کہ وہ کر سکتی ہے۔

وہاں پہنچ کے اس نے سب کو ان کی جگہ پہ الرٹ ہو کہ رکنے کا کہا اور کہا کہ جب تک وہ اشارہ نا کرے کوئی کچھ بھی نہیں کرے گا، اس کو یہ بھی اطلاع دی گئی تھی کہ ہمارے کچھ آفیسرز یہاں حولیہ بدل کہ دشمنوں میں شامل ہیں۔

یہ اک بظاہر دوائیوں کی فیکٹری تھی جہاں پہ میڈیسنز بنتی تھی لیکن کچھ عرصے سے یہاں پہ بننے کا کام سرانجام نہیں ہو رہا تھا بلکہ باہر سے بنی بنائی منگوائی جا رہیں تھیں۔ کچھ عرصے تو کسی کو شک نا ہوا لیکن آہستہ آہستہ یہاں کے لوگوں کو نشے کی عادت لگ گئی، فیکٹری کے قریب کی یونیورسٹی میں بھی یہ کام سرانجام ہونے لگا،

یونیورسٹی کے پرنسپل جو کہ کمال مراد کے دوست تھے انہوں نے ان سے اس بارے میں بات کی اور یہ بھی بتایا کہ بہت سی لڑکیوں کو بھی منشیات کا استعمل کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے، تو شاہ ذین سے مشورہ کر کے باقاعدہ ہیڈ آفس سے اجازت لے کہ اس مشن پہ کام شروع کر دیا،

دانی اور شیری نے اپنے طریقے سے پتا لگوایا تو ان کو اس فیکٹری پہ شک ہوا اور پھر شاہ زین اپنے پلین کے مطابق ان کے گروہ میں شامل ہو گیا اور اس کام میں اس کی مدد سنی نامی لڑکے نے کی جو کہ ان کے لیے مخبری کا کام کر رہا تھا لیکن جلد ہی وہ بھی لالچ میں آ گیا اور ان کے خلاف ہو گیا جس دن انہوں نے ساری انفارمیشن ہیڈ تک پہنچانی تھی اسی دن زین نے اس کی باتیں سن لیں وہ کسی سے اس چیپ کے بارے میں بات کر رہا تھا جس میں انفارمیشن تھی اور یہ بھی کہ وہ یہ چیپ دانی کے پاس سے لے کے ختم کر دے گا پھر کوئی ثبوت نہیں ملے گا ان کے خلاف اسی لیے شیری نے دانی کو اشارے سے ہی منع کر دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور سنی کو پھنسا کہ اس سے سب اگلوا لیا دانی نے، یہ بھی کہ کس ٹائم ان کا مال آنے والا ہے۔

مال پہنچے کا ان کو پتا تھا لیکن اصل ٹائم کا ان کو آج پتا چلا تھا اسی لیے آج ساری ٹیم تیار تھی۔

میرال کو کچھ غیر معلولی سا لگا تو وہ گیٹ کے پاس پہنچی۔

دو کنٹینر آگے والی سائیڈ سے آرہے رہے جبکہ اک پچھلی سائیڈ سے جس میں مکمل نشہ آور ادویات تھیں۔جو کنٹینر آگے کی طرف آرہے تھے ان میں شروع میں صحیح ادویات کے بعد منشیات تھیں، مقصد یہ تھا کہ جب کوئی تلاشی لے تو آگے سے سب اصلی نکلیں باقی کون سا کوئی سارا ٹینکر چیک کرے گا۔

میرال پچھلے گیٹ پہ مجود تھی جب کوئی اس کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا ساتھ ہی کانسٹیبل رفیق بھی تھا مر حا حیران سی اس گنڈے موالیوں کو دیکھ رہی تھی، ایک جو اس پاس ہی کھڑا اب اس کا جائزہ لے رہا تھا جس نے حسبِ معمول یونیفارم کے نیچے ہیل پہنی تھی میرال نے خود کو ایسے گھورتے پا کے تیش آ کے میں پوچھا کہ

"اوئے گنڈے موالی اس طرح کیا گھور رہے ہو اگر آج کام ادھر ضروری نہیں ہوتا تو فرصت میں کہتی کہ گھور لو لیکن اب نکل یہاں سے ورنا پہلی فرصت میں اڑا دونگی"

کانسٹیبل فورن آگے آیا بتانے کہ وہ کون ہے مبادہ کہیں سچ میں مار ہی نا دے کیونکہ کانسٹیبل اور دوسرے آدمی نے اپنا حولیہ بدلہ ہوا تھا اور اس پہلے وہ کچھ کہتا میرال نے رکھ کے دی کہ اس کا جبڑا ہی ہل گیا تھا۔

"خبر دار جو تم نے بکواس بھی کی تو شکل سے ہی بچہ چور لگتے ہو، اب نکلو میرے پاس سے ورنہ دبارہ کہوں گی نہیں کروں گی"۔

کانسٹیبل مشکل میں ہی پڑ گیا کہ کیا کرے میڈم جی تو سننے کو تیار نا تھی اپنا تو دور سر کا تعارف کیسے کرواتا۔

"میڈم جی "

"کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ ہاں!، اور تم۔۔۔۔ تم کیا گھور کے دیکھ رہے ہو مجھے ہاں اپنی آنکھیں سمبھال کے رکھو ورنا نکالنے میں دیر نہیں لگنی"

ایک تو اسے ایس پی کے نا آنے کا غصہ تھا اوپر سے یہ اس کے سر پہ سوار ہو گئے تھے۔

"اب جاؤ یہاں سے یا گھر میرے ساتھ جانا ہے، جسے آنا تھا وہ آیا نہیں، بن بلائے مہمان آ پہنچے ہیں ادھر "

اس کو رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا ایس پی پہ۔ بس پھر دوسرے آدمی کی یہیں تک برداشت تھی جب اچانک وہ اس کے نزدیک آیا اور سرعت سے اس کو روکنے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑا، بس پھر کیا ہونا تھا میرال میڈم کا ہاتھ اٹھ گیا اور اپنے ہاتھ کی چھاپ چھوڑ دی

،اگلے کے چہرے پہ اور اس کو اور حسین بنا گیا۔

شاہ ذین تو اس کی حرکت پہ ہی تھم گیا اس کو کیا پتا تھا کہ یہ دکھنے میں نازک لڑکی اس کو تھپڑ ہی مار دے گی

چونکہ شاہ ذین نے اپنا حولیہ بدلا ہوا تھا تو کوئی پہچان نا پاتا اسی لیے کانسٹیبل کے ساتھ مل کے میرال کے پاس آیا تا کہ اس کو بتا دیں کہ ہم ان کے ساتھ ہیں لیکن یہاں ہماری صدا کی جزباتی کہاں غصے میں کسی سنتی ہے اس لیے اس کے ھاتھ پکڑنے پہ رکھ دی۔

"تمہاری عقل گھاس چرنے گئی ہے کیا جو اگلے کی بات بھی نہیں سن رہی تم پہلے بات سن لیا کرو، ویسے یہ میں ادھار رکھتا نہیں (باقاعدہ تھپڑ کی طرف اشارہ کیا) لیکن اک تو لڑلی اوپر سے جانتی بھی نہیں" شاہ ذین نے غصے کو پی کے جواب دیا جانتا تھا کہ اگر پہلے بتا دیا ہوتا تو تھپڑ سے تواضع نا ہوتی اس کی۔

"پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کہ ہاتھ کیوں پکڑا تم نے ہاں۔۔۔۔ہمت کیسی ہوئی تمہاری میں کب سے لحاظ کر رہی تھی تمہارا لیکن اب میں تم پہ ہراسمنٹ کا کیس لگاؤں گی پھر خود بھی اک بار مہمان نوازی کروں گی۔۔۔۔۔اور میں کیوں جاننے لگی تمہیں کسی ریاست کے شہزادے ہو تم، بتاؤ؟" میرال نیچی آواز میں غرائی۔

شاہ ذین کو اب افسوس ہونے لگا تھا اس کے پاس آ کے جوان کی سن ہی نہیں رہی تھی ں مبس اپنی رٹی جا رہی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنا حسین تعارف کرا کے اس سے سینیئر ہونے کا فرض نبھا کے اس کی بے عزتی کرتا تبھی فضا میں فائر کی آواز گونجی اور دونوں الرٹ ہو گ ئے اور میرال نے اپنی ٹیم کو اشارہ دے دیا جس سے وہ بھی جوابی کاروائی شروع کر چکے تھے۔

افیسرز نے تقریباً کامیابی حاصل کر لی تھی کیونکہ ان کے مطابق جس سے یہ سب کام شروع ہوا تھا وہ بھی ان حراست میں آ چکا تھا اب پولیس کے لوگ ٹینکرز کو اپنی نگرانی میں لے رہی تھے جب اچانک میرال بے ہوش ہو کہ زمین پہ گر گئ،

oooooooooooooooooo

آج پھر شہریار یونیورسٹی آیا تھا اور فقیر کو وہاں نا پا کہ واپس جانے لگا لیکن پھر کچھ سوچ کے اندر کی جانب قدم لے لیے البتہ چہرے پہ اک شرارتی مسکان سجائ ہوئ تھی۔

اندر جا کے اس کو زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی کیونکہ جس کو وہ ڈھونڈ رہا تھا وہ اس کو ایک خالی بینچ پہ بیٹھی ہوئ مل گئ تھی، بلیو شرٹ پہ وائٹ ٹراؤزر پہنے ساتھ ہی وائٹ

حجاب کیے وہ فریش سی لگی تھی،

شیری اسی طرف بے نیاز سا چلتا ہوا بے تکلفی سے ساتھ بیٹھ گیا اور پاس پڑی بک اٹھا کے پڑھنے کی اپنی سی کوشش کرنے لگ گیا کیونکہ وہ زوالوجی کی بک تھی جبکہ شیری نے کمپیوٹر میں ماسٹرز کیا ہوا تھا اور بہت اچھا ہیکر بھی تھا جو کہ بہت کم لوگ جانتے تھے کیونکہ وہ اپنا یہ ہنر وطن کے پاک عزائم میں زین، دانی اور وقاص کی مدد میں استعمال کرتا تھا۔۔۔۔باقی لوگوں کے لیے وہ ایک بزنس مین کا ویلہ بیٹا تھا جو اک آدھ بار ہی آفس کا چکر لگاتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com

نوال تو اس پاس بیٹھے شخص کی دیدہ دلیری پر صحیح طرح سے حیران بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس کو پکار بیٹھا۔

"پتا نہیں لڑکیوں کو کیا شوق ہوتا ہے جو اس طرح کی بکس پڑھتیں ہیں مجھے تو کوئی سمجھ نہیں آتی ان چیزوں کی۔بھئی بڑی ہی ہمت ہے تمہاری جو تم یہ گند پڑھتی ہو۔

I'm impressed"

وہ جیسے داد دیئے بنا نا رہ سکا۔

ساتھ وہ صفحہ اس کے آگے کیا جسے وہ گند کہ رہا تھا جہاں پہ مینڈک کے اندرونی اعضاء تفریق(frog disection)کے دوران دکھائے جارہے تھے۔

" تمیم! بدتمیز، لوفر، آوارہ، گھٹیا انسان۔۔۔۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی ادھر بیٹھنے کی اور مجھ سے مخاطب ہونے کی دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ میں تمہاری پرنسپل سے شکایت لگادوں گی، تم جانتے نہیں ہو مجھے نوال نام ہے میرا اور میری بہن پولیس آفیسر بھی ہے وہ تم کو بھون کے رکھ دے گی اب پہلی فرصت سے نکلو یہاں سے میں تمہاری پہلی والی حرکت بھی نہیں بھولی ابھی"۔

نوال نے پہلے شیری کی بات سنی اور پھر اسے پہچاننے میں زرا دیر نا لگی کہ یہ وہی ہے جس نے اس کو دن دھارے سب سٹوڈنٹس کے سامنے لوفروں کی طرح آنکھ ماری تھی اور اب وہ اس کے ساتھ آرام سے بیٹھا اس طرح بات کر رہا تھا جیسے صدیوں سے اس کو جانتی ہو۔

تو دوسری طرف شیری نے اس کی بات مسکرا کہ سنی لیکن جب اس نے اپنا نام بتایا(یعنی آدھا کام تو ہو گیا)اور ساتھ میں پرنسپل کے پاس جانے کی دھمکی دی تو مسکراہٹ اور گہری ہو گئی اور آنکھوں میں چمک آ گئی جیسے کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو۔

اور جب اس نے اپنی بہن کا پولیس میں ہونے کا ذکر کیا تو گہری مسکراہٹ ایک شیطانی مسکراہٹ میں تبدیل ہو گئی۔

اس کی بات پہ وہ دلکشی سے مسکرا اٹھا۔

"دھمکی تو تم نا ہی دو تم مجھے، الٹا تمہی کو لینے کے دینے پڑیں گے، کیونکہ میرے انکل اس یونی کے پرنسپل ہیں اور رہی تمہاری بہن کی بات تو اس کی خیر ہے پولیس والوں سے اپنا پرانا رشتہ ہے۔اور ہاں۔۔۔۔۔پہلے والی کون سی حرکت؟"

جانتے بوجھتے بھی انجان بن گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کو پتا نہیں کیوں اس نوال نامی لڑکی کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا حالانکہ وہ اس دن کی، کی ہوئی حرکت کی معزرت کرنے آیا تھا لیکن اب تو وہ بھول چکا تھا کہ کیوں آیا تھا اور اس سے فری کے پنگے لے رہ تھا۔

نوال اس کی بات سن کے اس کو وہی کتاب مارنے لگ گئی جو کچھ دیر پہلے شیری نے پکڑی ہوئی تھی۔اور اس کو مہذب گالیوں سے نوازتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

شیری دلکشی سے مسکرا اٹھا کچھ دیر بعد نوال پھر واپس آئی اور دیکھا کہ ابھی بھی وہیں

بیٹھا ہے تو غصے بھری نظر ڈال کے اپنا موبائل جو وہی بھول گئ تھی لے کے واپس چل دی۔

شیری نے اپنا موبائل نکال کہ اس کا نمبر سیو کیا "Brown-eyed witch" کے نام سے اور اس کی بہن کا نمبر بھی "witch's sister" کے نام سے سیو کر لیا۔

ہیر پھیر کرنے میں یہ ماہر تھا۔

یونیورسٹی سے نکلتے اس کو زین کی کال آئ

"جی فرمایئے، اچھا۔۔۔۔ خیریت، اوکے اللہ حافظ۔"

مختصر سی بات کر کے گاڑی میں بیٹھا اور گیٹ کے باہر لی۔

وین میں بیٹھتی نوال کی نظر بے ساختہ ہی اس کی گاڑی کی طرف گئ، شیری کی بھی نظر اس کی طرف اٹھی اپنے آپ کو دیکھتے پا کے جان بوجھ کے پھر سے اپنی ایک آنکھ ونگ کی اور فورن رفو چکر ہو گیا۔

نوال جلتی بھنتی اس کو گالیوں اور القابات سے نوازتی وین میں بیٹھ گئ۔

دانی اپنے کمرے میں کل ہونے والے واقعے کو سوچ رہا تھا۔

جب وہ مال گیا تھا وہاں سے گزرتے ہوئے اس کی ایک لڑکی سے ٹکر ہوئی تھی۔لڑکی نے اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ کے رکھا تھا اور اس کے ھاتھ میں جو دو بیگ تھے وہ بھی گر گئے تھے۔ان میں سے ایک بیگ میں چھوٹے سے بچے کے کپڑے تھے۔

لڑکی جلدی سے جھکی اور چیزیں سمیٹنے لگی۔

تب ہی اک آدمی جو شاید لڑکی کا شوہر تھا سرعت سے آگے بڑھا اور لڑکی کو زور سے جھٹکا دے کر کھڑا کیا۔

دانی جو ایک بیگ اس کو تھمانے لگا تھا اٹھ کہ ،وہ فورن اس آدمی نے جھپٹ لیا

دانی لڑکی کے بازو پہ اس شخص کی سخت گرفت محسوس کر سکتا تھا۔

تبھی بول پڑا"اس کا بازو چھوڑو"۔

کیوں تجھے کیا مسلہ ہو رہا ہے بیوی ہے میری"

"بیوی ہے نوکرانی نہیں جو تم اس کو اس طرح ٹریٹ کرو"دانی نے تحمل سے سمجھانا

چاہا۔

"تجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے، یار ہے کیا یہ تیرا"

پہلا جملہ دانی کو جب کہ دوسرا اس نے غصے سے لڑکی کو دیکھ کہ کہا اور بازو پہ گرفت مزید سخت کر دی۔

"تمیز سے بات کرو ورنہ "دانی بھی غصے سے بولا۔ جبکہ لڑکی کو اپنی شامت نظر آ رہی تھی اور اس کی موٹی موٹی آنکھیں جو پہلے ہی سوجی ہوئیں تھی اب ان میں پانی جھلکنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ورنہ کیا کرے گا ہاں تجھے تو میں بعد میں دیکھ لوں گا، اور تو چل زرا گھر اور چل کے تجھ سے پوچھتا ہوں اور کتنے یار بٹھائے ہیں اپنی آس پہ "آدمی لڑکی کو گھسیٹتا ہوا لے گیا۔

دانیال نے پھر اپنے بندوں کو لگا دیا اس کام پہ کہ اس آدمی کا سب کچھ پتا کریں کیا کرتا ہے۔ کہاں رہتا ہے سب کچھ۔

اور اب وہ اسی لڑکی کے بارے میں سوچے جا رہا تھا۔

جب شاہ زین کی کال آئی اور اس نے رسیو کیا۔

دوسری طرف سے شاہ زین نے اس کو آج کے کیس کے متعلق آگاہ کیا اور کہا کہ جا کہ ہیڈ کو رپورٹ دے دے اور کہے کہ مجھے کچھ ضروری کام ہے۔

اس کی بات مکمل سن کے دانیال نے اوکے کا سائن دیا اور ہیڈ آفس کی جانب چل دیا۔

میرال کے اچانک گرنے سے سب اس کی طرف آئے۔

کیونکہ جب فائرنگ ہو رہی تھی تب اس گروہ نے ان پہ جوابی حملہ بیہوشی کی گیس پھینک کر کیا تاکہ وہ یہاں سے بچ کے نکل جائیں لیکن وہ سب پکڑے گئے چونکہ میرال اسی جگہ پہ تھی جہاں گیس پھیل رہی تھی لیکن اس نے اس کا کوئی اثر نا لیا اور جوابی کاروائی کرتی رہی جب سب کچھ ان کی ہراست میں آ گیا تو میرال اسی کے زیر اثر بیہوش ہو کہ گر پڑی۔۔۔

میڈیا والے بھی پہنچنے والے تھے کوریج کے لیے اور یہ میڈم بیہوش ہو کہ گر پڑی۔

زین کو شدید کوفت ہوئی۔

کانسٹیبل رفیق نے آگے آ کے اس کو اٹھانا چاہا لیکن زین نے منع کر دیا

"لیکن سر یہ یہاں پہ کیسی اکیلی رہیں گی" رفیق نے اپنی طرف سے عقل دوڑائی لیکن بہت بونگا سوال پوچھا۔

"You know what Rafiq,

میں پہلے سوچ رہا تھا کہ تمہاری اس میڈم جی کو تم پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے تھا لیکن اب مجھے لگ رہا کہ اس نے ٹھیک کیا"

زین بھڑک کے بولا۔

"مطلب آپ کو بھی ٹھیک ہی پڑا تھپڑ" رفیق ہلکی آواز میں منمنایا۔جو زین نے سن لی۔

"بکواس بند کرو اور جا کہ میڈیا کو روکو بس یہ کہنا کہ میڈم جی میڈیا کے سامنے نہیں آتیں اور اس کی تعریفوں کی پل باندھ دینا، اوکے"۔

زین نے رفیق کو ڈپٹا۔وہ یس سر کہ کے چلا گیا۔

جبکہ زین نے اس کو بازوؤں میں بھرا اور لا کے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ ڈال کہ سیٹ بیلٹ لگا دی۔۔۔میرال پانی والی جگہ پہ گری تھی اس کا یونیفارم گیلا ہو گیا تھا اور کچھ کچھ زین کے کپڑے بھی اس کو اٹھانے کے باعث۔

جب زین آفیسرز کو اطلاع دینے کے بعد واپسی کے لیے مڑا تو رفیق واقعی میرال کی تعریفوں کے پل باندھ رہا تھا کہ اس کی میڈم جی کتنی حسین ہیں اور اب وہ اس کی آنکھوں کے قصیدے پڑھنے والا تھا، جب زین نے اس کو پکڑ کے سائیڈ پہ کیا۔

مختصر سا بیان دے کہ واپس مڑا اور سختی سے میڈیا کو یہ بھی منع کیا کہ جو قصیدے اپنی میڈم جی ک لیے رفیق پڑھ رہا تھا وہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ورنہ اس سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

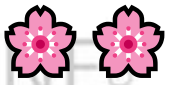

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زین میرال کو لے کہ اپنے گھر کے دوسرے پورشن میں آیا جو کے شیری لوگوں کا تھا ،ماما آج گھر پہ نہیں تھی بابا آفس تھے، نور اور ایمن سکول تھیں وہ بس آنے والیں تھی ۔۔۔۔دوسرے پورشن میں اسی لیے لایا کہ کوئی دوسرا ملازم وغیرہ نا دیکھ لے ورنا لینے کے دینے پڑ جاتے۔ بوا نے دیکھ لیا تھا ان کی خیر تھی کیونکہ وہ بھول جاتیں تھی باتیں۔

اور وہاں کہ گیسٹ روم میں اس کو لٹا دیا احتیاط سے آتے ہوئے اس نے شیری کو کال بھی کر دی تھی ڈاکٹر کو لانے کی کیونکہ میرال کا جسم بلکل ٹھنڈا محسوس ہو رہا تھا اور

دانیل کو بھی ضروری ہدایت دے کہ ہیڈ آفس روانہ کیا۔

زین اپنے والے پورشن میں آیا اور بوا کو کہا کے امی کا کوئی سوٹ لا دیں اور جس آفیسر کو وہ لایا ہے اس کو چینج کرا دیں تا کہ اس کو ٹھنڈک سے نجات ملے۔

بوا نے کچھ نا پوچھا کیونکہ وہ ان کو کہ چکا تھا کہ آفیسر مطلب وہ اس کے ساتھ کام کرتی تھی اور کوئی وجہ ہی ہو گی جو اس کو اپنے گھر لے آیا تھا۔

بوا ایک سرخ رنگ کا جوڑا لے آئیں جس پہ ہلکا سا پرل کا کام کیا گیا تھا۔

بوا نے زین کو بتایا کہ وہ اس کے پاس رو کے کیونکہ وہ بچی کے لیے سوپ بنا لاتیں ہیں تا کہ اس کو اس سے فرق پڑے۔

شاہ زین جب اندر داخل ہوا تو سرخ حجاب میں اس کا رنگ دھمک رہا تھا جبکہ ناک سردی کہ باعث سرخ ہو چکی تھی۔ وہ بلکل بھی کوئی پولیس آفیسر نہیں لگ رہی تھی جو وہ تھوڑی دیر پہلے تھی۔

بوا نے اس کے حجاب کا خیال کرتے ہوئے لائے ہوئے سوٹ کی ڈوپٹے کا ہی اپنی طرف سے حجاب باندھ دیا۔

"نازک دیکھو کتنی ہے، زرا سی بات پہ بے ہوش ہو گئی اور تھپڑ مارنے کی ہمت پتا نہیں کہاں سے آ گئی تھی اس میں"۔

ہلکا سا بڑبڑایا اود آگے بڑھ کے کمفرٹر صحیح سے اڑایا اور روم ہیٹر اون کر دیا تاکہ جسم کا درجہ حرارت کچھ بڑھے۔

ابھی وہ باہر جانے کا سوچ ہی رہا تھا جب شیری کی حیرت اور غم سے ملی جلی آواز آئی۔

"اوئے یہ کس کو اٹھا لایا مجھے پہلے ہی پتا تھا یہ جو تو اتنے اتنے دن گھر نہیں آتا تھا اس کی کوئی اور ہی وجہ تھی اور آج سمجھ بھی آ گئی۔ آخر لے ہی آیا تو اپنی بیوی کو گھر، کب کی تو نے شادی بھاگ کے،۔۔۔۔۔ جو اپنے بھائی کا ہی احساس نا کیا، مجھے ہی بلا لیتا میں تیرا گواہ بن جاتا زیادہ سے زیادہ میں نے دس چھوارے کھا لینے تھے اور کچھ نہیں۔ شرم نہیں آئی شادی کرتے وقت نالائق اپنے بھائی کو بھول گیا کہ اس کی بہن سے ہی نکاح پڑھوا دیتا میرا، میں نے رو دھو کے مان ہی جانا تھا ویسے پرے ہٹ زرا بھابھی کا دیدار تو کرنے دے"

شیری آتے ہی بیڈ پہ پڑی سوئی ہوئی لڑکی کو دیکھ کہ شروع ہو گیا تھا اور اپنے دکھڑے سناتے ہوئے یہ بھی فرمائش کی کہ اس کی شادی اس کی بہن سے کرا دے پھر باقاعدہ

زین کو دھکا دے کہ سائیڈ پہ کیا اور سرخ لباس میں اپنی ایک دن کی بھابھی کو دیکھا جس کو دیکھ کہ اس کو تو جھٹکا ہی لگ گیا تھا۔

زین تو اس کی باتوں پہ ساکت سا ہو گیا تھا۔ مطلب پوچھا کچھ بھی نہیں اور اپنی کہی جا رہا تھا۔

"ہیییییں، یہ یہاں کیا کر رہی ہے اس نے بے وفائی کی میرے ساتھ" شیری کو تو صدمہ ہی لگ گیا تھا میرال کو دیکھ کے دراصل وہ اس کو نوال سمجھ بیٹھا تھا لیکن پھر یہ یاد آنے پہ کہ اس کو تو ابھی تنگ کر کے آ رہا تھا، امید بھری نظروں سے زید سے پوچھا۔

"کہاں سے ملی؟"۔

زین پہلے تو اس کی بیوفائی والی بات پہ حیران رہ گیا تھا پھر اس کے سوال کرنے پہ اس کی طرف دیکھا جو اس کو آس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہہ دے یہ وہ نہیں جو تو سمجھ رہا یہ کوئی اور ہے، یہ تیری بھابھی ہے (ہائے شیری اور اس کی بکواس)۔ جو زین بس سوچ کے ہی رہ گیا۔

"یہ میرے ساتھ مشن پہ تھیں پھر اچانک بے ہوش ہو گئیں" اس کا کہنا تھا اور شیری

خوشی سے زین کے گلے لگ گیا۔پھر پیچھے ہوا۔

"ایک منٹ" کہہ کے "witch's sister" کے نمبر پہ کال ملائی تو میرال کا فون جو زین نے اس کے پاس ہی سائیڈ پہ رکھ دیا تھا بجنا شروع ہو گیا۔اور ایک بار پھر سے وہ زین کے گلے لگ گیا۔

"یار تو نے مجھے زندگی دے دی میں بہت خوش ہوں تیری غداری کو بھی معاف کرتا ہوں جو تو نے چھپ کے شادی کی"

اس نے احسان کرنے والے انداز میں جتایا کیونکہ اس کو مشن کا سن کہ یاد آیا تھا کہ نوال نے بتایا تھا کہ اس کی بہن پولیس میں ہے تو ہو سکتا ہے کہ دونوں کی شکلیں ملتی جلتی ہوں۔اور یقیناً یہ اسکی بڑی بہن ہی تھی جس کا وہ زکر کر رہی تھی اتنی دیر میں ڈاکٹر بھی آ گئیں۔

تو دونوں سائیڈ پہ ہو گ ئے ڈاکٹر ابھی چیک کر کے پیچھے ہی ہوئیں تھیں کہ وقاص نے بھی اینٹری ماری۔

"زین یار کیا ہوا ہے جو ڈاکٹر کی ضرورت پڑ گی اور یہ بیڈ پہ کون ہے؟ "

زین نے گھور کے شیری کو دیکھا جو معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑے کھڑا تھا۔

شیری نے آتے ہوئے اس کو بھی کال کر کے بلایا تھا۔

چونکہ میرال کا چہرہ دوسری سائیڈ پہ تھا تو وہ میرال کو دیکھ نہیں پایا۔

"یہ تیری بھابھی مطلب ہماری بھابھی، شادی کر لی ہے اس کمینے نے بغیر بتائے۔"

شیری نے پھر سے شکوہ کیا شاید وہ بھول گیا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ اس کی غداری معاف کر چکا تھا۔

"زیبین، یار ہم نے زیادہ خرچہ نہیں تھا کرا دینا تیرا جو ہمیں نہیں بلایا۔۔۔ چل چھوڑ اس کو یہ بتا کہ چھوارے کدھر ہیں نکاح کے. "

دونوں اپنی ہی کہے جا رہے تھی جبکہ ڈاکٹر ان کی شکلیں دیکھ رہی تھی کہ کوئی تو سن لو۔

"چپ کرو یار تم دونوں۔۔۔۔جی ڈاکٹر بتائیں کیا مسئلہ ہوا ہے" زین نے دونوں کو چپ کرا کے ڈاکٹر کو مخاطب کیا۔

ڈاکٹر کو جیسے انعام ملنا تھا فوراً سے بولی۔

"دیکھیئے آپ کی وائف کو بہت تیز بخار ہے اور زہریلی گیس کی وجہ سے بھی بے ہوش

ہو گئیں ہیں، یہ ڈری بھی ہوئی ہیں شاید کسی خوف کے زیرِ اثر ہیں یہ، میں یہ میڈیسنز لکھ کے دے رہی ہوں آپ ان کو وقت پہ دے دیجیے گا"۔

اب شیری کے ڈرامے سے تو ڈاکٹر کو یہی لگا کہ وہ زین کی وائف ہے اسی لیے پرچی بھی اسی کو پکڑائی اور شکریہ کہہ کے نکلنے کی کی۔

جبکہ شیری تو ایک بار پھر صدمے میں چلا گیا تھا اس کے ڈر کے بارے میں سن کے۔

"اوئے تو نے زبردستی شادی کی میری بھابھی سے، شرم نہ آئی اور اس کو ڈرایا بھی کہ وہ بے ہوش ہی ہو گئیں مجھے تجھ سے یہ امید نہ تھی تو مجھے بتاتا تو سہی اگر یہ مان نہیں رہیں تھی تو میں منا لیتا اور اگر پھر بھی نہ مانتی تب ہم اغوا کر لیتے لیکن نہیں۔۔۔۔تجھے تو کرنی ہی اپنی مرضی ہے دیکھ اب بے ہوش پڑیں ہیں "

"شیری اپنی بکواس بند رکھ میں نے کوئی نکاح نہیں کیا اس سے۔۔۔۔بتایا تو ہے کہ مشن پہ تھی میرے ساتھ، وہاں پہلی بار ملاقات ہوئی تھی اور اب یہ یہاں ہیں"

زین نے اس کو تفصیل بتائی۔ جبکہ وقاص اب میرال کی دوسری سائیڈ پہ تھا تاکہ وہ بھی اپنی بھابھی کا چہرہ دیکھ سکے لیکن اس پہ تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے بھابھی کی جگہ

میرال کو دیکھ کے اب وہ مسلسل میرال کو یک ٹک دیکھی جا رہا تھا جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو کہ یہ میرال نہیں ہے۔

"اوئے یہ تو میری کزن ہے، کہاں سے ملی تجھے اور میں نہیں مانتا کہ اس نے تیرے کہنے پہ نکاح کر لیا تجھ سے"۔

وقاص نے زین کی باتیں سنی ہی کہاں تھی۔

"حد ہے یار کب سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے نہیں کی شادی اس سے پھر بھی اپنی بکواس کیے جا رہے ہو دونوں، شکر ہے تیسرا یہاں نہیں ہے ورنہ اس کو بھی الگ سے وضاحت دینی پڑتی۔ مجھے گدھو! بوا کو بھی یہی جوڑا ملا تھا اس کے لیے"۔

زین کا کہنا تھا دانیال بھی آ گیا اور اس کا بھی حال شیری اور وقاص سے مختلف نہ تھا بیڈ پہ سرخ جوڑے میں لیٹی لڑکی کو دیکھ کے۔

"اوئے کس نے کی شادی مجھ سے پوچھے بغیر؟"

اب دانیال کی باری تھی اپنی حیرانگی ظاہر کرنے کی۔

" تو کیا تجھ سے پوچھ کے کرنی تھی؟ تو نے کیا کمرہ سجانا تھا میرا" زین نے چڑ کے کہا۔

"ہاں وہ بھی سجالیتا لیکن یہ سرخ جوڑے میں کس کی طرف سے میری بھابھی لگی؟"

اس نے اب شیری کی طرف سوال کیا۔

"اسی کی طرف سے جس نے کمر اسجانے کو کہا تجھ سے"۔صاف صاف زین کی طرف اشارہ کیا۔

"زین تجھ سے مجھے یہ امید نہ تھی اتنا کنجوس نکلا کہ اپنے جگر، پھیپھڑے اور گردے کو نہ بلایا"۔دانیال نے مکمل افسوس کا اظہار کیا اپنی طرف سے۔

"ابے یار اب اس کو بھی الگ سے لیکچر دوں میں"زین نے ناگواری سے کہا۔

دانی نے ناسمجھی سے دیکھا۔

"ادھر آ میں بتاؤں کہ یہ کون سے لیکچر کی بات کر رہا ہے"

شیری نے پھر دانیال کو سب بتادیا۔

"اووو سہی لیکن کر لیتا نکاح کیا جانا تھا تیرا انکل آنٹی کا بھلا ہی ہو جانا تھا، خیر بعد میں کر لینا ہم نے کون سا منع کرنا ہے کیوں بھائیو"۔

اپنی بات کہہ کے اس نے شیری اور وقاص سے تائید چاہی جس پہ انہوں نے سر ہلا کے

اپنی رضامندی ظاہر کی۔

"اب تم تینوں میں سے کسی نے بھی اپنی زبان کھولی تو میں اس لڑکی کو ہی باہر پھینک آؤں گا لہذا اب مزید بکواس نہیں"۔

اتنا کہہ کے زین باہر کی طرف نکلا تاکہ ملازم سے کہہ کے دوائیاں منگوالے۔

اب کمرے میں صرف وہ تینوں موجود تھے۔

وقاص ایک سائیڈ پہ ہو کہ کسی کو کال ملانے لگا تبھی شیری نے پوچھا کہ کس کو کر رہا ہے کال۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرال کی دوست کو، ڈاکٹر بھی ہیں ان سے میرال کی کنڈیشن کا زکر کر کے ان کو یہاں آنے کا کہتا ہوں تاکہ اس کو گھر بھی لے جائیں"

وقاص نے نارملی بات کہی۔

"اچھا تو بھابھی کا نام میرال ہے۔۔۔۔ سہی اور تو کیوں اس کی دوست کو کال کر رہا ہے بہن کو کرنا"

شیری نے اپنی فائدے کی بات کی۔

"نہیں اس کی دوست ڈاکٹر ہیں اسی لیے اور اس کی بہن بہت جذباتی ہے کہیں غصے میں ٹھوک ہی نا دے زین کو جب اس کو پتا لگے گا کہ یہ ڈر سے بھی بے ہوش ہوئی ہے، اور تو اس کی بہن کے بارے میں کیسے جانتا؟"

نار ملی ہی جواب دے کہ آخر پہ کچھ مشکوک سا ہو کہ شیری کو گھورا۔

"میں نے تو بس ایویں گیس کیا کہ ہو سکتا بہن بھی ہو بھابھی کی"

اب دانیال بھی متوجہ ہو گیا تھا ان کی طرف اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"وقاص تجھے نہیں میرا ل بھابھی نظر آئیں"

"مطلب "اس نے نا سمجھی سے پوچھا جبکہ شیری اچھے سے سمجھ گیا تھا کہ یہ کیا کہنا چاہ رہا ہے تبھی پراسرار سا مسکرایا۔

"مطلب کہ تجھے "دانی کو سمجھ نہ آئی کہ کس طرح مطلب سمجھائے۔

"مطلب کہ تجھے پسند نہیں آئیں تھیں اپنے لیے ہماری اتنی پیاری بھابھی "

شیری نے بات کو بیچ میں کاٹ کر دانی کی مشکل آسان کی۔

"گدھو بہن ہے میری۔۔۔اللہ معافی دے یہ میں نے کیا سن لیا اور ویسے بھی اس کو

جھیلنا بڑا دل گردے کا کام ہے"۔

وقاص نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگایا

"اچھاااا۔۔۔۔وہ کیوں بھلا"شیری نے پرجوش سا ہو کے پوچھا۔

"جب اٹھے گی نا دیکھ لینا خود ہی"

"اچھا تیری واقعی نظر نہیں تھی اس پہ"دانی نے پھر پوچھا۔

"نہیں"ایک لفظی جواب دیا گیا۔

"کیوں"شیری نے پھر حملہ کیا۔

"کیونکہ میری نظر اس کی دوست پہ ہے"ساتھ ہی شرارت آنکھ بھی دبائی۔

"اور میری اس کی بہن پہ"شیری بس دل میں ہی سوچ سکا۔

"ڈاکٹر"دانی نے تصدیق چاہی۔

وقاص نے سر ہلایا اور کال ملادی۔

جبکہ اس کی چالاکی پہ دونوں کا قہقہ بے ساختہ تھا

"چل تو اس والی بھابھی سے بات کر ہم پہلی بھابھی کی دیکھ بھال کرتے ہیں"۔

پھر شیری اور دانی دونوں کچن کی طرف گ ئے تاکہ بوا سے کچھ کھانے کے لیے لے لیں۔

دیکھ بھال بھابھی کی کرنی تھی اور کر اپنے پیٹ کی رہے تھے۔

زین جب کمرے میں آیا تو وقاص میرال کی سائیڈ پہ بیٹھا اس کا بخار چیک کر رہا تھا جو اب نارمل ہو رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ شیری اور دانی سوپ پی رہے تھی جو بوا میرال کے لیے دے کے گئیں تھی۔

"کمینو یہ اس کے لیے بنوایا تھا اور ندیدوں کی طرح خود ٹھونس رہے ہو" زین نے دیکھتے ہی ان کو جھڑکا۔

"یار بھوک بہت لگی تھی" مسکین سی شکل کے ساتھ شیری نے جواب دیا۔

"تو کچھ اور لے لیتے اس کے لیے بنایا گیا سوپ کیوں پی رہے ہو"

"بوا نے اور بھی بنایا ہے تو پریشان نا ہو بھابھی کے لیے پڑا ہے "

زین نے بھابھی لفظ کہنے پہ گھورا تو شیری گڑبڑا گیا۔

"میرا مطلب میرال جی کے لیے" فوراً تصحیح کی۔

تبھی ایک باریک سی مگر قدرے اونچی چیخ سنائی دی۔

ان سب نے مل کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں مرحا کھڑی تھی۔

میرال کو اس طرح بے ہوش دیکھ کے مرحا کی چیخ نکل گئی تھی۔

اتنے لڑکوں کی سوالیہ نظریں خود پہ پا کے مرحا تو خوف سے سفید پڑ گئ، جبکہ زین نے اپنا حلیہ ابھی تک تبدیل نہیں تھا کیا وہ ابھی بھی غنڈے کا نظارہ پیش کر رہا تھا،

لیکن پھر ذرا ریلیکس ہوئی جب نظر وقاص پہ گئی جو ابھی بھی میرال سے فاصلے پہ بیٹھا تھا

۔

"می۔۔۔۔میں میرال کی دوست مرحا" اپنا تعارف کروایا۔

تبھی شیری اٹھ کے اس کے پاس آیا۔

"آئیں نا بھاب۔۔۔۔میرا مطلب مرحا جی، آپ ہی کا انتظار ہو رہا تھا" شیری نے دوسرا جملہ وقاص کو دیکھ کے کہا جو مرحا کو ہی دیکھ کے مسکرا رہا تھا۔

"آپ کی دوست زہریلی گیس کی وجہ سے بے ہوش ہیں، ڈاکٹر ان کا چیک اپ کر کے گئیں ہیں اور انجیکشن بھی لگا دیا تھوڑی دیر بعد ہوش آجائے گا، آپ پریشان نا ہوں اور آئیں سوپ پئیں۔"

ساتھ ہی سوپ کی آفر بھی پیش کی۔

"نہیں شکریہ" مرحا ہلکا سا مسکرا کر میرال کے پاس بیٹھ گئی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

شیری کی یہ فرمانبرداری کسی سے بھی ہضم نہیں ہو رہی تھی اور تینوں مشکوک سے اب اس کو دیکھ رہے تھے جو ایسے ری ایکٹ کر رہا تھا جیسا اس سے اچھا بچہ دنیا میں ہے ہی نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب سب کو خود کو دیکھتا پایا تو شرارت سے اس نے ایک آنکھ دبائی کہ "بھئی بھابھیوں کی خدمت کرو گے تو آپ کو بھی جلدی ملے گی"

سب کے چہروں پہ مسکراہٹ آگئی۔

لیکن جب انہوں نے مرحا کو دیکھا جو اب رونے کی مکمل تیاری میں تھیں تو چاروں پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگ گئے۔

"مرحا کچھ نہیں ہوا اس کو بس پانی میں رہنے کی وجہ سے، سردی سے ہلکا سا بخار ہو گیا تھا لیکن اب دیکھو وہ ٹھیک ہے"

مرحا کو روتا دیکھ کے وقاص فوراً سے اس کے پاس آیا اور سمجھانے لگا۔ وقاص کا کہنا تھا کہ مرحا کا رونا تیز ہو گیا۔

جبکہ سب وقاص کو معنی خیزی سے دیکھ رہے تھے۔ جواب مرحا کو چپ کروانے کے لیے ساتھ لگانے ہی والا تھا جب زین کی آواز سے ہوش میں آیا اور تھوڑا دور کھڑا ہو گیا مرحا سے، وہ اپنی بے اختیاری پہ کچھ شرمندہ ہوا۔۔ مرحا کو بھی جب سمجھ آئی تو شرم سے لال پڑ گئی۔

"میرا ل ٹھیک ہے گڑیا بس ابھی ہوش آ جائے گا پھر آپ اس کو گھر لے کے جا سکتیں ہیں۔"

جبکہ شیری اب وقاص کی ٹانگ کھینچنے کا مکمل ارادہ رکھتا جو ان کی موجودگی میں رومانس جھاڑ رہا تھا اگر زین نا بولتا تو مرحا کو ساتھ لگا ہی لیتا چھچھورا کہیں کا شیری نے دل میں وقاص کو گالیوں سے نوازا۔

"جی" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

اب وہ سوالیہ نظروں سے وقاص کو دیکھ رہی تھی کہ یہ سب کون ہیں اور میرال کو کیسے جانتے ہیں۔

"اوو یہ سب میرے جگری دوست ہیں، شاہ زین جو کہ میرال کے ساتھ کیس سولو کر رہے تھے اور یہی اس کو اپنے گھر لائے، دانیال میرے ساتھ ہی میجر ہیں اور یہ ہماری جان شیری یہ۔۔۔۔۔ یہ کچھ بھی نہیں کرتا"

وقاص واقعی میں سوچ میں پڑ گیا تھا کہ شیری ہیکنگ کے علاوہ کیا کرتا ہے کیونکہ وہ اس کا کام نہیں بتا سکتا تھا اور واقعی شیری اس کے علاوہ لوگوں کو تنگ ہی کرتا تھا۔

"اور ہم میں سب سے چھوٹا بھی یہی ہے "

جبکہ شیری اپنا تعارف سنتے ہی جل بھن گیا، بھلا وہ اتنا بھی چھوٹا نہیں تھا اب ان سے ، صرف تین سال ہی تو تھے۔

وقاص کی بات سن کے زین اور دانی ہنسنے لگ گئے۔۔

"کہا تھا نا کہ چاچو کہ ساتھ نکل جایا کر آفس، اگر جاتا ہوتا تو یہ تعارف نا ہوتا تیرا "

اور پھر سے ہنسنے لگ گیا۔

مرحا بھی مسکرا اٹھی۔

شیری واقعی جان ہی تو تھی ان کی جوان کو زندگی کے رنگ دکھاتا تھا۔

کام میں بزی ہونے کی وجہ سے زندگی بس گزار رہے تھے جینا تو شیری سیکھاتا تھا۔

شیری جیسا دوست ہونا بھی نعمت سے کم نہیں

میرال نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولنا شروع کیں۔پہلے تو اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا تھا پھر یاد آیا کہ وہ تو بے ہوش ہو کہ گر گئی تھی واردات والی جگہ پر۔سب یاد آنے پہ فوراً اٹھ کے بیٹھی تو اپنے پاس مرحا کو پایا جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کے بیٹھی بیٹھی سو گئی تھی۔

باقی لڑکے باہر لاؤنج میں میرال کے اٹھنے کا انتظار کر رہے تھے،زیادہ جلدی زین کو تھی اس بات کی کیونکہ اس کی ماما بابا گھر آنے والے تھے جو کسی رشتہ دار سے ملنے گئے تھے اور ایمن اور نور ایک دفع آ کے ان سب سے مل چکیں تھی لیکن ان کو میرال کا نہیں تھا پتا جبکہ وہ سب ریلیکس ہو کے پھر سے کھانا نوش فرما رہے تھے ایک بار پھر

سے۔

وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔

میرال نے مرحا کو حیرت سے دیکھا اور پھر کمرے کو کہ میں کہاں اور کس کے کمرے میں ہوں ٹینشن تو اس بات کی تھی اس کو لیکن مرحا کو اپنے پاس دیکھ کے تھوڑا سکون ہوا۔

اس نے احتیاط سے مرحا کو جگایا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور میرال کو جاگتے دیکھ کے فوراً سے پہلے اس کو گلے سے لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آج تم اتنا کیسے سو گئی، ہم سب اتنے پریشان تھے تمہارے لیے" مرحا روہانسی ہو گئی۔

"میں کہاں ہوں، یہ کس کا گھر ہے اور کن سب کی بات کر رہی ہو؟" میرال نے سوالیہ نظروں سے مرحا کی جانب دیکھا۔

"تمہارے ساتھ جو ایس پی شاہ زین تھے وہ لے آئے تمہیں اور تم ابھی انہی کے گھر پہ ہو ڈاکٹر نے انجیکشن لگایا تھا سکون کا ان کا کہنا تھا کہ تم ڈر گئی تھی کیا ہوا تھا کیسے ڈری تھی تم؟"

مرحا نے پریشانی سے میرال سے پوچھا کیونکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ میرال کسی چیز سے خوف نہیں کھاتی تھی۔

"میں تو نہیں ڈری کسی چیز سے شاید غلطی ہو گئی ہو ڈاکٹر سے، اور میرے کپڑے کس نے چینج کیے، تم یہاں پہ کیسے پہنچی؟"

"بوا نے جو شاہ زین بھائی کی فیملی کے ساتھ ہی رہتی ہیں، اور مجھے وقاص نے بلایا تھا تمہاری کنڈیشن کا بتا کے، دراصل وہ شاہ زین بھائی کے دوست بھی ہیں، جب وہ یہاں پہ آئے تو تمہیں دیکھ کے مجھے کال کر دی"۔

"اچھا میرا موبائل کہاں ہے؟" ساتھ ہی اٹھنے کی کوشش بھی کی۔

"لیٹی رہو تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک ابھی، میں ابھی وقاص کو بلا کے لاتی ہوں" مرحا کہہ کے باہر کی جانب لپکی۔

"کچھ نہیں ہوا مجھے، کسی انجان کے گھر میں زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا چاہتی، ہاں بلاؤ وقاص کو گھر چھوڑ آئے"۔ مرحا اس کی بات پہ گھور کے رہ گئی اور باہر سے وقاص کو بلا لائی۔

"میرال یار صبر کر جاؤ ابھی طبیعت ٹھیک نہیں تمہاری تھوڑی دیر میں چھوڑ آتا ہوں

،انجیکشن کی ہیوی ڈوز کی وجہ سے چکر آجائیں گے"

وقاص کے ساتھ شیری دانی اور زین بھی تشریف لا چکے تھے۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں، سر نے مجھے اپنے گھر میں پناہ دی اس کے لیے ان کو میری طرف سے شکریہ کہہ دینا میں اب زیادہ ان کا احسان نہیں لینا چاہتی۔" ساتھ ہی اٹھ کے اپنا یونیفارم دیکھا جو گیلا ہو چکا تھا لیکن اب سوکھ چکا تھا شاید بوا سے کہہ کے صاف کروادیا تھا۔

"ارے بھابھی ابھی رک جائیں نا تھوڑی دیر میں کھانا کھا کے میں آپ کو خود چھوڑ آتا ہوں"

شیری نے بھی حصہ ڈالا۔اس کو اب موقع چاہیئے تھا اپنی ہونے والی بھابھی کا دل جیتنے کا سو فوراً چھکا۔جبکہ جلدی میں میرال نے بھابھی لفظ پہ غور ہی نہیں کیا تھا۔

"نہیں شکریہ آپ کا بہت مجھے چلنا چاہیے"۔

"ارے رکیں تو اپنا تعارف بھی نہیں کروایا ہم نے، میں شہریار ہوں لیکن آپ مجھے پیار سے شیری کہہ سکتی ہیں غصے میں بھی یہی کہہ سکتی ہیں، یہ دانی اور یہ آپ کے سر شاہ

زین مراد"

دانی نے بھی سلام کر کے اس کی طبیعت دریافت کی تو میرال نے مسکرا کے جواب دیا ساتھ ہی نظر شاہ زین کی طرف گئی جو ایک طرف بے نیاز سا کھڑا تھا جیسے ان سب کی باتوں سے اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

میرال کو کچھ سیکنڈ ہی لگے تھے شاہ زین کو پہچاننے میں کہ یہ وہی آدمی تھا جو اس کو گھور کے دیکھ رہا تھا اور ساتھ میں اس کے ایک اور بھی تھا (کانسٹیبل رفیق).

"تم۔۔۔۔تم تو وہی ہو نا جو مجھے گھور کے دیکھ رہے تھے جیسے کچا چبا جاؤ گے۔۔۔ہے نا "

اس نے جیسے تصدیق چاہی۔

"اوو شکر ہے میڈم آپ کو کچھ یاد آیا ساتھ آپ کو شاید معافی بھی مانگنی چاہیے ۔۔۔کیوں ٹھیک کہا نا؟"زین نے تھپڑ یاد کروایا۔

شیری کو تو جھٹکا لگ گیا یہ بات سن کے کہ اس کے بھائی نے ایک لڑکی سے تھپڑ کھا لیا ،اور اب اس کو تو نئی بات مل گئی تھی زین کی ٹانگ کھینچنے کی۔ لیکن ابھی وہ لڑائی انجوائے

کرنا چاہتا تھا۔

"میں کیوں ایرے غیروں سے مانگنے لگی معافی"۔

میرال نے تیوری چڑھا کے پوچھا۔ جبکہ باقی سب ان کی اب ہونے والی لڑائی کو دیکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ شیری تو باقاعدہ صوفے پہ چڑھ کے بیٹھ گیا اور دانی کو پیچھے ہونے کا کہا جو اس کو آگے کا نظارہ دکھانے میں رکاوٹ بن رہا تھا۔ دانی بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

وقاص اور مرحا ایک سائیڈ پہ کھڑے تھے۔

"اچھا یہ بھی میں یاد کرواؤں جو تم نے وہاں پہ کیا تھا" زین کو تو غصہ ہی چڑھ گیا اس کے معافی نہ مانگنے پہ۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا کہ بچہ چور بن کے آؤ" میرال نے بھی سکون سے کہا تھا۔

"تم زرا تمیز سے بات کرو" زین نے گھور کے میرال کو دیکھا تو بدلے میں وہ بھی اپنی گرے انکھوں سے گھوری۔ شاہ زین نے واقعی اعتراف کیا کہ اس کی آنکھیں واقعی قصیدے پڑھنے کے لائق ہیں۔

"اور اب آرام سے معافی مانگو مجھ سے تھپڑ کی جو بغیر ہماری بات سنے لگا دیے تھے

۔۔۔۔انسان میں اتنا صبر ہونا چاہیے کہ بندا اگلے کی بات پوری طرح سے سن لے اور اگر میں یہاں تمہیں نہ لاتا تو اب تک میڈیا میں خبر پھیل چکی ہوتی کہ اے ایس پی میرال ڈر سے بے ہوش ہو گئیں"۔

زین نے پہلے غصے سے پھر طنزیہ انداز میں جتایا۔

جس سے میرال کو آگ ہی لگ گئی تھی۔

"تو کس نے کہا تھا ہیرو بننے کو رہنے دیتے مجھے وہاں، کوئی منت نہیں کی تھی کہ مجھے اٹھا کے لے جاؤ۔۔۔مدد کر کے اب احسان جتا رہے ہو"۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بھی غصے سے بھڑک کے بولی۔

"احسان نہیں جتا رہا بس یہ کہ رہا ہوں معافی مانگو اپنی غلطی کی" اب زین نے زرا تحمل سے کہا تو میرال نے بھی احسان کرنے والے میں انداز میں معذرت جھاڑی کہ "اب دفع ہو جان چھوڑو"

"ہمم سوری، اب چلیں وقاص امی گھر پہ پریشان ہو رہیں ہو نگی" ساتھ ہی وقاص کو بھی مخاطب کیا۔

زین تو بس اس کے انداز کو برداشت کرتا رہ گیا وہ کہاں اجازت دیتا تھا کسی کو خاص کر کے لڑکی کو جو اس سے اس طرح بات کرے۔

"ہاں ضرور چلو" میرال کی آواز پہ تماشائی ہوش میں آئے۔

ساتھ میں شیری بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"جی جی بھاب (زین کی گھوری پہ رکا) میرال جی چلیں"۔

"تم کدھر" دانی نے پوچھا۔

"ان کو گھر چھوڑ کے آؤں" اشارہ میرال اور مرحا کی طرف تھا۔

"تو تو کیوں جا رہا ہے وقاص جا تو رہا ہے" دانی نے الجھن دور کرنی چاہی۔

"وہ تو خود جا رہا جبکہ میں تو ان کو چھوڑنے جا رہا ہوں گھر تاکہ کوئی چھچھورا موقع دیکھ کے چھچھوری حرکتیں نہ کرنے لگ جائے"۔

صاف صاف وقاص کی طرف اشارہ کیا تو وہ گھور کے رہ گیا۔

دانی کی ہنسی نکل گئی وقاص کی شکل دیکھ کہ۔

تبھی میرال اور مرحا خدا حافظ کہہ کے باہر کی جانب ہوئیں۔اور جاتے جاتے بوا کو کپڑوں کے لیے شکریہ کہا۔

گاڑی میں بس شیری کی آواز گونج رہی تھی جو تھوڑی تھوڑی دیر بعد وقاص کی کلاس لگا رہا تھا۔اور اس کو آوارہ چھچھورے جیسے القابات سے نواز رہا تھا اور جان بوجھ کے مرحا کو اس کی بہن کہتا تو وہ صدمے سے اس کی طرف دیکھتا۔جبکہ میرال کو بھی اب اپنی ہنسی روکنا مشکل لگ رہا تھا،مرحا تو شرم سے دوہری ہو رہی تھی۔

"دیکھ میں سمجھ سکتا ہوں کہ جب مرحا جی کو رونا آیا تو تجھے کیا فیل ہوا ہو گا،سب بھائیوں کو ایسا ہی لگتا ہے جب ان کی بہن ان کی آنکھوں کے سامنے روتی ہے جس طرح تجھے لگا،اس لیے اپنا دل پھیپھڑا بڑا کر۔۔۔۔۔۔کل کو مرحا جی جب رخصت ہو کے جا رہی ہوں گی اپنے پیا پردیس تو میں کیسے تجھے سنبھالوں گا,مانا کہ تیری بہن نہیں ہیں اور تو نے مرحا جی کو بہن بنایا ہوا ہے لیکن میری سستی سی جان تجھے اس وقت کے لیے اپنے دل کو مضبوط بنانا ہو گا تاکہ تو اس کو دعاؤں کے سائے میں رخصت کرے" .

میرال کا تو ہنس ہنس کے برا حال تھا جبکہ مرحا تو حیرت کے مارے شیری کو دیکھ رہی تھی جس کے پاس اتنی باتوں کا سٹاک پتا نہیں کہاں سے آجاتا تھا۔

وقاص نے باقاعدہ گاڑی روک کے ایک عدد مکہ جڑ دیا شیری کی کمر میں۔

"اب تو نے بکواس کی نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا لہذا اپنی سلامتی کے لیے اپنی یہ منحوس زبان کو لگام دے ورنہ آج گھر پہ خبر دینی پڑے گی مجھے کہ تیری ٹانگیں ایکسیڈنٹ میں ضائع ہو گئیں۔"

شیری نے اس کے غصے سے بھرے چہرے کو دیکھ کے قہقہہ لگایا۔ مرحا تو اس کو غصے میں دیکھ کے سہم گئی۔

"اتنا غصہ ٹھیک نہیں میری بھابھی کے لیے، وہ دیکھ کیسے ڈر گئی اب تو تو شادی کا خیال نکال لے دل سے" شیری نے افسوس سے کہا۔

تو وقاص نے مرحا کو ایک نظر دیکھا تو واقعی وہ سہمی ہوئی لگی تو اس نے بے اختیار ہو کے سوری کہہ دیا۔

"ویسے شیری کیا تمہارے بھائی اسی طرح سڑے ہوئے کدو بنے رہتے ہیں جن کی ناک

پہ ہمیشہ غصہ ہی رہتا"میرال نے شیری کو مخاطب کیا تاکہ زرا ماحول تبدیل ہو۔

"ایسے ویسے اب میں آپ کو کیا بتاؤں کہ وہ کتنے سڑے ہوئے رہتے ہیں اتنے کہ سڑا ہوا کدو بھی معافی مانگے ان سے کہ سڑا ہوا میں تھا یہ کون ہے"۔

اس بات پہ سب نے مل کے قہقہہ لگایا۔

پھر سارے رستے شیری کی زبان نے کھجلی نہ کی۔

گھر پہنچ کے میرال سب کو سلام کر کے اپنے روم میں آئی اور آئی جی کو کال کر کے نہ آنے کی معذرت کی تو انہوں نے اس کو بتایا کہ زین پہلے ہی بتا چکا ہے، کوئی بات نہیں۔ تو اس نے شکر کا سانس لیا۔

نیچے شیری آسیہ بیگم اور خدیجہ بیگم سے باتوں میں لگا تھا۔خدیجہ بیگم کل کی یہیں تھی ۔۔۔وقاص نے واپسی پہ ان کو ساتھ لے کے جانا تھا۔

آسیہ بیگم اور خدیجہ بیگم کو یہ زندہ دل بچہ شیری بہت پسند آیا تھا۔۔۔وقاص کی امی تو پہلے سے ہی اسے اور باقی دونوں کو بھی جانتی تھی۔

میرال جب نیچے آئی تو اس نے نوال کا پوچھا جو گھر نظر نہیں آ رہی تھی

"وہ دوست کی طرف گئی ہے" امی نے جواب دیا۔

"خیریت "

"آج کل اس کو میک اپ کا جو شوق چڑھا ہے وہی موا لینے گئی ہے اس سے، کہہ رہی تھی مل کے آنلائن منگوایا ہے" ان کو شاید نوال پہ کچھ زیادہ ہی غصہ تھا۔

"گھر کے کام کاج ہوتے نہیں اور دوسرے منحوس کام لے کے بیٹھ جاتی ہے"۔

"آہستہ آہستہ سیکھ جائے گی بچی ہے،"۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کی بات پہ شیری نے بھی زور و شور سے سر ہلایا کہ سیکھ جائے گی۔

مرحا بھی ان کے پاس ہی بیٹھی تھی جبکہ وقاص فریش ہونے گیا تھا اتنے میں حزیفہ بھی ٹیوشن پڑھ کے گھر آیا تھا اور سب کو سلام کیا۔۔۔مرحا کو سلام کر کے اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔میرال کیچن میں چلی گئی تھی

"مرحا یہ کون ہے؟" شیری کو دیکھ کے مرحا سے مخاطب ہوا۔شیری نے اس کا مرحا کو آپی نہ کہنا اچھے سے نوٹ کیا۔

وہاں آتے ہوئے وقاص نے اس کا سوال سن لیا تھا اور شیری کے ساتھ والی جگہ سنبھال لی۔

"یہ دوست ہے میرا شیری، اور تم کیا چپک کے بیٹھے ہو مرحا کے ساتھ ادھر ہمارے ساتھ آ کے بیٹھو" وقاص نے گھور کے کہا۔

"کیوں میں کیوں آؤں ادھر، آپ اپنے دوست کے پاس بیٹھے ہیں میں نے منع کیا، تو میں کیوں اپنی دوست کے پاس سے اٹھوں"۔

حزیفہ کو وقاص کا کہنا پسند نہیں آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری نے غور سے اس لڑکے کو دیکھا جو وقاص کے لیے جلنے کا باعث بن رہا تھا۔

"مطلب کہ یہ وقاص کی سوکن ہو گی، انٹرسٹنگ" شیری نے دل میں سوچا۔

وقاص تو غش کھا کے رہ گیا جو وہ اس سے مقابلے پہ ہی اتر آیا تھا۔

"چلیں امی مجھے پھر کام سے بھی جانا، مرحا آپ بھی چلیں میں آپ کو ہاسٹل ڈراپ کر دونگا۔ "

ساتھ ہی مرحا کو بھی مخاطب کیا، وہ پہلے تو اس کے اچانک پکارنے پہ گھبرا گئی لیکن پھر

سنبھل کے بولی۔

"ٹھیک ہے میں میرال سے مل کے آتی ہوں"

اور کیچن کی جانب چل دی جہاں میرال اپنے لیے چائے بنا رہی تھی کیونکہ اس کو سر میں درد شروع ہو گیا تھا شاید زیادہ ڈوز کی وجہ سے۔

"تو آج میرے پاس رکے گا۔" شیری سے پوچھا۔

"ہمم، ہاں کچھ کام ہیں۔" دراصل وقاص نے کچھ انفارمیشن نکالنی تھی جو شیری آسانی سے کر سکتا تھا اسی لیے وہ ساتھ جا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مرحا میرال سے مل کہ آئی تو وہ نکلے، جاتے ہوئے آسیہ بیگم نے شیری کو وقاص کے ساتھ پھر آنے کا کہا کہ اگلی بار کھانا کھا کے جائے۔ شیری کو اور کیا چاہیے تھا فوراً حامی بھر لی کہ ضرور آئے گا۔

oooo/oooooooooooooooooo

مرحا کو چھوڑ کے گھر آئے تو خدیجہ بیگم نے وقاص کو اپنے کمرے میں بلایا کہ میرے بات سن جاؤ۔ وقاص نے شیری کو اپنے روم میں جانے کا کہہ کے اپنی امی کے کمرے کا

رُخ کیا۔

"آؤ بیٹا میں نے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے" انہوں نے تمہید باندھی۔

"جی امی حکم کریں۔" وقاص نے فرمانبرداری سے جواب دیا۔

"بیٹا میں چاہتی ہوں کہ اب تمہاری شادی ہو جانی چاہیے۔۔۔۔ماشاءاللہ سے تیس کے ہونے والے ہو میں نے لڑکی بھی پسند کر کے رکھی ہے"۔

انہوں نے اپنی بات کہہ ڈالی اور اب وقاص کو دیکھ رہیں تھیں۔

"کون ہے وہ لڑکی"۔وقاص نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"دیکھو بیٹا میرال نے کہا ہے کہ ابھی وہ ایک سال تک شادی نہیں کرے گی تو ہم اس سے زبردستی نہیں کر سکتے کیونکہ جوان خون ہے پتا نہیں غصے میں کیا کر جائے۔سوچا تو میں نے میرال کا ہی تھا دوستی بھی بہت ہے دونوں کی اور جانتے بھی ہو اچھے سے ایک دوسرے کو لیکن خیر،۔۔۔۔۔اسی لیے میں نے نوال کے بارے میں سوچا ہے، پیاری بھی ہے اپنی بہن کی طرح، کاموں کا کیا وہ بھی سیکھ جائے گی جب زمہداری کا احساس ہو گا، بس میں اب اپنی زندگی میں ہی تمہی آباد دیکھنا چاہتی ہوں

میں بھی اپنے پوتی پوتا دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔بس اب تم ہاں کر دو تا کہ میں منگنی کی تیاریاں شروع کروں"۔

وہ اپنی ہی کہیں جا رہی تھی جبکہ وقاص کو لگا کہ اس کے سر پہ کسی نے بم پھوڑا یا پھر ہتھوڑوں سے وار کیا ہے ابھی تو اس نے خود سے بھی اپنی مرحا کے لیے محبت کا اعتراف نہیں کیا تھا مرحا سے کیا کرتا۔اور اس کی ماں پہلے ہی سب کچھ سوچ کے بیٹھی ہے۔کیا اس کو بھی اپنی ماں کی خوشی کے لیے اپنی محبت قربان کرنا ہو گی۔

وقاص کو لگا کہ شاید وہ بول نہیں پائے گا۔۔۔۔جس کو وہ بچپن سے بہن سمجھتا ہی نہیں بلکہ اس کو دل و جان سے بہن مانتا بھی تھا۔۔۔۔بہن کا پیار کیا ہوتا وہ تو نوال سے ہی محسوس کیا تھا اس نے۔اور اب اس کی ماں اس سے شادی کی بات کر رہی تھی۔

سوچ کہ ہی اس کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

oooooooooooooooooooo

دانی جب گھر پہنچا تو اس کے آدمی اس مال والے شخص کے بارے میں سب کچھ نکلوا چکے تھے۔اس نے شادی اپنی بیٹی کی عمر کی لڑکی سے کر رکھی تھی۔

محلے والوں سے یہ بھی پتا چلا کہ وہ نشہ وغیرہ بھی کرتا ہے اور اکثر نشے میں وہ اپنی بیوی کو بھی مارتا ہے، پھر محلے والے مل کے اس کی بیوی کو چھڑواتے اور اپنے ساتھ لے جاتے تھے، محلے کی ایک بیوہ خاتون تھی جو ان کے گھر کے پاس ہی رہتیں تھی، ان کے گھر لڑکی کو پناہ مل جاتی تھی۔

آدمی کا نام شفیق تھا اور کام کاج کچھ نہیں کرتا تھا، بیوی کپڑے سلائی کرتی تھی اور گھر چلاتی تھی، اولاد کوئی نہیں تھی لیکن اب اللہ نے اس کو سالوں بعد خوشی عطا کی تھی۔

دانیال کو کیا کرنا تھا یہ اس نے سوچ لیا تھا لیکن ابھی وہ اپنے کام میں مصروف تھا جس میں اس کو وقت لگ جانا تھا اسی لیے اس نے اپنے دو آدمیوں کو کہا کہ "ان کے گھر پہ نظر رکھو اور کچھ گڑ بڑ ہو تو اس کو فوراً اطلاع دیں"۔

اب بس اس کو صحیح وقت کا انتظار تھا۔

سب کے جانے کے بعد آسیہ بیگم میرال کے پاس آئیں جو اب اپنے کمرے میں چائے پی رہی تھی۔

"بیٹا آج تم وقاص کے ساتھ گھر آئی ہو اور کپڑے بھی کوئی اور پہنے ہیں، خیریت تو تھی نا۔" انہوں نے کچھ پریشانی سے پوچھا، میرال ابھی بھی انہی کپڑوں میں تھی۔

میرال نے انہیں آج کا واقعہ بتایا اور یہ بھی کہ اس کے سر نے مدد کی اور کپڑے بھی انہی کی امی کے ہیں شاید تو آسیہ بیگم کو کچھ تسلی ہوئی۔

"چلو ٹھیک ہے اب تم آرام کر لو لگتا ہے بخار ابھی بھی ہے سرخ پڑ رہی ہو، چھوڑ دو ان منحوسوں کو"۔ آرام کی تلقین کر کے انہوں نے اس کو جھڑکا جو ابھی بھی فائل پکڑ کے بیٹھی تھی۔

"اچھا امی، میں بس سونے ہی والی تھی تھک گئی ہوں بعد میں اٹھ کے کر لوں گی کام تب تک نوال بھی آجائے گی۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" ساتھ ہی ماتھا چوم کے روم کا دروازہ بند کر کے چلیں گئیں۔

oooooooooooooooo

زین اب اپنی شہزادیوں کے پاس بیٹھا تھا جو مسلسل اس کو تنگ کر رہیں تھی۔ کبھی اس کی ہلکی بڑھی داڑھی کو کھینچ رہیں تھی، کبھی اس کے بال تو کبھی اس کے گلے میں بازو

ڈال کے جھولتی تھیں۔

اور زین ان کی حرکتوں پر کب سے مسکرا رہا تھا۔

ماما بابا سے مل کے وہ اپنے روم میں آرام کرنے کے غرض سے آیا تھا لیکن آج اس کی بہنوں نے قسم کھائی تھی کہ زین کو تنگ کر کے ہی چھوڑنا ہے۔

"بھائی آج جو دو پیاری سی لڑکیاں آئیں تھی وہ کون تھیں؟"

ایمن نے کچھ یاد آنے پہ زین سے سوال کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"I know her."

اس سے پہلے زین کوئی جواب دیتا نور چہک کے بولی۔

"کس کو" زین نے حیرت سے پوچھا بھلا وہ ان دونوں میں سے کس کو جانتی تھی۔

"ان میں سے جو گرے انکھوں والی ہیں وہ میرال آپی ہیں"۔اس نے پر جوش ہو کے بتایا۔

"تم کیسے جانتی کو ان کو؟" ایمن نے پوچھا۔

زین کے ذہن میں بھی یہی سوال تھا۔

"جب ہم شیری کے ساتھ گئے تھے مال میں تو میں ان سے ٹکرائی تھی تو انہوں نے مجھے بہت پیار کیا اور ڈول بھی کہا، سوری بھی کیا پھر کسی بھی دی۔"

نور نے ایک ہی سانس میں سب بتا دیا۔ جبکہ ایمن نے ایسے سر ہلایا جیسے سب سمجھ میں آ گیا ہو۔

اس کو فوراً سوری کہہ دیا اور مجھے کہنے میں موت پڑ رہی تھی میڈم کو۔۔۔۔۔

"اور دوسری آپی؟" زین نے پوچھا۔

"ان کو تو ہم نے آج پہلی بار دیکھا تھا، شیری کہہ رہا تھا کہ وہ وقاص بھائی کی دلہن بنیں گی اور میرال آپی کی دوست بھی ہیں"۔

جواب اب ایمن کی طرف سے آیا۔

"اس شیری کی تو میں ہڈی پسلی ایک کر دوں گا بچیوں کو بھی بتا دیا پہلے اس گدھے کو اپنی ماں کو تو بتانے دیتا۔" زین بس سوچ کے ہی رہ گیا۔

"اوکے بچو! اب میں تھک گیا ہوں تھوڑا آرام کر لوں اگر آپ دونوں اجازت دو تو۔"

زین نے دونوں کو گدگدی کرتے پوچھا تو وہ دونوں نے اس کے گال پہ بوسا دے کے اجازت دی اور اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

تو زین بھی مسکرا کے فریش ہونے کے لیے لیٹ گیا اور آج کا واقعہ سوچنے لگا۔

میرال نے کم عرصے میں ہی اپنا آپ منوا لیا تھا اور بہت اچھے طریقے سے اور کم وقت میں کیسس ہینڈل کیے تھے۔

زین کو یاد تھا کہ ایک دفعہ اس نے میرال کا انٹرویو پڑھا تھا کہیں، اس میں اس سے سوال کیا گیا تھا کہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" آپ ٹیوی پہ انٹرویو کے لیے کیوں نہیں آتیں جبکہ آپ کو بہت بار بلایا گیا ہے اور ہر دفعہ آپ انکار کر دیتیں ہیں" تو میرال نے جواب دیا کہ۔

"میں اپنے ملک کے لیے کام کرتی ہوں نہ کہ شہرت کے لیے، مجھے کسی پہ بھی اپنا آپ واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں جو کرتی ہوں اللہ کی رضا کے لیے کرتی ہوں ، میں اپنے آپ کو سوشیل میڈیا کی زینت نہیں بنانا چاہتی جس پہ لوگ بعد میں میرے وجود پہ تبصرے کریں، ہاں اگر کسی کو میرا کام پسند ہے تو وہ میں ان کا شکریہ ادا کرتی

ہوں، ٹیوی سکرین پہ نہ جانے کے باوجود بھی لوگ میری بہت عزت کرتے ہیں، پیار دیتے ہیں، اور میں اسی میں خوش ہوں۔ مجھے بہت سے لوگوں نے کہا بقول ان لوگوں کے انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ کو ٹیوی شوز میں جانا چاہیے کیونکہ آپ بہت خوبصورت ہیں اور لوگ آپ کو اور پسند کریں گے اور سراہیں گے بھی لیکن مجھے اس طرح کی عزت اور شہرت بلکل نہیں چاہیے جس میں لوگ میرے کام کو چھوڑ کے میری خوبصورتی کو سراہیں۔ اسی لیے مجھے جاننے کے لیے میرا کام ہی کافی ہے نہ کہ میری خوبصورتی کا ہونا۔۔۔۔ شکریہ"۔

اسی وجہ سے زین میڈیا کے آنے سے پہلے ہی اس کو گاڑی میں بٹھا آیا تھا اور رفیق کو سب بولنے کو کہا۔

میرال کی ان باتوں نے واقعی زین کو متاثر کیا تھا اس نے خود بھی آج پہلی بار میرال کو دیکھا تھا۔

"واقعی وہ بس دکھنے میں نازک تھی تھپڑ بہت زور کا تھا"۔ زین نے سوچ کے جھرجھری سی لی اور اس کی سوچوں کو پرے دھکیل کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

oooooooooooooooooo

وقاص ابھی تک اپنی ماں کو شاک کی کیفیت میں دیکھ رہا تھا کہ کیا وہ سچ کہہ رہیں ہیں۔

"مجھے انکار نہیں سننا وقاص میں نے اسی سال شادی کر دینی ہے تمہاری اب تک تم نے بہت منمانیاں کی ہیں اب مجھے سیدھے سے جواب دو" انہوں نے زرا سخت لہجہ اختیار کیا۔

اب بھی کچھ نا بولا تو خدیجہ بیگم زرا نرم لہجہ میں بولیں۔

"کسی اور کو پسند کرتے ہو؟"

وقاص نے حیرت سے ان کو دیکھا کہ اگر وہ کہہ دے ہاں تو کیا وہ خوش ہوں گی اس کی پسند سے جس طرح وہ نوال کا ذکر کر کے ہو رہیں تھی۔

"بتاؤ۔۔۔۔۔میرا ل کو پسند کرتے ہو؟" لہجہ ابھی بھی نرم تھا۔

"نہیں ماں وہ تو دوست ہے اور بہت اچھی بہن بھی"۔اس نے نظریں نیچی کر کے جواب دیا۔

"تو کیا اس کی وہ دوست پسند ہے جو ڈاکٹر ہے"۔ان کی آواز میں اب زرا خفگی اور ناپسندیدگی گھل گئی۔

وقاص کے دل کو کچھ ہوا۔

"جی ماں۔۔۔۔۔۔۔لیکن "

وہ رکا۔۔۔۔۔"امی اگر آپ کو وہ نہیں پسند تو کوئی بات نہیں میں آپ کی پسند کو ترجیح دوں گا ویسے بھی میں نے کون سا اس سے وعدے کیے ہیں اس کو تو یہ بھی نہیں پتا ہو گا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں،"اداسی سے مسکرایا اور اپنی بات کو جاری رکھا۔خدیجہ بیگم غور سے سن رہیں تھی۔

" لیکن آپ سے تو وعدے کیے ہیں نا کہ میں آپ کی بات کبھی رد نہیں کروں گا میں زندہ آپ کے لیے ہی تو ہوں اور کون ہے میرا جو میری جینے کی وجہ ہے۔۔۔وطن کے کیے لڑتے لڑتے تو میں کبھی بھی شہید ہو سکتا ہوں لیکن میں اس بات پہ بھی اپنے وطن سے بے وفائی کر گیا"ساتھ ہی ایک آنسوں اس کی آنکھ سے گرا۔

" کیونکہ میں ہر نماز میں اپنے شہید ہونے کی نہیں اپنی زندگی لمبی ہونے کی دعا مانگتا ہوں کیونکہ میں اپنی ماں کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتا میں اپنی ماں اپنی جان کے ساتھ زندہ رہنا چاہتا ہوں۔میرے بعد کون ہو گا جو آپ کو میرے جیسا پیار دے گا جس کے آپ نخرے اٹھائیں گی،تو میں آپ کی بات کو کیسے ٹال سکتا ہوں کیسے میں آپ کو

ناراض کر سکتا ہوں۔۔۔۔لیکن نوال نہیں میں نے اس کو بہن مانا ہے اس کو بہنوں والا مان دیا ہے میں اس کو توڑ نہیں سکتا، باقی آپ جس سے کہیں گی میں کر لونگا۔ لیکن مجھے معاف کر دیں امی میں ابھی اس سب کے کیے خود کو تیار نہیں کر سکتا مجھے وقت دے دیں تاکہ میں تقدیر کے فیصلے کو مان سکوں"۔

آنسو تواتر بہہ رہے تھے وقاص کے۔اس کے بعد وہ روکا نہیں گھر سے نکل گیا۔ شاید اکیلے غم منانا چاہتا ہو۔

مگر پیچھے وہ اپنی ماں کو اداس کر گیا تھا وہ کہاں جانتی تھی کہ وہ ان کے کیے اپنی پہلی محبت کو چھوڑ دے گا ان کو لگا کہ وہ ان کو منائے گا اور ضد کرے گا لیکن پاگل، وہ ان کو اپنی باتوں سے رلا کر چلا گیا تھا۔

ان کو اپنے بیٹے پہ آج صحیح معنوں میں فخر محسوس ہوا تھا جو اپنی ماں کو ناراض کر کے اپنی زندگی کی نئی شروعات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اکثر جوان اولاد کہتی ہے کہ یہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ ہے تو وہ کیوں اپنے ماں باپ کو اختیار دیں شادی کا فیصلہ کرنے کا، کیا والدین اس طرح بچپن میں پیدا کرنے اور پالنے کے احسان کا بدلہ لیں گے۔ جبکہ ہماری مکمل زندگی کا اختیار ہی والدین کو ہوتا

۔کئی والدین سے جلد بازی میں یا پھر مجبوری میں کچھ ایسے فیصلے ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کو بعد میں پچھتانا پڑتا ہے لیکن اگر معاملات کو مثبت طریقے اور صبر و شکر کے ساتھ حل کیا جائے تو زندگی سنور سکتی ہے۔

وقاص نے بھی صبر کا مظاہرہ کیا اور اپنی ماں کا اپنی زندگی میں ہونے کا شکر کیا۔۔۔۔ آج اس نے بہتر چھوڑا تھا تو کیا پتا اللہ اس کو آگے جا کے بہترین سے نواز دے۔زندگی میں منفی سوچوں کو نہیں لانا چاہیئے اس سے زندگی "گزر" جاتی ہے لیکن "جی" نہیں جاتی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooo

گھر سے نکل کے وقاص کچھ دور ویران سی جگہ پہ آ گیا اسکو کچھ دیر اپنے اللہ کے ساتھ وقت گزارنا تھا اپنے دل کا غم زرا ہلکا کرنا تھا۔

"اللہ جی میں آپ سے شکوہ بلکل نہیں کرتا آپ نے جو میری زندگی میں لکھا وہ تو ہو کے ہی رہنا جس پہ میرا کوئی زور نہیں میں بس آپ سے اپنے دل کا سکون مانگتا ہوں مجھ میں حوصلہ پیدا کر دیں کہ میں اپنے آپ سے لڑ سکوں، خود کو مضبوط بنا سکوں بس مجھے صبر عطا فرما یا اللہ۔"

تیس سالہ مرد رو رہا تھا اپنے اللہ سے صبر کی دعا کرتا رو رہا تھا۔۔۔اس کے آنسوں کیوں بہہ رہے تھے وہ خود بھی نہیں جانتا تھا شاید غلط وقت پہ محبت ہونے کا غم تھا۔کتنا اچھا ہوتا کہ وہ اپنے جزبات خود پہ بھی ناآشنا کرتا تو اس کو اب محبت ہونے کا غم ناستا رہا ہوتا۔

تین سال پہلے اس نے جب مرحا کو دیکھا تو اسکو نہیں پتا تھا کہ وہ اس سے محبت کر بیٹھے گا ۔ملنے کے بعد وہ جب بھی یاد آئی خود کو بہت روکا لیکن کیا کرتے، محبت "کی" تھوڑی تھی وہ تو "ہو گئی" تھی انجانے میں۔

واقاص کے دل سے دعا نکلی کہ مرحا کو بہت چاہنے والا شوہر ملے جو ہر گھڑی اس کا ساتھ نبھائے۔اور اس کے قابل بھی ہو۔

لیکن اب یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

کافی دیر بیٹھنے کے بعد زرا اپنا آپ ہلکا محسوس ہوا تو گھر کی راہ لی ٹائم دیکھا تو صبح کے چار بج رہے تھے اذان ہونے میں ابھی ٹائم تھا امی سو گئیں تھی۔۔۔۔

کمرے میں آیا تو شیری بھی بیٹھا بیٹھا سو گیا تھا شاید انتظار کرتے کرتے، وقاص کو اس پہ

بہت پیار آیا شیری اس کو بھائی کی طرح عزیز تھا۔ نیند کا بہت پکا تھا زین، وقاص، دانی تینوں اس کی نیند پہ رشک کرتے تھے جو پتا نہیں باتوں کے ساتھ نیند بھی کہاں سے لے آتا تھا۔

اس نے شکر کیا کہ سو گیا ورنہ وہ اسکا حلیہ دیکھ کے پریشان ہو جاتا اور جب تک مسئلہ حل نہ کر لیتا سکون سے نہ بیٹھتا۔ اس کو سیدھا لیٹا کے وقاص فریش ہونے چلا گیا۔ تب تک اذان بھی ہو گئی تھی نماز پڑھ کے لیٹ گیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر میں نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال صبح فریش سی ہو کہ اپنے آفس پہنچی تھی کہ اس کے موبائل پے کال آنے لگ گئی نمبر دیکھ کے اوکے کیا اور کان سے لگایا۔

سلام دعا کے بعد میرال نے سیدھی بات کی۔

"کام کی بات ہے تو جلدی بتاؤ ورنہ فون رکھو"۔

اگلی طرف سے جو بھی تھا جلدی سے بولا ورنہ جانتا تھا کہ میڈم فون رکھ بھی سکتی

تھیں۔

"وہ میم، میم کا کوئی پیچھا کر رہا ہے،ان پہ مسلسل کوئی نظر رکھے ہوئے ہے"۔اس نے جلدی سے بات کی۔

"تم اور اختیاط سے کام لو اور ان لوگوں پہ بھی نظر رکھو اگر کوئی حرکت کریں تو پکڑ کے لے جانا" دوسری طرف سے اوکے میم کہا گیا تو اس نے فون بند کیا۔

ابھی گزرے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ آئی جی کے آنے کی اطلاع ملی ساتھ میں شاہ زین کی بھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ زین کا نام سنتے کی اس کے ماتھے پہ بل اگ ئے۔اس کو ابھی تک اس کے الفاظ نہیں بھول رہے تھے جب اس نے اس کو ڈرپوک کہا تھا۔

"اسلام علیکم"۔آئی جی اور زین نے مشترکہ سلام پیش کیا تو میرال نے مسکرا کے جواب دیا۔

آئی جی کے اشارے پہ وہ سب بیٹھ گ ئے تو انہوں نے میرال کی طبیعت کے بارے میں دریافت کیا۔

"اللہ کا شکر ہے سر میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں، اور مجھے بلا لیا ہوتا میں آ جاتی آپ نے کیوں زحمت کی۔ "

"اس میں زحمت والی کون سی بات ہے دراصل کل شاہ زین سے معلوم ہوا تھا آپ کی طبیعت کا کہ آپ کو پانی میں رہنے کی وجہ سے بخار ہو گیا تھا اسی لیے میں خود آ گیا شاہ زین کے ساتھ"۔

انہوں نے شفقت بھری مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"ایکچولی میں آپ سے کل کے کیس کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا آپ نے بہت اچھے سے ہینڈل کیا۔

"I'm proud of you both."

انہوں نے دونوں کو دیکھ کے مسکرا کے کہا۔

"لیکن سر جہاں تک مجھے لگتا کہ یہ کیس مکمل نہیں ہوا ابھی تک۔۔۔ لگتا ہے کہ ابھی ہمیں دھوکے میں رکھا گیا تھا، اصل ماسٹر مائنڈ تو کوئی اور ہی ہے،"

زین تو اس کی بات پہ حیران رہ گیا بھلا وہ کیسے جانتی تھی۔۔۔۔ جبکہ یہی بات کل وہ

وقاص سے کہہ رہا تھا کہ اس کے پیچھے کسی اور کا ہاتھ ہے اور یہ کیس کوئی چھوٹا کیس نہیں ہونے والا بلکہ بہت بڑا نکلنے والا تھا۔

"اور آپ کو کیوں لگتا ہے ایسا"۔

آئی جی صاحب بھی متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکے۔

"وہ اس لیے سر کہ جس یونیورسٹی کا آپ نے بتایا تھا وہاں پہ لڑکیاں بھی منشیات کا استعمال کر رہی تھی جبکہ پچھلے دنوں میں بہت سی لڑکیاں غائب ہوتی جا رہی تھیں تو یہ کہ اصل میں یہ کیس بس ڈرگس ڈیلینگ کا نہیں تھا بلکہ یہ کچھ اور ہی ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال اپنی بات کہہ کے چپ ہوئی اور ایک نظر بے نیاز سے بیٹھے ہوئے زین کو دیکھا جو آج سیول کپڑوں میں موجود ہینڈسم لگ رہا تھا میرال کے دل نے اعتراف کیا کہ یہ کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔اور میرال نے بات نوٹ کی تھی وہ زیادہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا یا شاید آئی جی کا لحاظ کر رہا ہو اور دیکھنے سے پرہیز کیا ہو۔

"تو ٹھیک ہے ہم یہ کیس بھی آپ کو اور شاہ زین کو دیتے ہیں اب آپ لوگ ہی یہ کیس مکمل کریں گے "

زین کو تو جھٹکا ہی لگ گیا تھا کہاں وہ لڑکیوں سے بات کرنے کا روادار نہیں تھا اور اب لڑکی کے ساتھ کیس سولو کرے۔

آئی جی اپنی بات کہہ کے چلے گئے۔میرال کو کوئی مسئلہ نہیں تھا اس لیے پر سکون تھی ۔جبکہ زین بھی اس کو ایک نظر دیکھ کے چلا گیا۔

ناشتے کی ٹیبل پہ شیری اور وقاص دونوں بیٹھے تھے۔شیری نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فوراً پوچھا،وقاص نے اسکو کیس کے سلسلے میں باہر جانے اور دیر رات تک جاگنے کا بتا کہ مطمعین کر دیا۔

خدیجہ بیگم سے اپنے بیٹے کی یہ حالت نہیں تھی دیکھی جا رہی ان کی مامتا تڑپ گئی تھی وقاص کو اس حال میں دیکھ کے۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے اگر نوال سے نہیں کر سکتے تو میں نے ایک اور لڑکی پسند کی ہوئی ہے

اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو اس ہفتے منگنی کر لیتے ہیں"۔انہوں نے اپنی جگہ

سنبھالتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں جیسے آپ کی مرضی". وقاص نے مسکرا کے جواب دیا وہ ان کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا اسی کیے حامی بھر لی۔

جبکہ شیری کبھی خدیجہ بیگم کو دیکھتا تو کبھی وقاص کو دیکھ کے بات سمجھنے کی کوشش کرتا کہ کس کی منگنی اور کس سے اور نوال کا کیا زکر۔

اتنی دیر میں وقاص کھانا کھا کہ اپنے آفس چلا گیا اور شیری کو پریشان چھوڑ گیا کہ وقاص تو مرحا کو پسند کرتا تھا لیکن اب کس سے منگنی ہو رہی ہے۔۔۔۔خیر یہ تو پتا چل ہی جائے گا پہلے اصلی بات تو پتا کر لے آنٹی جی سے۔

نوال ابھی لیکچر لے کے نکلی ہی تھی کہ اس کو شیری نظر آ گیا جو اسی کی طرف آ رہا تھا۔ شیری کو دیکھ کہ اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔نوال ابھی تک بس وقاص کے دوست دانیال کو ہی جانتی تھی کیونکہ وہ ان سے ایک بار پہلے مل چکی تھی۔اس کو نہیں پتا تھا کہ شیری بھی اسی کا دوست ہے۔

آج تو کم از کم اس کے منہ نہیں لگنا چاہتی تھی کیونکہ وہ بہت خوش تھی آج اس کی

پریزنٹیشن تھی جو بہت اچھی گئی تھی اور سر نے اس کی بہت تعریف بھی کی تھی سب کے سامنے۔

اس کے منہ لگ کے وہ اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی لہذہ اس کو اگنور کر کے گزرنے لگی تو شیری نے زور سے پکارا۔

"OOH brown eyed witch".

نوال نے مڑ کے صدمے سے اس سر پھرے کو دیکھا جو اس کو سب کے سامنے مخاطب کر رہا تھا ساتھ میں عجیب خطاب سے نواز بھی رہا تھا۔ کافی سٹوڈینٹس بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیوں پیچھے پڑ گئے ہو دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" اس کے پاس آ کے بظاہر مسکرا کے مگر ایک ایک لفظ چبا چبا کے کہا۔

دیکھنے والے یہی سمجھتے کہ شاید جانتے ہیں ایک دوسرے کو۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں معافی مانگنے آیا تھا تم سے اس دن کی حرکت کے بارے میں" سنجیدگی سے جواب دیا جبکہ شرارت اس کی کالی آنکھوں میں آب و تاب سے

چمک رہی تھی۔

"اچھا چلو پھر مانگو"۔نوال نے احسان کرنے والے انداز میں کہا۔

"ایسے نہیں پہلے پیار سے بات کرو پھر"۔شیری نے نخرہ دکھایا۔

نوال نے سوچا یہ مجھ سے معافی مانگنے آیا یا روٹھی ہوئی محبوبہ کی طرح خود کو منوانے جو مفت میں اب نخرے دکھا رہا تھا۔

"میں کیوں پیار سے بات کروں تم سے۔۔۔تم کیا میرے پھوپھو کے بیٹے ہو"۔نوال نے گھور کے زرا غصے سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اللہ نہ کرے میں تمہاری پھپھو کا بیٹا ہوں اس(وقاص) کو تو تم بھائی مانتی ہو جبکہ میں تو کچھ اور ہی بننا چاہتا ہوں"۔شیری نے پھپھو کا بیٹا سن کے کانوں کو ہاتھ لگا کے کہا۔

"چلو پھر گدھا بن جاؤ۔"فری کا مشورہ دیا گیا۔

"ویسے بننے کی ضرورت نہیں مجھے تم پہلے سے ہی گدھے لگتے ہو،مجھے کیا سب کو لگتے ہو گے اور تم یہاں پہ مجھ سے معافی مانگنے آئے تھے نا تو مانگو میں نے جانا بھی ہے،راہ چلتے لوگوں کی وجہ سے میں اپنا قیمتی وقت برباد نہیں کر سکتی۔"نوال کچھ بے زاریت

سے بولی۔

جبکہ شیری خود کو اس کے گدھا کہنے پہ ہونقوں کی طرح دیکھ رہا تھا، وقاص تو اس کے صدقے واری جاتا تھا کہ میرا بھائی بہت ہینڈسم ہے اور دانی تو کبھی منہ بھی چوم لیتا تھا اسکا جب یہ شلوار قمیض پہنتا تھا۔ شیری ان سب میں سب سے پیارا لڑکا تھا باقی سب بھی ایک سے بڑھ کے ایک تھے لیکن اس کی آنکھوں کی چمک واضح اس کی ذہانت کا بتاتی تھیں۔ یونیورسٹی ٹائم میں بہت سی لڑکیاں اس پہ مرتی تھیں اور پرپوز بھی کر چکی تھیں لیکن یہ سامنے کھڑی اس کی "brown eyed witch" اس کو گدھا کہہ رہی تھی۔ اس کا صدمے سے ہی برا حال تھا۔

"خود کو کبھی دیکھا ہے شیشے میں، اگر آج آتے ہوئے شیشے کا دیدار کر کے آتی تو یہ بچہ تم سے ڈر کے رو نہ رہا ہوتا" ساتھ ہی پاس سے گزرتی ایک عورت کی طرف اشارہ کیا جو شاید یہاں کی پروفیسر تھی اور آج شاید اپنا بچہ ساتھ لے آئیں تھی اور وہ بچہ بری طرح سے لوگوں کا ہجوم دیکھ کے رو رہا تھا۔

"مجھے گدھا کہہ رہی ہو خود کیا ہو سرسوں کا ساگ، ایک سڑا ہوا خراب کیلا مینڈکی کہیں کی خود کی شکل دیکھ کے بات کیا کرو، مجھے تو لگتا ہے رات کو اٹھ کے آئینے میں دیکھ

کے ایک بار خود ڈر جاتی ہو گی کہ اللہ یہ کس کی بد روح آ گئی ہے اور مجھے تو یہ بھی لگتا ہے کہ اپنے اس بوریے میں تم بے ہوشی کی دوا بھی رکھتی ہو گی بچوں کو اغوا کرنے کے لیے اسی لیے وہ بچہ رو رہا تھا تمہیں دیکھ کے پہچان گیا ہو گا نا تم کو، اگر آئندہ میرے رستے میں آئی نا تو اور بھی خوبیاں ہیں میرے پاس تمہاری تمہیں بتانے کے لیے وہ بھی بتا دوں گا لاؤڈ اسپیکر میں۔۔۔۔۔ کرنے تو میں سوری آیا تھا لیکن اب میرا موڈ سخت خراب ہو گیا لہذا پھر کبھی۔"

شیری کیا کم تھا، اس نے ایک کی تو دس سنا کے چلا گیا ساتھ اس کے پہنے ہوئے جوڑے کو بھی نشانہ بناتا گیا جو بیلو کلر تھا جس میں گرین اور براؤن چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے اور وہ اس کو سڑا ہوا کیلا کہہ کے چلا گیا۔ اس کے پہنے ہوئے بیگ پہ بھی چوٹ کی، نوال تو صدمے میں کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہی جو عورتوں کی طرح بات پکڑ کے لڑائی کرنے بیٹھ گیا اور اپنی کہہ کے نو دو گیارہ ہو گیا۔۔۔ پیچھے کھڑے سٹوڈینٹس اس کی باتوں پہ ہنس رہے تھے۔

شیری اسے تنگ کرنے ہی آیا تھا اور اپنا کام سرانجام دے کے قہقہے لگاتا گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔۔۔

"ویسے بھابھی کی بہن ہے بڑی توپ چیز زندگی اچھی گزرنے والی ہے تیری شیری۔"
ساتھ ہی دلکشی سے مسکرا اٹھا۔

زین اس کو دیکھ لیتا کہ یہ لڑکی کو تنگ کر کہ آرہا ہے تو اس گھر نہ آنے دیتا ساتھ میں جوتوں اور لاتوں سے دعوت بھی کرتا۔

"نوال وہ کب کا چلا گیا ہے اب تم ہل بھی جاؤ کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے"۔جب اس کی دوست نے اس کو ایسے ہی جمے دیکھا جو شاید زیادہ ہی صدمے میں چلی گئی تھی تو پکار بیٹھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس گدھے،الو کے پٹھے کی اتنی ہمت میرے سب سے فیورٹ سوٹ کو اس نے سڑا ہوا کیلا کہا(اصل دکھ یہی کہنے کا ہوا تھا) یہ مجھے دوبارہ نظر آیا تو میں اس کو چھوڑوں گی نہیں، سمجھتا کیا ہے خود کو بد تمیز آوارہ کمینہ انسان۔ "

اس کا غصہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔چہرہ ضبط کے مارے سرخ ہو گیا تھا۔پھر اس کی دوست اس کو کھینچ کہ کلاس کی طرف لے گئی کیونکہ اب سٹوڈینٹس باتیں بنانے لگ گئے

تھے۔

میرال کو تھوڑی دیر بعد پیغام ملا کہ سر زین اس کو اس کے آفس میں بلا رہیں ہیں۔جو دوسرے پولیس اسٹیشن میں تھا۔

"اب یہ کیا مصیبت ہے وہ یہاں نہیں آ سکتے کیا میری طبیعت نہیں ٹھیک ان کو کہو کہ خود آجائیں"۔

"میڈم جی سر نے کہا تھا کہ آپ کو ساتھ لے کے آؤں اگر آپ انکار کر دیتی ہیں تو آپ کو یہ بھی یاد کروا دیا جائے کہ سر آپ سے سینیئر ہیں لہذا ان کی بات پہ فوراً عمل کیا جائے۔"

رفیق نے ڈرتے ڈرتے سب کہہ دیا جو زین نے کہا تھا۔

"اچھا گاڑی نکالو آ رہی ہوں میں۔۔ سڑا ہوا کدو، کریلا"۔ساتھ ہی اس کو دل میں القابات سے بھی نوازا۔

میرال جانے کے لیے تیار ہو گی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ زین اس کی شکایت کر

دے جس کی وجہ سے اس کو اس کیس سے ڈسمس کیا جاتا۔

اپنا حجاب درست کر کے باہر آئی تو رفیق گاڑی میں اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

زین کے آفس کے باہر رفیق نے گاڑی روکی تو وہ نیچے اتری اور اپنی متاثر کن پرسنیلٹی کے ساتھ اندر کی جانب بڑھی جہاں پہ زین اس کا انتظار کر رہا تھا۔

آفس کے دروازے پہ پہنچ کے اس نے دستک دی تو اندر سے زین کی مصروف سی آواز سنائی دی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"Yes come in".

میرال نے قدم اندر کی جانب لیے۔

سلام کے بعد میرال نے یہاں پہ بلانے کی وجہ پوچھی۔

"سر آپ نے بلایا!"۔

"جی دراصل میں کیس کے بارے میں ہی بات کرنا چاہ رہا تھا آپ سے، اور اب طبیعت کیسی ہے آپ کی" زین نے نارملی پروفیشنل طریقے سے بات کی۔

"جی سر اللہ کا شکر ہے اب بہتر ہے، آپ کا شکریہ"۔اس نے بھی نارملی بات کی۔

زین کو کہیں سے بھی کل والی میرال نہیں لگی تھی جو اس سے زرا سی بات پہ لڑنا شروع ہو گئی تھی آج وہ اس کو ایک ذمہدار آفیسر لگی تھی جس کو صرف اپنے کام سے مطلب تھا۔

"تو مجھے آپ بتائیں کہ آپ کو کیا لگتا یہ کیس کس طرف جا رہا ہے؟ "

"ان کا مقصد صرف ڈرگ سمگل کرنا نہیں تھا، سر مجھے لگتا ہے یہ کیس آرگن اسمگلنگ اور ہیومن ٹریفکنگ سے ریلیٹڈ ہے"

میرال نے اپنی سوچ ظاہر کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہمم مجھے بھی یہی لگتا ہے"۔اور فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔

میرال نے اس کر غور سے دیکھا ایک پر کشش حسین مرد جو کسی کو بھی اپنی طرف مائل کر سکتا تھا اور کوئی بھی اس کو پانے کی خواہش کر سکتا تھا۔اور اس آنکھیں سنہری بھوری جن میں سونے جیسی چمک ہو، گھنی مڑی ہوئی پلکیں۔میرال کو گمان ہوا جیسے کہ یہ نقلی ہیں بھلا کسی مرد کی مڑی ہوئی گہری پلکیں کیسے ہو سکتیں ہیں۔۔۔ گرے ڈریس شرٹ پہنے کف موڑے ہوئے، سیدھے ہاتھ کی کلائی میں بریںڈ گھڑی، سفید ہاتھوں

کی نیلی نسیں ابھری ہوئی۔

"مجھے اس کی پلکیں زیادہ حسین لگیں یا اس کے ہاتھ" میرال سوچ کے رہ گئی۔

زین اس کا خود کا جائزہ لینا اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ بھلا وہ کیوں اس کو اتنے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"مس میرال۔۔۔ اگر اس کیس کے سلسلے میں آپ کو دوسرے شہر جانا پڑے تو کیا جائیں گی آپ؟" زین کی آواز سے وہ ہوش کی دنیا میں آئی

"استغفراللہ میں کیا سوچ رہی تھی، سر ہیں وہ میرے" اس نے اپنی سوچ پہ لعنت بھیجی اور اپنے ہینڈسم سر کی طرف متوجہ ہوئی۔

"جی سر! مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا جانے سے"

اس نے آرام سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے پھر ہم اس کیس پہ کل سے کام شروع کریں گے اور مجھے کسی قسم کی بھی کوتاہی منظور نہیں ہو گی اور یہ فائل بھی اپنے پاس رکھ لیں" ساتھ ہی فائل پکڑانے کے لیے یا تھ آگے کیا۔

میرال کی نظر ایک بار پھر اس کے خوبصورت ہاتھوں پہ گئی تو بے ساختہ ہی اس کے دل نے غداری کی اور ایک بیٹ مس کی۔

سلیوٹ کر کے پھر وہ رفیق کے ساتھ ہی اپنے آفس آ گئی اور کام میں مصروف ہو گئی۔

کل اس کو وقاص کے ساتھ کسی ضروری کام سے جانا تھا۔۔۔۔میرال چاہ رہی تھی کہ وہ جلد ہی کام سے فارغ ہو کے آفس پہنچے پھر ہی وہ اپنے نئے کیس پہ کام شروع کر سکتی تھی۔

آج کا دن اس کا زرا مصروف گزرا اور کل کا دن قیامت بن کے گزرنے والا تھا اس پہ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooo

دانیال صبح اپنے لوگوں کے ساتھ اس گھر کے باہر مجود تھا جہاں پہ اس نے نظر رکھوائی تھی۔

ابھی وہ اپنے آدمیوں کو کچھ کرنے کا حکم دے ہی رہا تھا جب اس نے گلی کے باہر دور ایک گاڑی سے وقاص اور میرال کو اترتے ہوئے دیکھا۔

"بھلا ان کا یہاں کیا کام" دانیال نے سوچا۔

میرال اور وقاص بھی دانی کو دیکھ کے چونک گ ئے تھے۔وقاص اپنی ایک ٹیم کو ساتھ لایا تھا ساتھ میں ان کے دو لیڈیز آفیسرز بھی موجود تھیں۔

یہ ایک تنگ گلیوں والا محلہ تھا جہاں پہ بہت سے گھر زیر تعمیر تھے اور رہائش ابھی نہ ہونے کے برابر تھی، تنگ گلی ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنی گاڑیاں گلی کے باہر کھڑی کی تھیں جس کی وجہ سے اندر موجود لوگوں کو اس بات کا علم نہ ہو سکا۔

دانیال ان کی جانب بڑھا اور اپنی حیرانگی کم کرنے کے لیے پوچھا۔

"وقاص تم دونوں یہاں پہ کیا کر رہے ہو؟"

"یہی تو میں بھی پوچھنے والا تھا کہ تو ادھر کیا کر رہا ہے؟"وقاص نے بھی حیرانگی کا اظہار کیا۔

"یار میں تو کسی معصوم کی زندگی کو بچانے آیا تھا"۔دانیال نے وجہ بتائی۔

"دراصل میں بھی یہاں وقاص کو اس لیے اپنے ساتھ لائی۔۔۔۔"اس سے پہلے وہ جملہ پورا کرتی اندر سے کسی کی دردناک چیخ سنائی دی تو میرال نے آؤ دیکھا نہ تاؤ سیدھا گھر کی جانب لپکی۔

دانی نے بھی اپنے آدمیوں کو الرٹ رہنے کا بول کر اندر کی جانب قدم لیے وقاص بھی ساتھ ہی بھاگا۔

اندر کا منظر انتہائی دل دہلا دینے والا تھا ایک لڑکی فرش پر لیٹی اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھے چیخ رہی تھی اور وہی مال والا آدمی اس لڑکی پر اپنی بیلٹ سے پہ در پہ وار کیے جا رہا تھا۔۔۔

"امل" میرال تڑپ کے امل کی جانب لپکی اور شفیق نامی آدمی کو امل سے دور دھکا دیا۔ آدمی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور فرش پہ جا گرا۔

میرال نے فوراً امل کا سر اپنی گود میں رکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"امل میری جان کیا ہوا ہے تمہیں؟" ساتھ ہی آنسوں لڑیوں کی صورت میں بہہ نکلے تھے

امل مسلسل کراہ رہی تھی۔

"وقاص اگر یہ آدمی زندہ بچا تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی" میرال روتے ہوئے چیخی۔

وقاص کے پکڑنے سے پہلے ہی دانیال نے شفیق کو جھٹکے سے کھینچا اور مکے برسانے

شروع کر دیے۔ جبکہ وقاص نے فوری لیڈی آفیسرز کو ایمبولینس کو کال کرنے کو کہا کیونکہ امل کی کنڈیشن بری ہوتی جا رہی تھی۔

"امل، امل میری جان آنکھیں کھولو کچھ نہیں ہو گا تم کو، میں کچھ بھی ہونے نہیں دونگی تمہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ہاں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ "

میرال مسلسل روئے اس کا گال تھپتھپا رہی تھی، وہ امل کو تسلی دے رہی تھی یا خود کو وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی

"می۔۔۔میر۔۔۔میرال میرا بچہ۔۔بچہ۔۔۔"امل۔کا اتنا بولنا تھا کہ اس کے بعد اس کا سر لڑھک کے اس گود میں آ گیا۔

میرال نے اس کی نبض ٹٹولی جو نہ چلنے کے برابر تھی۔

"امل آنکھیں کھولو، تم مجھے چھوڑ کے نہیں جا سکتی میں اور کسی کو کھونے کا حوصلہ نہیں رکھتی، کہاں مر گئی یہ ایمبولینس آ کیوں نہیں رہی"میرال غصے اور غم سے گلا پھاڑ کے چیخی۔ تبھی ایمبولینس کے سائرن کی آواز آئی۔

وقاص نے آگے بڑھ کے شفیق کو دانیال سے چھڑایا ورنہ وہ اس کو آج مار ہی دیتا۔

"دانی چھوڑ اس کو قانون اس کا فیصلہ کرے گا۔"

اور اپنی ٹیم کو اس کو لے جانے کا اشارہ کیا۔امل کو لیڈیز آفیسرز ایمبولینس میں ڈال چکیں تھی۔

"کیوں چھوڑے اس کو،اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی امل کو ہاتھ لگانے کی بھی۔ہاں" میرال شفیق پہ بھوکی شیرنی بن کے جھپٹی۔اور اس پہ مکے برسانے شروع کر دیئے شفیق جو پہلے ہی دانیال کی مار سے نیم بے ہوش تھا اب لمبے لمبے سانس لینے لگ گیا۔

"میرال چھوڑو اس کو وہ مر جائے گا،کیا تم اس کو اتنی آسانی سے موت دو گی"۔وقاص نے میرال کو قابو میں کیا جس پہ جنون سوار ہو چکا تھا۔

"ہاں اس کو اتنی آسانی سے مرنے نہیں دونگی میں،ایک ایک دن کا حساب دے گا ایک ایک اذیت کا حساب دے گا جس سے میری دوست،میری بہن گزری ہے"میرال نے غصے پہ قابو پاتے ہوئے اپنے لب کاٹنے شروع کیے۔

"تم امل کے ساتھ جاؤ ہم اس کو لے کے جاتیں ہیں پھر میں ادھر ہو سپیٹل میں تمہارے پاس ہی آجاؤں گا ٹھیک ہے"وقاص نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلا

کے فوراً اُمل کے پاس جانے کو دوڑی۔

دانی اور وقاص شفیق کے آدھ موئے وجود کو پکڑ کے وہاں سے نکل پڑے۔

~پاسٹ~

امل، مرحا اور میرال تینوں ایک ساتھ ایک ہی سکول سے پھر ایک ہی کالج سے پڑھی تھیں۔کالج کے بعد مرحا نے میڈیکل فیلڈ میں جانا تھا تو اس کے بھائی سعد نے اس کی خالہ کے پاس اسلام آباد اس کو بھیج دیا کیونکہ وہ خود دوسرے ملک جا رہا تھا جہاں سے اس کو ایک بہت اچھی کمپنی سے جاب آفر ہوئی تھی۔

میرال نے اگے سٹڈی جاری رکھی کیونکہ اس نے اگے سی ایس ایس کا امتحان دینا تھا۔

امل کی والدہ بہت پہلے انتقال کر چکیں تھی جب وہ دس سال کی تھی، بارہ سال کی ہوئی تو اس کے والد نے دوسری شادی کر لی، جس عورت سے شادی کی تھی وہ طلاق یافتہ تھی اور اولاد نہ ہونے کی وجہ سے طلاق دی گئی تھی۔امل کی سوتیلی ماں ناظمہ کو بچے نہیں پسند تھے اور امل ایک بہت پیاری بچی تھی تو وہ اس کو اور زہر لگی۔ناظمہ بات بات

پہ اس کو مارتی اور جھوٹی باتیں بنا کر اس کے باپ سے بھی مار پڑواتی، ناظمہ خود بھی خوبصورت تھی تو اس کے باپ کو اپنی اداؤں میں پھنسا کے اپنی طرف کیا کہ اس کا باپ اپنی بیٹی پہ توجہ دینا بھول گیا۔اور اپنی بیوی کی باتوں میں آ کے اس کو ہر رات کمرے میں بھی بند کر دیتا۔

امل میرال کو اور مرحا کو سب بتاتی تھی پھر میرال اس کو اپنے گھر لے جاتی کام کرنے کے بہانے اور شام تک اس کو اپنے گھر رکھتی۔آسیہ بیگم کو اس سے بہت پیار تھا اور امل ان کا پیار پا کہ اور بکھر جاتی تھی اور رونا شروع کر دیتی تھی۔

انٹر کرنے کے بعد ناظمہ نے اس کے باپ کو کہا کہ

"یہ لڑکی سہی نہیں ہے میں نے بہت بار دیکھا ہے یہ اکثر گھر لڑکوں کے ساتھ آتی ہے اور جب میں پوچھتی ہوں تو مجھ سے بد تمیزی کرتی ہے"۔

امل کے باپ نے اس کو بلا کے پوچھا تو امل نے انکار کیا اور کہا کہ ایسی بات نہیں ہے وہ تو میرال اور مرحا کے ساتھ آتی ہے آپ ان سے بھی پوچھ لیں۔تو اس کے باپ نے اس کو مارنا شروع کر دیا۔

"نہ ماریں جوان خون ہے میں اس کو اپنی بچی بنا کے پالا ہے، مجھے اس کی کسی بات کا برا نہیں لگتا چاہے یہ مجھے تھپڑ ہی کیوں نہ مارے"

ناظمہ نے امل کے باپ کو اپنی طرف کرنے کے لیے میٹھی چھری بن کے امل کو جھوٹا پیار کیا۔

امل تو اپنے باپ کو دیکھتی رہ گئی جو بچپن میں اس کو ایک آنچ نہیں آنے دیتا تھا اب بغیر کسی تصدیق کہ اس کو بد کردار کہہ کے مار رہا تھا۔

"میں تو کہتی ہوں کہ اس کی شادی کر دیتے ہیں مجھے ایک بہت اچھا رشتہ ملا ہے لڑکا بھی اچھا ہے, اور حق مہر بھی اچھا خاصا دے رہا ہے" رات کو ناظمہ نے اپنے شوہر کے کان بھرنا شروع کر دیئے۔

"اس کی ابھی عمر ہی کیا ہے دو تین سال بعد کر دیں گے شادی" امل کے والد نے کچھ تو خیال کیا اپنی اولاد کا۔

"تمہاری بیٹی اتنی پیاری ہے کہ کئی لوگوں کی اس پہ گندی نظریں بھی ہیں اور جوان بھی ہے یہ نہ ہو کہ خود ہی تمہارے منہ پہ کالک مل کے کسی آوارہ کے ساتھ بھاگ

جائے "ناظمہ اس کے کان میں زہر گھول رہی تھی۔

"ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں، تم ایسا کرنا کہ کل ہی ان کو بلا کہ ہاں کر دو اور ایک ہفتے بعد رخصتی کا بھی کہہ دینا"۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے "ناظمہ کی آنکھوں میں چمک آ گئی اپنے شوہر کی بات سن کے۔

اور پھر اس نے ایک ہفتے میں ہی سارہ انتظام کر لیا امل کو جہنم میں بھیجنے کا۔

امل بیچاری کو کہاں پتا تھا کہ اس پہ کونسی قیامت ڈھانے والی تھی وہ تو شادی کی بات پہ شرمائی ہوئی پھرتی تھی۔۔۔۔۔اس کو بس یہ کہا گیا تھا کہ اس کو ایک بہت ہی امیر اور خوبصورت لڑکے نے پسند کیا ہے اور وہ جلدی شادی کرنا چاہتا ہے اور اس کو اس کے آگے پڑنے سے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اس نے یہ ساری باتیں میرال مرحا اور آسیہ بیگم کو بتائیں۔آسیہ بیگم تو اس کے اچھے نصیب کی اور خوشیوں بھری زندگی کی دعائیں کرتیں کہ بچی اب زرا سکون سے زندگی جیے گی پہلے بہت مشکل سے زندگی گزاری تھی اس نے۔لیکن کسی کو کیا پتا تھا کہ آگے اس کی زندگی اور مشکل ہونے والی ہے۔

نکاح کے بعد جب آسیہ بیگم دلہے کو سلامی دینے گئیں تو وہ ان کو دلہا دیکھ حیرت کا

جٹھکا لگا ان کا غم و غصے سے برا حال تھا،

آسیہ بیگم نے اس کے باپ کو بہت سنائیں کہ :

" کس طرح کے باپ ہو تم جو اپنی بچی کو جہنم میں بھیج رہے ہو، تمہاری اور اس کے شوہر کی عمر میں فرق ہی کیا ہے اللہ کا خوف نہیں تم میں۔"

"میں نے اس کی بھلائی کے لیے کیا ہے یہ سب اگر نہ کرتا تو میرے منہ پہ کالک تھوپ کے چلی جاتی اسی لیے کر دیا" انہوں نے بغیر شرمندگی کے جواب دیا۔

"اگر اتنی ہی بوجھ تھی تم پہ تو مجھے دے دیتے کم از کم اس کو ماں کا پیار تو دیتی ارے تم تو اتنے اندھے ہو گئے ہو اپنی دوسری بیوی کی محبت میں کہ یہ بھی نہ دیکھ سکے کہ تمہاری بیوی نے بیچ دیا معصوم بچی کو" انہوں نے ناظمہ اور شفیق کی باتیں سن لی تھیں۔اسی لیے ان کو آگاہ کرنا بھی ضروری سمجھا لیکن ان کے کان پہ جوں تک نہ رینگی اور ڈھیٹوں کی طرح یہ ہی کہتے گئے کہ میں اس کا باپ ہوں اور اسکا اچھا بھلا جانتا ہوں لیکن شاید بھول گیا تھا کہ وہ تو اس باپ تک کا ہی نہیں رہا تھا جب سے اس نے دوسری شادی کی تھی وہ تو بس اپنی دوسری بیوی کا شوہر بن گیا تھا۔امل کا باپ تو اس نے خود مار دیا تھا۔

خیر رخصتی پہ آسیہ بیگم نے امل کو بہت سمجھایا اس کی آنے والی زندگی کے بارے میں اور یہ بھی کہا کہ جب کبھی کوئی ضرورت پڑے تو ان کے پاس آسکتی ہے بجائے اپنے نام کے باپ کے پاس جانے کے۔

باپ کو ہوش تو تب آیا جب امل دو مہینوں بعد ان کے گھر آئی اور اس کی حالت دیکھ کہ کوئی بھی کہہ سکتا تھا کہ اس پہ دن رات تشدد کیا جاتا تھا لیکن وہ خود سب کو کہتی کہ میں گر گئی تھی۔۔۔جب باپ نے آگے بڑھ کے گلے لگانا چاہا تو اس کے منہ سے سسکی نکلی باپ نے جب اس کی چادر چہرے سے ہٹائی تو اس کے پیروں سے زمین نکلتی گئی آج اس کو اپنے فیصلے پہ بہت پچھتاوا ہوا تھا اور آسیہ بیگم کی باتیں سچ لگیں تھی کہ انہوں نے واقعی اس کو بوجھ سمجھ کے اپنے گلے سے اتار دیا تھا۔

امل کہ منہ پہ تھپڑوں کے نشان تھے منہ سوجا ہوا تھا اور گلے پہ کسی رسی کا نشان جیسے اس کا گلا دبا دیا گیا ہو۔کان کی نچلی جگہ پہ بلیڈ سے لائنیں کھینچیں گئی تھیں۔

اس کا باپ رونے لگ گیا۔۔۔امل نے بتایا کہ اس کا شوہر ایک مہینے کے لیے دوسرے شہر گیا ہے تو یہاں چھوڑ گیا کہ جب آؤں گا تو لے جاؤں گا۔۔۔لیکن اس مہینے میں بھی ناظمہ کو سکون نہ ملا اس کی حالت دیکھ کہ اپنے شوہر کے سامنے اس کی بہت آؤ

بگھت کرتی لیکن اکیلے میں اس پہ اپنے زہریلے لفظوں سے وار کرتی کہ وہ ٹوٹ جاتی

"جب اس کی حالت کچھ بہتر ہوتی تو میرال سے ملنے جاتی اور وہاں پہ اپنی جہنم زندگی کو خوشحال بنا کے پیش کرتی۔۔۔۔

دو سال گزرنے کے بعد شفیق کسی کام سے پھر شہر سے باہر گیا۔اور جاتے جاتے اپنی درندگی کا ثبوت اس کو مار کے دیتا گیا۔اور پھر اس کے باپ کی دہلیز پہ چھوڑ گیا لیکن اس بار اس کی حالت ایک مردہ جیسی تھی باپ سے یہ حالت دیکھی نا گئی تو معافی مانگتے مانگتے دنیا سے رخصت ہو گیا۔اور اپنی بیٹی کو ایک بار پھر یتیم کر گیا۔

ناظمہ نے گھر سے نکال دیا تو واپس اپنے گھر گئی اور جب حالت ٹھیک ہوئی تو میرال کی طرف رہنے چلے گئی کہ شوہر کے آنے تک ادھر ہی رہے گی۔۔۔۔اس نے اپنے زخموں کو کمال اداکاری سے چھپایا۔

ایک مہینہ ادھر رہ کے اپنے شوہر کے ساتھ پھر واپس اسی جہنم میں آ گئی۔

وقت کا کرنا تھا گزرتا گیا۔فون پہ مہینے میں ایک بار مرحا میرال اور آسیہ بیگم سے

بات کر لیتی اور ان کو جھوٹی تسلیاں دیتی۔ لیکن پھر انکار ابطہ بھی ختم ہو گیا شفیق نے اس پہ ہر قسم کی پابندی لگا دی۔

امل روز رات کو اپنی اللہ کے سامنے اپنی فریاد کرتی کہ اس کی ازیت میں کمی کر دے۔

"یا اللہ یہ میرے جس گناہ کی سزا ہے اس کو کم کر دیں میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتی ہوں۔ میری کسی نیکی کے بدلے میری ازیت کم کر دیں میں روز روز مر رہی ہوں لیکن اس آس پہ زندہ ہوں کہ آپ رحیم ہیں کریم ہیں کسی دن تو آپ مجھے اس ازیت سے نکال دیں گے یا اللہ بے شک آپ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں، مجھے اس ازیت کو جھیلنے کی برداشت عطا فرما۔"

اور پھوٹ پھوٹ کو روتی اپنا غم ہلکا کرتی۔

پھر وہ وقت آیا جب اس کو اللہ نے زندگی کی نوید سنائی کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ امل کو تو مانو ایک جینے کی وجہ مل گئی۔

شفیق بھی خوش ہو گیا اور اس کا خیال رکھنے لگا۔ امل کو اس تبدیلی سے بھی ڈر لگنے لگا جب اس کا کھانے کو دل نہ کرتا تو شفیق اس کی حالت کی پرواہ کئے بغیر اس کو تھپڑ مارنا

شروع ہو جاتا اور کہتا "تو چاہتی ہی نہیں ہے کہ یہ بچہ دنیا میں آئے اسی لیے جان بوجھ کر کھانا نہیں کھاتی"۔

اب وہ اس کو کیا بتاتی کہ اس کو کھانے کے بعد قہ آجاتی تھی اور وہ ڈاکٹر کے پاس ایک بار بھی لے کے نہیں گیا تھا۔ جب امل نے اس کو کہا کہ مجھے ان چیزوں کے بارے میں نہیں معلوم ایک بار ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ تو شفیق بھڑک گیا۔

"تو کوئی انوکھی ماں نہیں بننے والی سب بنتیں ہیں اور ڈاکٹر کا کیا کام اس میں۔۔۔ کہیں تو اس کو میرے کام کے بارے میں تو نہیں بتانا چاہتی" اور ساتھ ہی تھپڑ جڑ دیے۔

شفیق غیر قانونی کام کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ اس کو گھر سے باہر بھی نہیں جانے دیتا تھا کہ کہیں کسی کو پتا نہ چل جائے۔ مرحانے پھر گھر میں ہی سلائی کا کام شروع کر دیا اور محلے کی ایک بیوہ خاتون کے ساتھ مل کر کام کرتی۔۔۔ وہ اس کو ضروری ہدایت بھی دے دیا کرتیں۔۔۔ شفیق اس عورت کو کچھ نہ کہتا کیونکہ اس کا آگے پیچھے کوئی نہ تھا۔ اور محلے والے اس سے ڈرتے بھی تھے۔

پھر ایک دن شفیق کا موڈ بہت خوشگوار تھا اور اس نے امل کو کہا کہ آج میں تم کو شاپنگ پہ لے کہ جاؤں گا۔ چادر لے کہ آجاؤ پھر ڈاکٹر کے بھی پاس جائیں گے۔

امل تو اسی میں خوش ہو گئی کہ اس کا شوہر اس سے پیار سے بات کر رہا تھا۔

وہاں پہ اس نے اپنے بچے کی شاپنگ بھی کی وہ بہت خوش تھی لیکن کب تک۔۔۔۔۔
پھر اس کی ٹکر دانیال سے ہوئی تب شفیق زرا واشروم کی طرف گیا تھا لیکن جب اس نے امل کو دانیال کے ساتھ دیکھا تو اس کا پارہ پھر سے ہائی ہو گیا۔

اس کو زبردستی گھر لے کے آیا اور مارنا شروع کر دیا امل کی طبیعت بہت خراب ہو گئی اور وہ مسلسل یہی کہی جائے کہ میں اس ادمی کو نہیں جانتی جب وہ بے ہوش ہونے لگی تو شفیق کو ہوش آیا اور بھاگ کے ڈاکٹر کو بلا کے لایا۔امل کی طبیعت سے اس کو کوئی غرض نہیں تھا اس کو بس اپنا بچہ چاہیے تھا۔

ڈاکٹر نے سختی سے اس کا خیال رکھنے کو کہا کیونکہ وہ خود بھی کمزور تھی اور بچے کو نقصان بھی ہو سکتا ہے۔

امل جب دانیال سے ٹکرائی تھی تو اس نے میرال کو ایک بچی (نور) کے ساتھ دیکھا تھا تو اس کا دل کیا کہ اس سے جا کہ مل لے اور تبھی وہ ٹکرا گئی۔

میرال نے بھی اس کو دیکھ لیا تھا اور اس کی حالت دیکھ کے شاکڈ رہ گئی تھی کہ اتنی

پیاری لڑکی کا کیا حال بن گیا ہے تب شفیق اس کو گھسیٹتے ہوئے لے کے جا رہا تھا۔ میرال کو کچھ گڑبڑ لگی تبھی اس نے اپنے آدمیوں کو اس کے پیچھے لگا دیا۔اور ساری معلومات حاصل کیں۔

اور اس کے آدمیوں نے جس کا زکر کیا تھا کہ وہ امل پہ نظر رکھے ہوئے ہیں وہ دانیال کے آدمی تھے۔۔۔میرال نے سب وقاص کو بتا کہ اس کی مدد مانگی تو وہ تیار ہو گیا۔

❀❀oooooooooooooooo

آج شفیق اپنا موبائل گھر بھول گیا تھا تو امل نے سوچا کہ میرال سے بات کر لے ابھی اس نے نمبر پورا لکھا بھی نہیں تھا کہ شفیق نے اس سے موبائل لے لیا تھا۔ڈاکٹر کے کہنے پہ وہ اس کا پچھلے دو دنوں سے خیال رکھ رہا تھا لیکن آج مرحا کو اپنی موت دکھائی دی تھی۔

"کس سے بات کرنے لگی تھی اسی یار سے جو تجھے مال میں ملا تھا، مجھے اسی دن تجھے مار دینا چاہیئے تھا لیکن ابھی کون سا دیر ہوئی ہے "اور ساتھ ہی اپنی بیلٹ نکال کے اس کو دھکا دیا کہ وہ فرش پہ اوندھے منہ گری اور اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ برآمد ہوئی۔

لیکن شفیق اپنے بچے کی بھی پرواہ کیے بغیر اس کو مارے جا رہا تھا۔۔۔

تبھی میرال دوڑتی ہوئی اس کو دھکا کے کے امل کے پاس پہنچی جو شاید اخری سانسیں لے رہی تھی۔۔۔

ہوسپیٹل کے سرد سے کوریڈور میں صبح کے گیارہ بجے میرال اس وقت اللہ سے اپنی دوست کی زندگی کی دعا کر رہی تھی۔ڈاکٹر نے کہا تھا کہ امل بہت کمزور ہے جس طرح اس کو ٹارچر کیا گیا تھا اور ذہنی ازیت دی گئی تھی اس کا نروس بریک ڈاؤن بھی ہوا تھا۔ اور اس کا ہوش میں آنا ضروری ہے، بچے کے بارے میں وہ کچھ بھی ابھی نہیں کہہ سکتے زخموں کی وجہ سے بلڈ لوس بھی بہت ہو چکا تھا لہذا وہ کسی بھی خبر کے لیے خود کو تیار رکھیں۔

وقاص ابھی اس کے پاس ہی موجود تھا تھوری دیر میں دانی بھی آ گیا تھا۔میرال کے آنسوں رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے وہ اپنے آپ کو جتنا مضبوط ظاہر کرتی تھی لیکن اپنوں کے لیے وہ اتنی ہی حساس تھی۔

"وقاص میں اس کو بچا نہیں پائی، میں نے اس سے بچپن میں وعدہ کیا تھا کہ میں اس کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گی، دیکھو میں۔۔۔میں نے چھوڑ دیا۔"ساتھ ہی پھوٹ

پھوٹ کے رونے لگ گئی۔

"می۔۔۔میں اس کی از۔۔ازیت کیوں نہی۔۔۔ نہیں سمجھ سکی۔"روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں تھی۔

"میرال بس کرو سب ٹھیک ہو جائے گا اس کے لیے دعا کرو ایسے رونہ"۔وقاص نے اس کو اپنے ساتھ لگاتے حوصلہ دیا، بھلا وہ اپنی عزیز بہن جیسی دوست کی حالت کب ایسے دیکھ سکتا تھا۔۔

تبھی ڈاکٹر باہر آئیں اور ان کو بری خبر دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"We're sorry, we couldn't save her baby,

آپ دعا کریں پیشنٹ کے لیے کہ وہ ہوش میں آجائیں ورنہ وہ کومے میں جاسکتی ہیں ،ایسا لگتا ہے وہ خود زندہ نہیں رہنا چاہتی انہوں نے امید چھوڑ دی ہے پھر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے"۔

میرال کو لگا کہ وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گی کہ اس کی بہن اس کی دوست اپنی زندگی جینے کی وجہ کھو بیٹھی ہے۔وہ اتنی غافل کیسے رہ سکتی تھی اس سے کیا وہ نہیں جانتی تھی

کہ وہ ایک دفع اس کو اپنے زخم چھپاتے دیکھ چکی تھی۔

میرال روتے روتے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ساکت سی ہو گئی۔

وقاص تڑپ کے اس کے پاس پہنچا۔دانی ڈاکٹر سے پریسکرپشن لے کے دوائیاں لینے گیا تھا۔

"میرال اٹھو یار، خود حوصلہ ہار جاؤ گی تو اس کو کون سنبھالے گا تم تو امید مت ہارو"۔

بولتے بولتے وقاص کے لہجے میں نمی گھل گئی تھی۔

"ہاں مجھے امید نہیں ہارنی چاہیئے، میں۔۔۔میں اس کو زندگی کی طرف لاؤں گی اور اس کا ماضی اس کے زہن سے نکال لوں گی"۔

میرال خود میں ہمت پیدا کر کے اٹھی۔

دانی جب آیا تو اس نے میرال کی حالت دیکھی فوراً سے پہلے اس تک پہنچا۔

"کیا ہوا ہے امل ٹھیک ہے" وقاص سے پوچھا۔

"ان کا بچہ نہیں رہا اور ابھی تک ہوش میں نہیں آئی" وقاص نے اداسی سے کہا اور دانی کے لائے ہوئے سینڈوچز میرال کی طرف کیے کہ کچھ کھا لے۔

"نہیں میں نہیں کھاؤں گی جب تک وہ اٹھ نہ جائے" ساتھ ہی اٹھ کہ ڈاکٹر کے روم کی طرف گئی۔

"تھوڑی دیر بعد واپس آئی اور امل کے روم کی جانب بڑھ گئی۔ وقاص نے کچھ نہ پوچھا نہ ہی کچھ کہا اور جانے دیا۔ جانتا تھا تھوڑی دیر اس کے ساتھ اکیلے میں گزارے گی۔

میرال اندر آئی اور اس کے بیڈ پہ قریب ہی چیئر پہ بیٹھ گئی۔ اور امل کو دیکھا جو ناڑیوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ آنکھوں کے گرد ہلکے پڑ گئے تھے، زرد رنگت خشک ہونٹ اور کمزور سا وجود لیے وہ میرال کو خود کمزور کر گئی تھی۔

"امل میری جان کیوں تم نے ایک بار بھی مجھ سے اپنی تکلیف شئیر نہ کی، اپنی بہن کہتی تھی نا تو مانا کیوں نہیں، کیوں مجھے اپنے آپ سے غافل رکھا، میں کیوں نہ تمہیں جان سکی کیوں نہ تمہاری آواز میں تکلیف کو محسوس کر سکی"

آنسوں لڑیوں کی صورت میں بہہ رہے تھے۔

"اپنی تمام اذیتیں مجھے دے دو، اپنے تمام غم مجھے دے دو میں تم کو سمیٹ لوں گی،

می۔۔۔۔میں تم کو سمیٹ لوں گی، خود کو تکلیف میں مت ڈالو میں سمیٹ لونگی تم کو جس طرح تم نے سمیٹا تھا مجھے،"

اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے وہ رو رہی تھی۔اس سے اٹھنے کی التجا کر رہی تھی اس سے نئی زندگی کی آنے والی خوشیوں کی خبر دے رہی تھی،اس سے وعدے کر رہی تھی

"مجھ سے ناراض ہو کہ تو مت سو میں وعدہ کرتی ہوں جب تم اٹھو گی تو میں تمہیں بہت زیادہ مناؤں گی، تمہیں اچھا لگتا تھا نا جب میں تمہیں مناتی تھی اور مجھے اتنا ہی برا کیونکہ مجھے منانا نہیں آتا تھا، لیکن اب تم جب تک چاہو مجھ سے ناراض رہنا میں روز تمہیں مناؤں گی لیکن یار اٹھ تو جاؤ" بے بسی سے کہتی وہ باہر دانی اور وقاص کی آنکھوں میں بھی آنسوں لے آئی۔

میرال اٹھ کہ اٹیچ واشروم میں گئی اور وضو کر کے آئی اپنے یونیفارم میں وہ نماز نہیں پڑھ سکتی تھی لیکن دعا تو مانگ سکتی تھی نا اپنے اللہ سے، پھر سے اس کے پاس آ کے چیئر پہ بیٹھ گئی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

پھر رو رو کہ اپنے اللہ سے امل کے لیے دعا کی،اور دعا کرتے کرتے اس کو کافی وقت

گزر گیا،اس کو خود کمزوری سی ہونے لگی تھی لیکن اس کو پرواہ کب تھی خود کی اسی لیے اس کے پاس ہی بیڈ پہ نیم دراز ہو کہ اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور آیت لکرسی پڑھ کہ پھونکتی کبھی شفاء کی دعا کبھی چار و قل، کبھی اس کے ہاتھ پہ بوسہ دیتی کبھی ماتھے پہ۔

oooooooooooooooooooooo

زین جو آج میرال کا اپنے آفس صبح کا انتظار کر رہا تھا کہ آئے اور کیس پہ کام شروع کرے لیکن وہ نہ آئی تو اس نے وقاص کو کال کر کے اس کی طبیعت کے بارے میں دریافت کیا تو وقاص نے آج کا واقعہ کہہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ صبح سے اس کے کمرے میں موجود ہے خود بھی کچھ کھایا نہیں۔زین نے "میں بھی آتا ہوں تھوڑی دیر تک" کہہ کے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

تھوڑی دیر میں زین کے ساتھ شیری بھی آتا ہوا دکھائی دیا۔۔۔زین دانی کو یہاں دیکھ کہ حیران ہوا پھر ساری بات معلوم ہونے پہ امل کی طبیعت کا پوچھا۔

"ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ چوبیس گھنٹے بہت ضروری ہیں ان کے ہوش میں آنے کے لیے اگر وہ ہوش میں نہ آئیں تو وہ کومے میں جا سکتی ہیں"۔دانیال نے جواب دیا۔

"بھابھی کیسی ہیں؟"شیری نے بے چینی سے میرال کے بارے میں پوچھا۔

"وہ ٹھیک ہے لیکن دوپہر سے شام ہونے والی وہ کچھ کھا بھی نہیں رہی کہہ رہی ہے جب تک اسے ہوش نہیں آتا کچھ بھی نہیں کھائے گی"وقاص نے بے بسی سے جواب دیا۔

"مرحا کو پتا ہے"زین نے سوال کیا۔

"نہیں میرال نے منع کر دیا تھا بتانے کو سب کو خاص کر کہ مرحا کو کیونکہ وہ بہت جزباتی ہے اس کو دیکھ کہ وہ بھی ٹوٹ جاتی"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں بھابھی کو دیکھتا ہوں"شیری نے کہا اور اندر کی جانب چل دیا۔

"میں بھی آتا ہوں ساتھ"زین بھی ساتھ ہی ہو لیا۔

شیری نے جب اندر قدم رکھا تو دیکھا میرال امل کے ساتھ ہی بیڈ پہ لیٹی اس کا ہاتھ پکڑے سو گئی تھی، آنسوؤں کے نشان چہرے پہ واضح تھے حجاب تھوڑا سا خراب ہو گیا تھا جس میں سے چند سنہری لٹیں باہر کو نکل آئیں تھی، دونوں کو وہ تھکی تھکی لگی تھی۔

شیری کو اپنی بھابھی اس وقت بہت معصوم لگی اور اس پہ پیار بھی بہت آیا، جس

معصومیت کے ساتھ وہ اس ہاتھ پکڑ کے سو رہی تھی جیسے امل کو کوئی اس سے چھین کے نہ لے جائے، زین کو بھی وہ معصوم بچی ہی لگی تھی زین نے پہلی بار اس کو غور سے دیکھا وہ بہت حسین لڑکی تھی۔

زین کے دل میں اس کی انکھوں کے ساتھ اس کے بال دیکھنے کی بھی خواہش جاگی، حد ہے زین یہ کوئی وقت ہے یہ سوچنے کا بعد میں سوچنا ابھی وہ مشکل میں ہے۔ لیکن انجانے میں اپنے آپ سے کہہ بیٹھا کہ بعد میں ضرور سوچے گا۔

"بھائی آپ ادھر رکو گے یا جاؤ گے" شیری نے اس سے پوچھا۔ کبھی کبھی بھائی بولنے کی غلطی کر بیٹھتا تھا ورنہ زین ہی کہتا تھا۔

"نہیں میں اب جاؤں گا کیونکہ وہ سو رہی ہے بعد میں آجاؤں گا رات میں، تب تک تم ادھر ہی رک جاؤ ان کے ساتھ"۔ زین نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں بھابھی کے پاس ہی رک جاؤں ورنہ وہ اکیلی رہ جائے گیں" شیری نے مسکرا کر کہا، وقاص کو ضروری کام بھی تھا تو وہ جا رہا تھا زین کے ساتھ اور دانی ابھی ادھر ان کے پاس ہی موجود تھا۔

"دھیان سے اس کے سامنے بھابھی نہ کہہ دینا ورنہ تھپڑ بہت زور کا لگاتی ہے۔" زین نے بظاہر سنجیدگی سے مگر شرارت سے کہا۔

"جانتا ہوں آپ کا تجربہ ہو گیا کھانے کا لیکن جو بات آپ میں تھی وہ ہم میں کہاں" وہ بھی شرارت سے گویا ہوا تو زین مسکرا کے اس کو گدھا کہہ کے چلا گیا۔ پیچھے شیری بھی باہر آ کے دانی کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

وقاص نے آسیہ بیگم کو آج کا واقعہ بتا دیا جانتا تھا کہ اگر میرال کچھ نہیں کھائے گی تو خود کو بیمار کر لے گی اسی لیے ان کو بتانا پڑا۔ تو آسیہ بیگم کو دانی لینے چلا گیا وقاص کے کہنے پہ تھوڑی دیر میں وہ یہاں موجود تھیں گھر سے کھانا تیار کر کے لائیں تھی۔

امل کی خبر قیامت بن کے ٹوٹی تھی ان پر۔ انہوں نے اس کو اپنی بیٹی بنا کے پیار دیا تھا بغیر کسی ملاوٹ کہ۔

کھانا کھانے کی ہدایت وہ دانی اور شیری دونوں کو کرنے کہ بعد وہ اندر گئیں تو ان کا کلیجہ کٹ کہ رہ گیا امل کو اس حالت میں دیکھ کہ اور یہ بری خبر بھی کم نہیں تھی کہ اس کی

گود اجڑ گئی تھی۔اس بیچاری نے تو صحیح سے اپنی اولاد کو محسوس بھی نہیں کیا ہو گا۔جو اب موت کہ منہ میں تھی۔دروازہ کھلنے کی آواز پہ میرال نے دیکھا تو اس ماں کھڑی تھی،امل کا ماتھا چوم کہ وہ اپنی ماں کے گلے لگ کہ ایک بار پھر رونا شروع ہو گئی۔

"امی دیکھیں اس درندے نے ہماری امل کی کیا حالت کر دی اس سے اس کی خوشی بھی چھین لی امی وہ اب زندہ نہیں رہنا چاہتی امی اس کو بولیں وہ اٹھ جائے،آپ کی تو وہ مانتی ہے نا اس سے کہیں کہ میں اس کی اس حالت کا بدلہ لونگی اس حیوان کو اپنے ہاتھوں سے جہنم میں بھیجوں گی ماں اس کو بس کہیں کہ اٹھ جائے مجھ سے اس کی حالت نہیں دیکھی جا رہی۔"مسلسل روتے آنسوں بہاتے وہ آسیہ بیگم کے گلے لگے کہہ رہی تھی اور آسیہ بیگم کو بھی رلا رہی تھی۔

باہر کھڑے زین نے بھی یہ حالت دیکھی میرال کی جو ابھی اپنی ڈیوٹی ختم کر کے آیا تھا۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

"صبر کرو میرال میری جان اللہ سب ٹھیک کر دے گا امل بھی ٹھیک ہو جائے گی آپ اللہ سے اچھے کی دعا کرو میری جان۔"انہوں نے میرال کو تسلی دی اور ساتھ ہی اس کے لائے ہوئے کپڑے بھی دیئے تاکہ وہ فریش ہو کہ نماز ادا کر لے۔

"تم جاؤ فریش ہو کہ آؤ پھر مل کہ کھانا کھاتے ہیں" انہوں نے اس کے بال حجاب کے اندر کیے پیار سے جواب زیادہ باہر نکل آئے تھے۔

"نہیں جب تک یہ اٹھے گی نہیں میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔"

"اچھا ٹھیک ہے اب پہلے فریش ہو آؤ" اور ساتھ ہی واشروم کی ظرف بھیجا۔

خود چل کہ امل کے قریب بیٹھ گئیں اور دوانہ وار اسکا منہ چوما۔ جانتی تھیں کہ وہ اس سے کتنا پیار کرتی تھی۔ جب بھی ناظمہ اس کو مارتی تو وہ ان کے گھر آجاتی اور ان کی گود میں منہ چھپا کہ کہتی کہ

" میری امی کیوں نہیں ایسی جیسی آپ ہیں، وہ میرے سر پہ ایسے ہاتھ کیوں نہیں پھیرتی جیسے آپ پھیرتی ہیں، مجھے پیار سے کیوں نہیں دیکھتی جیسے آپ دیکھتی ہیں کیا میری ماں نہیں چاہتی میں زندہ رہوں، امی کیا مجھے مر جانا چاہیے۔ "

جس پہ آسیہ بیگم تڑپ کہ رہ جاتیں اور اس کو اپنے سینے میں بھینچ لیتی تو وہ رو کہ اپنا غم ہلکا کرتی۔ وہ آسیہ بیگم کو امی ہی کہتی تھی شروع سے۔

"مجھے معاف کر دے میری بچی جو میں جانتے ہوئے بھی کچھ نہ کر سکی کہ تیری سوتیلی

ماں تجھے بیچ رہی ہے، تیرا باپ تجھے جہنم میں بھیج رہا ہے، مجھے معاف کر دے، اپنی ماں کو معاف کر دے "

اس کے ماتھے پہ بوسہ دے کے وہ اپنے آنسوں پونچھتی کہہ رہیں تھی۔ جب میرال باہر آئی اور اس کو زبردستی کھانا کھلایا جو صرف اس نے دو تین کی نوالے لیے تھے۔ کھانا کھا کہ پھر وہ امل کے سرہانے بیٹھ گئی۔

رات کا جانے کونسا پہر تھا جب نوال کو کچھ محسوس ہوا وہ اب بھی امل کے سرہانے لیٹی ہوئی تھی، آسیہ بیگم روم میں موجود دوسرے بیڈ پہ جبکہ دانی صوفے پہ اور شیری اس کے پاؤں والی سائیڈ پہ نیم دراز ہو کے سو رہا تھا، زین تھوڑی دیر کے لیے گھر فریش ہونے گیا تھا وہ بھی ادھر ہی جاگ رہا تھا ابھی شیری کے زبردستی کہنے پہ گھر گیا تھا کہ صبح جلدی آجائے۔

نوال نے دیکھا تو امل اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اور اپنا ہاتھ بھی ہلا رہی تھی جو میرال کے ہاتھ میں تھا۔

"امل میری جان ٹھیک ہو تم، کیسا فیل ہو رہا ہے" اس کی آواز سے شیری اٹھ گیا جبکہ دانی تھکن سے چور شاید گہری نیند میں تھا۔

"بھابھی کیا ان کو ہوش آ گیا، میں ڈاکٹر کو بلا کے لاتا ہوں" کہہ کے باہر نکل پڑا جبکہ اس بار میرال اس کا بھابھی کہنا نوٹ کر چکی تھی۔ لیکن بعد میں بات کرے گی اس بارے میں سوچ کہ امل کی طرف متوجہ ہو گئی۔

امل اب اپنی آنکھیں کھولے چھت کو گھور رہی تھی آیا سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ جب یاد آیا تو میرال سے مخاطب ہوئی۔

"میرا بچہ" بس اتنا ہی کہا اور شاید جواب وہ بھی جانتی تھی تبھی رونا شروع ہو گئی۔

"امل صبر کرو، اللہ بہت مہربان ہے وہ سب ٹھیک کر دے گا اپنے آپ کو اب مزید ازیت مت دو تم۔ "

اتنی دیر میں ڈاکٹر بھی آ گئی اور چیک کر کے بتایا کہ "وہ اب خطرے سے باہر ہے لیکن ان کو سٹریس نہیں لینے دینا۔ اور ان کی ڈائیٹ کا بھی اچھے سے دھیان رکھنا ہے۔"

میرال تو سنتے ہی سجدہ شکر میں گر گئی۔ آسیہ بیگم بھی اٹھ گئیں تھی اور اللہ کا لاکھ شکر ادا

کیا کہ ان کی بچی کو پھر سے زندگی عطا کر دی۔بس ایک دانیال تھا جو ابھی تک نہیں اٹھا تھا۔اپنی نیند کا بہت پکا تھا اتنے شور سے بھی نہیں اٹھتا تھا تبھی شیری نے اسے جھنجھوڑا اور اس کے کان میں اونچی آواز میں چلایا۔

"اٹھ جا وہ دیکھ تیرے والی اٹھ گئی۔پتا نہیں کون سا نشہ کر کے بے ہوش تھا" ساتھ میں جھڑک بھی ڈالا

"کیا بکواس ہے شیری سوچ سمجھ کے بولا کر" وہ اس کی تیرے والی بات پہ بھڑکا۔

"اچھا سوری منہ سے پھسل گیا، مبارک ہو امل جی کو ہوش آ گیا" ساتھ ہی معافی مانگی۔

"تجھے تو میں بعد میں دیکھوں گا بڑا آیا سوچ سمجھ کے بات کیا کر کہنے والا، جیسے میں جانتا نہیں ہوں، مجھ سے ہوشیاری، بیٹا پڑے گی بھاری۔۔۔۔۔یہ بال میں نے دھوپ میں کالے نہیں کیے پیدا ہوتے ہی کالے تھے" دل میں دانیال کو مخاطب کیا ساتھ من ہی من میں اپنے کالے گھنے بالوں کی تعریف بھی جھاڑ دی۔افففف شیری اور اس کی باتیں۔

جہاں کل ایک سوگوار دن تھا آج ایک خوشیوں بھری صبح کا آغاز تھا۔

دانی نے تو اپنا فرض سمجھ کے امل کی مدد کرنا چاہی تھی لیکن اب وہ خود کو قصوروار سمجھ رہا تھا کہ اگر وہ اسی دن چلا جاتا تو آج امل کو اپنا بچہ کھونے کی تکلیف نہ سہنی پڑتی، اس کو امل کی تکلیف اپنے دل پہ محسوس ہو رہی تھی، اس کو روتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا اسی لیے وہاں سے اٹھ کے باہر آ گیا تھا۔

oooooooooooooooooo

مرحا کو بھی بتا دیا گیا تھا امل کے بارے میں تو وہ میرال کے گھر پہ موجود تھی کہ نوال کے ساتھ جا سکے دونوں تیار تھیں کہ کوئی آئے اور ان کو لے کہ جائے، وقاص نے کہہ دیا تھا کہ میرا دوست آئے گا لینے تم لوگ تیار رہنا۔ وقاص نے دانی کو کال کر کے کہا تھا نوال لوگوں کو لے آئے لیکن جب شیری نے اس کو جاتے دیکھا تو اس کو یہیں رکنے کا کہہ کے خود لینے پہنچ گیا۔

شیری نے پہنچ کہ مرحا کے نمبر پہ کال کی، نمبر وہ میرال لے چکا تھا۔

"جی میں باہر کھڑا ہوں آپ آ جائیں" اور فون رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں باہر آتیں دکھائیں دی۔ نوال نے بلیک شلوار قمیض پہ بلیک ہی

حجاب کیا تھا اور مرحا نے خود کو چادر سے ڈھانپ رکھا تھا، شیری نے غور کیا تھا کہ نوال کی زرا ہائیٹ کم ہے میرال سے۔

نوال نے مرحا سے پوچھا "آپی کون لینے آیا ہے "

"وقاص کے دوست ہیں، شہریار سب شیری کہتے ہیں"۔

نوال اور مرحا پیچھے بیٹھنے لگیں تو شیری چیخا۔

"میں ڈرائیور نہیں ہوں ایک آگے آئے جو چھوٹی ہو" چلا کی دکھائی۔ نوال تو اس کی آواز سن کے بھڑک اٹھی۔

"تم۔۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو، آپی یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" پہلے شیری کو پھر مرحا کو مخاطب کیا۔

"یہی تو ہے شیری" اور بے نیاز سی ہو کہ پیچھے بیٹھ گئی، نائیٹ ڈیوٹی سے تھکی تھی، اپنی دوست ہی حالت کا سن کے نڈھال بھی ہو گئی تھی اور اس کا کوئی موڈ نہیں تھا ان کی بحث میں حصہ لینے کا لہذا سیٹ سے ٹیک لگا کہ آنکھیں موند گئی۔

"تم میرا پیچھا کرتے کرتے وقاص بھائی کے دوست بھی بن گئے ٹھرکی کہیں کے،"

نوال اب اس کا وقاص کا دوست ہونا ہضم نہیں ہو رہا تھا کہاں اس کا بھائی شریف اور کہاں یہ۔

"اوئے تمیز سے لڑکی وقاص پہلے میرا دوست ہے پتا نہیں بعد میں تم اس کی بہن کیسی بن گئی، مجھے لگتا ہے کہ تم میرا پیچھا کرتے کرتے وقاص کی بہن بنی ہو،" شیری نے سکون سے کہا۔ نوال اس سر پھرے کو دیکھنے لگ گئی کہ وہ کیسی باتیں کر رہا تھا کیا کوئی بعد میں بھی اپنے بھائی کی بہن سکتی ہے۔ لو فر کہیں کا۔ اس کا جواب دینا اس نے ضروری نہ سمجھا اور پیچھے بیٹھنے لگی تبھی پھر سے شیری چیخا۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میں ڈرائیور نہیں ہوں آگے آؤ" اس سے پہلے نوال کچھ کہتی مرحا بول اٹھی۔

"یار تم دونوں بحث بعد میں کر لینا ابھی پلیز چلو اور بیٹھ جاؤ آگے نوال وہ تمہیں کھا نہیں جائے گا" مرحا منت کرنے والے انداز میں گویا ہوئی۔

تو نوال چپ چاپ بیٹھ گئی۔ اور شیری نے ہوسپٹل کی طرف گاڑی موڑ لی۔

وہاں پہنچ کے مرحا سے اور کنٹرول نہ ہوا تو پھوٹ پھوٹ کے رو پڑی۔

ڈاکٹر نے کہا تھا کہ کل صبح امل کو ڈسچارج کر دیا جائے گا۔ تو وہ گھر جا سکتی ہے لیکن اب امل یہ سوچ رہی تھی کہ کونسے گھر جائے اس کا تو اب کوئی نہیں، باپ پہلے ہی چھوڑ کے چلا گیا اور سوتیلی ماں نے بھی گھر سے نکال دینا یہ سب سوچ کہ ایک بار پھر سے اس کو رونا آنے لگا۔

"کیا ہو میرا بچہ رو کیوں رہی ہو بس صبر کرو میری جان، ہم سب ہیں نا تمہارے پاس اس طرح نہیں روتے"۔ آسیہ بیگم تڑپ کہ اس کے پاس پہنچیں اور اپنی مامتا بھری گود میں اس کو چھپا لیا جبکہ امل ایک مہربان لمس پا کے اور بکھر سی گئی۔

"ارے امل جی آپ کیوں رو رہی ہیں، ہم سب ہیں نا سب سے زیادہ تو میں ہوں، میں آپ کو کبھی اداس نہیں رہنے دوں گا اور ویسے بھی کچھ دنوں میں ہمارے جگر کی منگنی ہے پھر سب مل کر ہلا گلا کریں گے۔" شیری نے جیسے سب کو پتے کی بات بتائی۔ مرحا نے حیرت سے اسے دیکھا جیسے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو کہ یہ کس دوست کی بات کر رہا ہے۔

"کون سے جگر کی منگنی ہو رہی ہے" میرال نے پوچھا۔

"ارے بھ۔۔۔ میرا مطلب میرال جی آپ کے بھائی وقاص کی، آپ کو نہیں پتا تھا؟"

شیری کو حیرت ہوئی کہ اس کی اچھی دوست کو پتا ہی نہیں تھا کہ اس کے دوست کی منگنی ہے۔

"کس سے؟"میرال نے اپنی حیرت کم کرتے پوچھا،اسے واقعی نہیں معلوم تھا اگر مرحا سے ہوتی تو اس کو خبر ہونی تھی لیکن ہو کس سے رہی تھی۔

"ارے ظاہر سی بات ہے لڑکی سے"شیری نے ان کی مشکل کم کی۔

"میرا مطلب ہے کون سی لڑکی سے کیا نام ہے اسکا "

سب کو بھی تجسس تھا جاننے کا تو سب بھی متوجہ تھے ان دونوں کی بات کی طرف،البتہ مرحا کی حیرت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔اس کو تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وقاص کی کسی سے منگنی،وہ تو سمجھ بیٹھی تھی کہ وقاص اس کو پسند کرتا ہے لیکن اب خود کو سمجھا رہی تھی کہ شاید اس کو ہی غلط فہمی ہوئی ہو گی اگر وقاص اس کے بارے میں سوچتا تو ضرور اس کو بتاتا بھی۔اسی لیے اپنے دل کو حوصلہ دے رہی تھی اب اور صبر کے کڑوے گھونٹ پی رہی تھی۔لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اپنی آنکھوں میں آنے والی نمی کو روک نہیں پائی تھی اسی لیے لڑکی کا نام سننے سے پہلے ہی وہ ایکسکیوز کر کے فریش ہونے کا کہہ کے چلی گئی۔

"پتا نہیں نام نہیں بتایا آنٹی نے، لیکن وقاص کو بھی کوئی اعتراض نہیں اس لیے میں بھی اس کی خوشی میں خوش ہوں البتہ میں تو مرحا جی کا دیور بننے کی تیاری میں تھا لیکن اب کیا کہہ سکتے"۔ شیری نے افسوس سے سب کو بتاتے ہوئے کندھے اچکائے جیسے مرحا نہیں تو کوئی اور ہی سہی۔ اور سدا کا بھوکا کھانے بیٹھ گیا جو نوال اور مرحا لائیں تھی اپنے ساتھ۔

دانی بھی جب مرحا کی کنڈیشن سے پر سکون ہوا تو صوفے پہ جا کہ پھر سے لیٹ گیا نیند تو دوست تھی اس کی۔

دانی اکیلا فلیٹ میں رہتا تھا ماں باپ کا بچپن میں ہی ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا، زین کے والد دانی کے والد کے دوست تھے تو انہوں نے اس کی آگے بڑھنے میں بہت مدد کی اور جب وہ اپنے پیروں پہ کھڑا ہو گیا تو خود کا فلیٹ لیا اور وہی رہنے لگ گیا۔ آج کل یہ اور وقاص ایک ہی مشن پہ تھے وقاص جا چکا تھا اس کو ابھی کام نہیں تھا تو یہیں پہ لیٹ گیا کہ اگر ضرورت ہوئی تو اٹھا لیں گے۔

آسیہ بیگم کو وقاص کے ساتھ باقی تینوں بھی عزیز ہو گئے تھے کیونکہ تینوں رات گئے تک ادھر ہی ان کے پاس تھے زین صبح امل کے ہوش آنے سے پہلے گھر گیا تھا۔

oooooooooooooooooo

میرال امل کی کنڈیشن سمجھلنے پہ باہر ہو سپیٹل کے لان میں آگئی کچھ فریش ائیر لینے، تبھی وہاں پہ زین آیا، میرال کو لان میں دیکھ کہ وہ بھی اس کے پاس ہی آگیا۔

"کیسی ہیں آپ مس میرال اور امل کی طبیعت اب کیسی ہے" زین نے سوال کیا۔

شیری نے وقاص اور زین کو کال پہ بتادیا تھا کہ امل کو ہوش آگیا ہے تبھی وہ ادھر موجود تھا۔

"جی اللہ کا شکر ہے اور امل بھی اب سنبھل چکی ہے ابھی سو رہی ہے اور باقی سب بھی آرام کر رہے ہیں تو میں نے سوچا کہ کچھ فریش ائیر لے لوں" مسکرا کہ جواب دیتی وہ زین کو "اچھی لگی تھی۔"

کل والے سوٹ میں ہی ملبوس تھی جو آسیہ بیگم لے کے آئیں تھی۔ سفید ٹراؤزر میں اور پنک شرٹ اور سفید ہی حجاب وہ زین کو تھکی سی لگی تھی۔ گرے آنکھوں میں سرخی سی گھلی ہوئی تھی جو بے خوابی کا پتا دے رہیں تھی اور اس کی آنکھوں کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔

"تو آپ کو بھی آرام کر لینا چاہیے تھا نا آپ بھی کل سے بے سکون تھیں"۔

زین نے مسکرا کر جواب دیا تو میرال کے دل نے ایک سو بیس کی سپیڈ پکڑی کیونکہ وہ اس کے سامنے پہلی بار مسکرا رہا تھا۔اور اس کو لگا کہ اس کا دل ساتھ نہیں دے گا اب وہ اس کی مسکراہٹ میں کہیں کھو جائے گی۔پھر میرال نے فوراً خود پہ قابو پاتے ہوئے دوسری طرف دیکھا کہ زین کچھ محسوس نہ کر سکے۔

میرال نے کبھی کسی لڑکے پہ غور نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کو اس کام میں دلچسپی تھی حالانکہ جس فیلڈ میں وہ تھی وہاں پہ مرد زیادہ ہوتے تھے لیکن میرال سے آج تک کسی نے بدتمیزی نہیں کی تھی اور نہ ہی کمتر سمجھا تھا،میرال نے بھی کبھی لڑکے کو اتنا غور سے نہ دیکھا تھا نہ ہی زیادہ بات کرتی تھی لیکن پتہ نہیں اس کو زین کی شخصیت میں ایسا کیا نظر آیا جو وہ اس کی طرف کھنچی چلی جا رہی تھی۔میرال کو لگا کہ شاید یہ وقتی ایٹریکشن ہو اور کچھ نہیں لیکن یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ یہ ایٹریکشن تھی یا محبت۔

"جی سر بس تھوڑی دیر میں گھر جاؤں گی فریش ہونے،آپ سب کا شکریہ آپ سب نے مل کہ ہماری بہت مدد کی اور ہمیں اپنوں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔اور میں اس دن کی معزرت کرتی ہوں آپ سے "میرال نے خوشدلی سے اس کا شکریہ ادا کیا

اور آخر میں شرمندگی سے تھپڑ کی معزرت بھی کی۔

"شکریہ کی کوئی بات نہیں وقاص کی فیملی ہماری فیملی اور شیری تو اٹیچ بھی ہو گیا کافی آپ کی مما سے اور معزرت کس لیے" زین کو واقعی تھپڑ بھول گیا تھا۔

"سر اس دن میں نے آپ سے بدتمیزی بھی کی اور تھپڑ بھی، سوری" شرمندگی سے میرال نے جواب دیا۔

"اٹس اوکے، کوئی بھی اس وقت ایسا ہی ری ایکٹ کرتا جب اس کا ہاتھ پکڑا جاتا"۔

لیکن زین نے ہاتھ پکڑنے کی معزرت نہ کی۔ عجیب آدمی تھا اپنی غلطی کا اعتراف کر بھی رہا تھا اور نہیں بھی اور معافی پھر بھی نہ مانگی جبکہ میں نے تو مانگ لی، میرال نے دل میں سوچا سڑا کدو۔ وہ بس ہلکا سا مسکرا ہی سکی اس کی بات پہ۔

"میں کل آپ کے آفس آجاؤں گی کیس پہ بات کرنے کے لیے، ایکچولی امل کل صبح ڈسچارج ہو جائے گی تو میں بے فکر ہو کہ کام پہ دھیان دے سکوں گی ورنہ مجھے امل کی ہی فکر رہے گی" میرال نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

تو زین اس کی بات سمجھ کے سر ہلا گیا۔

"کوئی بات نہیں ہم کل سے کام شروع کریں گے آپ بے فکر رہیں"۔زین نے مسکرا کر کہا،ایک بار پھر میرال کی نظریں اس پر اٹھیں تو اس کو لگا کہ اس کو یہاں سے جانا چاہیے ورنہ اس کا دل بے قابو ہو جائے گا۔

"اوکے سر میں اب چلتی ہوں امی کو بتا آئی تھی کہ گھر جاؤں گی کچھ دیر میں واپس آجاؤں گی آپ ان سے مل لیں جا کے "میرال نے بھی ہلکا سا مسکرا کہ کہا تو زین خدا حافظ کہہ کے اندر کی جانب چل دیا۔جبکہ کسی کی دو کالی گہری آنکھوں نے یہ منظر دیکھا اور اس کی آنکھوں میں شیطانی چمک آئی۔

"حد ہے یہ مجھے کیا ہو گیا ہے میں کیا کیا سوچے جا رہی تھی "میرال جاتے جاتے خود کو کوس رہی تھی۔

"اچھی لڑکی ہے"۔

زین اچھے سے میرال کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا اور اب وہ یہ بات سوچ کہ دلکشی سے مسکرا اٹھا لیکن اس کو کیا پتا کہ اب اس کی اچھی خاصی ہونے والی کسی سے۔

oooooooooooo/oooooo

زین جب روم میں ملنے آیا تو امل اور آسیہ بیگم سو رہیں تھی جبکہ مرحا، دانی، نوال اور شیری اٹھے ہوئے تھے۔ نوال تو شیری سے اچھے خاصے فاصلے پہ بیٹھی تھی کہ یہ پھر اس کے منہ نہ لگ جائے لیکن یہ اس کی خام خیالی۔

"کر آئے عشق معشوقیاں پوری، ویسے بندے کو ناجگہ اور وقت کا لحاظ کرنا چاہیے ٹھیک ہے مانا کہ تجھے بھی اب جلدی لگ گئی ہے شادی کی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تو دوسروں کی بہنوں بیٹیوں پہ نظر رکھے"۔ شیری تو اس کو دیکھ کے شروع ہو گیا تھا۔ تبھی وقاص بھی آ گیا۔ اور اس کو دیکھ کہ اور شروع ہو گیا۔

"دیکھو وقاص یہ تیرا پھیپھڑا کسی کی بیٹی اور تیری بہن پہ نظر رکھے ہوئے ہے، مجھے پہلے ہی لگتا تھا اس ٹھرکی دماغ نے میرال جی کو دیکھ کہ اپنا کام شروع کر دیا ہو گا اور اب یقین بھی آ گیا ہے، اللہ تو نے مجھے ہی کنوارہ مارنا ہے کیا۔"

سب اس کی ایکٹنگ کو دیکھ رہے تھے جواب اپنے بھی دکھڑے سنانے والا تھا۔ مرحا تو میرال کا نام سن کہ حیرت سے اب شیری کو دیکھ رہی تھی۔

"اللہ میرے چھوٹے چھوٹے بچوں کی ہونے والی ماں کو کچھ خبر کر دے وہ تو پتا نہیں کون سی دنیا میں گم ہے (ساتھ ہی نوال کو دیکھا جو موبائل پہ بزی تھی) اتنی لاپرواہ،

میرے بچوں کے مستقبل پہ گہرا اثر چھوڑے گی،او brown eyed witch اس کو چھوڑ اور ادھر غور کر تمہارے بھلے کی بات کر رہا ہوں سن لو کچھ "۔

بے نیاز سی بیٹھی نوال کو آواز دی کہ بھئی اپنے ہونے والے بچوں کی وہ بھی فکر کر لے تھوڑی اکیلا میں ہی کیوں۔اور اس بیچاری کو کچھ پتا ہی نہیں تھا کہ شیری کون سی فلاسفی لے کے بیٹھا ہے۔

زین اس کا مزید ڈرامہ کھڑے رہ کے دیکھنا نہیں چاہتا تھا اسی لیے دانی کو دھکا مار کے سائیڈ پہ کیا اور خود بیٹھ گیا۔دانی جو مزے سے شیری کا شو دیکھ رہا تھا زین کے دھکے پہ گرتے گرتے بچا۔

"اللہ پوچھے تجھے زین" دانی نے جل کو بولا۔

"ادھر دفع ہو دانی مجھے بیٹھنے دے یہ ایسے ہی بکواس کرتا رہے گا اس کی نہیں ختم ہونے والی،اس کے بچوں کی ماں کو ڈھونڈو بس، کسی دن میں اس کے کنوارے پن کے دھکڑے سن کہ فوت ہو جانا۔ "

وقاص بھی تھکا ہوا آیا تھا اور اب شیری کا ڈرامہ دیکھ کہ زرار لیکس سا صوفے پہ بیٹھ گیا

۔دانیال بیچارہ ان دونوں سانڈ کے درمیان ایک بکری بن کے بیٹھا تھا کیونکہ یہ ٹوسٹر صوفہ تھا اور دوسرے پہ نوال اور مرحا بیٹھی تھی۔

"اوئے کیا اپنی بکواس لے کہ بیٹھ گئے ہو ادھر سنو سب، تم بھی غور کرو ادھر"۔شیری نے جب ان کو آپس میں کھسر پھسر کرتے دیکھا تو بول پڑا۔اور نوال کو جھڑکا جو اس کی سن ہی نہیں رہی تھی۔اور اب وہ موبائل سائیڈ پہ رکھ کہ اس کی سڑی ہوئی باتیں سننے کی تیاری کرنے لگی۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ مہنگائی بڑھ رہی ہے اور میرے ہونے والے بچوں کی ماں کو کچھ فکر ہی نہیں، اپنے بچوں کی پرھائی کی۔"پھر سے نوال کو دیکھا جو کہ اسی کو دیکھ رہی تھی، ساتھ ہی آنکھ ماری، نوال اس کو جملے پہ بھڑک اٹھی۔

"یہ۔۔۔یہ تم نے دوسرے جملے پہ مجھے کیوں دیکھا اور آنکھ کیوں ماری میرا کیا لینا دینا تمہاری کالی بیوی سے اور گنجے بچوں سے ہاں"نوال اٹھ کہ اب اس کے سامنے آ کے لڑائی کرنے کی تیاری میں تھی۔

"مجھے تو لگ رہا ہے مستقبل میں شیری زن مریدی کے ریکارڈ توڑے گا"زین نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔وقاص اور دانی نے بھی تائید کی۔

"ہائے سرکار تو کیا مرحاجی کو دیکھوں، ظاہر سی بات ہے جو ہو گی اسی کو دیکھوں گا نا" شیری نے بھی لوفرانہ اور جاں نثار کرنے والے طریقے سے کہا۔اب وہ واضح طور پر اپنی پسند کا اظہار کر رہا تھا لیکن اپنے انوکھے طریقے سے۔

"میری قسمت اتنی بھی نہیں پھوٹی کہ ایک گدھے سے شادی کر لوں، شکل دیکھی ہے اپنی،انسان کو ان جیسا ہونا چاہیے (صوفے کی طرف اشارہ کیا جہاں تینوں بیٹھے تھے)نہ کے اس طرح،"شیری کو اشارہ کر کے کہا۔

صوفے پہ بیٹھے تینوں کی گردن اکڑ گئی اپنی تعریف پہ۔

"افسوس لیکن کیا کریں ایک کی منگنی ہے تو باقی سب نے ڈھونڈلی اپنی طرح کی تو بچا میں اسی لیے تم میرے حصے میں ہی ٹپکتی ہو،اور خدا کا خوف کرو یہ جو موبائل پکڑا تھا اس کی ٹارچ بھی لے کے ڈھونڈو گی تو مجھ جیسا حسین مرد نہیں ملنا سو قدر کرو لڑکی قدر ۔۔۔اور ویسے بھی میری ہونے والی ساسوماں کو میں بہت پسند آیا ہوں"شیری نے بھی احسان کرنے والے انداز میں کہا۔

"ہاں بھئی اب چوہا تو موبائل کی ٹارچ کے ڈھونڈنے پر ملنے سے رہا۔"اور ساتھ ہی غصے سے باہر نکل گئی۔

"اس نے مجھے چوہا کہا" شیری نے صدمے سے تینوں کی جانب گھوم کے پوچھا، وقاص تو باقاعدہ اس ڈرامے سے بور ہو کہ جمائیاں لے رہا تھا۔ اور زین آنکھیں بند بھی کر چکا تھا بس دانیال تھا جو ان کے بیچ پھنسا تھا، اور ان کو گالیوں سے نواز رہا تھا۔

"ہاں مجھے یہی لگا، تجھے بھی یہی لگانا وقاص" زین نے کہہ کے وقاص سے پوچھا جس نے زور و شور سے سر ہلا کے تصدیق کی۔

"زین تو تو بات نا کر میری سیٹنگ کرانے سے پہلے اپنی کر رہا ہے شرم کر اور مل لے مجھے میرا ل جی، تیرا لندن میں گوری والا افیئر نہ بتایا نا تو میرا نام بھی شیری نہیں" شیری نے اپنی طرف سے دھمکی دی۔

"تیرا نام ہونا بھی نہیں چاہیئے چوہے" دانی نے کہہ کے قہقہہ لگایا جس کا ساتھ زین نے اور وقاص نے مل کے دیا۔

مرحا بھی ان کی باتوں کو انجوائے کر رہی تھی۔ وہ بھولنا چاہتی تھی جو اس نے وقاص کے لیے محسوس کیا تھا اسی لیے نارملی ایکٹ کر رہی تھی جس طرح وقاص کر رہا تھا۔ جب وہ خوش تھا تو اس کو کیا مسئلہ ہونا تھا۔

دو دن ہو گئے تھے امل کو گھر لے آیا گیا تھا وہ اب بہتر تھی لیکن زیادہ بات نہیں کرتی تھی بس مسکرا دیتی تھی، اس کو بھی ہنس مکھ شیری اچھا لگا تھا۔ وہ زیادہ ادھر ہی رہتا تھا اور نوال کے لیے مشکل بنا تھا کیونکہ وہ اس کو جان بوجھ کے کام کہتا اور تنگ کرتا۔ ابھی بھی اس کو چائے بنا کے لانے کو کہا تھا۔ جب وہ بنا کے لائی تو کہا کہ میٹھی زیادہ، کبھی دودھ کم، پتی کم، چینی کم، کبھی چائے تھوڑی تو کبھی چائے زیادہ بنا لائی ہو۔ نوال کا غصے سے برا حال تھا۔

"امی یہ کن غریبوں کو گھر پہ لا کے بٹھایا ہے نہ خود کو چین اور نہ ہی دوسرے کو سکون لینے دے رہیں ہیں، ٹھر کی کہیں کے۔" نوال غصے سے بھری آسیہ بیگم سے بولی تو الٹا اس کو ہی سننے کو ملی۔

"شرم کر جا نوال، گھر آئے مہمان کے بارے میں ایسا بولتے ہیں اور ویسے بھی اب وہ گھر کا بچہ ہے اور تم زرا اپنی زبان کو لگام دے یہ نا ہو کہ سب کے سامنے کسی کا لحاظ کیے بغیر میں اپنا جوتا اتار لوں۔"

امی نے واقعی شیری کے سامنے کلاس لگا دی نوال کی، شیری سے تو اپنی ہنسی نہیں روکی جا رہی تھی۔

oooooooooooooooo/ooooooo

"بوا میرا وہ سرخ جوڑا نہیں مل رہا جو زین نے مجھے دیا تھا آپ کو پتا ہے وہ کہاں پہ رکھ دیا تھا میں نے۔" سارا بیگم نے بوا کو آواز دے کے پوچھا، یہ وہ جوڑا تھا جو بوا نے میرال کو پہنا دیا تھا۔

"ہاں بیٹا وہ تو میں میرال بیٹے کو پہنا دیا تھا "

"کون میرال" سارا بیگم نے حیرت سے پوچھا اور لاؤنج میں آ گئیں، نور اور ایمن بھی بوا کے پاس ہی لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔

"ماما وہ پیاری سی آپی ہیں زین بھائی کے ساتھ آئیں تھی"، ایمن نے چہک کے بتایا تو نور نے سر ہلایا۔

"بیٹا وہ تھوڑے دن پہلے زین لایا تھا اس کو بیہوش ہو گئیں تھی کام پہ اسی لیے، اس کے کپڑے بھی گیلے تھے تو میں نے وہی نکال کے پہنا دیا۔" بوا نے تفصیل بتائی۔

"اچھا لیکن زین نے تو مجھے نہیں بتایا اس بارے میں شاید بھول گیا ہو گا، "

"ہو سکتا ہے، ویسے بہت پیاری بچی تھی اور اس کی بعد میں دوست بھی آ گئی تھی

،وقاص کی بہن تھی شاید میرال۔"بوا نے کہا اور نور کے بال بنانے لگ گئیں۔

"جی ماما وہ بہت پریٹی ہیں، مجھے تو ان سے پہلی نظر میں پیار ہو گیا تھا۔"نور نے بھی کہا اور شرمانے لگ گئی،

"اچھا لیکن تم تو شیری سے پیار کرتی ہو اور کہا تھا کہ شادی بھی اسی سے کرو گی، میں بتاؤں گی شیری کو کہ اب تمہیں میرال آپی سے پیار ہو گیا۔"ایمن نے نور کو اس کی پہلی محبت یاد دلائی جو وہ شیری سے کرتی تھی اور ساتھ میں شیری کو بتانے کی دھمکی بھی دی۔

"میں نے کب کہا کہ میں شیری سے شادی نہیں کروں گی

"I'll do, but I aslo love Miraal api

ماما میں کیا کروں"

اپنی بات کہہ کہ اپنی ماما سے مشورہ مانگا کہ وہ تو پھنس گئی ہے دونوں میں اب کیا کرے۔

"تو ہم میرال آپی کو اپنی گھر لے آتے ہیں کیوں ماما"ایمن نے اپنی طرف سے مشورہ دیا جو بوا کو تو بہت اچھا لگا۔سارا بیگم نے ابھی میرال کو دیکھا نہیں تھا لیکن اب وہ اس سے

ملنے کا ارادہ رکھتیں تھی۔

"ٹھیک ہے پھر ہم آپ کی میرال آپی سے ملنے چلتے ہیں اور ان کی طبیعت بھی پوچھ لیں گے اور گھر آنے کی دعوت بھی دیں گے کیوں ٹھیک ہے نا بوا "

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو، ویسے بھی وہ مجھے زین کے لیے اچھی لگی تھی، دونوں ساتھ اچھے لگیں گے "بوا خوشدلی سے بولیں۔

"چلیں ٹھیک ہے پہلے ہم مل آتے ہیں آپ کی میرال آپی سے پھر آپ کے پاپا کو بھی ملوائیں گے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سارا بیگم کی تو جیسے دعا قبول ہو گئی تھی گھر بیٹھے بیٹھے بہو مل گئی ان کا بس چلتا تو ابھی جا کے رشتہ فائنل کر آتیں بغیر زین کو بتائے اور وہ ایسا ہی اب کرنے کا ارادہ رکھتیں تھی کیونکہ ان کو پتا تھا زین شادی کے لیے تیار نہیں ہو گا، جب بھی اس سے اس بارے میں بات کی جاتی تو بڑی خوبصورتی سے بات گھما جاتا اور سارا بیگم کوستی رہ جاتیں۔ لیکن ان کو کیا پتا زین اب خود بھی شادی کا ارادہ رکھتا تھا۔

سارا بیگم نے اب وقاص کو کال کر کے گھر کا اڈریس پوچھا اور نکلنے کی تیاری کرنے

لگیں، نور اور ایمن تو خوشی سے جھوم اٹھی تھیں باہر جانے کے لیے۔

وقاص کی منگنی کچھ دن آگے کر کے اس جمعہ کو رکھی گئی تھی، کیونکہ سب کا کہنا تھا کہ امل کی طبیعت تب تک سنبھل جائے گی۔ سب تیاریوں میں مگن تھے ساتھ ساتھ امل کی دیکھ بھال بھی سب کر رہے تھے، زین بھی ایک دو بار واپسی پہ میرال کے ساتھ چکر لگا چکا تھا۔

ابھی بھی میرال اس کے آفس میں بیٹھی تھی اور وہ دونوں کیس کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے، ان کو ابھی تک کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا اور اسی میں اپنا دماغ لگا رہے تھے، تبھی دانیال اور شیری بھی زین کے آفس آ دھمکے۔ میرال کو دیکھ کے تو شیری کی رگ پھڑک اٹھی۔

"اوہو میرال جی آئیں ہیں، لگتا ویرے غلط ٹائم پہ اینٹری ماری ہم نے۔" غلط ٹائم پہ اینٹری ماری تھی پھر بھی فرصت سے اس کے ساتھ والی کرسی پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کے بیٹھ گیا۔ اور دانی سے پوچھا۔

"ہاں مجھے بھی لگ رہا یہاں تو کچھ امپورٹنٹ ڈسکس ہو رہا ہے۔" دانی بھی کہہ کہ پاس پڑے صوفے پہ بیٹھ گیا۔ جبکہ میرال الجھن سے ان کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"بکواس نہ کرو کام کی بات کرو، ہم ضروری کیس پہ کام کر رہے ہیں" زین نے جھڑکا۔

"ہاں ہاں وہ تو لگ ہی رہا ہے کتنے ضروری کیس پہ کام ہے اسی لیے یہاں پہ ہم بھی کام کی بات میں حصہ لینے آ گئے، اور بکواس نہیں کر رہے تو نے ہی ہمیں بلایا ہے۔" شیری نے بھی گھور کے کہا اور یاد دلایا وہ اسی کے کہنے پہ یہاں ٹپکے ہیں۔۔

"ہاں یاد آیا مصیبت کو تو میں نے خود آواز دی تھی کہ یہاں آ، اب سن دانی و آپس کام پہ لگ جا اگر ایک دو دن فارغ ہے تو کیونکہ ہمیں ابھی کچھ مل نہیں رہا جس سے ہم یہ کیس آگے بڑھائیں اور تو شیری فلحال تجھ سے کوئی کام نہیں مجھے لہذا دفع ہو دونوں اب یہاں سے۔"

میرال کی اس بات پہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"ایک منٹ میں واپس سے وہی کام کروں جا کے یون۔۔۔۔" ابھی وہ کچھ کہہ رہا تھا

جب شیری بول پڑا۔

"ہاں میری جان،اس میں پوچھنے والی بات کیا ہے ویسی بھی اب تو اپنی آنکھوں پہ پردہ لگا کے رکھی کیونکہ تو لڑکی دیکھ چکا اپنے لیے باقی میں تجھے کمپنی دینے کے لیے روز آتا رہوں گا۔"شیری اپنی آنکھوں میں شرارت لیے دانی سے بولا۔

"جانتا ہوں میں تجھے،جو تو کمپنی دینے جائے گا باز آجا تو"زین اچھے سے سمجھ گیا تھا اس کی بات اسی لیے اس کو تنبیہہ کی۔

"کونسے کام پہ لگیں گے دانی بھائی۔"میرال اس سب میں پہلی بار بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے میرال جی آپ کیوں ٹینشن لے رہی ہیں یہ آپ کو بعد میں بتادیں گے،تو چل تیرا میک اپ کروں میں،پچھلی بار زرا اچھا نہیں کیا تھا وقاص نے۔"میرال کو کہہ کہ دانی کو گھسیٹتے ہوئے لے گیا۔

"یہ کہاں پہ جا کے کام کریں گے اور ہمیں کیسے معلومات دیں گے"میرال نے الجھن سے زین سے پوچھا تو اس نے اس کو سب بتادیا۔میرال نے سمجھ کے سر ہلادیا۔

oooooooooooooooooooooooo

میرال جب گھر آئی تو مرحا بھی موجود تھی، امل کو چیک کر کے اب وہ لاؤنج میں وقاص کی امی کے پاس بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی اور ساتھ میں چائے پی رہی تھی۔

میرال سلام کر کے ان کے پاس ہی بیٹھ گئی اور اپنی چیزیں وہیں سامنے ٹیبل پہ رکھ دیں۔

"مرحا یار چلو تھوڑے دن رہ گئے ہیں وقاص کی منگنی کو آج چلتے ہیں شاپنگ پہ پھر مجھے ٹائم نہیں ملنا، نوال تو لے آئی ہے امی اور پھوپھو کے ساتھ جا کہ میرے کپڑے رہ گئے ہیں امل کے بھی آ گئے ہیں تم بھی چلو ساتھ لے لیں گے۔"

"نہیں یار میرا تو ڈیوٹی ٹائم بہت ٹف چل رہا ہے اور اوپر سے رولز بھی سختی سے فالو کرنے کا آرڈر ہے مجھے لگتا میں تو فنکشن میں بھی نہیں آ پاؤں گی، تم خود ہی چلی جاؤ نوال کے ساتھ۔" مرحا نے بیچارگی سے کہا اندر آتے وقاص نے بھی اس کی بات سن لی تھی ۔وہ بھی سلام کرتا آ کے خدیجہ بیگم کے پاس بیٹھ گیا۔

"چلو ٹھیک ہے، ویسے پھوپھو ابھی آپ ادھر ہی ہیں نا تو میں وقاص کے ساتھ چلی جاتی ہوں"

ساتھ ہی خدیجہ بیگم کو مخاطب کیا۔

"ہاں ٹھیک ہے بیٹا آپ لے آؤ وقاص کے ساتھ جا کہ میں ابھی ادھر ہی ہوں۔ "

"دو منٹ ویٹ کرنا وقاص میں چینج کر کے آئی "

"ٹھیک ہے جلدی کرنا۔" وقاص نے بھی جانے کی حامی بھر لی۔

میرال اپنی چیزیں اٹھا کہ روم میں گئی۔امل اسی کے روم میں ٹھہری ہوئی تھی سب سے پہلے اس کے ماتھے پہ پیار کیا پھر کپڑے چینج کر کے وقاص کے ساتھ مال چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ooooooooooooooooooooooooo

مال سے فارغ ہو کہ جب واپس گھر پہنچی تو ان کی گاڑی کے ساتھ ہی ایک اور گاڑی بھی اندر آئی۔میرال کو حیرت ہوئی جبکہ وقاص پہچان گیا تھا کہ کون ہے۔وہ گاڑی سے باہر نکلی اور ملازمہ کو اپنے بیگ پکڑا کے اندر کی جانب روانہ کیا اور دوسری گاڑی سے لوگوں کے اترنے کا انتظار کرنے لگی۔جب گاڑی سے نور باہر نکلی تو میرال کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

نور بھاگ کے اس کے گلے لگی اور اس کو پیار کیا میرال نے بھی اس کو پیار کیا۔ تبھی

گاڑی سے سارا بیگم اور ایمن بھی باہر کو آئیں اور ان کی جانب بڑھیں۔ایمن نے بھی آگے بڑھ کے میرال کو گال پہ پیار کیا۔

"آپی کیسی ہیں آپ، دیکھیں میں، ایمن اور ماما آپ سے ملنے آئے ہیں، اس دن آپ ہم سے ملے بغیر چلی گئی تھیں۔"نور نے شکوہ کیا، میرال کو سمجھ نہ آیا کس دن کی بات کر رہی ہے نور۔ مسز کمال بھی آگے آئیں اور اس کو بہت چاہت سے ملیں، میرال بھی مسکرا کہ ملی لیکن اس کو حیرت ہو رہی تھی کہ نور اپنی فیملی کو یہاں پہ کیوں لائی ہے۔

"آپ میرال بیٹی ہیں، بھئی بہت ہی پیاری ہیں میری تو بچیوں نے تنگ کیا تھا صبح سے، جب سے سنا کہ ان کی میرال آپی کی طرف جا رہے ہیں ہم"انہوں نے مسکرا کے کہا تو میرال اور الجھ گئی البتہ وقاص خاموشی سے ان کو دیکھ رہا تھا۔تب ایمن اور نور دونوں وقاص کی جانب بڑھیں۔

"بھائی آپ کیسے ہیں، دو دن ہو گئے آپ نہیں آئے میں آپ سے ناراض ہو گئی ہوں۔ "ایمن نے اس سے مل کے فوراً ناراضگی کا اظہار کیا۔

وقاص نے اب میرال کی الجھن میں ڈوبی شکل دیکھی تو بولا۔

"میرال یہ زین کی ماما ہیں اور یہ دونوں اس کی بہنیں۔" وقاص نے میرال کی مشکل آسان کی۔

"اوو سوری آنٹی، میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، میں بس نور کو ایک بار مل چکی ہوں۔ "

میرال نے کچھ شرمندگی سے کہا تو مسز کمال (سارا بیگم) نے اگے بڑھ کے گلے لگایا۔

"ارے آپ کیوں سوری کر رہی ہیں ہم تو ملے ہی پہلی بار ہیں اس میں آپ کی کیا غلطی۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے پیار سے کہا ان کو تو ابھی سے وہ اپنی بہو لگنے لگ گئی تھی۔

"آئیں آنٹی اندر چلیں سب اندر ہی ہیں، چلیں" وہ سب کو لے کے اندر کی جانب بڑھی۔ نور اور ایمن نے اب میرال کا ہاتھ تھاما تھا۔

اندر لاؤنج میں آسیہ بیگم اور خدیجہ بیگم بیٹھی باتیں کر رہی تھیں جبکہ نوال کو آسیہ بیگم نے برتن دھونے میں لگایا ہوا تھا۔ میرال ادھر ہی سب کو لے کے آگئی۔ تو آسیہ بیگم مہمان دیکھ کے فوراً ان کی طرف بڑھیں اور دل سے خوش آمدید کہا۔ اور بیٹھنے کی جگہ

دی۔

خدیجہ بیگم مل چکی تھیں ان سے پہلے بھی تو وہ بھی خوش دلی سے ملی البتہ حیرت ہوئی تھی کہ اچانک یہاں۔

"امی یہ سرزین کی والدہ ہیں اور یہ ان کی چھوٹی سی پریاں۔" میرال نے تعارف کرایا۔

"آنٹی یہ میری امی ہیں اور یہ پھوپھو، وقاص کی امی" ساتھ ہی خدیجہ بیگم کا بتایا۔

"جی ان سے میں مل چکیں ہوں، اور آپ سے مل کے بہت خوشی ہوئی۔" محبت کے ساتھ جواب دیا۔

"ماشاءاللہ سے زین اور شیری آپ کے بچے ہیں بہت ہی پیارے ہیں، بہت ساتھ دیا انہوں نے ہمارا، مجھے بھی آپ سے مل کے بہت خوشی ہوئی۔" انہوں نے بھی خلوص سے جواب دیا۔ جس طرح کے زین اور شیری لگے تھے انہیں اس سے بڑھ کے ان کی والدہ پسند آئی تھی۔

"نوال بچے۔" ساتھ ہی نوال کو آواز دی۔

"جی امی" وہ بھی ایسے ہی ماسیوں کا حلیہ لے کے آگئی۔ بھئی اب اسے کیا پتا تھا کہ اس کے آئیڈیل کی والدہ ماجدہ آئیں ہیں ورنہ تیار شیار ہو کے ان کے آگے پیش ہوتی۔

اصل میں اس نے جب سے زین کو دیکھا تھا تب سے اس کی فین ہو گئی تھی۔اور تھوڑی بہت دوستی بھی، دانی سے پہلے سے ہی تھی، بس شیری اس کو زہر لگتا تھا جو جان بوجھ کے اس سے پنگے لیتا تھا۔

آسیہ بیگم تو اس کا حلیہ دیکھ کے صدمے میں چلیں گئیں۔آگے پیچھے گھر میں ہر وقت تیار رہ کے گھومتی تھی جیسے ابھی شادی کے لیے نکلنا ہو لیکن اب، ڈوپٹہ کمر پہ باندھا تھا، چڑیا کا گھونسلا اپنی طرف سے میڈم نے رف جوڑا بنایا تھا کپڑوں پہ پانی گرا تھا اور ان کے سامنے ماسی بن کے کھڑی تھی۔آسیہ بیگم اب اس کی کلاس لینے کا پکا ارادہ کر کے بیٹھی تھیں۔

"بیٹا یہ زین بھائی کی والدہ آئیں ہیں ان کو سلام کرو اور جاؤ جا کے کچھ کھانے پینے کی تیاری کرو۔میرا ل آپ بھی ساتھ جاؤ بہن کے۔"

پہلے تو گھوری سے نوازہ پھر بات کہہ کے اندر کی جانب اشارہ کیا کہ جا دفع ہو اور حلیہ ٹھیک کر، نوال فوراً سلام کر کے اندر بھاگی۔ مسز کمال اس کی جلد بازی پہ ہنس دیں۔

ایمن اور نور میرال کے پاس کیچن میں ہی چلیں گئیں۔

امل ابھی سو رہی تھی۔اسی لیے میرال اس کے پاس نہیں گئی کہ اس کی نیند نہ خراب ہو رات کو بھی وہ بہت مشکل سے سوتی تھی زخموں کی وجہ سے اسے لیٹنے میں تکلیف ہوتی تھی۔مرحا اس کو انجیکشن لگا کے گئی تھی۔تاکہ وہ پر سکون ہو کہ سو سکے۔

پھر تینوں خواتین بیٹھ کے آپس میں باتیں کرنے لگ گئیں۔

رات کا کھانا مسز کمال نے ان کے ساتھ ہی ان کے بے حد اسرار پر کیا۔اور دوبارہ پھر ملاقات کا وعدہ کر کے رخصت ہوئیں۔جاتے جاتے یہ ضرور کہہ کے گئی تھیں کہ مجھے آپ کی بچیاں بہت پسند آئیں ہیں۔امل کے بارے میں سن کے ان کو بھی بہت افسوس ہوا تھا اور اس کے اگلی زندگی کے لیے دعا بھی کی تھی۔

چیزیں سمیٹ کر نوال تو اڑن چھو ہو گئی اپنے کمرے میں تاکہ اس کو برتن دوبارہ نہ دھونے پڑیں یہ کہہ کے کہ

" بھئی میرا تو کل بہت ہی ضروری ٹیسٹ ہے میں جا رہی ہوں پڑھنے۔"لیکن جا کے اس نے سونا ہی تھا۔

میرال سب کاموں سے فارغ ہو کہ کمرے میں آئی تو امل خالی نظروں سے چھت کو گھور رہی تھی۔میرال کا دل ڈوب سا گیا۔امل یہی تو کرتی تھی جب اٹھ جاتی تو بس ایک ہی چیز کو گھوری جاتی۔

"امل میری جان طبیعت کیسی ہے کچھ چاہیئے؟"میرال اس کے پاس بیٹھتی ہوئی بولی۔

امل نے بس نفی میں سر ہلایا اور اس کی آنکھ سے ایک خاموش آنسوں ٹوٹ کر گرا تو میرال نے تڑپ کے اس کو اپنی باہوں میں بھرا۔

"کیا تنگ کر رہا ہے امل مجھے بتاؤ کیوں چپ چپ رہتی ہو،باتیں کیا کرو سب سے،اس طرح خاموش رہ کہ اپنے اندر غم کو جمع نہ کرو اگر مجھ سے بھی نہیں کہا جاتا تو اللہ تو ہے نا اکیلے میں اس سے ہی اپنے دل کا حال بیان کر لیا کرو وہ سنتا تو ہے۔"میرال کے لہجے میں نمی گھل گئی۔

"بتاؤ کیا ڈر ہے،یہی کہ شفیق واپس آجائے گا،وہ اب نہیں آسکتا اس کو دانی اور وقاص لے گئے تھے کسی کو بھی کوئی خبر نہیں وہ کہاں ہے وہ دنیا کے لیے غائب ہو گیا ہے اب وہ کبھی واپس نہیں آئے گا،تم فکر نہ کرو"۔میرال نے اس کے سر پہ بوسہ دے کے کہا اور ساتھ ساتھ اس کے بال بھی سہلائے۔

امل اب بھی خاموش رہی شاید اس کے پاس کچھ کہنے کو تھا ہی نہیں۔

"کیا یہ بات پریشان کر رہی ہے کہ تم اب بھی اس کی بیوی ہو، تو اس بات کی ٹینشن نہ لو دانی بہت جلد اس سے طلاق کے پیپرز پہ سائین کروانے والا ہے۔"

میرال کو اس کے چپ رہنے کی وجہ یہی لگی۔

امل نے پھر سے نفی میں سر ہلایا۔

"وہ مجھے طلاق دے چکا ہے۔" امل نے میرال کے سر پہ بم پھوڑا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو، کب دی اس نے تمہیں طلاق اور اگر وہ طلاق دے چکا تھا تو اس کے ساتھ کیوں رہ رہی تھی تم۔" میرال کو سمجھ نہ آئی۔

"جب اس نے مجھے طلاق دی تب مجھے پتا نہیں تھا چلا کہ میں ماں بننے والی ہوں، لیکن جب پتا چلا تو اس نے دھمکا کے اپنے پاس رکھا کہ جب بچہ ہو جائے گا تب بچہ اس کو دے کہ چلی جانا اور کسی کو طلاق کے بارے میں بتانا بھی نہیں کہ کیا پتا طلاق ہوئی نہ ہو تو میں چپ ہو گئی۔ "

امل نے اس کو ساری بات بتائی اب طلاق کا میرال کو بھی پتا نہیں تھا کہ ہوئی یا نہیں

لیکن وہ ایک بار شفیق سے طلاق کے پیپرز ضرور سائین کروانے کا ارادہ رکھتی تھی تاکہ باقاعدہ قانونی اور شرعی طور پہ طلاق ہو جائے۔اور وہ کسی معلمہ سے بھی رجوع کرے گی اس بارے میں۔

"اچھا تم پریشان نہ ہو اس بارے میں، میں معلوم کرتی ہوں تم اپنے آپ کو پر سکون رکھو اور وقاص کی منگنی کی تیاریاں کرو۔"۔میرال نے امل کو پیار سے بہلایا، کھانا وہ پہلے ہی کھلا چکی تھی اسی لیے اس کو میڈیسن دے کے سلانے لگی۔

oooooooooooooooooooo

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ دن بھی آ گیا جب وقاص کی منگنی تھی سب خوش تھے لیکن وقاص تھوڑا اداس تھا، بہت کوشش پہ بھی دل مان نہیں رہا تھا اپنی ماں کو بھی ناراض نہیں کر سکتا تھا اسی لیے اللہ کا نام لے کر اپنی منگنی کی تیاری کرنے لگا۔

نوال تو وقاص کی منگنی کی خوشی میں تین دن یونیورسٹی نہ گئی کہ بھائی کی منگنی روز تھوڑی ہوتی ہے اور گھر رہ کے بھی اپنی ماں کی ڈانٹ خوب سنتی ساتھ میں میرال کے حصے کی بھی، وہ تو کام کے بہانے جان بوجھ کے گھر لیٹ آتی کہ کام ختم ہو جائیں پھر گھر جاؤں گی تب تک نوال کی کمر ٹوٹنے والی ہوتی کیونکہ خدیجہ بیگم بازار سے سیدھا ادھر

ہی آجاتیں یا پھر نوال کو ادھر لے آتیں تو ساری محفل ادھر ہی لگتی اور بیچاری کی کلاس بھی۔ شیری تو خوب مزے لے رہا تھا اس کی حالت دیکھ کے۔

امل اب بہتر تھی چل پھر لیتی تھی اور کاموں میں خوب ہاتھ بٹا رہی تھی۔ جب اللہ نے اس کو ایک دفع اور زندگی جینے کا موقع دیا تھا تو وہ کیوں ضایع کرتی، مرحا بھی ایک دو دفع چکر لگا چکی تھی۔

فنکشن کا حال میں ہی انتظام کروایا گیا تھا جس کی تیاری کی زمہداری شیری نے اپنے سر لی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بقول اس کے "ان بے رنگوں کو کیا پتا دنیا کی رنگینیوں کا، اصل زوق تو ہم رکھتے ہیں زندگی جینے کا،

اسی لیے حال کی سجاوٹ کی زمہ داری میری "

خالص شاعرانہ انداز سے کہا گیا، زین اور دانی کو غیر زمہ دار قرار دیا گیا۔

"لے تو مر "دانی تو جل بھن گیا اس کی بکواس سے اسی لیے اسی کو کرنے دیا سب۔ اور

شیری نے اپنے کہے کا پاس بھی رکھا۔حال کی تیاری واقعی تعریف کے قابل تھی، خوبصورتی سے تازے پھولوں سے سجایا گیا تھا حال،جو محل کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔

"مان گیا شیری تجھے اب میری شادی پہ کمرہ بھی تو ہی سجائے گا۔"زین نے دل کھول کے تعریف کی ساتھ ہی آفر بھی ٹھوک دی۔

"اس کے لیے الگ ٹیکس لگے گیں"شیری نے نخرہ دکھایا۔

"لیکن یہ تو فری میں کیا ہے نا تو نے،تو مجھے کون سا ٹیکس لگا رہا۔"زین نے گھورا۔

"وہ میں تیری شادی پہ بتاؤں گا۔"شان بے نیازی سے جواب دے کے آگے بڑھا جہاں سے اس کو نوال اندر آتی ہوئی نظر آئی۔اب نوال کو تنگ کرنا بھی فرض تھا نا۔ پیچھے زین اس کو گالیوں سے نواز تا رہ گیا۔

دانی،شیری،زین تینوں نے کریم کلر کے فور پیس سوٹ پہنے تھے ساتھ میرون کلر کی ٹائی،تینوں ایک سے بڑھ کے ایک لگ رہے تھے۔وقاص نے بلیک فور پیس سوٹ پہنا تھا۔

"آج تو کوئی بجلیاں گرا رہا ہے۔"نوال کے پاس پہنچ کے شیری نے کہا۔جس نے کریم

کلر کی ہی میکسی کیری کی تھی اور حور لگ رہی تھی، سب ینگ پارٹی کا کلر تھیم شیری نے ہی ڈیسائیڈ کیا تھا،

"دھیان سے کہیں اسی بجلی کے لگنے سے جل کے کالے نہ ہو جانا" نوال بھی آگے سے تپ کے بولی۔

"تم کیوں بھڑک رہی ہو میں نے تم سے کچھ کہا brown witch ، میں تو میرال جی کو کہہ رہا تھا جو آج پری لگ رہی ہیں، تم تو ہمیشہ کی طرح سڑی ہوئی لگ رہی ہو۔"

شیری نے بھی اطمینان نے کہا تو وہ بغیر کچھ کہے غصہ پی کے آگے بڑھ گئی۔ حالانکہ تعریف اس نے نوال کی ہی کی تھی، لیکن تنگ کرنا تو فرض تھا نا اپنے شیری کا۔

اب میرال کی طرف متوجہ ہوا جو اپنا دوپٹہ صحیح کر رہی تھی، امل اور میرال نے بھی کریم کلر کی ہی میکسی کیری کی تھی لیکن سٹائل تھوڑے چینج تھے تینوں کے، میرال نے اتفاقاً میرون کلر کا ہی حجاب کیا تھا جبکہ نوال نے بالوں کو ہلکے سے کرل دیئے تھے۔

"اوہو میرال جی آج تو میں کہیں گر ہی نہ جاؤں آپ کو دیکھ کے، کیوں مجھ معصوم پہ ظلم کر رہی ہیں، پہلی ہی ایک لڑکی میری راہ تک رہی ہے اور اب آپ بھی میرے لیے اتنا تیار ہو کہ آئیں ہیں۔" شیری پھر شروع ہو گیا تھا، میرال اسکی بات پہ سرخ ہو گئی۔

"بد تمیز کس نے کہا میں تمہارے لیے تیار ہوئی ہوں، اور کون تمہاری راہ تک رہی ہے زرا بتاؤ مجھے" میرال نے گھور کے دیکھا۔

"تو پھر میرے ساتھ کلر میچ کیوں کیا؟ سیم لگنے کے لیے نا، اور جو راہ تک رہی ہے اس سے بھی ملواتا ہوں تھوڑی دیر میں آ جائے گی۔"

"سب نے یہی کلر پہنا ہے میں نے اکیلی نے نہیں پہنا یہ وہ دیکھو تمہارے بھائیوں نے بھی یہی پہنا ہے۔" ساتھ ہی زین اور دانی کی طرف اشارہ کیا،

اب اس کو کیا پتا تھا کہ کلر ہی شیری نے ڈیسائیڈ کیا وہ تو اپنی طرف شیری کو بتانا چاہ رہی تھی کہ تھیم ہی یہی ہے لیکن ہائے غلطی کر بیٹھی، غلط بندے کے ھاتھ لگ کے۔

"اووو تو ان کے لیے پہنا ہے، میں ایویں خوش ہو رہا تھا خیر میں بتا کے آتا ہوں تا کہ جس کے لیے پہنا وہ تعریف ہی کر دے آپ کی کچھ، قسم سے جب تک کہو نہ تب تک

کچھ کرتا ہی نہیں۔"

شیری جانتا تھا میرال تھپڑ مارتے وقت دیکھے گی نہیں کہ کہاں پہ کھڑے ہیں وہ لوگ، اسی لیے میرال کو جب تک بات سمجھ میں آتی بھاگ گیا،

"شیری تو میرے ہاتھ لگ جا اب، مجھے اب سمجھ آیا تو بھابھی کیوں کہہ رہا تھا مجھے۔" میرال غصے تلملا اٹھی۔

امل آسیہ بیگم کے پاس جا کے بیٹھی تھی۔ جب دانی ان کے پاس آیا۔ امل نے سر پہ صحیح سے ڈوپٹہ سیٹ کر رکھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیسی ہیں آپ؟" دانی نے مسکرا کر پوچھا تو امل اس کو دیکھ کے ایک پل کے لیے حیران رہ گئی کہ یہ تو وہی ہے جس سے یہ مال میں ٹکرائی تھی اب یہاں کیسے۔

امل جب سے ہوش میں آئی تھی تب سے اس نے دانیال کو نہیں دیکھا تھا جب بھی وہ کمرے میں آتا تھا ملنے تو امل سو رہی ہوتی۔

"آپ حیران نہ ہوں میں وقاص کا ہی دوست ہوں جس کی آج منگنی ہے، اس دن میں بھی میرال کے ساتھ آیا تھا" دانی پھر مسکرا کر گویا ہوا تو امل زرا سا مسکرا دی۔

"میں ٹھیک ہوں، شکریہ "اتنا کہہ کہ وہ پھر آسیہ بیگم کی طرف متوجہ ہوگی جو وقاص کی امی سے کچھ بات کر رہی تھیں۔

دانی کو لگا کہ ابھی وہ کسی پہ اتنی جلدی یقین نہیں کرنا چاہتی اسی لیے بات نہیں کر رہی تو وہ خود ہی کام کا کہہ کے زین کے پاس چلا گیا جواب وقاص کے پاس بیٹھا اس سے بات کر رہا تھا اور شیری حسبِ معمول ٹانگ کھینچ رہا تھا دونوں کی۔ وقاص نے غور کیا تھا آج مرحا نہیں ائی تھی شاید اپنی ڈیوٹی کی وجہ سے، وہ پہلے ہی ایکسکیوز کر چکی تھی میرال سے کہ نہیں آیا جائے گا۔

NEW ERA MAGAZINE .com

oooooooooooooooooooooooo

"زین یار تجھے نابھا بھی۔۔۔۔میرال مطلب میرال جی بلا رہی تھیں ان کی بات سن آ۔ "شیری نے زین کو میرال کی طرف متوجہ کرایا۔ جواب نوال کے ساتھ کھڑی کسی بات پہ ہنس رہی تھی۔

"اچھا میں زرا سن کے آیا۔" وہ تو فوراً تیار ہو گیا جانے کو۔

"زن مرید کہیں کا، دیکھنا یہ پکا زن مرید نکلنا، اور ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی کیسے اٹھ

کے چلا گیا جیسے اس کے نہ جانے وہ مارنے کو آئے گی۔"شیری کو اس کی جلد بازی پہ افسوس ہوا،

"لیکن وہ تو تجھے کہہ رہا تھا کہ تو اپنی بیوی کے پاؤں دھو دھو کے پیے گا"دانی جوان کے پاس آ گیا تھا، کہہ کے قہقہہ لگایا۔ وقاص نے بھی ساتھ دیا۔

"اللہ معافی میں کیوں گندے پاؤں دھو کے پیو تو پی۔"شیری کو تو سوچ کے جھرجھری آئی۔

"اور تو نکل یہاں سے سوکن کہیں کی۔"شیری نے پاس بیٹھے خزیفہ کر لتاڑا۔ جو آج کچھ زیادہ ہی خوش تھا شاید وقاص سے کسی اور کی منگنی کا ہونے پہ۔

"میں کیوں جاؤں شیری بھائی، آج تو ویسے بھی میرے پیارے بھائی کی منگنی ہے اسی لیے میں پاس ہوں۔"اس نے معصومیت سے جواب دیا۔

"ہاں اگر یہی پہ آج مرحاجی ہوتی تو، تو رو رہا ہوتا اپنی محبت کے بچھڑنے پہ، بڑا آیا بھائی کی منگنی، ٹینڈہ کہیں کا"شیری نے بھی حساب برابر کیا۔ لیکن وقاص نے اس کو ٹوک دیا کہ آج یہ باتیں کیوں لے کے بیٹھو ہو، اب اس طرح کی بات نہ کرے کوئی۔

تبھی دلہن کے آنے کا شور اٹھ گیا تو سب متوجہ ہو گئے۔ لیکن شیری تو صدمے میں تھا

۔

"یار یہ اتنا ابڑا گھونگھٹ کون نکالتا اپنی منگنی پہ، میں تو اپنی والی کو بارات پہ بھی نہ نکالنے دوں۔" شیری نے تپ کے کہا۔ اور اتنا کو بہت لمبا کھینچا۔

"تو چپ کر جس کی ہے اس کو مسئلہ نہیں تو تو کیوں بکواس کر رہا ہے۔" دانی نے اس کی کمر میں دھموکہ جڑ کے جھڑکا۔

گرے سلور پاؤں تک آتی میکسی پہنے گھونگھٹ نکالے ایک لڑکی خوبصورت سی چال چلتی ہوئی اندر آئی اس کے ایک طرف خدیجہ بیگم تھیں تو دوسری طرف میرال۔

اس کو سٹیج پہ لا کے وقاص کے پہلو میں بٹھایا گیا تو وہ زرا سا فاصلہ قائم کر کے بیٹھ گئی۔

ادھر زین کو میرال سے بات کرنے کا موقع اب ملا تھا۔

"میرال آپ نے بلایا تھا، کوئی بات کرنا تھی آپ کو۔" زین نے مسکرا کے پوچھا اس کو آج میرال واقعی خوبصورت لگی تھی جس نے ہلکے میک اپ میں پنک لپسٹک لگا کے رکھی تھی۔ زین نے آج ہی غور کیا کہ اس کی تھوڑی کے زرا اوپر بائیں طرف تل تھا۔

جو زیادہ خوبصورت لگتا تھا۔

"نہیں سر میں نے نہیں بلایا۔آپ کو کس نے کہا"۔میرال نے سوچا اگر یہ شیری کا کام ہے تو وہ آج پکا نہیں چھوڑے گی اس کو۔اور اس کا شک یقین میں بدل بھی گیا۔

"شیری نے کہا کہ آپ بلا رہی ہیں اور ہاں سر صرف آفس میں، آپ مجھے زین کہہ کے بلائیں تو اچھا لگے گا۔"تکلف کی دیوار ہٹانے کی پہلی کوشش۔

"جی۔۔۔شیری کو شاید غلط فہمی ہوئی ہو میں نے نہیں بلایا۔"مسکرا کر جواب دیا لیکن زین پھر بھی نہ کہہ سکی اب عادت تھوڑی تھی کہنے کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"By the way you looking pretty".

دل سے تعریف کی گئی۔

"شکریہ سر"بس اتنا ہی کہہ سکی۔

"زین"۔تصحیح کی۔

"جی۔۔۔زین شکریہ"ہچکچاتے ہوئے کہا اور زین وقاص کی طرف ہو گیا۔

خدیجہ بیگم نے سب سے اجازت لے کہ رسم شروع کرنے کو کہا اور وقاص کو ایک

نفیس سی خوبصورت سی ڈائمنڈ رنگ دی پہنانے کے لیے۔

وقاص نے اپنے دل میں اللہ کا نام لے کے اس رشتے کا آغاز کرنا چاہا وہ نہیں چاہتا تھا کہ کہیں بھی کسی بھی موڑ پہ آ کے اس کو یہ لگے کہ اس نے اپنی ماں کا فیصلہ مان کے غلط کیا ۔لہذا سب کچھ پیچھے چھوڑ کے انگوٹھی پہنا دی۔

"حریم بیٹے یہ اب آپ پہناؤ۔"زین کی ماں نے حریم کو ایک رنگ دی۔ جسے اس نے ہچکچاتے ہوئے لے لی.

اور لرزتے ہاتھوں سے پہنا بھی دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یار مجھے تو یہ کچھ زیادہ ہی شرمیلی لگتی ہے، جبکہ میری والی کو تو شرم شاید چھو کہ بھی نہیں گزری۔"شیری نے اپنا حصہ ڈالا اور ایک گہری نگاہ نوال پہ ڈال کے افسوس کا اظہار کیا۔جو رسم ہونے پہ چہک اٹھی تھی۔

"جیسا تو ویسی ہی تیری ہونے والی۔"دانی نے اور جلایا۔

سب نے مل کے وقاص کو مبارک باد دی۔اور نے خوشی سے وصول کی۔

جبکہ تھوڑی دیر میں ہی خدیجہ بیگم نے پھر سے دھماکہ کر دیا وقاص کے سر پہ۔

"وقاص میں چاہتی ہوں کہ نکاح بھی آج ہی ہو جائے، تاکہ میں تمہارے حصے کی خوشیاں آج ہی ساری دیکھ لوں۔ پھر رخصتی جب تم چاہو تب کر لینا، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" انہوں نے بہت مان سے کہا تو وقاص کو لگا کہ اب اس کا دل بند ہو جانا ، تھوڑا تو ٹائم دیں رشتے کو جاننے کے لیے سمجھنے کے لیے۔

جبکہ ساتھ بیٹھا نفوس تو شاید جانتا تھا کہ نکاح بھی آج ہی ہونا۔

"لیکن امی آج، آج تو بس منگنی تھی نا۔" ٹالنے کی ہلکی سی کوشش۔

"کیا تم خوش نہیں ہو نکاح سے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں ایسی بات نہیں ہے لیکن سب بہت جلدی ہو گیا۔" اس نے بے بسی سے کہا۔

"دیکھو بیٹا میں نے تو حریم کے لیے بھی اچھا سوچا تھا کہ بعد میں کوئی اس کو بات نہ کرے اگر تم دونوں کبھی ملو یا آپس میں بات کرو اسی لیے کہا کہ ایک مضبوط رشتہ ہو گا تو لوگوں کی زبان بھی بند رہے گی۔ لیکن اگر تم چاہتے ہو تو میں قاضی صاحب کو بھجوا دیتی ہوں۔" انہوں نے بھی تحمل سے کہا۔

"نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں جیسا آپ کو مناسب لگے۔" وقاص نے گہرا سانس بھر

کے مسکرا کے کہا۔ پاس کھڑے شیری کا دل کیا کہ اس کا سر پھاڑ دے، زرا تو نخرے دکھا دیتا، انکار کر دیتا زیادہ مزا آتا فنکشن کا۔

خدیجہ بیگم اس کے جواب سے مطمئن ہو کے اب زین کو کہا کہ قاضی صاحب کو بلا لائے نکاح کے لیے۔ جو ویٹنگ روم میں بیٹھے تھے۔

زین جب تک قاضی صاحب کے پاس گیا دانی اور شیری نے اپنا سوٹ چینج کر کے وائیٹ کلر کی شلوار قمیض پہن کے اوپر کریم کلر کی ہی ویسٹ کوٹ پہن لی تھی اور زین کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ بھی چینج کر کے آئے تو اکھٹے اینٹری ماریں۔ مطلب ان کو بھی پتا تھا نکاح کا۔

زین جب قاضی صاحب کو لے کے آیا تو شیری نے رستے میں ہی روک لیا کہ بھائی پہلے جا دفع ہو جا کے کپڑے بدل تو زین قاضی صاحب کو آگے جانے کا اشارہ دے کہ خود چینج کرنے چلا گیا۔

ادھر میرال نے بھی حریم کو اپنے ساتھ لیا اور برائیڈل روم میں لا کہ اس کا دوپٹہ جس سے گھونگھٹ نکالا ہوا تھا وہ اتار کے سائیڈ پہ کندھے پہ سیٹ کیا اور ایک سرخ رنگ کا کام دار ڈوپٹہ اس کے سر پہ ٹکا کے گھونگھٹ کر دیا۔ وقاص کو تو سمجھ میں ہی کچھ نہیں

آرہا تھا کہ ہو کیا رہا ہے۔

جب سب لڑکوں نے چینج کر لیا تو شیری خزیفہ کو گھوری جائے۔ جو انہی کی طرح شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔

"کیا ہے میں نے کیا کیا جو ایسے گھور رہے ہو۔" خزیفہ نے تنگ آ کے پوچھا۔

"بعد میں بتاؤں گا ٹینڈے ابھی چل۔" اور گہرا مسکرایا کہ اس کا ڈمپل نمایا ہوا۔ خزیفہ کو کہہ کے آگے بڑھنے لگا جب دیکھا کہ زین اور دانی بھی اسی کو گھور رہے ہیں۔

"اب تم دونوں کو مجھ میں کون سی محبوبہ دکھ گئی جو گھور رہے ہو۔" شیری نے بے زار ہو کے کہا کیونکہ جانتا تھا اب بکواس کریں گے۔

"شیری یار واقعی تو بڑی کوئی ڈیش چیز ہے، قسمے بہت کمال، خوبصورت، حسین لگ رہا دل کر رہا منہ چوم لوں تیرا"۔ دانی محبت سے چور لہجے میں گویا ہوا۔

"ہاں یار پیارا تو واقعی بہت لگ رہا ہے۔" زین نے بھی دلی تعریف کی۔

"ہاہائے دانیہ اور زینی تم دونوں کہاں چلی گئی تھیں قسم سے میں نے تمہارا بہت انتظار کیا، اگر تم دونوں مجھے پہلے ہی مل جاتی تو میں اپنی brown witch کو نہ پسند کرتا

،اب تک کہاں تھیں تم دونوں۔"شیری انتہائی سنجیدگی سے کہتا ہوا دانی کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑا۔ساتھ ہی زین کا بھی پکڑنا چاہا لیکن وہ پہنچ سے دور ہو گیا۔

"ابھے یہ دانیہ اور زینی کون ہیں اور تو ہم سے اس طرح بات کیوں کر رہا ہے کہ جیسے ہم لڑکیاں ہیں، کہیں دماغ تو نہیں اڑ گیا شادی نہ ہونے کے صدمے سے۔"دانی تو سیکنڈ سے پہلے اس سے دور ہوا کہ کہیں "بھوت نہ چمٹ گیا ہو، بد تمیز پیارا بھی اتنا تھا کہ رات کو چڑیل پیچھے لگ جاتی"۔

"بے غیرتو! جب اپنی بیویاں سمجھ کے گھوروگے تو میں یہی کہوں گا نا، مجھ میں بھی شوہر والی فیلنگز آ گئی تھی، کمینوں کوئی پیارا لڑکا دیکھا نہیں اور لوفروں کی طرح شروع ہو گئے چھچھورے کہیں کے،اب نکلو یہاں سے کہیں وہ کمینہ بھی نکاح نہ کر لے ہمارے بغیر۔"شیری ان کو بلند آواز میں سناتا ہوا وقاص کی جانب بڑھ گیا۔

پیچھے وہ اتنی سی صورت لے کے رہ گئے کہ بندہ اب تعریف بھی نہ کرے۔

oooooooooooooooooo

حریم کو پھر سے وقاص سے کچھ فاصلے پہ لا کے بٹھایا گیا۔اور قاضی صاحب سائیڈ والے

سنگل صوفے پہ اپنی مکمل تیاری کے ساتھ موجود تھے۔نوال نے شیری کو دیکھا تو دل میں ماشاءاللہ کہا۔شیری نے اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کے اپنی عادت سے مجبور ایک آنکھ دبائی۔تو وہ گڑبڑا کے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔جبکہ شیری خوبصورتی سے مسکرا اٹھا۔

اب حریم کی سائیڈ پہ میرال،امل اور نوال کھڑی تھیں اور دوسری سائیڈ پہ وقاص کے ساتھ زین،دانی اور شیری جبکہ زین،میرال اور وقاص کی امی پاس صوفے پہ ہی تھیں۔ جب نوال کی نظر ایک لڑکے کی طرف اٹھی اور بھاگ کے اس کی جانب بڑھی۔شیری نے اس کی جلد بازی کی وجہ دیکھی تو جل کہ رہ گیا۔

"سعد بھائی آپ کب آئے اور بتایا بھی نہیں خیر اچھے وقت پہ آئیں ہیں۔"نوال خوشدلی سے ملی تو سعد نے اس کے سر پہ پیار سے ہاتھ رکھا۔۔

"بس گڑیا اب کیا میں آج کی خوشی کے دن میں بھی نہ آتا،اسی لیے بہن کو سرپرائز کرنے کے لیے آج ہی آ گیا۔"سعد نے اس کو محبت سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا تو شیری تو برداشت کرتا رہ گیا۔البتہ اس کی بعد میں کلاس لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

سعد پھر آگے آ کے آسیہ بیگم،خدیجہ بیگم اور سارا بیگم سے ملا اور ان سے پیار لیا۔اور ساتھ ہی قاضی صاحب کو نکاح شروع کرنے کو کہا۔

قاضی صاحب نے نکاح شروع کیااور پہلے حریم سے پوچھاتووہ رضامندی پہ سر ہلا گئی اس سے بولا ہی کچھ نہیں تھا جارہا۔

پھر وقاص سے پوچھاتواس نے گہرا سانس بھر کے اپنی زندگی میں حریم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شامل کرلیا، تین بار قبول ہے کہہ کے۔

"شکر ہے مجھے لگا تھا یہ لڑکا عین وقت پہ انکار کردے گا لیکن نہیں اس نے تواپنی تین سال پرانی محبت کو پیچھے چھوڑ کے اپنی ماں کا فیصلہ قبول کیا،" شیری باآواز بر بڑایا۔

تین سال پرانی محبت کا سن کہ گھونگھٹ کے پیچھے حریم کو جھٹکا لگا۔یہ کیا کہا جارہا تھا،اس کو لگا کہ اس نے غلط سنا ہے۔

مشکل سے ہاتھوں کو حرکت دی اور نکاح نامے پہ سائین کئے۔تو ہر طرف مبارک باد کا شور اٹھ گیا۔

بس۔۔۔۔پھر کیا جن آنسوؤں کو روکا ہوا تھا وہ بہنہ شروع ہو گئے۔سعد تو تڑپ گیا

۔

"گڑیا کیا ہوا کیوں رو رہی ہو ادھر دیکھو۔"۔سعد اس کے پاس آکے بیٹھ گیا اور اس کو

اپنے سینے سے لگالیا۔ وقاص کو بھی کچھ سمجھ نہ آئی کہ کیا ہوا البتہ شیری کو غصے سے گھورنا نہ بھولا تھا کہ یہ بکواس کرنا لازمی تھی۔

"بس یار رونا نہیں ہے، یہ تو خوشی کا دن ہے اور تم رو کے گزارو گی، اپنے میاں کی شکل دیکھو زرا ابھی سے پریشان ہو گیا تمہارے لیے اور تم اس کو اب مزید پریشان نہ کرو۔" سعد نے اس کو پیار سے پچکارہ تو وہ اور رونے لگ گئی۔

"لے بھابھی تو اس طرح رو رہی ہیں جیسے آج ہی رخصتی ہو، یا پھر ہو سکتا ہے کہ انہیں اپنا دولہا ہی پسند نہ آیا ہو، ہائے کیا واقعی ایسا ہے تو وقاص کھسک لے یہاں سے اور مجھے بیٹھنے دے، میری تو تھوڑی بہت خواہش پوری ہو دولہے کی جگہ پہ تیار شیار ہو کے بیٹھنے کی۔ "

شیری کی زبان نے ایک بار پھر سے کھجلی کی اور لگاتار بکنا شروع ہو گیا جیسے اس سے ضروری کام تو کوئی اور ہے ہی نہیں۔ لیکن جب زین نے رکھ کے کمر میں ایک مکہ جڑا تو زرا زبان نے سکھ کا سانس لیا۔

"تو کبھی تو اپنی زبان کو سکون لینے دیا کر ہر وقت بکواس۔" زین نے جھڑکا تو شیری نے زور سے ہانک لگائی۔

"میرال بھابھی زین بلا رہا ہے آپ کو۔" زین کو مشکل میں ڈال کے اور بتیسی کی نمائیش دکھا کے بھاگ گیا۔ کیونکہ اب مار دونوں طرف سے پڑنی تھی۔

میرال جو حریم کی طرف متوجہ تھی، اس نے اپنے نام کی پکار سن کے فورن ان کی جانب دیکھا لیکن ساتھ بھابھی لفظ لگنے پہ زین کو بھی گھورا جو شیری کو منع نہیں کرتا تھا اس کی حرکت پہ۔ اب زین کی بھی کلاس لینے کے بارے میں سوچ لیا تھا۔

"بچے اس کو لے کے جائیں شاید اداس ہو گئی ہے۔" خدیجہ بیگم نے میرال اور امل سے کہا تو وہ دونوں اس کو سہارہ دے کے اٹھانے لگے۔

"آؤ مرحا دھیان سے۔" شیری جو پھر ادھر ہی آ رہا تھا اس کی بات سن کے اچھل پڑا۔ اور میرال کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"زین دیکھ لے اپنی والی کو سنبھال لے سارے کیے کرائے پہ پانی پھینک دیا بلکہ مرحا لفظ پھینک دیا، آج دیکھ میری والی نے بھی عقل سے کام لیا لیکن یہ میرال جی ہنہہ۔" شیری نے افسوس بھری نگاہ میرال کی طرف اٹھائی اور زین کے کان میں "اپنی والی کو سنبھال لے" کہہ کے باقی کے جملے صحیح آواز میں کہے۔

"سوری میرا مطلب حریم،ایکچولی وہ مرحا نہیں آئی تو میں اس کو مس کر رہی تھی اسی لیے منہ سے نکل گیا۔"میرال نے فوراً تصحیح کی تو وقاص کو یقین نہ ہوا۔

"ایک منٹ میرال آپ چھوڑیں میں لے کے جاتا ہوں ان کو روم میں۔"وقاص نے فوراً خود کو پیش کیا کہ آخر وہ اب شوہر ہے اس کو لے کے جانے دو۔میرال نے منع کرنا چاہا لیکن بڑوں کے اشارے پہ اس کو ناچار ماننا پڑا۔لیکن حریم نفی میں گردن ہلاتی رہی کہ میں نہیں جانا ان کے ساتھ لیکن ہمارا شیری کہاں چپ رہنا تھا اس نے۔

"ارے حریم بھابھی آپ کے شوہر ہی ہیں۔جائیں آپ کو کھا نہیں جائیں گے۔ویسے بھی آپ کو رونے سے پہلے سوچنا چاہیئے تھا،ظاہر سی بات ہے اب روئیں گی تو وقاص کہاں برداشت کرتا اپنی بیوی کا رونا۔اسی لیے جائیں۔ورنہ وہ ہمارا لحاظ کیے بغیر آپ کو اٹھا کے لے جائے گا۔"شیری نے بہت ہی سنجیدگی سی غیر سنجیدہ بات کی۔حریم تو ہلنے سے ہی انکاری تھی۔وقاص نے آگے بڑھ کے اس کا ہاتھ تھاما اور اپنے ساتھ اس کو روم میں لا کے روم کا دروازہ بند کیا۔

oooooooooooooooooooo

ادھر اب سب میرال کو گھور کے دیکھ رہے تھے۔جس نے سب کچھ بگاڑ دیا تھا اور وہ

مجرموں کی طرح سر جھکائے اپنا اعتراف جرم کر رہی تھی۔

"سوری وہ بس منہ سے نکل گیا۔ "

"منہ سے ہی نکلتا ہے ناک سے نہیں، ویسے ناک سے بھی نکلتا جیسے رات کو خراٹوں کو آواز۔"اب سب شیری کو گھور رہے تھے جو پھر سے فضول کی ہانک رہا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آیا تھا نا اس وقت وہ بھی تو اتنا ور ہی تھی بس ٹینشن میں کہہ دیا مر حا، اب حریم کہنے کی عادت بھی تو نہیں تھی نا۔"میرال نے نادم سا ہو کہ کہا تو زین کو بے ساختہ ہی اس پر پیار آیا وہ ابھی اس کو بچی لگی تھی تو کوئی غلط کام کرنے معافی مانگ رہی تھی۔ تبھی بولا۔

"خیر کوئی بات نہیں جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا، ہم نے بھی تو اس کو سرپرائز ہی دینا تھا نا تو چلو خود ہی دیکھ لے گا اپنا سرپرائز۔"سب اس کی بات پہ مسکرا اٹھے۔ لیکن شیری اور دانی اس کو مشکوک نظروں سے گھور رہے تھے۔

"کیا"

"نہیں بس دیکھ رہے ہیں کہ تو کتنا فرمانبردار نہیں ہو گیا اور کچھ در گزر جو مجھ سے ہضم

نہیں ہو رہا۔۔۔۔"دانی نے چبا کہ کہا۔

"اگر یہ حرکت میں کرتا نا تو اس نے مجھے سب کے سامنے عبرت ناک لتر مارنے تھے اور ابھی دیکھو کیسے کہہ رہا ہے 'کوئی بات نہیں جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا'"شیری نے اس کی نکل اتارتے ہوئے کہا تو سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"ویسے بڑے ہی کوئی زنانہ گٹس پائے جاتے ہیں زین بھائی آپ کے بھائی میں۔"نوال نے شیری کا مزاق اڑایا۔

"ویسے میں بتا رہا ہوں میں وقاص کی طرح کا فرمانبردار بلکل نہیں ہوں، میں ابھی بتا رہا ہوں ماں اپنی پسند، پھر آپ اس کو پسند کر لینا اور بعد میں اسی سے میرا رشتہ فائنل کر دینا بغیر مجھے بتائے اور میرا بھی اس سے اچانک نکاح کر کے مجھے سرپرائز کر دینا۔تاکہ میں بھی ثابت کر سکوں کہ میں بھی ایک انتہائی فرمانبردار اولاد ہوں جس نے بغیر کچھ بولے بغیر کچھ کہے اللہ میاں کی گائے بن کے اپنی ماں کی بات مان لی اور نکاح کر لیا۔"

شیری نے نوال کو نظروں کے حصار میں رکھ کہ بات کی جو پتا نہیں کون سا مسئلہ حل کرنے کی کوشش میں تھی امل کے ساتھ مل کے۔

"اور ہاں اپنے اس بڑے سپوت کی بھی کر دیں۔ یہ بھی دیکھ چکا ہے اپنے لیے۔"
،اشاروں میں سارا بیگم کو بات بتائی تو وہ مسکرا اٹھیں۔

وقاص نے دروازہ لوک کیا اور حریم کی جانب گھوما جو نروس سی اپنے ہاتھوں کو آپس میں مسل رہی تھی، رونا تو وہ اس کے ہاتھ پکڑنے پہ ہی بھول گئی تھی۔ اب اس کو شرم آ رہی تھی کہ سب کے سامنے کس طرح یہ اس کو ہاتھ پکڑ کے لے آیا، جبکہ بھائی بھی وہی موجود تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب سے پہلے تو وقاص نے اس کا گھونگھٹ اٹھایا تو مرحا کو دیکھ کہ اس کے تو الفاظ ہی جیسے گم ہو گئے تھے۔ وہ بس اسی کو دیکھی جا رہا تھا جو ماتھے پہ بس ایک سائیڈ پہ جھومر لگائے، خوبصورت سے میک اپ میں اس کے دل میں اتر رہی تھی۔ مرحا بس نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"وہ میں۔۔۔ میں سب۔۔۔۔ یہ سب آپ کے۔۔۔۔۔ دوست، آنٹی نے کیا۔" اس کو سمجھ نہ آئی کہ کیا کہے اسی لیے الٹا ہی سب کہہ دیا۔

"کیا سب۔" وقاص اس کے تھوڑا اور قریب ہوا۔اور اس کی گال سے آنسوؤں کو صاف کیا۔

"نکاح زین بھ۔۔۔بھائی نے کیا۔۔۔آپ کا" پھر الٹا بول گئی۔وقاص اس کی بات پہ مسکرا اٹھا۔

اس نے اللہ سے سکون مانگا تھا اور اللہ اس طریقے سے عطا کرے گا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔وقاص نے بے اختیار ہو کہ اس کی کمر میں بازو حمائل کر کے اور پاس کیا اور مرحا کے ماتھے پہ ہونٹ رکھے۔

وہ جو نظریں جھکا کے کھڑی تھی اب پورا چہرہ ہی جھکا لیا۔اگر وقاص نے پکڑا نہ ہوتا ادھر گرے گرے فوت ہو جانا تھا اس نے۔وقاص نے دل میں اللہ کا لاکھ شکر ادا کیا۔

اور ایک بار پھر اس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے۔

"شکریہ" آنکھیں بند کر کے سرگوشی کی۔

"کک۔۔کس لیے۔" مرحا نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"میرے نکاح کا سب سے خوبصورت تحفہ دینے کے لیے۔" بس اتنا کہنا تھا وہ پھر رونا

شروع ہو گئی۔

"کیا ہوا یار رو کیوں رہی ہیں۔" وقاص نے اس کو اپنے سینے سے لگایا۔

"پتا نہیں۔" بچوں کی طرح جواب دیا۔ وقاص اس کو لے کے صوفے پہ بیٹھ گیا، ابھی بھی سینے سے لگی تھی۔

"ابھی تھوڑی رخصتی کر رہے ہیں جو آپ اس طرح رو رہی ہیں۔ آج تو آپ کو بھی خوش ہونا چاہیے تھا اور آپ رو رہی ہیں۔ رونا تو مجھے چاہیئے، چھپایا تو آپ سب نے مجھ سے ہے، ناراض ہونا بنتا میرا سب سے۔" وقاص نے مصنوعی ناراضگی کا اظہار کیا۔

"میں نے نہیں کیا، زین بھائی اور آنٹی نے کیا یہ سب۔" وہ رونے کے درمیاں بولی کہ کہیں واقعی اس سے ناراض نہ ہو جائے۔

"کیا سب۔ "

"یہ۔۔۔ یہ نکاح انہوں نے کیا۔" ابھی بھی غلط بول گئی۔

"چلیں نہیں ہو رہا ناراض میں، آپ اس طرح روئیں نہ ورنہ سب کیا کہے گیں کہ واقعی دولہا پسند نہیں آیا، کہیں واقعی میں آپ کو پسند نہیں آیا؟۔" وقاص نے اس کو

کھڑا کرتے ہوئے زرا مصنوعی حیرت سے کہا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔" وہ فوراً بولی۔

"پھر کیسی بات ہے۔ "

"پت۔۔۔پتا نہیں۔" اتنی دیر میں دانی کی باہر سے آواز آئی۔

"بھائی باہر آجا، ہم نہیں لے کے جارہے تیری بیوی کو، اور شیری تو جا کہ چیک کر کہیں بھاگ تو نہیں گئے پچھلے دروازے سے، کمینے کا کوئی بھروسہ بھی نہیں بھاگنے میں ماہر ہے۔" وہ مسلسل اس کو کوس رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلیں۔" وقاص نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔اور باہر کی طرف بڑھے۔جہاں سب انتظار کر رہے تھے۔وقاص نے اب اس کو گھونگھٹ نہیں نکالنے دیا تھا۔اب تو دیکھ چکا تھا۔

شہری نور کو اپنی گود میں لے میرال سے اسکا تعارف کرا رہا تھا اپنی پہلی محبت کہہ کے اور وہ مسلسل شرمائے جارہی تھی۔۔جب شیری میرال کے سامنے آیا تو سب سے پہلے اس نے اس کے بھابھی کہنے پہ کان کھینچے جس پہ وہ پھر اونچی آواز میں زین کو بولا سنبھال

اپنی والی کو توزین ہاتھ جوڑ کے اس سے دور ہوا کہ دفع ہو۔

وقاص جہاں پہلے صرف مسکرا رہا تھا اب اسکے دانت اندر جانے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

اس نے بہتر کو چھوڑ کے اللہ کی طرف سے بہترین کی دعا کی اور اللہ نے اس کو وہی بہترین

بنا کے دے دیا۔اس نے اپنا سر اپنی ماں کے آگے جھکایا تھا تو آج اسکی ماں سے اٹھا کے فخر سر اپنے بیٹے کا زکر کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وقاص کی امی نے جب پہلی بار مرحا کو دیکھا تھا تب ہی پسند کر لیا تھا اور آسیہ بیگم سے اس بارے میں بات کی تھی اور انہوں نے ان کو تسلی دی تھی کہ اس کی کہیں منگنی نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی ہے سوائے بھائی کے۔تو وہ مطمئن ہو گئیں اور وقاص سے اس بارے میں بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

شروع میں تو وہ بس وقاص کو تنگ کرنا چاہتی تھیں لیکن وہ خود جزباتی ہو کے ان کو بھی جزباتی کر کے چلا گیا، بغیر کوئی بحث کے بغیر کسی ضد کے ان کے فیصلے کو مان لیا۔خدیجہ

بیگم تو اپنے بیٹے کی باتوں میں ہی کہیں کھو گئی تھیں۔ان کا بیٹا ان سے اتنی محبت کرتا تھا کہ وہ اپنی محبت کو ایک بار کہنے میں ہی چھوڑ دے گا۔اسی لیے انہوں نے اس کو نا بتانے کا فیصلہ کیا اور اس کے تینوں دوستوں سے مشورہ کر کے پلین بنایا۔شیری کا تو کہنا تھا

"میں تو کہتا ہوں کہ اس کی شادی کسی لنگڑی،اندھی، گونگی اور بہری سے کر دیتے ہیں، پھر آپ اس کو آرام سے شادی والے دن کہنا کہ یہ میری پسند ہے اب بھگتو۔۔۔ ہاہاہا۔"اپنی بات کو خود انجوائے کر کے قہقہہ لگایا۔

میرال لوگوں کو بھی بعد میں بتایا جب امل ٹھیک ہو گئی۔پھر انہوں نے سعد (مرحا کے بھائی) سے رشتے کی بات کی تو وہ خوشدلی سے مان گیا کیونکہ وہ بھی پہلے وقاص سے مل چکا تھا اور اس کو اچھا بھی لگا تھا۔مرحا کو انہوں نے دو دن پہلے بتایا۔جب بتایا تو بیچاری صدمے سے کچھ بول نہ پائی پھر اچانک سے شرمائی اور نکاح والی بات سنی تو رونا شروع ہو گئی کہ اتنی جلدی میں نہیں چھوڑ کے جانا سب کو، پھر سب نے مل کے سمجھایا کہ

"تم تو پہلے ہی ہوسٹل رہتی ہو اب اگر رخصتی ہو بھی گئی تو کونسا وہ دوسرے ملک لے جائے گا وہ تمہیں ہمارے پاس ہی آؤ گی، ویسے بھی ابھی کونسا رخصت ہو رہی ہو۔"

تو اس کو زرا حوصلہ ملا اور نکاح کے لیے بھی مان گئی۔البتہ خزیفہ کو نہیں تھا پتا کہ مرحا

کی ہی منگنی ہے وقاص سے اسی لیے وہ سب سے زیادہ خوش تھا۔

مرحا کا اصل نام حریم تھا اس کے برتھ سرٹیفکیٹ پہ اور آئی ڈی کارڈ پہ بھی، لیکن اس کی ماں کو مرحا پسند تھا تو سب شروع سے ہی اسے یہی کہہ کے بلاتے تھے۔ نکاح نامے پہ بھی حریم ہی نام تھا آئی ڈی کارڈ کی وجہ سے اسی لیے وقاص کو پتا نہ چل سکا، مرحا نے جب سنا کہ وقاص اس کو تین سال پہلے سے ہی چاہتا ہے تو وہ جو اپنے بھائی اور سب سے الگ ہونے کا سوچ کہ رونے کی تیاری میں تھی اس بات پہ زور و شور سے رو دی، لیکن وقاص کو سب کی خوشی اور جلد بازی دیکھ کہ کچھ گڑ بڑ ضرور لگی تھی، جب میرال نے غلطی سے نام لے لیا تو اس کو یقین ہو گیا کہ یہ مرحا ہی ہے۔

جبکہ شیری کا کہنا تھا کہ

"وقاص میں نے تجھے سلامی میں مرحا جی کا منہ دکھانا تھا لیکن وہ تو پہلے ہی دیکھ چکا لہذا اب مجھ سے امید نہ رکھنا کہ میں تجھے کچھ دوں گا۔"

وقاص کا ارادہ ان سے ناراض رہنے کا تھا لیکن نہیں رہ سکا سب کی خوشی دیکھ کے ۔البتہ خزیفہ کو دکھ لگ گیا تھا اپنی محبت کھونے کا۔

فنکشن میں ہی سارہ بیگم نے آسیہ بیگم سے میرال اور نوال کے لیے زین اور شیری کی بات کی تو وہ بہت خوش ہوئیں اور رضامندی ظاہر کر دی۔ لیکن سارہ بیگم نے کہا کہ پہلے بچے خود اس بارے میں آپس میں اور ہم سے بات کریں تب ہم ان کے لیے فیصلہ کرے گیں۔ تو وہ بھی مان گئیں۔۔۔۔۔۔

اسی طرح تو ہوتا ہے جب آپ اللہ پہ اپنا ہر فیصلہ چھوڑ دیتے ہیں تو وہ آپ کو سب سے بہترین سے نوازتا۔ وقاص نے اللہ سے شکوہ نہیں کیا تھا اس نے اللہ سے صبر مانگا تھا اور شکر ادا کیا تھا۔ تو اللہ نے اس کو صبر کا پھل دیا۔ جب آپ اپنا سب کچھ اللہ پہ چھوڑ دیتے ہیں تو وہ اسی طرح مہربان ہوتا ہے اور آپ کو نوازتا ہے شکوہ کرنے کے بجائے شکر ادا کرنا سیکھیں۔ امتحان پہلے نہیں تھا بلکہ اب شروع تھا، کہ کیا تم اب اپنی زمہداری نبھا پاؤ گے، اب کیسے تم اپنی محبت پہ ثابت قدم رہو گے۔ یہ نہ ہو کہ اپنی محبت کو پا کہ تم مغرور ہو جاؤ اور اپنی زمہداریوں سے منہ موڑ لو کہ اب تو جو چاہا تھا وہ تو مل گیا اب کیسا رونا دھونا۔ لیکن اب تو اصل امتحان تھا کہ آپ اپنی بات پہ کس طرح ثابت قدم رہنا ہے ورنہ دینے والا لینے میں وقت ضائع نہیں کرتا۔

وقاص نے اپنی زندگی میں مرحا کے آنے سے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ رشتوں میں بیلنس رکھے گا اور اپنی زمہداریوں کو اچھے سے نبھائے گا، کیونکہ وہ اللہ سے شکوہ کرنا تو جانتا ہی نہیں تھا وہ تو بس کر حال میں شکر ادا کرنے والا بندہ تھا۔ جس طرح اللہ نے اس کو نوازہ تھا وہ ہر حال میں اللہ کو مایوس نہیں کرے گا اپنے سے یہ عہد اس نے کر لیا تھا۔

oooooooooooooooooooooo

وقاص کے نکاح کو ہفتہ گزر چکا تھا سب اپنے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے۔ سعد ابھی یہی پہ تھا اور اپنے نئے اپارٹمنٹ میں مرحا کے ساتھ رہ رہا تھا۔ اس نے میڈ کا انتظام کر رکھا تھا کہ جب وہ جائے تو مرحا اکیلی نہ رہے۔ کچھ ہی دنوں میں واپسی تھی اس کی۔ اس دوران وقاص نے ایک بار ہی کال کی تھی مرحا کو۔

شیری نے اس ہفتے میں تینوں یاروں کا جینا محال کر رکھا تھا تنگ کر کر کے، کبھی ایک کے پاس پہنچتا کبھی دوسرے کے پاس اور اپنی ایموشنل باتوں میں لا کے ان سے لنچ کروا کے پیسے بٹورتا۔ بقول اس کے،

"یار میں کہاں کماتا ہوں، غریب بندہ ہوں فارغ رہتا ہوں، اب تم ہی یار ہو میرے اسی لیے یہاں آجاتا ہوں کہ تم بھی زرا اپنی صحت کا دھیان رکھو اور ٹائم پہ لنچ کرو، اور میں

وہاں تمہارا ساتھ دینے کے لیے جاتا ہوں، اب تم کہاں اکیلے بیٹھ کے کھانا کھاؤ گے اسی لیے چلو۔"

زبردستی ان کو اپنے ساتھ لے جاتا، اور خود لنچ کر کے رفو چکر ہو جاتا۔

دانی ابھی بھی زین کا کہا ہوا کام سرانجام دے رہا تھا۔

زین اور میرال کو اب پتا لگ چکا تھا کہ ابھی بھی یونیورسٹی میں کچھ گڑبڑ چل رہی ہے کیونکہ ایک اور لڑکی کے غائب ہونے کی رپورٹ لکھوائی گئی تھی۔

دانیال آج فارغ ہو کہ میرال کی طرف چلا گیا تھا کہ امل کی طبیعت کا بھی پوچھ لے، وہ اب پہلے سے کافی بہتر تھی۔ اس کی طلاق ہو چکی تھی، دانیال نے قانونی کاروائی بھی پوری کر دی تھی۔

)حاملہ عورت کو طلاق دینا گناہ ہے، تاہم دورانِ حمل دی جانے والی طلاق واقع ہو جائے گی۔ اس کی عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے۔ اگر حامل عورت کو شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو وضع حمل سے قبل بغیر نکاح کے رجوع ہو سکتا ہے۔ اگر بچہ پیدا ہو گیا تو رجوع کے لیے تجدیدِ نکاح (دوبارہ نکاح) کرنا لازم ہے۔ اگر تین

طلاقیں دی ہیں تو رجوع یا تجدید نکاح کی گنجائش نہیں ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

مفتی: عبدالقیوم ہزاروی(

oooooooooooooooo،ooo

دانی اندر داخل ہوا تو حال میں امل کے ساتھ مرحا بھی موجود تھی جو شاید امل کی کسی بات پہ شرما رہی تھی۔ دانی سلام کر کے وہی ان کے سامنے براجمان ہو گیا۔ ابھی گھر میں بس یہیں تھی، آسیہ بیگم خدیجہ بیگم کی طرف گئیں تھی، نوال یونی، میرال آفس، خزیفہ سکول۔

نوال اور خزیفہ آنے والے تھے۔

"کس بات پہ شرمایا جا رہا ہے مسز وقاص؟" دانی نے شرارت سے پوچھا تو وہ بلش کر گئی

۔

"بس وقاص گیا کام سے، اس کے نام سے ہی بلش کیا جا رہا ہے۔ "

دانی نے کہہ کے قہقہہ لگایا۔ تو امل بھی ہنس دی۔ دانی نے امل کو پہلی بار ہنستے دیکھا تھا تو

وہ مسکرا اٹھا۔

"میں بھی اس کو یہی کہہ رہی تھی کہ وقاص بھائی سے بات ہوتی ہے کہ نہیں، لیکن میڈم بتانے کے بجائے شرمائے جا رہی ہے۔"

امل نے ہنستے ہوئے کہا کو مرحا نے اس کی گندھے پہ چپت رسید کی۔

"ہاں جی کس سے بات کرنی اور کون شرما رہا؟" شیری نے بھی جن کی طرح حاضر ہو کہ اینٹری ماری۔

"میں سوچ ہی رہا تھ کہ آج گھر میں ایک منحوس انسان نظر نہیں آ رہا ہے لیکن اب وہ بھی نظر آ گیا۔" دانی نے افسوس سے کہا۔ امل اور مرحا دبی دبی ہنسی ہنس دی، شیری کو تپ چڑھ گئی۔

"ہاں نکلتے وقت تھا میرے ذہن میں کہ تو نے کب سے اپنے مبارک (منحوس) قدم نہیں یہاں رکھے، لیکن اب اچھا ہو گیا جو تو نے سامنے شیشے میں اپنی شکل دیکھ لی۔" شیری نے بھی سکون سے جواب دیا۔

اب امل اور مرحا کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا۔

"پتا نہیں کتنے کمینے مرے ہوئے ہونگے جب تو کمینہ پیدا ہوا ہو گا۔" دانی نے دانت پیستے کہا۔

"الحمد اللہ سو۔" سکون سے جواب ملا۔

"مجھے لگتا ہے کہ یہ جو تو کام نہیں کرتا نا، تو روزانہیں منحوس کمینوں کو اپنی شاگردگی میں رکھتا ہو گا۔" دانی نے گھور کے کہا۔

"اور ان میں سب سے پہلی نشست تو سمبھالتا ہے ماشاءاللہ سے بڑا محنتی بچہ ہے یہ میری کلاس کا ہمیشہ اول آتا ہے۔" شیری نے کمال اطمینان دکھایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امل اور مرحا ان دونوں کی نوک جھوک انجوائے کر رہی تھیں، جب شیری نے دانی کو جہنم میں بھیج کے توپوں کا رخ مرحا کی طرف کیا۔

"ہاں تو مسز وقاص کیا حال چال ہیں؟۔ "

"میں۔۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں، آپ سنائیں شیری بھائی۔" مرحا نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔

شیری کو بھائی لفظ پہ جھٹکا لگ گیا اور فوراً کھڑا ہو گیا۔ مرحا بھی گھبرا گئی کہ پتا نہیں کیا غلط

کہہ دیا۔

"اللہ جی یہ میرے گنہگار کانوں نے کیا سن لیا۔ یہ سننے سے پہلے میری شادی کیوں نہ ہو گئی پھر مجھے صدمہ نہ لگتا جتنا اب لگ گیا۔" شیری تو باقاعدہ چیخ پڑا۔

"میں نے کیا کہہ دیا شیری بھائی۔" مرحا نے پھر ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"بسسسس اس سے زیادہ میں نہیں سن سکتا، اب مجھ میں اور ہمت نہیں، دانی مجھے لے جا یہاں سے ورنہ میرے بچے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی اجڑ جائیں گے۔" شیری نے دل پہ ہاتھ رکھ کے ایکٹنگ جاری رکھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہوا کیا ہے۔" اب امل بھی پریشان ہو گئی۔

"کچھ نہیں یار بس بھائی سننے پہ فوت ہونے والا ہے۔" دانی نے وہیں بیٹھے کہا، شیری کو سہارا دینے کی زحمت نہ کی جو بس گرنے کو تھا۔

"ہائے اللہ بس بھائی نہیں دو دفع بھائی کہنے پہ۔" اب شیری نے دو منٹ زرا ایکٹنگ سائیڈ پہ رکھ کے مرحا کو اس کی غلطی بتائی۔

"لیکن اس میں مرنے والی کونسی بات ہے۔" مرحا کو اب بھی سمجھ نہ آئی، جبکہ امل

اب ریلیکس سی ہو کہ بیٹھ گئی۔

"مسز وقاص میں آپ کو بتاتا چلوں کہ اگر وقاص کی آپ پہ گندی نظر نہ ہوتی تو میری صاف سی نظر تھی آپ پہ، یعنی میں شیری پہلے اپنی witch پہ فدا ہوا تھا پھر میرا ل جی اور آپ پہ، اسی لیے آپ مجھے بھائی کہنے کا گناہ نہ کریں۔

مانا کہ آپ کے بھائی یہاں پہ نہیں رہتے ہیں اور آپ کو شدید خواہش ہوتی ہے کسی کو بھائی کہنے کی تو آپ یہ کام وقاص صاحب کو کہہ کے کر سکتی ہیں لیکن مجھے بھائی والی نظر سے بالکل نہیں دیکھنا باقیوں کو شوق سے بھائی کہہ سکتی ہیں۔"

شیری نے انتہائی سنجیدگی اور افسوس سے مرحا کو اس کی غلطی بتائی۔ لیکن جب شیری نے کہا کہ وقاص کو کہہ کے شوق پورا کریں تو مرحا نے بے اختیار "استغفراللہ" کہا۔ اور خفا سی نظر شیری پہ ڈالی۔

"بھلا اس طرح کوئی ڈراتا ہے شیری بھ۔۔۔۔" وہ کہہ ہی رہی تھی کہ شیری پھر بیچ میں چیخ پڑا۔

"بھائی کہنے کی غلطی نہیں کرنی" شیری نے گھور کے باور کرایا۔ تو وہ اپنا منہ موڑ گئی خفگی

سے۔

"او تھرڈ کلاس ایکٹر کام کی بات کر جس کے لیے آیا تھا" دانی نے مکہ جڑتے ہوئے اس کو یاد دلایا۔

"تو بتادے ویسے بھی میرا موڈ آف ہو چکا ہے۔"

"دراصل ہم سب نے مل کے پلان بنایا ہے فارم ہاؤس جانے کا تو آپ سب کل شام تک ریڈی رہیے گا ہم آپ کو پک کر لیں گے، اور آپ بھی امل آپ بھی جائیں گی تاکہ آپ فریش سا فیل کر سکیں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانی نے اہم بات بتائی جس کی وجہ سے وہ یہاں تھا۔ اور ساتھ میں حکم کرنے والے انداز میں امل کو مخاطب کیا۔ امل تو اس کے مخاطب کرنے کے انداز پہ کڑ کے رہ گئی "شوخانا ہو تو"۔

"لیکن میری تو ڈیوٹی۔۔۔" ابھی وہ کہہ رہی تھی جب شیری نے اس کی بات کاٹی۔

"آپ کے اس چھچھورے، لفنگے عرف معصوم شوہر نے ہی کہا ہے تو آپ کو لازمی آنا ہے ورنہ آپ خود بات کر سکتی ہیں۔" ساتھ ہی موبائل نکال کے نمبر ڈائل کرنے

لگا۔

"ٹھیک ہے جا رہی ہوں ان کو کال کیوں کر رہے ہیں۔" مرحا فوراً سے بولی کہیں وہ واقعی کال نہ کر دے اس کا کوئی بھروسہ بھی نہ تھا۔

"گڈ ویسے بہت جلدی مان جاتیں ہیں آپ وقاص کو کافی فاعدہ ہونے والا۔" شیری نے شرارت سے کہا تو وہ پھر بلش کر گئی۔

"جاؤ یار بات بات پہ گھبرا جاتی ہو کہیں سے لگتا نہیں ہو کہ ڈاکٹر ہو۔" امل نے بھی شرارت سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور اگر آپ ان کی نظروں میں جھانک کے دیکھ لیں تو آپ بھی گھبرا کے ان کے سامنے دوبارہ نہ آئیں۔"

اب شیری نے تو پوں کا رُخ امل کی طرف موڑا۔ امل نے بے ساختہ نظر اٹھا کے دانی کو دیکھا تو وہ واقعی اس کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس بار امل بھی بلش کر گئی۔

"بس یار اتنی سی بات کی مار ہیں لڑکیاں، ایک میری والی ہے ہلکی سی بات کروں تو شرمانے کے بجائے مارنے کو دوڑتی ہے۔" مکمل افسوس کا اظہار کیا گیا شیری کی طرف

سے۔

اس کی بات پہ سب ہلکا سا ہنس دیے۔

میرال راؤنڈ پہ نکلی تھی جب اس نے دیکھا کہ دو لڑکے بائیک پہ سوار سگنلز توڑ رہے ہیں اور شاید لڑکیوں کا پیچھا بھی کر رہے ہیں، تو وہ ان کے پیچھے ہو لی۔ میرال آج یونیفارم میں نہیں تھی لہذا لڑکوں کو کوئی خبر نہ ہوئی کہ ان کی شامت آنے والی ہے۔۔

میرال نے جب دیکھا کہ لڑکوں نے اب لڑکیوں کا رستہ روک لیا اور اب ایک لڑکا بائیک سے اتر کے لڑکی کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور لڑکی اس سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ بس میرال کا پارہ ہائی ہو گیا۔ اور منٹ سے پہلے ان تک پہنچی اور ایک تھپڑ رسید کیا لڑکے کے منہ پہ۔

لڑکا اب غصے سے گھور رہا تھا میرال کو۔

"تیری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے تھپڑ مارنے کی، تجھے چھیڑ رہے ہیں کیا جو تو بیچ میں آ ٹپکی۔ لگتا اپنی عزت پیاری نہیں تجھے اسی لیے خود ہمیں دعوت دے رہی ہو۔"

لڑکا غصے سے چیخا اور ہوس بھری نظروں سے میرال کو سر تا پا دیکھا تو میرال نے ایک اور تھپڑ رسید کیا۔اور لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"تم میں اتنی بھی ہمت نہیں کہ خود سے ان کی دھلائی کر سکو اگو خود نہیں کر سکتیں تو آس پاس کے لوگوں سے کرواتو سکتی ہو۔"میرال غصے سے پھنکاری۔تو لڑکے کو تپ ہی چڑھ گئی۔

"ہاں جی آجائیں،ارے اتنی دور سے کیا دیکھ رہے ہو پاس آکے دیکھو زرا سہی سے نظر آئے۔"میرال نے مسکرا کہ کہا۔

"اے لڑکی تجھے زیادہ شوق چڑھا ہے لڑکوں سے پنگے لینے کا تو آ مجھ سے لے۔"

دوسرا لڑکا بائیک سے اتر کر خباثت سے بولا تو میرال نے ایک رکھ کے اسے بھی لگائی، لڑکا جب غصے سے میرال کو پکڑنے لگا تو اس کے نازک ہاتھ کا مکہ اس کے منہ کو سلامی دے گیا جس سے اس کے ناک سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔اب میرال باقاعدہ اپنی گھڑی اتارنے لگی اور اس پاس کھڑی لڑکی کو دی،اس لڑکے کو گریبان سے پکڑ کے اس کی دھلائی شروع کر دی۔پہلا لڑکا تو دیکھ کہ دنگ رہ گیا جو اس کو لڑکوں کی طرح پیٹنے میں مصروف تھی۔جب لڑکا مار کھا کے نیچے لیٹتا چلا گیا تو دوسرے کی طرف مڑی۔

"ادھر آ۔"میرال نے اس کو آرام سے بلایا۔تو وہ ڈر کے نفی کرنے لگا۔

"ارے ادھر آؤ تو۔"اب میرال نے اس کو زبردستی خود بازو سے پکڑ کے لڑکیوں کے سامنے کیا۔

"چل اب گھوران کو اور ہاتھ پکڑ جس کا پکڑ رہا تھا۔"لڑکیاں ایک دم ہراساں ہو کہ میرال کو دیکھنے لگ گئیں جواب خود کہہ رہی تھی لڑکے کو۔

"معاف کر دیں باجی،آئیندہ ایسا نہیں ہو گا قسم سے،یہ تو ابھی سے میری بہنیں ہیں، بلکہ میں تو اب ان کی شادیوں میں بھی بھائی کا کام پورا سرانجام دوں گا آپ فکر نہ کریں۔معاف کر دو بہنوں۔"وہ تو باقاعدہ رو رو کہ فریاد کر رہا تھا۔

میرال کو ہنسی آنا شروع ہو گئی جس کو اس نے روکے رکھا۔اور پھر لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تم(جس لڑکی کا ہاتھ پکڑ رہا تھا)ادھر آؤ اور زرا اپنے ابھی ابھی ہونے والے بھائی کو اس کی غیرت کا تو بتاؤ،چلو رکھو ایک لگا کے۔"

میرال نے کڑک لہجے میں کہا تو وہ لڑکی اب میرال کو سہمی نظروں سے دیکھے کہ یہ کیا

کہہ دیا۔

"سنا نہیں۔"اب میرال چیخی۔تو لڑکی نے ڈرتے ڈرتے ایک تھپڑ لگ دیا۔

"گڈ،اب تم۔"دوسری لڑکی کو بھی کہا تو اس نے بھی مار دیا۔

"اب تم اچھے بھائیوں کی طرح ان کی شادی کا خرچہ بھی اٹھانا، ٹھیک ہے۔ "

میرال نے کہا تو وہ فوراً سے سر ہلانے لگا کہ جی بالکل ایسا ہی ہو گا۔اور اس کو جانے کی اجازت دی۔تو وہ گرتا پڑتا دوسرے لڑکے کو اٹھا کہ بائیک پہ بٹھا کے رفو چکر ہو گیا۔

"تم دونوں جب کسی کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں رکھتیں تو کیوں نکلتی ہو گھر سے ہاں، اگر خود نہیں کچھ کر سکتیں تو ساتھ کسی بھائی یا اپنے باپ کو لے کہ پھرا کرو کم از کم وہ تو حفاظت کر سکیں،یوں ڈر کے رہنے سے کچھ نہیں ہوتا اپنے آپ کو مضبوط بناؤ۔اور لوگوں کا سامنا کرو،زندگی یوں نہیں گزرتی، سمجھیں۔"

میرال نے سنجیدگی اور غصے سے ملے جلے تاثرات سے کہا تو وہ دونوں فرمانبرداری سے سر ہلانے لگیں۔

"آپی آپ کا شکریہ آپ نے ہمیں بچایا، لیکن اپ ہیں کون اور مارنا کیسے جانتی ہیں۔"

ایک لڑکی نے جوش سے پوچھا تو میرال مبہم سا مسکرا اٹھی۔

"اے ایس پی ہوں یہاں کی، بچپن سے سیکھا ہے مارنا۔ تم لوگ بھی سیکھ ہی لو۔"

میرال نے مسکرا کر جواب دیا تو وہ دونوں خوشی سے گلے لگ گئیں۔

"Thank you so much Ma'am."

میرال کو اس رویے کی توقع نہیں تھی۔

"اچھا چلو کوئی بات نہیں فرض تھا میرا آؤ تم دونوں کو گھر چھوڑ دوں۔ اور آئندہ تیاری کے ساتھ نکلنا یا ساتھ کسی کو لے کے اوکے۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے گھڑی پہنتے پھر تنبیہہ کی تو وہ سر ہلا گئیں۔ اور ان کو لے کہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

شاہ زین جو ضروری کام سے کہیں جا رہا تھا کانسٹیبل رفیق کے ساتھ۔ جب میرال کو سڑک کے کنارے دیکھا تو رک گیا۔ بڑے آرام سے شو ملاحظہ فرما رہا تھا۔ جب لڑکا میرال کو مارنے کو دوڑا تو زین گاڑی سے نکلنے لگا لیکن جب اسی دھلائی ہوتی دیکھی تو دلکشی سے مسکرا اٹھا۔

"ایویں تو نہیں مجھے یہ اچھی لگتی، میری شیرنی۔" زین بڑبڑایا جو کانسٹیبل نے سن لیا۔

"واقعی سر۔" رفیق نے بتیسی نکال کے کہا تو زین نے گھورا۔

"تم ضرور یہ نہیں چاہتے ہو گے کہ تمہاری میڈم تمہیں بھی اسی لڑکے کی طرح مارے، ہے نا۔" زین نے نارمل سا کہا تو کانسٹیبل گڑبڑا گیا۔ اور فوراً کہا۔

"نہیں بالکل نہیں سر۔ "

"تو اپنی بکواس بند رکھو اور چلو۔" رفیق کو گاڑی چلانے کا حکم دیا کیونکہ اب میرال ان کو گاڑی میں بٹھا رہی تھی تو اس کے رکنے کا فائدہ بھی نہیں تھا۔ رفیق نے حکم کی تعمیل کرتے گاڑی آگے کی طرف بڑھا دی۔

میرال لڑکیوں کو ان کے گھر چھوڑ کے جب گھر پہنچی تو مرحا اور امل ٹیبل پہ کھانا لگا رہی تھیں۔ جبکہ دانیال اور شیری جا چکے تھے۔ نوال بیٹھی اپنے میک اپ ٹیوٹوریل دیکھ رہی تھی آج کل اس کو میک اپ کا جنون سوار تھا۔ امل کے گھر ہونے پہ اس کو اچھا خاصا اپنی قید میں کر لیتی اور تیار کر کے چھوڑتی۔

سعد بھائی بھی کچھ دیر میں آنے والے تھے، کل انہوں نے چلے جانا تھا تو آج کا کھانا

ادھر ہی کھانا تھا۔آسیہ بیگم خدیجہ بیگم کے ساتھ آنے والی تھیں۔کیونکہ وہ بھی آج مدعو تھے کھانے پہ، بھئی مرحا کے سسرال والے ہیں۔

امل سلام کر کے اپنے روم میں آئی سب سے پہلے فریش ہو کہ وضو کیا اور مغرب کی نماز ادا کی۔پھر نیچے آگئی اس کے آنے تک سعد بھائی،امی اور پھپھو وقاص سے ساتھ آچکی تھیں۔وقاص ایک ضروری کال سننے سائیڈ پہ تھا۔خزیفہ تو وقاص کو دیکھ دیکھ کہ کڑوے منہ بنا رہا تھا جیسے کڑوا بادام کھالیا ہو۔

سب اب ٹیبل پہ آگئے تھے مرحا کے ساتھ والی چیئر خالی تھی جس پہ خزیفہ بیٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن وقاص اپنے ہی دھیان میں مرحا کے ساتھ بیٹھ چکا تھا۔نوال کو دیکھ کے تو بہت مزا آیا۔جبکہ وقاص کے اس طرح بیٹھنے پہ مرحا کا دل زور سے دھڑکا تھا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن امی اور پھوپھو دیکھ چکی تھیں کہ اب بھاگنے کی تیاری میں ہے تو فوراً ٹوکا۔

"بیٹھی رہو شوہر ہے تمہارا،اس کو کسی چیز کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے تو آرام سے بیٹھ کے کھانا کھاؤ۔ "

آسیہ بیگم نے کڑک لہجے میں کہا تو بیچاری کو بیٹھنا پڑا آسیہ بیگم نے ہمیشہ ہی اپنی بچی سمجھا

تھا اس لیے اس کو کبھی کبھی ڈانٹ پڑ جاتی تھی،

"جی امی۔" مری ہوئی آواز میں کہہ کے بیٹھ گئی۔

البتہ اب کھانا نہیں تھا کھایا جانا اس سے۔ سعد بھائی بھی مسکرا دیے اپنی بہن کی حرکت پہ۔ وقاص نے اپنی ہنسی روکی تھی اس کی شکل دیکھ کہ جو بس رونے والی تھی اور چیئر تھوڑی سی نامحسوس انداز میں اس کی جانب کھسکائی تھی۔

"مرحا کھانا کھاؤ یار کب سے گھورے جا رہی ہو۔" میرال نے اس کو مسلسل پلیٹ میں گھورتے پایا تو بول اٹھی لیکن اس نے بے بسی سے میرال کو دیکھا، تو میرال سمجھ کے ہلکا سا ہنس دی۔ کیونکہ اس کو وقاص کے ساتھ بیٹھ کے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ نکاح پہ تو اس نے گھونگھٹ کیا تھا اس لیے کوئی فیل نہ کر سکا۔ جبکہ اب وہ سب کے سامنے اس کے ساتھ جڑی بیٹھی تھی۔

"کھالیں کھانا، میں آپ کو کچھ نہیں کہنے والا، ورنہ سب کے سامنے خود کھلاؤں گا پھر شکایت مت کیجیئے گا۔ "

وقاص نے اس کے کان کے قریب جھک کے سرگوشی کی تو وہ اپنا سر مزید جھکا گئی۔ اور

آہستہ آہستہ کھانا شروع کر دیا۔ وقاص ہلکا سا مسکرا اٹھا۔

"بھائی وقاص اتنے بڑے لگتے ہیں نا مرحا کے سامنے تو وہ ڈر گئی ہیں وقاص بھائی سے اس لیے کھانا نہیں کھا رہیں۔ "

خزیفہ سے برداشت نہیں تھا ہو رہا وقاص کا مرحا کے ساتھ بیٹھنا۔ اس کی بات پہ وقاص کو اچھو ہی لگ گیا۔

تو مرحا بھی گھبرا گئی کہ اب کیا کرے جب میرال نے کہنی ماری تو ہوش میں آ کے فوراً پانی کا گلاس خود اس کے منہ کو لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ٹینڈے خود کو دیکھ کے بات کیا کر اب وہ تیرے ساتھ بیٹھتی تو اس کو یہ لگنا تھا کہ وہ اپنے بچے کے ساتھ کھانا کھا رہی۔" نوال نے حسبِ عادت ایک چپت رسید کرتے ہوئے کہا تو خزیفہ نے گھورا البتہ سب ہنس دیے۔ مرحا بھی خزیفہ کو دیکھ کے مسکرا اٹھی۔

"ایویں بچہ لگنا تھا، اچھا خاصا لڑکا ہوں میں، دو تین سال صبر کر لیتے آپ سب تو میں نے شادی کر لینی تھی مرحا سے، پتا نہیں آپ سب کو کیا نظر آ گیا اس سڑو میں جو آپ

سے صبر ہی نہ ہوا اور ان کو اس بڈھے سے باندھ دیا۔"

خزیفہ کا غصہ کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔اور نہ ہی وقاص کی گھوریوں کا اثر لے رہا تھا۔

"ارے میرے بھائی وہ کیا ہے نا تیرے اس سڑو بھائی کو میری بہن پسند آگئی تھی اسی لیے میں نے شادی کرادی،اب اگر تم مجھ سے پہلے ہی مانگ لیتے میری بہن کا ہاتھ تو میں تمہیں دے دیتا۔"

سعد نے بھی خزیفہ کی بحث میں حصہ لیا۔امی اور پھپھو ان کی نوک جھوک سے مزے لے رہی تھیں۔

"تو ابھی کونسا ان کی شادی ہو گئی ہے،میں اب آپ سے انکار شتہ مانگ لیتا ہوں آپ مجھے دی دیں۔میں ان کا اچھے سے خیال رکھوں گا اور پیار بھی کرتا ہوں ان کو،وقاص بھائی تو بس پسند کرتے ہیں نا۔"

خزیفہ نے اپنی طرف سے سمجھداری کی بات کی۔وہ ان کی نکاح والی بات کو حاظر میں ہی نہ لیا۔

"میری بات سن لے چھوٹا پیکٹ بڑا دھماکا اب سے یہ تیری بھابھی ہیں، ٹھیک ہے اور آئیندہ تم انہیں باجی کہہ کے بلاؤ گے نام سے نہیں، اور یاد رکھی تو میرے بچوں کا ماموں ہو گا چھوٹے والا، سمجھ آئی لہذا اب ان سے شادی کے خواب دیکھنا چھوڑ دے۔" دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ وقاص بولا۔ اور ٹیبل پہ پڑا مرحا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

وقاص اپنی آدھی سے بھی آدھی عمر کے لڑکے سے جل رہا تھا۔ باجی اور ماموں کہنے پہ خزیفہ نے اونچی آواز میں استغفراللہ کہا تو سعد کے ساتھ میرال اور امل کا بھی قہقہہ گونجا۔ نوال اپنے بھائی کی شکل دیکھ کے اس کو اور چڑا رہی تھی ماموں کہہ کے۔ جبکہ وقاص کی حرکت پہ اور بات سن کے مرحا نے شرم سے اپنا منہ ہی نیچے کر کے چھپا لیا۔ اس نے ہاتھ چھڑانا چاہا لیکن چھڑا نہ پائی۔

"میں نے کھانا کھا لیا۔" مرحا سے اب نہیں تھا بیٹھا جانا۔

"ارے کھا لیا تو کیا ہوا اپنے شوہر کو کمپنی دو ساتھ بیٹھ کے۔" امل نے شرارت سے کہا سب کی نظریں خود پہ پا کہ چپ کر کے بیٹھ گئی۔

"بھائی کو کمپنی کیوں دینی ہے مجھے دیں وہ خود کھانا کھا سکتے ہیں۔" خزیفہ کو پھر جیلیسی کا

دورہ پڑا۔البتہ سعد کسی ضروری کام کا کہہ کے سب سے مل کے چلا گیا۔

"تیرے بھی ہاتھ سلامت ہیں کھا خود ہی۔"نوال نے جھڑکا۔تو چپ کر گیا۔تھوڑی دیر تک سب کھانا کھا کے فارغ ہو گئے۔سعد نے کال کر کے بتا دیا تھا کہ وہ دوستوں کے ساتھ ہے،تو آج رات مرحا ادھر ہی رک جائے۔

اب بھی سب لاؤنج میں جمع تھے اور چائے پی رہے تھے۔وقاص چائے پی کہ دانی کے پاس چلا گیا کسی کام کا کہہ کے۔اب سب کوئی فیملی مووی دیکھ رہے تھے۔امی اور پھوپھو کمرے میں جا چکیں تھی۔

"بھئی میں بھی چلی آپ ہی دیکھو یہ رونے دھونے والی فلمیں۔"نوال اتنا کہہ کے چلی گئی اور زبردستی خزیفہ کو بھی لے گئی جو مرحا کے ساتھ جڑا بیٹھا مووی دیکھ رہا یہ کہہ کہ صبح سکول جانا۔تھوڑی دیر بعد میرال بھی امل کو لے کہ چلے گئی کہ وہ اچھی نیند لے سکے،اس نے بھی جلدی جانا تھا کل آفس تا کہ فارغ ہو کہ ان کے ساتھ ہی فارم ہاؤس پہنچے۔

"چلو تم بھی"میرال نے مرحا سے کہا۔

"یہ بس اینڈ ہے میں دیکھ کے آتی ہوں۔" مرحا نے جواب دیا اور پھر سے دیکھنے میں مگن ہو گئی۔ جب اس جو احساس ہوا کہ کوئی اس کے ساتھ آ کے بیٹھ ہے تو مڑ کے دیکھا تو وقاص ٹراؤزر شرٹ میں لاپرواہ سا اس کے ساتھ بیٹھ کہ کافی پی رہا تھا۔ "بھلا یہ کب آئے" مرحا نے سوچا اور تھوڑا کھسک کے دور ہونا چاہا لیکن وقاص نے ایسا ہونے نا دیا اور اس کے گرد بازو حمائل کر دیا۔ تو وہ بے بس ہو کے رہ گئی۔

"آپ ابھی تک سوئیں نہیں۔" وقاص نے نظریں سکرین کی طرف ہی رکھ کے پوچھا۔

"بس جا ہی رہی تھی۔" مطلب کہا گیا کہ آپ نے جانے ہی نہیں دیا۔ جو وقاص سمجھ گیا۔

"وہ تو آپ میرے آنے کے بعد جا رہی تھیں۔" وقاص نے گویا یاد کروایا۔

"میں پہلے ہی جانے والی تھی۔" وہ ہنوز نظریں جھکائی منمنائی۔

"اوکے، ویسے بھی رات کافی ہو گئی ہے اب سونا چاہیے۔" وقاص نے کہتے ہی اس کے ماتھے پہ اپنے ہونٹ رکھے اور کھڑا ہو گیا، ساتھ ہی مرحا کو بھی کھڑا کیا۔ وقاص کافی کا

مگ کچن میں رکھ کے شب خیر کہہ کے اپنے روم میں چلا گیا۔تو مرحا بھی نوال کے روم میں چلی گئی کیونکہ امل اور میرال ایک روم میں تھیں۔

نوال جب اپنے موبائل سے فارغ ہو کے سونے کی تیاری کرنے لگی تو اسکے موبائل پہ پرائیویٹ نمبر سے کال آنے لگی۔پہلے تو اس نے اگنور گیا اور سونے لگی لیکن جب اگلا ڈھیٹ واقع ہوا تو اس نے غصے سے کال پک کی۔

"کون کدھا،الو کا پٹھا ہے جو رات کو اس وقت سونے کے بجائے کال پہ کال کئے جا رہا ہے۔"نوال نے سوچ کے موبائل کان کے ساتھ لگایا۔

"جب اگلا بندہ فون نہیں اٹھا رہا تو اس کا یہی مطلب ہے نا وہ ایک گھدے کمینے کا فون اٹھانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا یا پھر سو رہا ہے لیکن نہیں تم جیسے بے غیرتوں کو کیا پتا کہ اگلے بندے نے صبح ضروری کام بھی کرنے ہوتے،شرم نہیں آتی اس ٹائم کال کرتے ہوئے،بدتمیز انسان کوئی کام نہیں تمہیں جو رات کو چھچھوروں کی طرح کال کر رہے ہو،اب بکو بھی کون ہو تم یا گونگے ہو۔ "

نوال نے فون اٹھاتے ہی اگلے بندے کو گالیوں سے نوازنا شروع کر دیا۔

دوسری طرف شیری تو اس کی باتیں سن کے بے ہوش ہونے والا تھا جو پرائیویٹ نمبر سے گھبرانے کے بجائے الٹا اسی کو سنا رہی تھی۔ خود بولی جا رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ بولتے کیوں نہیں۔

"او لڑکی خاموش ہو جا ورنہ یہ جو زبان چل رہی ہے نا اس کو کاٹ کے رکھ دوں گا۔" شیری نے اپنی آواز تبدیل کر کے کچھ ڈرانے والے انداز میں بات کی جس کا نوال پہ کوئی اثر نہ ہوا الٹا وہ بھڑک اٹھی۔

"تم اپنی زبان سنبھال کے بات کرو، ورنہ دیر تو مجھے بھی نہیں لگنی زبان کاٹنے میں، نوال نام ہے میرا جانتے نہیں ہو تم مجھے۔" وہ بھی غصے سے بولی۔

"ایک تو اسے ہر ایک کو اپنا نام بتانے کا کتنا شوق ہے" شیری نے جل کے سوچا۔

"جانتا ہوں اچھے سے تمہیں اور یہ بھی کہ کس کی بہن ہو، اور تم بھی جان جاؤ اگر میں نے تمہیں کسی لڑکے کے ساتھ دیکھا کل خاص کر کے وہ سعد نامی لڑکے کے ساتھ تو جس ٹانگوں پہ کھڑی ہو نہ وہ کاٹ کے رکھ دوں گا۔"

شیری نے بھی اپنے لہجے میں غصہ لیے اس کو دھمکی دی۔اس کو ابھی تک ک و قاص مے نکاح والا سین یاد تھا جب نوال سعد کے گلے لگی تھی، یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بہن مانتا ہے لیکن اس دل کا کیا کرتا جو اسے کسی کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"تمہں کیا مسئلہ ہے میں جس کے ساتھ مرضی بات کروں اور جس کے ساتھ مرضی رہوں۔تم ناجا کے اپنے یہ حکم اپنی کسی ہوتی سوتی کو کرو۔اور دفع ہو کمینے ساری نیند خراب کر دی، پتا نہیں کہاں سے آجاتے ہیں اپنا بہنوں والا حق جتانے۔"نوال نے جل کر کہا۔شیری تو بہنوں والے حق جتانے پہ ہی صدمے میں چلا گیا۔

"اوو لڑکی بکواس کم کرو اور احتیاط زیادہ ورنہ مشکل ہو سکتی تمہارے لیے اور جتنا ہو سکے دور رہو لڑکوں سے اتنا اچھا ہو گا ورنہ اپنے طریقے سے کیا نا تو پچھتاؤ گی۔"اب کی بار زرا سختی سے کہا۔

"ابھے جا جا نکل بڑا آیا مجھے سیکھانے، اور فون نہ کرنا سونے لگی ہوں میں خوامخواہ نیند خراب کر دی کمینے انسان۔"غصے سے کہتی اس کی اگلی بات سننے سے پہلے ہی اس کے منہ پہ فون بند کر چکی تھی۔ تبھی مرحا روم میں آئی وہ سونے کے لیے لیٹ گئی۔

ادھر شیری اس کے کانفیڈینس کی داد دیے بنا نہ رہ سکا جو اس سے ڈرنے کے بجائے اس

کوسنا کے ڈسٹرب کرنے سے منع کر کے سونے چلی گئی۔

"واہ بھئی شیری تو نہ کسی کو ڈرا سکا، دعا کر شیری کہ تیرے بچے تجھ پہ جائیں معصوم سے نہ کہ اپنی اس وچ ماں پہ، اللہ رحم فرمائے مجھ پہ پتا نہیں کب شادی کروائیں گے میری ، یا ان سب کا مجھے کنوارہ ہی مارنے کا ارادہ ہے۔" ایک دفع پھر وہ اپنی شادی کے دھکڑے لے کے بیٹھ گیا۔

زین رات کو کمرے میں لیٹا میرال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کتنی بہادر تھی وہ ایک لڑکی ہو کے۔ فوج میں یا پولیس میں لڑکیاں ہوتیں ہیں بہادر لیکن جب بات عزت پہ آئے تو ایک لمحے کے لیے ڈر بھی جاتیں ہیں لیکن اس نے آج جو میرال کا کانفیڈینس دیکھا تھا تو وہ سرشار ہوا تھا اپنی پسند پہ۔ اس نے اس لڑکے کی بات سنی تھی جو اس جو عزت کی دھمکی دے رہا تھا پھر میرال کی طرف سے پڑنے والا تھپڑ اس کو اندر تک سکون پہنچا گیا تھا۔

زین نے جب پہلی بار میرال کو دیکھا تھا تو اس کو سر پھری لگی تھی جو کسی کی بات کو کھاتے میں نہیں لاتی تھی۔ لیکن ہوسپٹل میں اس نے میرال کو ٹوٹتے دیکھا تھا اپنی

دوست کے لیے، بھلا کوئی اتنا بھی خالص کیسے ہو سکتا تھا کہ کسی کی تکلیف خود پہ لینے کی بات کرے۔تب اس نے میرال کے لیے جو محسوس کیا شاید کسی لڑکی کے کیے پہلے کبھی محسوس نہ کیا تھا۔اس کو میرال کی سرخی میں ڈھلی آنکھیں ابھی بھی یاد تھیں۔

"اب تو کچھ کرنا پڑے گا اس بارے میں، میرے حواسوں پہ سوار ہو رہی ہو شیرنی۔"

دلکشی سے مسکرا کے سوچا، اپنی ماں سے اس بارے میں بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ماں سے بات کر کے رشتہ بھیج کے پھر میرال کے سر پہ بم پھوڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

oooooooooooooooooooo

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح ناشتے کے بعد تیار ہو کہ مرحا، امل اور خزیفہ دانی کے ساتھ فارم ہاؤس کے لیے نکل چکی تھیں۔نوال یونی کے بعد جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔دانی بھی ان کو چھوڑ کے اپنے کام کی جانب ہو لیا۔امل اور مرحا وہاں جا کے شام میں کھانے کے انتظام کی تیاری کر رہی تھیں۔

شیری آج پھر یونیورسٹی پہنچا تھا اور خوش قسمتی سے فقیر بھی نظر آ گیا جو کہ فقیر کی بد قسمتی تھی۔

"ہاں جی بزرگو کیا حال ہے۔" شیری اس کے ساتھ بیٹھ کے اس کا پیالہ چیک کرنے لگ گیا کہ کتنا کما رہا ہے۔

"میں ٹھیک بچہ، لیکن تو ٹھیک نہیں رہنے والا اب۔" فقیر چبا کہ بولا۔ جب شیری ادھر آتا اس کی مٹی ضرور پلید کرتا۔ اور وہ کڑ کے رہ جاتا۔

"اوئے یہ تو کم لگ رہے ہیں، ہے نا۔" شیری نے جانچ کے کہا۔

"تجھے مسئلہ ہے اتنوں سے۔۔۔ میرے لیے یہ بھی شکر ہے۔" فقیر دانت پیس کے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں بابا اکیلے بندے کے کیے کافی ہوتے ہیں لیکن تجھے نہیں لگتا فقیر بابا کہ تیری ہونے والی بیوی کا گزارا اس میں نہیں ہونا۔" شیری کچھ پریشانی سے گویا ہوا۔

"یہ تیرا مسئلہ نہیں ہے۔ "

"اور بابا یہ تیرے ہاتھ اتنے جوانوں والے کیوں ہیں اور داڑھی کیوں ادھر جا رہی جیسے اس کی محبوبہ کان کے پاس بیٹھی ہو۔" شیری نے شرارت سے کہا۔

"لگتا عزت پیاری نہیں ہے تجھے۔" فقیر غصے سے گھور کے بولا۔

"یار پتا کیا مجھے لگتا کہ جوانی میں تو بہت پیارا ہوتا ہو گا، اگر تو اب بھی جوان ہوتا تو میں تجھے اغوا کر کے شادی کر لیتا"۔ شیری نے لوفرانہ طریقے سے کہا۔

تیرا دماغ تو نہیں چل گیا کہیں، یہ کیا بکواس کیے جا رہا ہے۔" فقیر غصے سے بولا۔

"ایکچولی مجھے پتا جس کو تو پسند کرتا وہ تجھے منہ بھی نہیں لگاتی ہو گی اسی لیے میں نے آفر پیش کر دی۔" شیری نے آنکھ مار کے کہا اور اندر بھاگ گیا۔ پیچھے وہ اس کو کوستا رہ گیا۔

پرنسپل نے اس کو بلایا تھا آج جوان کے جاننے والے بھی تھے۔ زین نے ان کو کہا تھا کہ یہ آج کل فارغ ہی ہوتا تو آپ اس کو جاب پہ رکھ لیں۔ اس نکمے کے لیے بھی اچھا رہے گا ورنہ ایسے ہی آوارہ گردیاں کرتا رہے گا۔ پرنسپل نے شیری سے کہا تو وہ کچھ سوچ کے مان گیا، بھلا اس کا فائدہ ہی ہو رہا تھا تو کیوں موقع چھوڑتا۔ لیکن سبجیکٹ اس نے اپنی مرضی کے لیے تھے۔

oooooooooooooooooooo

میرال جب اپنے آفس سے نکل رہی رھی تو اس نے کسی کی آواز سنی جو شاید اسی کے بارے میں بات کر رہے تھے۔

"تمہیں پتا کہ جو ایس پی سر شاہ زین ہیں وہ ہماری میرال میڈم کو پسند کرتے ہیں اور شاید شادی بھی کرنے والے ہیں، مجھے تو لگتا میڈم بھی کرتیں ہیں اسی لیے بات شادی تک پہنچی ہے۔" انسپکٹر آپس میں بات کر رہے تھے۔

"اچھا لیکن تمہیں کیسے پتا یہ سب؟" دوسرے نے حیرانی سے پوچھا۔

"لو یہ کوئی چھپی رہنے والی بات ہے سب کو پتا کہ سر اب میڈم سے شادی کرنے والے۔"

"اچھا تو اسی لیے میڈم ایس پی کے آفس روز جاتی تھیں۔" دوسرا بھی ہنستے ہوئے بولا۔

"ہاں لگتا تو یہی ہے، اب دونوں ایک دوسرے سے دور کیسے رہ سکتے بھلا۔" تبھی میرال ان کی جانب بڑھی اور یہ جملہ کہنے والے کے منہ پہ رکھ کہ دی۔ بھلا وہ کیسے یہ باتیں سن سکتی تھی جب ایسی کوئی بات تھی ہی نہیں۔

"آپ سب یہ باتیں کرنے آتے ہیں۔ آئندہ میں نے ایسی کوئی بھی بات سنی اس آفس میں اپنے بارے میں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا سمجھے، جو کام کرنے آتے ہو وہ کیا کرو

"۔

میرال نے غصے سے کہااور وہاں سے نکل گئی۔اب وہ زین سے اس بارے میں کھل کے بات کرنا چاہتی تھی۔جب ان دونوں کے درمیاں میں ایسی کوئی بات تھی نہیں تو وہ کیوں سوالیہ نشان بن رہی تھی۔

میرال گھر اکے چینج کر کے فارم ہاؤس کے لیے نکل چکی تھی۔اس نے پستہ کلر کی شرٹ کے ساتھ سکن کلر کی کیپری پہنی تھی اور سکن ہی حجاب میں کیوٹ لگ رہی تھی ۔جب فارم ہاؤس پہنچی تو لڑکے ابھی نہیں پہنچے تھے،سعد نے بھی ان کے ساتھ ہونا تھا پھر اس کی فلائیٹ کا ٹائم ہو جانا تھا تو اس نے سوچا کہ سب سے یہی پہ مل کے چلا جائے ،البتہ نور،ایمن اور نوال کو وقاص چھوڑ کے جا چکا تھا۔نور اور ایمن کی ان سب سے بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔اور وہ ان ہی کے ساتھ مزے کر رہیں تھی۔خزیفہ بھی اچھا دوست بن گیا تھا۔

"آپی آپ وقاص بھائی کی وائف ہیں نا"نور نے دلچسپی سے مرحا کی گود میں بیٹھ کے پوچھا۔

"جی۔"مرحا نے جواب دیا لیکن نا چاہتے ہوئے بھی بلش کر گئی۔

"افف مرحا کتنا شرماتی ہو۔"میرال نے چھیڑا۔

"ارے ابھی تو ان کے سیاں جی بھی یہاں نہیں ہیں تو یہ حال ہے سوچو زرا جب ہونگے تو کیا حال ہو گا۔"نوال نے بھی شرارت سے کہا۔۔۔تو وہ اور شرما دی۔

"یار نہ کرو تم لوگ کتنی بد تمیز ہو سب"جب وہ سب شروع ہو گئیں تو مرحا نے روہانسی کو کہ کہا تو سب نے اس کو تنگ کرنا بند کیا۔ورنہ کوئی بھروسہ نہیں تھا میڈم یہی رونے بیٹھ جاتی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ویسے مجھے حیرت ہوتی ہے تجھے ڈاکٹر بنایا کس نے اتنی سی بات برداشت ہوتی نہیں تجھ سے گھبرانے پہلے بیٹھ جاتی ہے۔تو ہو سپیٹل میں کیا کرتی ہے۔"امل نے سنجیدگی سے پوچھا لیکن شرارت آنکھوں میں چمک رہی تھی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نہیں گھبراتی بس تم لوگ تنگ کرتی ہو مجھے۔"مرحا نروٹھے پن سے بولی تو امل فوراً بولی۔

"ارے وقاص آپ کب آئے۔"اتنا کہنا تھا مرحا نے فوراً گھبرا کے نور کو گود سے اتارا

تھا اور پیچھے مڑ کے دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔

"بد تمیز ابھی میرا ہارٹ فیل ہو جاتا۔" مرحا خفگی سے بولی تو سب مل کے ہنس دیں۔

ایمن اور نور بھی اپنی آپی کی حالت دیکھ کہ ہنسنے لگ گئی۔

"اور تمہاری ہارٹ بیٹ آ کے تمہیں سنبھال لیتے۔" میرال ابھی بھی باز نہ آئی۔

"میرال تم بھی۔"

"آپی آپ بھائی سے ڈرتی ہیں" نور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تو نہیں ڈرتی ان سے۔" فوراً بولی۔

"تو پھر آپ اتنا گھبرا کیوں گئی تھیں۔" ایمن نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ارے یہ گھبرانا تھوڑی تھا یہ تو سیاں جی سے شرمانا تھا، کیوں مرحا" امل نے کندھے سے کندھا مارتے شرارت سے کہا تو مرحا نے ایک ہلکا مکہ دیا اس کی کمر پہ۔

امل اب ان سب کے ساتھ کافی خوش رہنے لگ گئی تھی اس کو ایک فیملی مل گئی تھی وہ اپنا ماضی بھول رہی تھی۔اور زندگی جینے لگی تھی۔

"جس طرح نور شیری سے شرماتی ہے اس طرح۔" ایمن نے چھک کے کہا۔

"ہیں اس کدھے سے کیوں شرماتی ہے نور۔"نوال نے حیرانگی سے ہوچھا تو میرال نے ٹوکا۔

"نوال تمیز سے۔ "

"کیونکہ شیری بھی تو نور سے پیار کرتا اور وہ اس سے شادی بھی کرے گا جس طرح وقاص بھائی مرحا آپی سے کرتے ہیں۔"ایمن نے گویا ان کی عقل پہ ماتم کیا۔

"یہ آپ سے کس نے کہا؟"میرال کے ساتھ باقی سب کو بھی حیرت ہوئی۔

"شیری خود کہتا ہے کہ وہ مجھ سے پیار کرتا ہے اور مجھ سے شادی بھی کرے گا۔"نور نے شرماتے ہوئے کہا۔

میرال کو اس کی معصومیت پہ بہت پیار آیا۔

"اور پتا نہیں کتنی لڑکیوں کو اپنی آس پہ بٹھایا ہے اس گینڈے نے"نوال نے ناگواری سے سوچا۔

"اچھا لیکن آپ تو بہت چھوٹی ہو ابھی آپ کی کیسے شادی ہو گی اس سے۔"امل نے پوچھا۔

"پتا نہیں لیکن شیری کہتا میں بہت پیاری ہوں اور نور صرف شیری کی ہے۔"نور نے معصومیت سے کہا۔

"لیکن مجھے پتا شیری کی اس سے شادی نہیں ہو گی کیونکہ وہ بڑی لڑکی سے شادی کرے گا چھوٹی بچی سے نہیں۔"ایمن نے اپنی طرف سے نور کو آگاہ کیا کہ تم بچی ہو۔

"نہیں وہ مجھ سے کرے گا اس نے خود کہا تھا، وہ کرے گا نا"

اپنی بات کہہ کے اس نے میرال سے تصدیق چاہی۔تو میرال نے اس کے گال چوم لیے۔اور شیری کی کلاس بھی لینے کا ارادہ کیا جس نے بچی کو کہا تھا کہ وہ اس سے شادی کرے گا بد تمیز نہ ہو تو اور خود اس کی بہن کے پیچھے پڑا تھا۔

"شیری آئے گا تو ہم اس سے پوچھیں گے ابھی آپ جاؤ خزیفہ اور ایمن کے ساتھ کھیلو آپ کے بھائی بھی آنے والے ہیں اوکے۔"میرال نے اس کو پیار سے کہا تو وہ سر ہلا کے چلی گئی۔

"اللہ معافی قسم سے کس قسم کا ٹھرکی انسان ہے۔"نوال نے کانوں کو باقاعدہ ہاتھ لگا کے کہا تو باقی تینوں ہنس دیں جانتی تھیں کہ یہ ٹھرکی اسی کو ملنے والا تھا۔

میرال اور زین اپنے رستے پہ رواں دواں تھے۔جب زین کو ایک کال آئی اور وہ سننے لگا۔میرال نے ٹوکا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں سر،لوگوں کو منع کر کے خود ڈرائیو کرتے وقت کال ریسیو کر رہے ہیں،خدہے یار۔"میرال نے فوراً سے پہلے گاڑی روکی۔تو زین بوکھلا گیا۔

"Are you gonna mad Miraal? What you gonna doing?

زین نے جھنجھلا کے پوچھا کیونکہ ان کا ایکسیڈینٹ بھی ہو سکتا تھا اگر وہ سائیڈ پہ نہ گاڑی چلا رہے ہوتے۔

"I'm doing my job Sir,but what were you doing?"

میرال نے بھی گھور کے پوچھا۔

"ایک ضروری کال تھی،لینا ضروری تھی اور میں کرنے ہی والا تھا سائیڈ پہ،شکر ہے کہ زیادہ رش نہیں تھا ورنہ ابھی میں یہاں پہ نہ ہوتا۔"آرام سے سمجھانا چاہا۔

"تو آپ پہلے گاڑی سائیڈ پہ لگاتے پھر کال ریسیو کرتے، صد شکر ورنہ میں نے بھی یہاں پہ موجود نہیں تھا ہونا، خیر "ضروری "کال تھی تو آپ نے ڈراپ کر دی۔" میرال نے جتایا۔

"وہ اس لیے کیونکہ تم نے یہ اتنی اچانک کیا کہ مجھے مرنے کا خدشہ ہو گیا تھا تو مجھے ڈراپ کرنا پڑی کال۔" زین کو سمجھ نہ آئی کہ وہ سڑک پہ کیوں بحث کر رہے ہیں وہ بھی آرام سے گاڑی روک کے۔

"میں نے کیا کیا۔" لو کر کے اب پوچھ رہی تھی میں نے کیا کیا۔

"کچھ نہیں چلو دیر ہو رہی ہے کمشنر آئیں ہیں آفس اور پھر میں نے کال بیک بھی کرنی" زین نے بات ختم کرنا چاہی لیکن شاید میرال فل فارم میں تھی اسی لیے پھر بولی۔

"ہاں تو میں نے کب روکا ہے آپ کو چلیں، خود ی کال کر کے گاڑی روک کے کھڑے ہیں۔" میرال نے آرام سے بات زین پہ ڈال دی۔

"میں نے گاڑی کھڑی کی یا تم نے۔" زین نے صدمے سے پوچھا۔

"ظاہر سی بات ہے سر آپ نے بات کرنی تھی اسی لیے مجھے روکنی پڑی گاڑی، اب دیر

نہیں ہو رہی آپ کو چلیں بھی۔"

میرال نے سکون سے الزام زین پہ لگا کے باہر کی جانب دیکھنا شروع کر دیا۔اشارہ صاف تھا اب کوئی بات نہیں۔

"Ohh kizlar"

)اف لڑکیاں(

"جی۔۔۔؟"میرال نے استفہامیہ نظروں سے زین کی طرف دیکھا جواب گاڑی چلا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"Nothing."

زین نے مسکرا کے جواب دیا تو میرال نے بھی مسکراہٹ پاس کی۔

❀❀oooooooooooooooooooo

تھوڑا آگے جا کے سگنلز پہ زین نے گاڑی روکی تو میرال موبائل میں مصروف ہو گئی۔

"اب نہیں یہ رولز کے خلاف۔"زین نے شرارتا پوچھا۔

"نہیں۔! کیونکہ آپ ڈرائیو کر رہے ہیں میں نہیں۔اور ویسے بھی ابھی ہم رکے ہیں تو اسی لیے میں نے پکڑا ورنہ سارے راستے کب استعمال کیا۔"میرال نے بے نیاز ہو کے جواب دیا۔زین تو اش اش کر اٹھا۔

"تو تمہیں مجھے کمپنی دینی چاہیے تھی نا کہ اس موبائل کو۔"کہتے ہی زین نے میرال سے موبائل کھینچ لیا اور ڈش بورڈ پہ رکھ دیا۔

"سر یہ کیا کر رہیں ہیں آپ واپس کریں میرا موبائل۔"میرال نے گھور کے کہا۔

تبھی ایک لڑکا ان کی طرف آیا اور زین کی سائیڈ کا شیشہ نوک کرنے لگا۔

"سر آپ کو کچھ کھانے کو چاہیئے، یا پھر چائے وغیرہ۔"وہ لڑکا شاید پاس ہی کسی چھوٹے ہوٹل کا تھا جو مسافروں سے پوچھ رہا تھا۔چونکہ انہوں نے یونیفارم نہیں تھا پہنا اسی لیے لڑکے کو پتا نہ چل سکا کہ یہ یہیں کے ہیں۔

"نہیں بچے شکریہ۔"زین نے مسکرا کر کہا۔خیر وہ بچہ کہیں سے نہیں تھا اچھا خاصا بڑا تھا۔

"سر اپنی وائف سے پوچھ لیں۔"لڑکے نے پھر کہا۔تو میرال نے جھٹکے سے اس لڑکے

کو دیکھا پھر زین کو جس نے اس کی علو فہمی دور ہی نہ کی۔

"نہیں انہیں بھی کچھ نہیں چاہیئے، شکریہ "نارملی سا جواب دے کہ شیشہ اوپر کر دیا۔

"آپ نے اس سے یہ کیوں نہیں کہا کہ میں آپ کی وائف نہیں ہوں۔؟ "

"کیا فرق پڑتا۔"زین نے اگنور کیا۔

"کیا مطلب کیا فرق پڑتا، آپ کو اسے کہنا چاہیے تھا کہ میں آپ کی وائف نہیں ہوں۔"اب وہ پوری طرح زین کی جانب مڑی۔

"کیا ہو گیا میرال اب میں کیا ہر ایک کو کہتا پھروں کے میرے سات میری وائف نہیں کولیگ بیٹھی ہے۔کچھ نہیں ہو گیا میرے نا بتانے سے۔"

زین نے ریلیکس ہو کے جواب دیا۔اصل میں زین کو اچھا لگا تھا اس کا میرال کو زین کی وائف سمجھنا۔اب وہ آج ہی ارادہ رکھتا تھا اپنی ماں سے اس بارے میں بات کرنے کا۔

اتنی دیر میں سگنلز کھل گئے اور وہ دس منٹ میں زین کے آفس موجود تھے۔جہاں پہ کمشنر ان کا انتظار کر رہے تھے۔

"کیسے ہو زین اور میرال آپ بھی۔"کمشنر نے آتے ہی ان کا حال دریافت کیا۔

"اللہ کا شکر ہے سر آپ بتائیں، کیا ضروری کام تھا جس کے لیے ارجنٹ بلایا گیا۔" زین نے بات شروع کی۔

"اصل میں مجھے خبر ملی ہے کہ جو کیس تم دونوں آج کل ہینڈل کر رہے ہو، اور جو مشن آرمی بھی سرانجام دے رہی ہے وہ دونوں ایک ہی ہیں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں خود پہلے ایک بار غور کر لو کہ کیا تم دونوں یہ آرمی کے ساتھ ہی مشن سرانجام دو گے یا کوئی دوسرا کیس لو گے، کیونکہ پھر آپ کو شہر سے باہر بھی جانا پڑ سکتا اور اس میں رسک بھی بہت ہو گا۔ اسی لیے جلدی سے فیصلہ کرو۔ "

"Of course Sir we'll go with army."

میرال نے فوراً فیصلہ کیا۔

"اور آپ زین" کمشنر نے زین کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میرا بھی یہی جواب ہے۔ "

"تو پھر ٹھیک ہے جوانوں اپنا خیال رکھنا اور اس کیس پہ جان لگا دینا، کیونکہ یہ جتنا آسان دکھ رہا اتنا ہے نہیں۔" کمشنر کہتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

دونوں نے مل کے سلیوٹ کیااور زین کمشنر کو باہر تک چھوڑنے چلا گیا۔

میرال بھی اٹھ کے جانے لگی،اب اس کو اپنے افس بھی جانا تھا۔

"ارے میڈم جی آپ، سر کے ساتھ آئیں ہیں۔"رفیق نے پہنچ کے سلام کر کے پوچھا۔

"جی۔"بس اتنا کہااور جانے لگی۔

"جی اب تو آپ انہیں کے ساتھ آؤ گی۔"رفیق نے اپنی شامت بلائی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا اس بات سے۔دیکھو کانسٹیبل میں نہیں چاہتی کہ ہر کوئی مجھ سے روز تھپڑ کھائے اسی لیے اپنی زبان کو لگام دے کے رکھو ورنہ مارتے وقت مجھے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی البتہ تمہیں کھاتے وقت ضرور ہو گی، لہذا آئیندہ احتیاط سے۔" غصے سے کہتی بغیر زین کو اطلاع دیے وہاں سے چلی گئی۔

زین جب آفس میں آیا تو میرال کو نا پا کر رفیق سے پوچھا۔

"سر جی وہ تو مجھے دھمکی دے کے چلی گئیں۔ "

"کیسی دھمکی۔"زین نے حیرت سے پوچھا تو رفیق نے بات بتادی تو زین ہنس دیا۔

"واقعی رفیق اس کو مارتے ہوئے شرم نہیں آنی تو اس کے سامنے کم ہی جانا، ورنہ کل کو میں تمہارے گھر والوں کو کیا جواب دوں گا کہ ایک لڑکی سے مار کھالی۔ چچ" زین نے افسوس سے کیا تو رفیق بوکھلا گیا۔

"ویسے سر آپ نے بھی چن کے اپنے لیے ڈھونڈھی ہے ایک دم الگ۔" رفیق نے داد دینے والے انداز میں کہا تو زین نے گھورا۔

"اس کے سامنے نہ کہہ دینا اب جاؤ۔"۔

رفیق کو بھیج کے زین اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooooooooo

شام کو جب زین گھر آیا تو ایمن اور نور آگئی ہوئی تھیں فارم ہاؤس سے۔ ایک سارا بیگم کی گود میں اور دوسری اپنے بابا کمال صاحب کی گود میں بیٹھ کے فارم ہاؤس کے بارے میں بتا رہی تھیں۔

زین بھی فریش ہو کہ وہی ان کے پاس آ گیا۔

"بابا مجھے بات کرنی تھی ضروری آپ سے۔" زین نے تمہید باندھی۔

"بھئی تم کب سے تمہید باندھ کے لمبی باتیں کرنے لگ گئے، سیدھی بات پہ آؤ۔"
کمال صاحب ہنس کے گویا ہوئے کیونکہ زین زیادہ لمبی باتیں نہیں کرتا تھا۔

"اوکے، ایکچولی مجھے میرال پسند ہے تو آپ دونوں اس کی ماما سے بات کریں اور نکاح کی ڈیٹ فائنل کر کے مجھے بتادیں۔" ایک ہی سانس میں کہہ کے اپنے ماں باپ کو حیران کر گیا۔

"بیگم کیا یہ میرا ہی زین ہے نا جو مجھے منگنی تو دور رشتے کی بھی بات کو چھوڑ کے ڈائریکٹ نکاح کروانے کو کہہ رہا۔" کمال صاحب کی حیرت کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

کیونکہ جب بھی زین سے شادی کی بات کی جاتی تو بہانے سے اٹھ جاتا یا کہہ دیتا کہ مجھ سے نہیں لڑکیوں کے چونچلے برداشت ہوتے۔ اور اب وہ خود شادی کی بات کر رہا تھا ساتھ میں اپنی پسند بھی بتا رہا تھا جو اس کے ماں باپ پہلے ہی کر چکے تھے۔

"کیا واقعی بھائی میرال آپی سے شادی کرے گیں اور وہ ہمیشہ کے لیے ہم دونوں کے پاس آجائیں گی۔" نور اور ایمن تو خوش ہو گئیں اپنے بھائی کے فیصلے پہ۔

"میرے پاس۔" زین نے بے اختیار کہا، پھر بعد میں غلطی کا احساس ہوا۔

"جی جناب جانتے ہیں آپ کے پاس ہی آئیں گی ہمیشہ کے لیے لیکن ہماری بھی تو کچھ لگے گی ناں۔" سارا بیگم نے شرارت سے کہا تو وہ ہنس دیا۔

"جی جی آپ کی بھی بہو ہو گی۔" زین نے کہا۔

"لیکن زین وہ تو باقی لڑکیوں کی طرح نہیں۔" کمال صاحب نے سوچ کے کہا۔ وہ وقاص کے نکاح پہ مل چکے تھے میرال سے۔

"مطلب، میں سمجھا نہیں بابا۔" زین نے ناسمجھی سے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مطلب وہ دوسری لڑکیوں کی طرح نازک مزاج نہیں ہے، نزاکت نہیں ہے اس میں، مارنا بھی جانتی ہو گی اور ظاہر سی بات ہے پسٹل تو ضرور چلاتی ہو گی۔۔۔۔ بھئی مجھے تو ایسی بہو نہیں چاہیئے جو باقی لڑکیوں سے الگ ہو۔"

کمال صاحب نے گویا انکار کیا لیکن آنکھوں میں شرارت واضح چمک رہی تھی۔ جس کو زین نے باخوبی محسوس کیا۔

"اسی لیے تو آپ کی بہو بنانا چاہتا ہوں اس کو کہ سب سے الگ، میرے۔۔۔۔ مطلب

کے ہمارے پاس ہی رہے، کہیں اور نہ کھو جائے،

You know , a rare one."

ساتھ ہی اپنی آنکھ ونک کی۔ تو کمال صاحب قہقہہ لگا کے ہنس دیے۔

"بھئی مجھے تو وہ اس دن سے پسند تھی جس دن نور اور ایمن نے اس کے بارے میں بتایا تھا میں تو کل ہی نکل رہی ہوں رشتے کے لیے اور نکاح کی بات کر کے ہی آؤں گی، وقاص کی منگنی پہ میں نے بات کی تھی ان دونوں کی تو آسیہ بہن تو بہت خوش ہوئی تھیں ان کو بھی ہمارے نکمے پسند ہیں۔" سارا بیگم تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب نکمے تو نہ کہیں، اتنی پیاری بہو ویں ڈھونڈی ہے میں نے اور شیری نے آپ کے لیے، آپ کو تو شکر کرنا چاہیے فری کا کام کر دیا آپ کا ہم نے۔" زین نے خفگی سے کہا تو سارا بیگم ہنس دیں۔

"اب شیری کو کسی سائیڈ لگاؤ، تاکہ میں اس کی بات ساتھ ہی کروں۔" سارا بیگم نے زین کے ساتھ بیٹھ کے اس کے کندھے پہ سر رکھ کے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں وہ بھی ہو چکا بس کل کے کام پہ لگ جائے گا۔" زین نے کہا اور اپنی ماں کا ماتھا چوما۔

"کیا کام "

"وہ خود بتا دے گا آپ کو، فلحال یہ بتائیں کب جا رہی ہیں پھر ڈیٹ لینے" زین نے شرارت سے کہا تو سارا بیگم نے اس کے کندھے سے الگ ہو کے ایک چپت رسید کی۔

"بے شرم نا ہو تو، اتنی جلدی، کل جا رہے ہیں۔" انہوں نے گھور کے کہا۔

"ارے میری ڈارلنگ جلدی نہیں، وہ کیا ہے ناں آپ کی جو بہو ہے نا وہ زرا غصے کی تیز ہے تو میں نے سوچا کہ جتنا جلدی ہو سکے اس کو قابو کرنے کی عادت ڈال لوں ورنا پھر یہ نا ہو کہ غصہ مجھ پہ ہی اترا کرے۔" زین نے کہا تو سب ہنسنے لگ گئے۔

"ماما پھر میرا ل آپی بھی زین بھائی کی دلہن بنے گیں، وہ بہت پیاری لگے گیں ہمارے بھائی کے ساتھ۔" ایمن نے خوش ہو کہا تو سب مسکرا اٹھے۔

"جی بالکل بھائی کی جان" زین نے دونوں کو پکڑ کے پیار کیا۔ اور اب وہ ان کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گیا۔

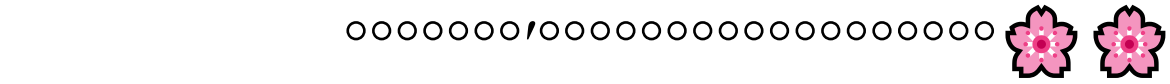

رات کو مرحا ابھی سونے کے لیے لیٹ ہی رہی تھی کہ وقاص کی کال آنا شروع ہو گئی۔ فارم ہاؤس سے واپس آ کے اپنی ڈیوٹی پہ گئی ابھی رات گئے واپس آئی تھی۔ تو تھکن کی وجہ سے سونے ک ارادہ رکھتی تھی لیکن اب کیا کر سکتے سیاں جی کا فون آ گیا۔

"اسلام علیکم!" وقاص کی گمبھیر بھاری آواز گونجی دوسری طرف سے، تو مرحا کی ہارٹ بیٹ تیز ہو گئی۔

"وع۔۔۔وعلیکم السلام!" ہلکی سی آواز میں جواب دیا۔

"کیسی ہیں آپ؟"

"صبح ہی تو ملے تھے۔" یہ سن کے وقاص ہنس دیا۔

"جی صبح تو ملے تھے لیکن میں اب کی بات کر رہا ہوں کیسی ہیں آپ۔؟" پھر سے خیریت دریافت کی۔

"تھکی ہوئی۔" بے اختیار نکل گیا منہ سے۔

"اوو۔۔۔ابھی واپس آئی ہیں ہو سپیٹل سے۔" وقاص کو اسکا اتنا لیٹ کام کرنا پسند

نہیں آیا تھا۔

"جی۔۔۔آج لیٹ ہو گئی۔آپ کو کوئی کام تھا۔"مرحا کو لگا شاید رات کو ضروری بات کہنے کے لیے کال کی ہو۔لیکن وقاص کا ایسا کوئی ارادہ لگ نہیں رہا تھا۔

"کیوں میں اپنی بیگم کو کال نہیں کر سکتا۔"وقاص نے جان بوجھ کے برا ماننے والے انداز میں جواب دیا۔

"نہیں آپ کال کر سکتے ہیں میں نے ایسا کب کہا،وہ آپ نے پہلے کبھی کال نہیں کی نا اسی لیے کہہ رہی ہوں۔"اس نے فوراً وضاحت دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مطلب آپ میری کال کا انتظار کرتی ہیں۔"وقاص اب مرحا جو تنگ کرنے لگا۔

"پت۔۔۔پتا نہیں۔"مرحا کو سمجھ نہ آئی کہ کیا جواب دے۔

"مطلب میں کال نہ ہی کیا کروں "

"میں نے اب ایسا بھی نہیں کہا۔"فوراً جواب دیا۔

"مطلب کر لیا کروں۔ "

"مج۔۔۔مجھے نہیں پتا،آپ کیوں تنگ کر رہے ہیں،میں تھکی ہوں سونا بھی ہے مجھے

۔"مرحاب روہانسی ہوئی۔

وقاص کو اس کے کہنے پہ پیار آیا، وہ بالکل ایک چھوٹے بچے کی طرح کہہ رہی تھی۔

"تو میں آپ کے پاس تو نہیں ہوں جو تنگ کر رہا ہوں، آپ سو جائیں۔" وقاص نے گویا اجازت دی۔ لیکن مرحا میڈم بلش کر گئی۔

" اور آئندہ دھیان سے اتنی رات تک آپ نے کام نہیں کرنا، میں ہر گز اجازت نہیں دونگا کہ رات کا وقت جو میرا ہے آپ اس میں کام کریں، اپنی صحت کا دھیان رکھیں اب آپ میری ہیں، اپنی تھوڑی تھوڑی لیکن میری ساری کی ساری۔" وقاص نے اب سنجیدگی سے کہا کیونکہ اس کو واقعی مرحا کی آواز میں تھکاوٹ محسوس ہوئی۔

"جج۔۔۔۔جی۔" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

"میں روز رات کو کال کیا کروں گا، سونے سے پہلے صرف پانچ منٹ مجھے دے دیا کریں۔ پھر شادی کے بعد تو آپ کا سارا وقت ہی میرا اور میرا آپ کا۔" وقاص نے ایک جذب سے کہا تو مرحا بوکھلا گئی۔

"اب آپ سو جائیں۔۔۔۔خدا حافظ۔" وقاص نے کہہ کے کال ڈراپ کر دی۔ تو

مرحا اللہ اللہ کرتی سونے کے لیے لیٹ گئی۔اور وقاص کے بارے میں سوچنے لگی۔ خودی سوچ کہ شرم سے سرخ پڑ گئی۔"افف اللہ"اور مسکرا کے آنکھیں موند گئی۔

وقاص نے مرحا سے ضروری بات کرنے کے لیے ہی کال کی تھی، لیکن پھر تنگ کرنے لگ گیا۔اس کی تھکاوٹ کو محسوس کر کے اس نے سونے کا کہا اور سوچا کہ میرال سے کہہ دے گا بات وہ بتادے گی۔

صبح جب میرال آفس پہنچی تو ایک اور خبر اس کو سننے کو ملی۔جس کو سن کے اس کا پارہ ہائی ہو گیا۔

اب یہاں پہ ہر دوسرا کہہ رہا تھا کہ "میرال میڈم اور سرزین پسند کرتے ہیں ایک دوسرے کو اور شادی کرنے والے ہیں، تھوڑے دنوں تک ان کا نکاح ہے"۔

"میرا نکاح اور مجھے پتا نہیں۔آج تو یہ سڑا کدو نہیں بچنا مجھ سے۔اچھا خاصا شریف سمجھتی تھی میں لیکن نہیں یہ بھی ٹھرکی نکلا کمینہ کہیں کا بتاتی ہوں میں اس کو۔"میرال نے دل میں سوچا اور جو یہ بات کہہ رہا تھا اسی سے مخاطب ہوئی۔

"انسپیکٹر گاڑی نکالو میری۔" وہ فوراً جی کہہ کے نکلا۔

آج وہ غصے سے بھری پڑی اس کے آفس آئی تھی. اور آج اس کے دل نے شدت سے اس سڑے کدو کا سر پھاڑنا چاہا تھا جو پتا نہیں خود کو کہاں کا ہیرو سمجھ بیٹھا تھا (خیر ہیرو تو وہ تھا جو یہ خود بھی مانتی تھی۔) کانسٹیبل رفیق تو فورن الرٹ ہوا اور آگے پہنچ کے سلام کیا "اسلام علیکم میڈم جی۔" اور ساتھ ہی اپنی بتیسی دکھائی۔

"وعلیکم سلام! کدھر ہیں تمہارے شریف النفس صاحب۔" عادت کے مطابق ہونٹ کاٹتے غصے کو کنٹرول کر کے پوچھا۔

"صاحب تو اندر میٹنگ میں ہیں آپ کہیں تو اسپیشلی آپ کے لیے بلاؤں"؟

پہلے تو اس نے آرام سے بات سن لی لیکن جب اس نے "اسپیشلی" لفظ بولا تو پارا اور چڑھ گیا اور دیا ایک سیدھے ہاتھ کا تھپڑ۔

بچارا رفیق تو پہلے والا نہیں بھولا تھا اب ایک اور پڑ گیا۔

"سوری میڈم صاحبہ"۔

رفیق کچھ شرمندگی سے بولا۔

"اب اپنے صاحب کو پیغام دو میرا کہ میں آئی ہوں۔ "

وہ اس کی معزرت کو نظر انداز کر کے بولی تو رفیق فورن سے پہلے اندر بھاگا اور آ کے اپنی میڈم کو اندر جانے کا بولا کے "سر آپ کا ہی انتظار کر رہے ہیں۔"اور بتیسی دکھا کے بھاگ گیا کیونکہ وہ اپنی میڈم کو اچھے سے جانتا تھا کے ایک اور تھپڑ مارنے میں میڈم نے کون سا شرمانا تھا۔

"آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی اپنے دوستوں اور ایرے غیروں کو یہ سب کہنے کی۔ہاں؟ "

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی اپنی تمیز کو زرا سائڈ پہ رکھ کے اس پہ چڑھ دوڑی اور ایسا وہ کیوں نا کرتی اس کی بھی سیلف رسپیکٹ تھی اس کی باتوں کی وجہ سے وہ لوگوں کی نظروں میں آ رہی تھی لوگ اس کو دیکھ کے طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے۔

"کیا سب کہنے کی؟"

اگلے نے سکون سے پوچھا جیسے وہ تو کچھ جانتا ہی نہیں اور یہی بات اس کو تپش دلا گئی۔

"تم نے سب کو یہ کیوں کہا کہ میں اور تم پسند کرتے ہیں اک دوسرے کو۔"اب وہ "آپ" سے ڈائریکٹ "تم" پہ آئی۔

"تو کیا نہیں کرتے؟"

"نہیں"

"تم نے یہ سب کیوں کہا!، میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں جانتے نہیں ہو تم مجھے ابھی۔"

"ہائے جاننا ہی تو چاہتا ہوں لیکن تم مانتی ہی نہیں ہو"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تو اس کے غصے والے چہرے میں ہی کہیں کھو گیا تھا۔

"نہ تو میں حیا ہوں جو آپ جہان کی طرح مجھے باتوں میں لگا کے اظہار محبت سنیں اور نہ ھی میں امامہ ہوں جو آپ سالار کی طرح، آئی لو یو کہیں گے اور میں اپ کو شرما کے تھینکس کہوں گی تو بہتر ہے آپ یہ سب آزمانہ چھوڑ دیں "

بہت ہی صبر کا مظاہرہ کر کے اس نے جواب دیا۔

"بلکل کیونکہ وہ جہان کی حیا تھی اور سالار کی امامہ جبکہ۔ "

وہ رکا اور اپنی چیئر سے اٹھ کے اس کے قریب آ کے کھڑا ہو گیا کہ صرف اک قدم کا فاصلہ رہ گیا۔

"تم شاہ ذین کی ہو، شاہ ذین کی میرال" شاہ ذین نے میرال کو اپنی محبت کے حصار میں لے کر باور کرایا۔

پہلے تو وہ کچھ بول نا پائی لیکن جب بولی تو صرف اتنا کہ

"میں کیوں۔"

شاہ زین نے بھی محبت بھری سرگوشی کی۔

"کیونکہ تم مجھے اچھی لگتی ہو"۔

" Seni sevdim miraal Ve seni seviyorum"

)میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور پیار بھی کرتا ہوں۔("

یہ بات بھی اس کے سر کے اوپر سے گزری۔

"سڑا ہوا کدو" اپنے دل میں پھر سے شاہ زین کو اس لقب سے نوازہ۔

"دیکھئے سر" میرال نے آرام سے بات کرنا چاہی۔ جانتی تھی کہ غصے سے بھی بات کرنے کا کوئی اثر نہیں ہونا اگلے پہ۔

"دیکھایئے۔" زین نے بھی کیا اطمینان دکھایا۔ میرال صبر کے گھونٹ پی کے رہ گئی۔

"میں آپ کی عزت کرتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ میری بھی عزت ہو، میں یہ نہیں چاہوں گی کہ کوئی آپ کے حوالے سے مجھے اپنی باتوں کا نشانہ بنائے۔ لہذا یہ جو آپ کی طرف سے افواہیں پھیلی ہیں ان کو روکیں ورنہ میں نے اپنے طریقے سے روکی تو آپ کو اچھا نہیں لگے گا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Ishq|Articles|Books|Poetry|Interviews

آرام سے بات کہہ کے اب وہ شاہ زین کو دیکھ رہی تھی جس کو شاید رتی بھر بھی اثر نہ ہوا تھا۔ "ڈھیٹ کہیں کا" ایک اور لقب۔

"ٹھیک ہے اب آپ جائیں، مجھے اس بارے میں اب سنجیدگی سی کچھ کرنا ہوگا۔" زین نے آرام سے کہا۔

"جی بہتر ہوگا۔" کہہ کے وہ جس غصے سے آئی تھی اب زرا آرام سے جا رہی تھی۔ کیونکہ اس کے مطابق زین نے تسلی دی تھی۔ لیکن اس کو کیا پتا کہ وہ کس بارے میں

سنجیدگی سے کام لے گا اب۔

اب میرال کو گھر جا کے پتا چلنا تھا کہ زین نے کہاں سنجیدگی دکھائی تھی

شہریار یونیورسٹی میں موجود پرنسپل کے آفس بیٹھا بریفنگ لے رہا تھا اپنے کام کی اور ٹائم ٹیبل کی۔رات کو نوال کو سعد کے ساتھ دیکھ کے اس کا دل تو کیا کہ ابھی جا کہ اس کا کام تمام کرے (مطلب ویاہ کر لے) اور پھر نوال کو لگے پتا۔لیکن اس نے سوچا کہ شاید واقعی بھائی کے جانے سے اداس ہے تو کچھ نہیں کہا۔رات کو بھی اس کے بارے میں سوچتے سوچتے سو گیا تھا۔

ابھی یونیورسٹی کا آف ٹائم ہونے والا تھا۔زین نے بھی کال کر کے اس کو بلایا تھا گھر کہ کچھ ضروری بات کرنا تھی۔اب وہ چاہ رہا تھا کہ جلدی سے کام ختم ہوں یہاں کے اور وہ نوال کو ایک نظر دیکھ کے گھر جائے۔

دل بھی اچانک ہی اس کو دیکھنے کی ضد کرتا تھا۔شیری نے کبھی کسی لڑکی کے لیے ایسا نہیں سوچا تھا لیکن پتا نہیں کیوں جب اس نے پہلی بار نوال کو دیکھ کے آنکھ ماری تو اس سے معزرت کرنے ہی گیا تھا لیکن اس کا غصے سے بھرا چہرا دیکھ کے اس کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔نوال کو تنگ کر کے ایک الگ ہی مزا ملتا تھا اور اوپر سے ستم اس کی

براؤن آنکھوں کا، شیری کو براؤن آنکھیں بہت پسند تھیں، ایمن اور نور کی آنکھیں براؤن تھیں اسی لیے وہ ان دونوں کے واری جاتا تھا۔ نور کچھ زیادہ شرمیلی تھی تو اس پہ اور پیار آتا، البتہ ایمن تھوڑی شرارتی بچی تھی، شیری جان بوجھ کے ان کو منع کرتا تھا بھائی کہنے سے۔

"آپ کا اپنا بھائی ہے نازین وہ کافی ہے، میں تو عاشق ہوں تم دونوں کا۔" جب بھی وہ غلطی سے بھائی کہہ جاتیں تو آگے سے جواب ملتا۔

شیری کو ہمیشہ سارا بیگم نے اپنا ہی بیٹا کہا۔ اور کسی کے سامنے یہ کبھی نا کہا کہ ان کا بس ایک ہی بیٹا ہے، ہمیشہ یہی کہتیں کہ:

"اللہ نے مجھے دو پھول دیئے ہیں، جن کو میں روز کھلتا ہوا دیکھتی ہوں، ان کو خوش دیکھتی ہوں اور آگے بھی میں اللہ سے یہی دعا کرتی ہوں کہ وہ ان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔"

شیری کو بھی ان میں کبھی ماں کی کمی محسوس نہ ہوئی تھی۔ اس کی شرارتوں سے سارا بیگم خوب انجوائے کرتی تھیں۔ اور اپنی باتوں سے کمال صاحب کو بھی جلا دیتا تھا۔

سب کی یہی دعا تھی کہ اللہ اس کے چہرے سے کبھی یہ رونق نہ ختم کرے اور ہمیشہ ہنستا مسکراتا رہے۔

آفس سے فارغ ہو کہ نکلا تو بے ساختہ ہی نظروں نے نوال کو ڈھونڈا۔ کچھ دیر کی محنت کی بعد وہ اس کو ایک بینچ پہ بیٹھی مل گئی، لیکن وہ اکیلی نہیں تھی آج اس کے ساتھ ایک لڑکا بھی موجود تھا۔ جو ہنس ہنس کے بات کر رہا تھا، غصہ مزید بڑھا جب دیکھا کہ نوال بھی بات کر کے مسکرا رہی ہے۔ پھر شیری کے اندر کے پوزیسو مرد نے انگڑائی لی اور ان کے پاس پہنچ گیا۔

"نوال میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں کہاں تھی تم۔" اس کے سر پہ کھڑا پوچھ رہا تھا۔

نوال کو اس کو یہاں دیکھ کے حیرت بالکل نہیں ہوئی کیونکہ نمونہ اکثر ہی ادھر پایا جاتا تھا۔ لیکن اس کے مخاطب کرنے کے انداز پہ جھٹکا لگا تھا کیونکہ اس کے لہجے میں کوئی شرارت نہ تھی بلکہ سنجیدہ کھڑا تھا۔ پاس بیٹھے لڑکے نے اپنے سامنے کھڑے اس خوبصورت مرد کو دیکھا جو بلیک پینٹ کے ساتھ ہی بلیک شرٹ پہنے کھڑا تھا۔ سردی

تھی اور دھوپ ہونے کے باعث چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"پڑھنے آتی ہوں ظاہر سی بات ہے، کلاس میں ہی ہوں گی ناں۔" نوال نے بے زاریت سے جواب دیا۔

"پڑھنے آتی ہو صحیح۔۔۔۔۔اور اب تو آف بھی ہو گیا ہے نا تو کیوں یہاں بیٹھی ہو اٹھو گھر چلیں۔" شیری نے بلا کی سنجیدگی لیے کہا۔

پاس بیٹھے لڑکے کو نوال سے شیری کا مخاطب ہونا بالکل اچھا نا لگا تبھی بول پڑا۔

"ایک منٹ کون ہو تم اور اس طرح سے کیوں حکم چلا رہے ہو نوال پہ، کیا لگتے ہو تم اس کے۔" لڑکا اس کے سامنے کھڑا ہو کہ پوچھنے لگا۔ شیری نے اپنے آپ پہ قابو رکھا ورنہ ابھی وہ اس کا تھوبڑا سجا چکا ہوتا۔

"نوال میں تم سے بات کر رہا ہوں اٹھو، اور چلو فضول میں بیٹھی ہو ادھر، لیٹ ہو رہا مجھے۔" شیری نے پھر سے نوال کو مخاطب کیا کیونکہ وہ ابھی کوئی تماشا نہیں چاہتا تھا البتہ بعد میں اس لڑکے سے ضرور نمٹے گا۔

"میں فضول میں نہیں بیٹھی یہاں کام تھا مجھے، اور اگر تمہیں دیر ہو رہی ہے تو جاؤ میں

نے روکا نہیں ہے تمہیں یا ہاتھ نہیں پکڑے تمہارے۔"نوال کا کوئی موڈ نہیں تھا اس کے ساتھ جانے کو اور جو لڑکا اس کے پاس بیٹھا تھا وہ اس سے نوٹس مانگ رہا تھا چونکہ سر نے بہت تعریف کر رکھی تھی اس کی اسی لیے وہ یہاں نوال سے نوٹس مانگ رہا تھا اور اب شیری اس پہ حکم جھاڑ رہا تھا۔

"دیکھو مسٹر تم جو کوئی بھی ہو جب وہ نہیں جانا چاہ رہی تو کیوں کھڑے ہو جاؤ یہاں سے شکل گم کرو اپنی۔"لڑکے غصے سے کہا لیکن شیری سے اپنی شامت بلالی۔

"میں جو کوئی نہیں ہونے والا شوہر ہوں اسکا۔اور اب اگر تم چاہتے ہو کہ صحیح سلامت گھر جاؤ تو نکلو یہاں سے،اور دو پیار کرنے والوں کو اکیلے وقت گزارنے دو، چل پھٹ یہاں سے۔"

شیری سے کہاں رہا جانا تھا اتنا لمبا سیریس اس لیے اب وہ اپنی ٹون میں واپس آ رہا تھا اور اپنے اندر کی لڑاکا عورت کو بھی جگا رہا تھا۔

"ہیں یہ کیا بکواس کر رہے ہو جلے ہوئے کریلے کہیں کے، تم سے کس نے یہ بکواس کر دی کہ تم میرے ہونے والے شوہر ہو'استغفر اللہ"نوال نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگا کے توبہ کی۔

"لڑکی ہوش کرو یہ کیا بکواس کر رہی ہو اپنے ہونے والے سر تاج کو کریلا کہہ رہی ہو وہ بھی سڑا ہوا۔" شیری نے افسوس سے کہا۔

"تو اور کیا بھونی ہوئی بھنڈی کہوں، ویسے یہ بھی بیسٹ رہے گا" ساتھ ہی ہنس کے پاس کھڑے لڑکے کی طرف ہاتھ بڑھایا مارنے کے لیے، تو اس نے بھی مروتاً آگے کر دیا اور زبردستی مسکرایا۔ اور ان کو دیکھا جواب دو دو ہاتھ کرنے کو تیار تھے۔

"خود کو دیکھا ہے کمزور بینگن، اور یہ کیا ہاتھ مار رہی ہو ادھر، اگر مارنا ہی ہے تو ایسے مارو۔" شیری نے کہہ کے ساتھ ہی ایک رکھ کے تھپڑ پاس کھڑے لڑکے کو دیا۔

نوال کا تو صدمے سے منہ کھل گیا۔

"یہ کیا کیا شرم نہیں آتی کسی کو بلاوجہ مارتے ہوئے۔" نوال فوراً سے لڑکے جانب ہوئی جواب اپنا جبڑا پکڑ کے کھڑا تھا تھپڑ جو زور کا لگا تھا۔ اور اپنا منہ سہلا رہا تھا۔

"ارے ایسے کیا کر رہے ہو ادھر لاؤ اس طرح نہیں کرتے اس طرح کرتے۔" وہ جو درد سے اپنا منہ سہلا رہا تھا شیری نے پکڑ کے زور سے ادھر اُدھر گھما کے تین چار جھٹکے دیئے جس سے لڑکے کو چکر ہی آنا شروع ہو گئے۔

"بس بھائی بس ہو گیا۔ آپ لے جائیں اپنی ہونی والی بیوی کو، میں نہیں بولتا اب مجھے معاف کر دیں۔" لڑکا شاید سمجھ گیا تھا کہ یہ پاس کھڑا حسین مرد اس کی باتوں باتوں میں ہڈی پسلی ایک کر دے گا اسی لیے کھسکنے کی کی۔

"سمجھدار بچہ ہے اب آئندہ نظر نہ آنا اس کے پاس بھی ورنہ جو ابھی ہڈیاں نہیں توڑی نہ وہ توڑ کے رکھ دوں گا۔" شیری نے اس کو سائیڈ پہ لے جا کہ دھمکی دی تو وہ فوراً جی بھائی کہہ کے بھاگ گیا۔

"تم کیا کرنا چاہ رہے تھے آخر، سمجھتے کیا ہو خود کو تم۔" نوال غصے سے اس کی جانب مڑی۔ بظاہر تو یونیورسٹی خالی ہو گئی تھی لیکن ابھی کچھ سٹوڈینٹس تھے ان کے پاس جو یہ تماشا ملاحظہ فرما رہے تھے۔

"سمجھتا تو میں بہت کچھ ہوں میری جان، کبھی فرصت میں بیٹھ کے سمجھاؤں گا۔" شیری نے اس کے پاس ہو کہ سرگوشی کی تو نوال کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ ہوئی۔

"دو۔۔۔دور رہ کے بات کیا کرو ٹھرکی انسان، تمیز نہیں ہے بات کرنے کی لڑکیوں سے۔" نوال نے بھڑک کے بولا۔

"اب تو دور نہیں رہا جاتا۔۔۔ چلو دیر ہو رہی ہے گھر چھوڑ دوں تمہیں۔" پہلہ جملہ دل میں کہہ کے نوال کو متوجہ کیا۔

"میں کیوں جاؤں گی تم جیسے انسان کے ساتھ۔"

"مجھ جیسے انسان سے مطلب۔" شیری نے گھور نے پوچھا۔

"تم جیسے مطلب، اب مجھے کیا پتا کہ تم مجھے رستے میں لے جا کے کسی سنسان جگہ پہ کاٹ کے پھینک آؤ اور پھر گھر والوں کو کہو کہ جانور کھا گیا۔ اور اوپر سے میری ماں کو آج کل تمہاری منحوس شکل بھی بہت پسند ہے تو انہوں نے تو فوراً مان لینی تمہاری بات کیونکہ ان کی نظر میں تو میں ہوں ہی نکمی اور اس بات پہ بھی غلطی میری ہی نکلنی ہے کیونکہ تم تو لاڈلے ہو ناں کچھ کر نہیں سکتے تو جانوروں کے آگے بھی میں خود گئی ہوں گی۔ ہائے اللہ جی پھر میرے میک اپ کا کیا ہو گا۔ میں نے امی سے چھپ کے منگایا تھا اور اب اگر ان کے ہاتھ لگ گیا تو۔۔۔۔ نہیں میں نہیں جا رہی تمہارے ساتھ، یہاں سے کسی کو بھی لے جاؤ، لیکن میں نہیں۔ "

شیری تو اس کی لمبی تقریر سن کے بے ہوش ہونے کو تھا جو خود ہی سارا کچھ فرض کر کے اس کو منحوس شکل والا بھی کہہ رہی تھی، مطلب بات کو کہاں سے کہاں تک لے گئی

تھی۔

control meri jaan ....."Ohh brown eyed witch control."

شیری نے اس کی سوچوں پہ بریک لگائی۔

"تمہیں اغوا کر کے اور پھر مارنے کا مجھے کیا فاعدہ ہونا ہے الٹا مجھے نقصان ہی ہونا ہے۔"

شیری نے افسوس سے اس کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہا۔

"کیسا نقصان؟"نوال نے الجھن سے پوچھا۔

"دیکھو اب میری شادی تو ہوئی نہیں اور نہ ہی کوئی بچے ہیں تو ظاہر سی بات ہے میں کیوں اپنے ہونے والی بچوں کی ماں کو اغوا کروں گا اور اسے ماروں گا۔ نقصان تو میرا ہی ہونا ہے نا، پھر تو نہ میری شادی ہونی، نہ میرے بچے آنے اور نہ ان کی تعلیم پوری ہونی، اسی لیے میرا تمہیں مارنے کا کوئی پلان نہیں لہذا چلو دیر ہو رہی ہے۔"شیری نے تفصیل سے سمجھایا۔ نوال کو پہلے تو سمجھ نہ آئی پھر جب بات پلے پڑی تو کانوں تک غصے اور شرم سے سرخ ہوئی۔

"تم بد تمیز انسان، چھچھورے، مجھ پہ گندی نظر رکھنے والے شرم نہیں آتی تمہیں بکواس کرتے ہوئے۔" میرال نے اپنا بیگ شیری کو مارنا شروع کر دیا تو وہ ہنستا اس کو منع کرتا کہ کچھ غلط کہہ دیا کیا۔ جب میرال نے کہا کہ شرم نہیں آتی تو ڈھیٹوں کی طرح جواب دیا۔

"نہیں بالکل بھی نہیں، اب بھلا اب تم سے کیسی شرم، اور تم پہ قسم سے گندی نہیں بالکل صاف والی نظر ہے میری۔ "

شیری نے معصوم بن کے کہا۔ تو نوال غصے سے اس کو گالیاں نکالتی اپنی وین کے آنے کی اطلاع پہ باہر کی جانب ہولی۔ تو شیری بھی شریر مسکراہٹ کے ساتھ اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

oooooooooo/oooooooooooo

میرال کے گھر آنے تک مسز کمال وہاں پہنچ چکی تھیں کمال صاحب کے ساتھ، نور اور ایمن نہیں تھی ساتھ۔ میرال سلام کر کے فریش ہونے کا کہہ کے روم میں آئی اور سوچنے لگ گئی کہ زین کے پیرینٹس کیوں آئیں ہیں یہاں۔

ابھی وہ چینج کر کے باہر نکلی ہی تھی کہ امل روم میں انٹر ہوئی۔

"امل خیریت ہے یہ اچانک یہاں پہ کیسے۔"میرال نے اپنی حیرانگی کم کرنا چاہی۔

"اب یہ تو تمہیں نیچے جا کے ہی پتا چلنا جلدی سے چلو۔"امل نے معنی خیزی سے کہا اور باہر نکل گئی۔

"ہیں یہ کیا کہہ کے گئی ہے، لگتا ایسے ہی خیریت پوچھنے آئے ہونگے۔"میرال نے خود کو جواب دیا اور نیچے چل دی جہاں سب تھے۔نوال یونی سے آ کے اب سو رہی تھی، عیشاء کی اذان ہو چکی تھی۔اور رات کی وجہ سے سردی بھی بڑھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال سب کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھنے لگی تو سارا بیگم نے اس کو اپنے پاس بیٹھنے کو کہا ۔تو وہ جھجک کے بیٹھ گئی، البتہ چھٹی حس الارم دے رہی تھی۔

"کیسی ہے میری بچی، اور کام کیسا جا رہا۔"انہوں نے اس کو محبت سے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا۔

"میں کب ان کی بچی ہو گئی، شاید ایسے ہی کہہ رہے ہوں۔"میرال نے دل میں سوچا۔

"جی اللہ کا شکر ہے آنٹی می۔ٹھیک اور کام بھی بہتر جا رہا"میرال نے مسکرا کے جواب

دیا۔

"بھئی زین تو اس کی بہت تعریفیں کرتا کہ ہر کام میں پرفیکٹ ہے میرال۔" سارا بیگم پھر گویا ہوئیں۔

"میرے سامنے تعریف کرتے وقت موت پڑتی ہے سڑے کدو کو۔" میرال نے جل کے دل مین سوچا۔

"شکریہ آنٹی" مسکرا کے کہا تو سارا بیگم فوراً بولی۔

"ارے شکریہ تو زین کا ہم کرتے ہیں۔" انہوں نے پھر سے اس گلے لگا کے ماتھا چوما۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب میرال کو واقعی کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔

"مطلب۔" میرال نے بے اختیار کہا۔

"بیٹے جاؤ جا کے ریفریشمنٹ کا انتظام کرواور نوال کو بھی اٹھاؤ کتنی بار کہا ہے کہ وقت سے پہلے نہ سویا کرے۔" انہوں نے اس کو بھیجنا چاہا۔

تو میرال کی اچھا کر کے نکلی لیکن جاتے جاتے اس کے کانوں نے نکاح لفظ سن لیا۔

"ہیں کس کا نکاح، کس سے، کب، اور کیوں۔؟" میرال خود سے بڑبڑائی لیکن امل نے

سن لیا۔اور مسکرادی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسی کی بات ہو رہی ہے۔اس کے آنے سے پہلے وہ وہی پہ تو بیٹھی تھی ان کے ساتھ۔

"تھوڑا صبر کر لو لگ جائے گا پتا کہ کس کا نکاح ہے، کس سے اور 'کیوں' پاگل۔" امل نے ہنس کے کہا اور کیوں پہ زور دیا۔

"اچھا چلو دیکھ لیتے۔" میرال نے کہا اور کھانے کا انتظام دیکھنے لگیں دونوں۔

نوال بھی اٹھ کے آگئی تھی اور پہلے تو سونے کی وجہ سے اچھی خاصی ہوئی اپنی ماں سے۔ اب کمال صاحب اور سارا بیگم جانے کے لیے نکلنے لگے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا بیٹا جی آپ اپنا اب خیال رکھنا، ہم بہت جلد آپ کو لینے آئیں گے تیار رہیے گا۔" انہوں نے میرال پہ تو بم ہی پھوڑا۔وہ اپنی ماں کو صدمے سے دیکھ رہی تھی کہ یہ آنٹی کیا کہہ رہی ہیں۔وہ تو ان کی بات پہ مسکرا بھی نہ سکی۔میرال کی حالت سمجھتے وہ ہنس دی اور گاڑی میں بیٹھ گئیں۔

"چلو جی سب ٹھیک سے ہو گیا شکر ہے اللہ کا اب سمیٹو سب جلدی سے۔" امی نے ان کے جانے کے بعد تینوں کو حکم دیا۔

"ایک منٹ امی یہ کس کی بات کر رہی تھیں آنٹی،اور وہ مجھے کیوں لینے آئیں گے۔"

میرال نے کرے تیوروں سے پوچھا۔

"ظاہر سی بات ہے تمہیں کہا ہے تو تمہیں ہی لینے آئیں گے نا"انہوں نے گویا اس کی عقل پہ ماتم کیا۔

"اور یہ کس کی نکاح کی بات ہو رہی تھی،امی مجھے یہ نہیں کہیے گا کہ تمہارے۔"میرال کا کہنا تو امی بھی سکون سے بولیں۔

"تمہارے"ان کے جواب پہ میرال کو سو والٹ کا جھٹکا لگا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہ کیسے اس کی امی اس سے پوچھے بغیر رشتہ کر سکتی ہیں چلو کر لیا ٹھیک ہے لیکن اب نکاح کی بھی بات کر لی اور ایسے بتا رہی تھیں کہ جیسے پہلے سے ہی طے تھا سب کچھ ۔۔۔۔خیر طے تو واقعی پہلے سے ہی تھا بڑوں میں۔

"کس للو پنجو سے کروا رہی ہیں میرا نکاح،میں بتا رہی ہوں امی میں نہیں کر رہی کسی سے بھی نکاح ورنہ میں اس شخص کا جینا حرام کر دوں گی۔"میرال تو پھٹ پڑی۔

"یہ کیا طریقہ ہے میرال۔اپنے ہونے والے شوہر کو اس طرح بلاتے ہیں۔تمیز سے

بات کرو سر بھی ہیں وہ تمہارے۔"انہوں نے اس کو ڈپٹا۔

"کس بڈھے سر سے کرا رہے ہیں میرا نکاح،امی میں نہیں کر رہی"میرال تو سر میں ہی اٹک گئی کہ اس کے سر تو سب بوڑھے یا پھر چالیس کے قریب تھے۔زین کی طرف تو دھیان گیا نہیں۔

"میرال۔۔۔۔وہ اپنے بیٹے کا رشتہ لے کے آئیں تھی۔اب تمیز سے تیاری پکڑو آج منگل ہے تو دو دن بعد نکاح ہے۔اب کوئی بحث نہ سنوں میں۔"انہوں نے سخت لہجے میں کہا تو وہ چپ ہوئی۔لیکن اب میرال سوچ کے کس بیٹے سے کونسا بیٹا،مطلب اس کا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا تھا صدمے سے اففف۔

"زین بھائی۔۔۔۔امی واقعی میں تو بہت خوش ہوں ہائے اللہ جی زین بھائی میرے اب پرسنل جیجو بنے گیں۔"نوال خوشی سے چیخ اٹھی۔جبکہ میرال اب سوچ رہی تھی کہ کس طرح جا کہ اس زین کا سر پھاڑے یا پھر اس کے منہ پہ مکے اچھے لگیں گے یا تھپڑ۔

"یہ پرسنل والا کیا ہوتا ہے۔"امل نے گھورنے اس کے سر پہ چپت لگائی۔اور ہنسنے لگی۔ البتہ اب زین کے لیے افسوس ہو رہا تھا کہ میرال سے کیسے بچے گا بیچارہ۔

"میرا مطلب تھا کہ اب میری بہن کے بھی شوہر ہونگے جو میرے جیجو ہونگے۔۔۔۔ ہائے میں اتنی خوش ہوں کہ مجھ سے صبر نہیں ہو رہا اپنی فرینڈز کو بتانے کے لیے کہ زین بھائی کی شادی میری اپنی بہن سے۔۔افففف نوال کنٹرول "

نوال تو خوشی سے پاگل ہونے کو تھی آئیڈیل جو اس کی بہن کو مل رہا تھا اور نوال کے حساب سے سب سے بیسٹ جوڑ تھا انکا۔

"تمہارے اس بھائی کو تو اب میں بتاؤں گی، بڑا شوق چڑا ہے نا شادی کا، لو فر کہیں کا لگے ہاتھ میرے اس کی تو ایسی کی تیسی۔"میرال کہنے کے ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑے ڈسٹینگ کے کپڑے کو زور سے دبوچ کے کچومر نکالنے میں مصروف تھی۔امل اور نوال نے دیکھ کے قہقہہ لگایا اور زین کے لیے آگے کی زندگی کی دعا کی۔

"خیر میرال وہ لو فر تو کہیں سے نہیں۔تم ایسے ہی غصہ کر رہی ہو۔"نوال نے سمجھانا چاہا۔

"تم چپ کرو، بڑی آئی اس کی سائیڈ لینے والی۔"میرال نے ڈپٹا۔

زین کی ماما جب گھر پہنچیں تو زین بے صبری سے ان کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ان کے پہنچتے

ہی وہ ان کی جانب لپکا۔سارا بیگم اور کمال صاحب اس کی جلد بازی پہ مسکرا اٹھے۔

"کیا کہا انہوں نے۔"زین نے بے صبری سے ہو چھا۔

"انکار کر دیا، کہہ رہی تھیں کہ لڑکی کو تم پسند نہیں ہو،اور اسی وجہ سے انکار کر دیا اب لڑکی کی رضامندی ہونا بھی ضروری ہے بھئی۔"سارا بیگم اداسی سے بولیں۔

"میرال کو نہیں پسند میں،واقعی ایسا کہا انہوں نے۔"زین نے حیرت سموئے پو چھا۔

"ہاں جی۔۔۔میرال کو ہی نہیں پسند تم اس نے ہمارے سامنے کہا ایسا جب ہم نے رشتے کی بات کی۔"کمال صاحب نے کہہ کے کندھے اچکائے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جانے دیں ماں،وہ بات کہنے سے پہلے عمل کرتی ہے اگر آپ لوگوں نے اس کے سامنے بات کی ہوتی تو اب تک وہ یہاں آ کے اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے منہ پہ بہت کچھ چھاپ کے جا چکی ہوتی۔"زین نے ہنس کے گویا ان کی بات ہوا میں اڑائی۔

"اچھا جی۔۔۔تو اب جناب اچھے سے جان چکے ہیں اپنی ہونے والی زوجہ محترمہ کو۔" سارا بیگم نے شرارت سے کہا۔

"جی بالکل، چلیں اب بتائیں کب کی ڈیٹ فائنل کی آپ لوگوں نے نکاح کی"زین

نے مسکرا کے پوچھا۔

"دیکھ رہی ہیں بیگم، کتنا اعتماد تھا کہ ڈیٹ لے کے ہی آئیں گے ہم۔ واہ کیا کہنے آپ کے بیٹا جی۔" کمال صاحب نے ہنس کے کہا تو زین نے مسکرا کے آنکھ ونک کی کہ ان کی بات سے مزا آیا ہو۔

"آج سے دو دن بعد نکاح کا آپ کا، تیاری پکڑ لیں۔" سارا بیگم نے خوشی سے کہا تو زین نے ان کو گلے سے لگایا۔

"کس کا نکاح اور کب۔؟" شیری نے اپنی انٹری ماری۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہارے بھائی کا اور کس کا۔" کمال صاحب نے جواب دیا تھکے ہوئے تھے اس لیے اپنے روم میں چلے گئے۔

"زین تو نے بے وفائی کی میرال جی کے ساتھ، شرم نہ آئی تجھے گھٹیا انسان، ایک لڑکی سے پیار محبت کے وعدے کر کے اب اپنا نکاح کرنے جا رہا، افسوس ہے مجھے تم پہ صد افسوس۔"

شیری نے دنیا جہاں کی اداسی اپنے چہرے پہ سجا کے کہا۔ بھلا زین نے جب کیے میرال

سے محبت کے وعدے۔

"اب پتا نہیں کیا ہو گا میری بڑی سالی صاحبہ کا۔" شیری بڑبڑایا جیسے اس کو واقعی افسوس ہو رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا تمہاری بڑی سالی صاحبہ کا، ان کا ہی نکاح ہے آپ کے بھائی سے وہ بھی دو دن بعد بیٹا جی۔" سارا بیگم نے شیری کو خوشخبری دی۔

"وہ مان گئیں، میں نہیں مانتا اگر میرال جی کو پتا ہوتا تو اب تک آپ کے بڑے سپوت کا چہرہ سوجا ہونا تھا جیسے شہد کی مکھیوں نے ان کے چہرے پہ پیار کیا ہو۔" شیری نے ان کو آگاہ کیا کہ میرال کتنی خطرناک ہے۔

"اب تم دونوں مجھ سے پٹ نہ جانا، زین کو بتایا تو اس نے بھی یہی کہا اور اب تم بھی، وہ اتنی پیاری بچی ہے کہیں سے نہیں لگتا کہ وہ مارنا جانتی بھی ہے ایویں تم دونوں پیچھے پڑے ہو اس کے۔" سارا بیگم نے برا مناتے ہوئے کہا دونوں کو جو ان کی بہو کو لڑاکا کہنا چاہ رہے تھے۔

"ارے میری بھولی ماں، ابھی آپ نے اس کو اصل ایکشن میں دیکھا ہی کہاں ہے، آپ

اپنے بڑے سپوت سے پوچھیئے گا کہ اس کا تھپڑ کیسا پڑتا ہے۔"شیری نے آنکھوں میں شرارت لیے زین کو دیکھ کے کہا جواب اسے گھور رہا تھا۔

"ویسے ماں آپ نے شیری کی تو بات نہیں کی ہو گی نا۔"اب زین نے شیری کو اس کا رشتہ یاد دلانا چاہا جو واقعی کارآمد ثابت ہوا۔

"واقعی ماں آپ میری بھی بات کرنے گئی تھیں، تو کیا میرا ابھی نکاح ہے میری وچ کے ساتھ، ہائے اللہ میری مراد پوری ہو گئی، اب میں کنوارہ نہیں مروں گا،

ماں شکریہ ماں آئی لو یو ماں، تم نے مجھے خوش کر دیا ماں، مجھے زندگی دے دی ماں، میرے پاس الفاظ نہیں ماں میں کیا کہوں ماں۔"شیری نے خوش ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی تھرڈ کلاس ایکٹنگ بھی جھاڑ دی اور اپنے خوشی کے جھوٹے آنسوں صاف کرتے ہوئے سارا بیگم کو گلے سے لگایا اور ان کا زور سے گال چوم لیا۔

"پیچھے ہٹو شیری، بے شرم لڑکے کوئی خوش ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ ایکٹنگ کرنے کی ابھی بس زین کا نکاح ہے تمہارا اس کی شادی کے بعد۔"سارا بیگم نے شیری کو مصنوعی سنجیدگی سے کہا تو وہ منہ بنا کہ بیٹھ گیا۔

"کیا مطلب میرا نہیں، ماں آپ کو سوچنا چاہیئے لڑکی کی عمر جا رہی ہے بوڑھی ہو جائے گی کیا تب شادی کرو گے اس کی، میرا کیا میں تو بوڑھا ہو کہ بھی جوان لگوں گا لیکن میری وچ کا تو خیال کریے۔" شیری نے صدمے سے اپنی ماں کو دیکھا جو اس کو ایک آدھ چھوٹا موٹا ہارٹ اٹیک تو دلانے والی تھیں۔

"کوئی عمر نہیں جا رہی اس کی چھوٹی ہے وہ ابھی۔ "

"اچھی بات ہے نا اپنی زمہداری سمجھ جائے گی اچھے سے، ویسے بھی زین کی شادی تو کروا رہے ہیں تو میرا بھی نکاح ساتھ ہی پڑھوا دیں۔" شیری نے سمجھانا چاہا۔

"ابھی بس نکاح ہے اس کا، شادی نہیں اور تمہارا نکاح بھی اس کی شادی کے بعد ہو گا "انہوں نے شیری کی حالت سے مزے لیتے ہوئے کہا۔ تو وہ منہ لٹکا کے بیٹھ گیا۔ سارا بیگم کو ہنسی آ گئی اس کی شکل دیکھ کے اور اس کا ماتھا چوم لیا۔

"میرا پیارا بچہ۔" انہوں نے پیار سے کہا تو زین مسکرا اٹھا ان کے پیار پہ البتہ شیری نے ناراضگی جاری رکھی۔

"ارے میری جان، آپ کی وچ کو بھی میں جلد ہی لے آؤں گی، بس پہلے آپ کی بڑی

سالی صاحبہ کی شادی ہو جائے پھر۔"انہوں نے شیری کو پیار سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ دونوں اپنا پیار زرا کم کریں میں بھی یہی پہ ہوں، خیال کیا کریں جوان اولاد بیٹھی ہے سامنے۔"زین نے زرا مصنوعی خفگی سے کہا البتہ آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

"تم دونوں بہت شریر ہو گئے ہو، بھلا ایسے کوئی اپنی ماں سے بات کرتا بے شرم" انہوں نے دونوں کو ڈانٹا۔

"ارے میری جان آپ تو جانتی ہیں ناں جلتا ہے یہ ہم سے۔"شیری نے آنکھ ونک کر کے کہا تو سارا بیگم نے اس کے کندھے پہ چپت رسید کی۔البتہ زین نے قہقہہ لگایا۔

"ویسے زین تو نا ایک ٹرک کی طرح ہے۔"شیری نے سنجیدگی سے کہا۔

"وہ کیسے؟"زین نے الجھ کے پوچھا، سارا بیگم بھی الجھیں۔

"جیسے ایک ٹرک کے رکنے سے ٹریفک رک جاتی ہے نا، اسی طرح تیری شادی نا ہونے کی وجہ سے میری شادی رکی ہوئی ہے۔"شیری نے اداسی سے کہا۔تو سارا بیگم

اور زین دونوں ہنس دیے۔

میرال ابھی بھی غصے میں تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کچھ کر لے اپنے ساتھ، اس نے کبھی کسی کو چاہا نہیں تھا اور نہ کبھی اپنی شادی کے بارے میں سوچا تھا وہ بھی عام لڑکیوں کی طرح ہی اپنی ماں کے فیصلے پہ ہاں کہنے والی لڑکی تھی۔وہ زین کے لیے بھی ہاں کہہ دیتی اگر اس کی وجہ سے اس کو باتیں نہ سننی پڑتی جو آئے دن آفس میں لوگ کر رہے تھے اور اگر اب وہ واقعی اس سے شادی کر لیتی تو لوگوں نے اس کو اپنا پسندیدہ موضوع بنا لینا تھا بات کا۔اسی لیے وہ غصے میں تھی ورنہ زین تو اس کو بھی اچھا لگتا تھا لیکن شادی کا اس نے نہیں سوچا تھا۔اور اب نے سوچ لیا تھا کہ اگر زین کی وجہ سے اس پہ کسی نے تبصرہ کیا تو ساری غلطی ہی زین کی ہو گی اور وہ اس کو چھوڑے گی نہیں۔

"میں کتنی خوش ہوں یہ سن کے کہ میرال کی شادی وہ بھی زین بھائی سے افففف۔"

مرحا بھی خبر سنتے ہی ان کے پاس پہنچ گئی۔

"تم اتنی لیٹ کیوں آئی؟"امل نے ٹائم دیکھا جہاں گیارہ بجنے والے تھے۔

"یار وہ آج کل لیٹ نائٹ کام زیادہ ہو جاتا اسی لیے، خیر چھوڑو اس بات کو یہ بتاؤ شاپنگ پہ کب جانا۔ "

مرحا نے خوشی سے میرال کے کندھے سے کندھے مارتے پوچھا۔اس وقت وہ چارو میرال کے ہی کمرے میں موجود اس کا سر کھا رہی تھیں اور بے زاریت کی مورتی بنی ان کی بکواس ملاحظہ فرما رہی تھی۔

"شادی نہیں ہو رہی میری بس نکاح ہو رہا مجھے نہیں کہیں جانا اور دفع ہو جاؤ تینوں سر کھا رہی ہو میرا۔"میرال نے گھور کے تینوں کو کہا تو وہ ہنس دی۔

"یار اتنے اچھے ہیں نازین بھائی کیا بتاؤں۔"نوال نے اپنی سوچوں میں زین کو تصور کر کے کہا۔

"کوئی اچھے نہیں ہیں ایک نمبر کا لوفر ہے وہ اور تمہیں کس نے میرے نکاح کی خبر پہنچائی ابھی تک تو میں نے بھی سہی سے اپنے کانوں کو خبر نہیں دی تھے۔"میرال نے غصے سے کہا اور مرحا کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔تو وہ گڑبڑا گئی۔

"وہ مجھے انہوں نے کال پہ بتایا تھا۔"مرحا نے معصومیت سے کہا تو امل نے شرارت

سے اسے دیکھا۔

"کس نے "

"وقاص نے کال پہ بتایا تھا۔"مرحا نے شرما کے جواب دیا۔

"جب میں پوچھتی تھی کہ وقاص سے بات ہوتی کہ نہیں تب تو الفاظ ہی مر جاتے تھے میڈم کے اور اب اپنے ان سے خبریں لیتی پھر رہی ہے۔"امل مے گھور کے کہا۔

"وہ تو بس۔۔۔۔۔مجھے اکثر کال کر کے خیریت پوچھ لیتے اور کچھ نہیں اور آج انہوں نے میرال اور زین بھائی کا بتایا تو میں فورن ادھر آگئی میں بہت خوش ہوں قسم سے۔"

پہلے شرم سے جواب دے آخر پہ پھر سے چہک کے بولی۔۔

"اب تو میرال بھی بنے گی دلہن، بتا میرو کیسا لگ رہا ہے اپنے ان کے بارے میں سوچ کے۔"

مرحا نے شرارت سے کندھا مار کے پوچھا وہ جو بیڈ کے کنارے اپنے گھٹنے فولڈ کر کے بیٹھی ان کی بکواس سن رہی تھی مرحا کے کندھا مارنے سے دھڑام سے نیچے گری۔اس کے گرنے پہ تینوں نے زندگی سے بھرپور قہقہے لگائے۔

"دفع، اٹھو اور نکلو ابھی کے ابھی میرے کمرے سے ورنہ زندہ نہیں بچو گی میرے ہاتھوں اور تو کرتی ہوں میں وقاص کو کال آ کے لے کے جائے تجھے، نکل۔" میرال نے تینوں کو دھکے مار کے کمرے سے فارغ کیا تو وہ تینوں ہنس کے اس کو چڑا کے نکل گئیں۔

میرال اپنے بیڈ پہ آ کے لیٹ گئی اور زین کے بارے میں سوچنے لگی۔

"لیکن اگر میرے بارے میں سوال اٹھے تو زین چھوڑنا میں نے بھی نہیں ہے ویسے اتنا برا بھی نہیں زندگی گزر ہی جائے گی۔" میرال مسکرائی اور سر جھٹک کر سونے لگی۔

صبح اٹھ کے جب سب ناشتے کی ٹیبل پہ ناشتہ کر رہے تھے تو چاروں لڑکوں نے اپنی انٹری ماری۔ امی کے کیے تو خوشگوار حیرت تھی فوراً آؤ بھگت میں لگ گئی۔ بھئی ہونے والے داماد آئے تھے۔

"آؤ بیٹا آپ بھی سب ناشتہ کر لو، بیٹھو۔ "

امی نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔میرا ل توان سب کے یہاں آنے پہ ہی حیران تھی۔ جبکہ نوال اب یونی جانے کے پر تولنے لگی کیونکہ اس کو پتا تھا کہ شیری نے اس سے پھر پنگا لے لینا جس کا جواب دینے کا نوال کا ابھی کوئی موڈ نہیں تھا اس لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اچھا امی میں چلتی ہوں میری وین بس آنے والے ہے،اور۔۔۔۔اور زین بھائی مبارکاں یونی سے آ کے سیلیبریٹ کریں گے۔"

امی کو کہہ کے زین کو خوشی سے مبارک دی اور باہر جانے لگی جب شیری کے الفاظ نے اس کے قدم روک لیے۔

"آنٹی اس کو آج میں چھوڑ آتا ہوں میں نے دیکھا تھا شاید اس کی وین جا چکی ہے۔ "

"ہاں بیٹا چھوڑ آؤ،اس کو پتا نہیں کب ہوش آئے گا صبح جلدی اٹھنے کا اب دیکھو یونیورسٹی لیٹ پہنچے گی،جاؤ نوال شیری چھوڑ آتا۔"امی نے گھور کے نوال کو کہا جواب کڑوے منہ بنا رہی تھی۔

"لیکن امی ابھی تو آئی ہی نہیں وین،اور اس کو کیسے پتا کہ وین جا چکی ہے۔"نوال نے

مشکوک سا ہو کے پوچھا۔

"نوال تمیز سے بڑا ہے تم سے آپ کہا کرو اسے اور جب وہ کہہ رہا ہے کہ چھوڑ آئے گا تو چلی جاؤ ویسے بھی لیٹ ہو رہا۔ "

امی نے سب کے سامنے ہی جھڑک دیا۔ تو وہ منہ بنا کے اور پیر پٹخ کے باہر کو ہو لی تو شیری بھی مسکرا کے نکل پڑا۔ البتہ سب شیری کی چالاکی پہ اش اش کر اٹھے۔

خزیفہ سکول جا چکا تھا۔

زین اور دانی آ کے میرال کے سامنے والی کرسیوں پہ بیٹھ گئے جبکہ وقاص مرحا کے ساتھ والی چیئر پہ بیٹھ کے اب آرام سے اسی کی پلیٹ سے پراٹھا کھانا شروع کر چکا تھا۔ مرحا تو حیرت کے مارے اس کا منہ تکتے رہ گئی جو سب کے سامنے ہی اس کا کھانا کھا رہا تھا وہ بھی جھوٹا۔ ان سب میں میرال لاتعلق سی ہو کہ بیٹھی رہی اور اپنا ناشتہ کرتی رہی جیسے اس سے ضروری اور کوئی کام نہیں۔

"کیا لو گے بچو۔" امی نے پوچھا تو زین اور دانی دونوں نے پراٹھا ہی کہا جبکہ وقاص نے کہا کہ وہ کھا رہا ہے۔

"امی مجھے بھی بنادیں۔" مرحا نے وقاص کو کھاتے دیکھ کے کہا تو وقاص نے گھورا۔

"یہی کھالیں میرے ساتھ ہی، پیار بڑھتا ہے" وقاص نے تھوڑا اس کی جانب ہو کے شرارت سے کہا تو مرحا کچھ کہہ نہ سکی۔

سب اسی کو دیکھ رہے تھے تو وہ چپ چاپ کھانا شروع ہو گئی۔ امی ان کو اس طرح کھاتے دیکھ کے مسکرادیں اور ان کی خوشیوں کے لیے دعا کی۔

"امی میرا ہو گیا میں جا رہی ہوں اور آج مجھے واپسی پہ آتے تھوڑی دیر ہو جائے گی پریشان نہیں ہونا۔" کہہ کے اپنی چیزیں اٹھانے لگی جب زین نے اس کو مخاطب کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرال آج آفس سے آف کرو میں نے آف لے لیا ہے کیونکہ آج سب کا ہماری شادی کی شاپنگ کا پلان ہے، پرسوں شادی ہے تو اس سب کے لیے پھر ٹائم نہیں بچے گا "۔

زین نے نارملی کہا جیسے ان میں بہت پرانی دوستی ہو۔ زین جانتا تھا کہ میرال ابھی اس رشتے کے لیے تیار نہیں ہے اور اس نے کل کیا ری ایکٹ کیا ہو گا لیکن وہ چاہتا تھا کہ میرال پورا حصہ لے شادی کی تیاریوں میں تاکہ سب اس کی مرضی کا ہو۔ لیکن جس

طرح میرال نے اگنور کیا اس کو لگ رہا تھا کہ ابھی وہ اس پہ پھٹ پڑے گی اور اس کی ہونے والی ساسو ماں کے سامنے اس کی عزت کا فالودہ بن جائے گا۔

"شادی نہیں صرف نکاح۔ "

میرال مڑ کے زین کو دیکھ کے دانت پیس کے بولی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک رکھ کے لگائے اسے جو اس سے پوچھے بغیر آفس میں آف کے لیے کہہ آیا تھا۔ میرال کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے نکاح کی بات آفس میں کسی کو نہیں بتائے گی لیکن یہاں پہ تو زین صاحب شاید اس کی سوچ جانتے تھے اسی لیے پہلے ہی بتا آئے کہ ہمارے نکاح کی وجہ سے میرال دو تین دن نہیں آئے گی۔

"چلو نکاح کے لیے بھی راضی ہو گئی میرے لیے اتنا کافی ہے شادی کے لیے بھی ہو جاؤ گی۔" زین نے خودی سے سرگوشی میں کہا۔

"ہاں جی نکاح ہی، اسی کے لیے دوپہر کو چلتے ہیں ابھی صبح ہے اور سردی بھی بہت ہے تو دوپہر میں جائیں گے نوال کو بھی لے لیں گے۔" زین نے پراٹھے کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے بغیر میرال کی طرف دیکھے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جب جانا ہو تو بتا دیجئے گا۔" میر ال نے اتنا کہا اور اپنے کمرے کی جانب چل دی۔ امل اور مرحا کے ساتھ ساتھ زین کو بھی حیرت ہوئی کہ یہ کچھ بولی کیوں نہیں۔ جبکہ دانی آرام سے ناشتہ کرنے میں مگن تھا۔

"ندیدہ کہیں کا۔" امل نے کڑھ کے کہا تو دانی نے ایک نظر امل کو دیکھا اور اپنی آنکھ ونک کی۔ امل تو بوکھلا ہی گئی اس کی حرکت پہ اور ٹیبل سے چیزیں سمیٹنے لگی۔ دانی مسکرا اٹھا۔

"آپ بھی تیار رہیے گا شاپنگ پہ جانے کے لیے اوکے۔" وقاص نے مرحا کو کہا تو وہ جی اچھا کہہ کے امل کے ساتھ چیزیں سمیٹنے لگی، ناشتہ وہ لوگ اب کر چکے تھے۔

oooooooooooooooooooo

گاڑی میں بالکل خاموشی تھی۔ نوال چپ کر کے گاڑی کے باہر دیکھ رہی تھی جبکہ شیری چاہ رہا تھا کہ وہ اس سے بات کرے۔

"تم زرا لڑکوں سے دور رہا کرو یونی میں" جب مزید خاموشی کا دورانیہ لمبا ہوا تو شیری بول پڑا۔

"کیوں آپ کو کیا مسئلہ ہے" نوال نے غصے سے گھور کے پوچھا۔

"مجھے بہت بڑے مسئلے ہیں لہذا جتنا کہا ہے اتنا کرو اور اس دن والے لڑکے کے ساتھ مجھے تم دوبارہ نظر نہ آؤ ورنہ وہ تو اپنی جان سے جائے گا ہی ساتھ تمہارے لیے بھی بہت برا ہو گا۔"

شیری نے سنجیدگی سے جواب دیا۔جو کہ دھمکی زیادہ تھی۔نوال کو اس کے لہجے میں کہیں بھی مزاق کی کوئی رمک نہ دکھی۔نوال کو شیری کی دماغی حالت پہ شک ہوا جو بڑے آرام سے کسی کو مارنے کی بات کر رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ نوال کچھ کہتی یونیورسٹی آگئی اور شیری نے گاڑی روک دی۔

"واپسی پہ میں ہی تمہیں پک کروں گا تو وین میں جانے کی ضرورت نہیں۔" اتنا کہہ کے شیری نے گاڑی بھگادی۔نوال تو حیرت سے دور جاتی گاڑی کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیا بکواس کر کے گیا مجھ سے۔" نوال اس کی باتوں کو کسی خاطے میں لائے بغیر سر جھٹک کے اندر کی جانب ہولی۔

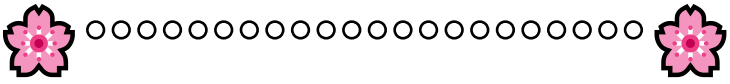

دن کے بارہ بجے دسمبر کے مہینے کا آغاز، ہلکی ہلکی دھند کا ابھی بھی سڑکوں پر بسیرا تھا۔ لیکن سڑکوں پہ معمول کی طرح گاڑیاں اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھیں۔

اس وقت میرال بھی زین کے ساتھ شاپنگ کرنے نکلی تھی ساتھ ہی امل اور مرحا بھی تھیں جو کہ دانی اور وقاص کے ساتھ دوسری گاڑی میں تھیں۔ میرال نے بھی ان کے ساتھ جانا چاہا لیکن انہوں نے منع کر دیا۔ تو مجبوراً میرال کو زین کے ساتھ ہی آنا پڑا۔ میرال سڑک کے باہر دیکھ رہی تھی خاموشی سے، گاڑی میں مکمل خاموشی تھی جس کو زین کی آواز نے توڑا۔

"ابھی کچھ دنوں کے لیے کیس سے اپنا دھیان ہٹالو اور ریلیکس ہو جاؤ کیونکہ بعد میں ریلیکس ہونے کا ٹائم نہیں ملنا۔" زین نے بغیر دیکھے کہا۔

"مطلب آپ یہ نکاح اپنا دھیان ہٹانے کے لیے کر رہے ہیں۔" میرال نے اس کی جانب گھوم کے بھنویں اچکا کے پوچھا۔

"ناں! اپنا دھیان لگانے کے لیے۔ "

"کہاں پہ؟" حیرت بھرا سوال۔

اس کے سوال پہ زین نے میرال کی طرف گہری نظروں سے مسکرا کے دیکھا تو مطلب سمجھ کے میرال نظریں پھیر گئی اور پھر سے باہر دیکھنے لگی۔ میرال کو اس جواب کی امید نہیں تھی وہ تو سمجھی تھی کہ شاید کیس کا ہی زکر کرے گا۔

"سمجھدار ہو کافی۔" زین نے شرارت سے کہا تو میرال گھور بھی نہ سکی کیونکہ وہ پھر اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا میرال نے اگنور کرنا ہی بہتر سمجھا۔

باقی رستے زین کچھ نہ بولا اور مال کے سامنے لا کے گاڑی روکی میرال اتری تو زین گاڑی پارک کرنے کے لیے چلا گیا تب تک میرال وہی رکی تھی۔ زین واپس آیا تو وقاص کے ساتھ باقی سب بھی آ گئے تو وہ اندر کی جانب بڑھے۔

شیری صبح نوال کو چھوڑ کے ضروری کام سے چلا گیا تھا اور واپسی پہ نوال کو اس نے ساتھ ہی لانا تھا۔

اندر جا کے تو میرال کو کچھ سمجھ نہ آئے کہ کیا خریدے کیونکہ وہ سب برائیڈل شاپ پہ تھے جہاں پہ بہت ہیوی ڈریسز تھے اور میرال کبھی بھی نہ پہنتی ایسے کپڑے۔ مرحا اور امل تو مختلف قسم کے جوڑے رکھ رہی تھیں اس کے آگے لیکن اس کو پسند نہیں آ رہے تھے۔

"یار نکاح ہے تو کوئی ہلکا پھلکا سا جوڑا دیکھو یہ تم دونوں کیا مجھے انار کلی کے جوڑے دکھائی جا رہی ہو۔"میرال نے منہ بنا کے کہا۔

"تو یار تم بھی دیکھو، ہم ہی دیکھی جا رہی ہیں۔"امل نے کہا تو میرال اٹھ کہ ایک جگہ پہ جا کے دیکھنے لگ گئی۔

تھوڑا ڈھونڈنے کے بعد اس کو ایک وائٹ کلر کا ڈریس نظر آیا جو کہ ایک غرارہ شرٹ تھا۔ جس پہ آف وائٹ پرل سے کام کیا گیا تھا۔ بارڈرز پہ کافی چوڑا پرل سے نفیس کام گیا تھا جبکہ گلے پہ بس ایک پٹی بنی تھی غرارہ بھی آف وائٹ کلر کا تھا اور ہیوی ڈوپٹہ جس کا شرٹ کی طرح بارڈر چوڑا تھا۔ میرال کو وہ بہت اچھا لگا۔

"Nice choice,I like it , did you wanna to buy this one ?"

زین کو بھی نکاح کے لیے مناسب لگا اور میرال کے انتخاب کو سراہا۔ اصل میں وہ بھی وائٹ شلوار قمیض پہننے کا ارادہ رکھتا تھا اور اب تو اتفاق سے میرال کو بھی سفید ہی پسند آیا تو زین چاہتا تھا کہ یہی خرید لے اس سے پہلے میڈم کا ارادہ بدلے۔

"Yeah, it's quit suitable for nikah, I'll buy this".

میرال نے بھی مسکرا کے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔تم ان لوگوں کو پاس جاؤ میں پیمنٹ کر کے آتا ہوں۔"زین کہہ کے جانے لگا جب میرال نے اس کو آواز دی۔

"جی۔"زین نے مڑ کے پوچھا۔

"یہ میرا ڈریس ہے تو اس کی پیمنٹ بھی میں ہی کروں گی۔"میرال نے مسکرا کے کہا اور جانے لگی۔

"نہیں جناب یہ جوڑا میری طرف سے ہے آپکی پسند کا، شاپنگ پہ میں لایا ہوں تو پے بھی میں ہی کروں گا۔"زین نے مسکرا کے کہا اور بغیر اس کی سنے کاؤنٹر کی طرف چل پڑا۔میرال بھی سر جھٹک کے مرحا کے پاس چلی گئی۔

پیمینٹ کر کے زین انہیں کی طرف آگیا اور وہ مل کے اب فوڈ ایریا کی طرف بڑھ گئے کہ تب تک شیری اور نوال بھی آجاتے۔

شیری کام سے فارغ ہو کہ نوال کو لینے پہنچا۔ گاڑی پارک کر کے اندر کی جانب بڑھا اور ساتھ ہی نوال کا نمبر ڈائل کیا۔

"آجاؤ جلدی میں باہر گراؤنڈ میں ویٹ کر رہا ہوں۔" نوال کا ہیلو سنتے ہی اپنی بات کہہ کے اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

تھوڑی دیر بعد شیری کو نوال آتی ہوئی دیکھائی دی لیکن آج پھر وہ لڑکا اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ شیری کا دل کیا کہ اس لڑکے کو ابھی جان سے مار دے۔ لیکن اب نوال اس سے کوئی بات نہیں کر رہی تھی البتہ وہ لڑکا خود ہی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

نوال آئی تو شیری نے گاڑی سٹارٹ کی۔

"کونسا کلر لو گی فنکشن کے لیے۔" شیری نے نوال کی جانب دیکھ کے پوچھا جو موبائل میں بزی تھی۔

"میں ب۔۔۔۔ کیوں؟" وہ جو بے دھیانی میں بولنے ہی والی تھی پھر رک گئی اور گھور کے شیری کو دیکھا۔

"ظاہر سی بات میری جان کہ ہم ایک لولی کپل کی طرح میچنگ کریں گے۔"شیری نے آنکھ دبا کے کہا۔

"پہلی بات تو تم مجھے ان بیہودہ الفاظ سے بلانا بند کرو اور دوسرا کونسا لولی کپل، بھائی صاحب میں آپ کو جانتی بھی نہیں آپ تو ڈرائیور نہیں جن کو زین بھائی نے بھیجا۔" پہلے جملے دانت پیس کے ادا کیے آخر پہ لہجہ معصومیت سے بھرا ہوا اپنایا۔

"استغفراللہ لڑکی بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو اپنے سر تاج کو کوئی اس طرح کہتا اگر تم پڑھ نہ رہی ہوتی تو پرسوں تمہارا بھی نکاح پڑھوایا جانا تھا میرے ساتھ پھر خیر مناتی تم ۔"شیری نے دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"منہ دھور کھو اپنا، میں اگر نہ بھی پڑھ رہی ہوتی تب بھی تم سے شادی نہ کرتی، بوڑھی بھی ہو جاؤں تب بھی نہیں، بڑا آیا میرا سر تاج۔"منہ کے ٹیڑھے میڑھے ڈیزائن بنا کے کہتی شیری کو قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔

"چلو دیکھ لیں گے کتنی بوڑھی ہوتی ہو۔"معنی خیزی سے کہتا گاڑی مال کے پارکنگ میں روکی اور اتر کے نوال کو ساتھ لیے اندر کی جانب ہو لیا۔

ان کے آنے تک وہ سب ایک کپ کافی پی چکے تھے۔میرال ابھی تک خاموش تھی وہ زیادہ بات نہیں کر رہی تھی زین کو یہی بات کھٹک رہی تھی کہ یہ اتنی چپ کیوں ہے۔

دانی مرحا کو موبائل پہ کچھ دکھا رہا تھا جو وہ غور سے دیکھ رہی تھی ساتھ امل بھی غور سے دیکھ رہی تھی۔جب اچانک وہ دونوں زور سے چیخیں۔

"دانی بھائی ایک نمبر کے برے انسان ہیں آپ، حد ہے کوئی اس طرح کرتا لڑکیوں کے ساتھ۔"مرحا روہانسی ہو کے بولی ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی وہ رو دینے والی ہے،امل غصے سے اب گھور رہی تھی دانی کو جو ان کے چیختے ہی قہقہہ لگا اٹھا تھا اور اب تک اپنی ہنسی روکنے میں ناکام ہو رہا تھا۔

"بدتمیز، شرم ہی نہیں ہے، اتنی بری طرح ڈرایا ہمیں۔"امل منہ میں بڑبڑائی جو دانی نے سنی اور پھر زور و شور سے ہنسنا شروع کر دیا۔

میرال کو جب سمجھ آئی تو وہ بھی مسکرا اٹھی۔

دانی کے اس طرح ہنسنے سے مرحا رونا شروع ہو گئی۔دانی نے ان کو ایک ڈراؤنی ویڈیو دکھائی تھی شروع میں تو بس ایک تصویر تھی لیکن تھوڑے سیکنڈ بعد وہ ایک خوفناک

چہرہ بن کے سامنے آگیا۔چونکہ مرحا پاس تھی تو وہ بہت زیادہ ڈر گئی۔

اور اب وہ اپنے آنسوؤں کو روک نہ پائی۔وقاص تڑپ کے آگے بڑھا اور اس کو اپنے ساتھ لگایا۔

"فٹے منہ دانی،تجھے یہیں ملتی ہیں مزاق لے لیے۔

"Don't cry Mirha ,that was just a video."

"یار مجھے کیا پتا تھا کہ ڈاکٹر کا اتنا سا دل ہے جو اتنی سی بات پہ ڈر گئی۔"دانی نے مسکراہٹ چھپا کے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دانی باز آجا ایک تو اور وہ تیرا استاد پتا نہیں کہاں سے سٹاک لے آتے ہو ایسی فضول حرکتوں کا،وہ نوال بیچاری کے پیچھے پڑا رہتا اور اب تو بھی۔"زین نے سیریس ہو کے کہا۔

"خیر بیچاری تو وہ کہیں سے نہیں۔"میرال نے جواب دیا تو اس بار زین بھی ہنس دیا۔

"میں ٹھیک ہوں،آپ۔۔۔۔آپ پیچھے ہوں"مرحا نے مری سی آواز میں کہا کیونکہ ابھی تک وقاص نے اس کو اپنے ساتھ لگایا ہے۔

"واقعی ٹھیک ہیں آپ۔" وقاص نے فکر مندی سے پوچھا تو وہ ہلکا سا مسکرا کے سر ہلا گئی تو وقاص پیچھے ہٹا۔

تبھی شیری اور نوال بھی ان کے پاس آ گئے اور شیری نے آتے ہی کھانے کا آرڈر کر دیا۔

"صبر کر جا شیری کتنا کھاتا ہے تو، پہلے جس کام کے لیے آئیں وہ کر لیں پھر کھا لینا۔" زین نے جھڑکا۔

"حد ہے یار زین ایک تو تیرے لیے اتنی دیر سے بیٹھے ہیں اوپر سے تو ہمیں آنکھیں دکھا رہا ہے بھلائی کا زمانہ ہی نہیں بھائی اب تو میں جا رہا ہوں آ جا شیری نکلیں یہاں سے۔" دانی تو تپ گیا اور ایکٹنگ کر کے شیری کو بھی ساتھ آنے کی دعوت دی اصل میں انہوں نے کھانے ہی جانا تھا۔

"بیٹھے رہو دونوں ورنہ یہاں کا لحاظ بھی نہیں کرنا میں نے اور تم دونوں اپنا سوجا ہوا منہ لے کے بیٹھے ہوئے ہو گے۔" زین نے سنجیدگی سے دھمکی دی۔

"لو جی اب آرمی والے کو کھلے عام دھمکی مل رہی ہے۔" شیری نے افسوس سے دانی

کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے کہا جیسے مجھے ہمدردی ہو۔

"پلیز یار جلدی کریں میں تھک گئی ہوں۔" میرال نے جب دیکھا کہ شیری اب پھر ان تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو فوراً منہ پہ مصنوعی بے زاریت لا کے بولی۔

"ہاں چلتیں ہیں اگر تم دونوں نے ادھر ہی مرنا تو مرو۔" زین کہہ کے جانے لگا تو دونوں اس کے پیچھے دوڑے۔

پھر سب نے مل کے باقی کی شاپنگ بھی کی شیری نے بہت کوشش کی کہ اسے نوال کے ڈریس کا کلر پتا لگ جائے لیکن اس نے بھی زرا خبر نہیں ہونے دی کہ کیا لیا اور کس رنگ کا لیا۔

شیری بھی دو ہاتھ آگے تھا امل بیچاری کو باتوں میں لگا کے پوچھ لیا۔ اپنے لیے وہ پہلے ہی لے چکا تھا لیکن اب وہ میچنگ کرنا چاہ رہا تھا میرال کو چڑانے کے لیے۔

امل سے اس کے جوڑے کا رنگ پوچھ کہ دانی کو بھی بتا دیا۔ وقاص نے اپنی پسند سے مرح کے لیے لیا تھا۔

oooooooooooooooooooooooo

آج پھر اسکا آدمی اس کے سامنے موجود تھا اس کو اپنی ہلکی پھلکی کامیابی کا بتانے۔

"سر یہ ان کی بہنوں کا پتا چلا ہے۔" اس نے کچھ انفارمیشن اس کے آگے رکھی۔

"تو پھر کچھ کیا یا پھر مجھے ابھی بتا ہی رہے ہو۔" وہ مکروہ انسان غصے سے پھنکارا۔

"جی سر ہمارے آدمی اپنے کاموں میں لگ گئے ہیں۔ آپ بتائے اب آگے کیا کرنا ہے۔" آدمی مؤدب سا بولا۔

"موقع دیکھ کے اٹھالو ان میں سے کسی کو اور لے جاؤ اپنے کام لے لیے ویسے بڑا ہی کوئی کمینہ ہے جو یک بار میں سمجھتا نہیں، لگتا ہے اب کچھ کرنا ہی پڑے گا۔" وہ مکروہ ہنسی ہنس کے گویا ہوا۔

"جی سر بس موقع اب ہمیں ملنے ہی والا ہے بہت جلد پھر یہ چڑیاں ہمارے قبضے میں ہونگیں۔"

اس کا آدمی بھی آنکھوں میں چمک لے کے بولا۔

"اب مجھے شکل تب دکھانا جب تو ان کلیوں کو حاصل کر چکا ہو، اب شکل گم کرو اپنی۔" سرد لہجے میں کہہ کے اپنے سگھار سے کش لینے لگ گیا۔

گھر پہنچے تو رات کے آٹھ بج رہے تھے سب بہت زیادہ تھک چکے تھے اب ان سب کو چائے کی طلب ہو رہی تھی۔

"نوال میری جان زرا چائے تو پلا دو۔" شیری نے اپنے ساتھ بیٹھی نوال سے کہا جو خود صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کے بیٹھی تھی۔

"مجھے ان ناموں سے مت بلایا کرو سمجھ نہیں آتا کیا تمہارے اس بھوسے سے بھرے ہوئے دماغ کو۔" نوال نے غصے سے کہا تو شیری نے دل پھینک انداز میں اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔

"ہائے یہ غصہ یہ ادائیں، کبھی جان لے لیں گی میری، کچھ رحم کیا کرو میری جان اپنی اس جان پہ۔" شیری نے آنکھ دبا کے کہا تو نوال کو یہاں سے جانا ہی بہتر لگا اسی لیے اٹھ کے کچن میں چلی گئی۔

باقی تینوں لڑکیاں تو پہلے ہی جا چکیں تھی۔ شیری اب سنجیدگی سے زین کی پرف متوجہ ہوا۔

"میں نے اس کی لوکیشن چیک کرنے کی کوشش کی تھی لیکن دو دن پہلے کی ناران میں شو ہوئی اس کے بعد رابطہ بند ہے۔" زین کے ساتھ ساتھ وقاص اور دانی بھی متوجہ ہوئے۔

"میں بھی اس کی حرکات پچھلے دو ہفتوں سے نوٹ کر رہا ہوں، اب وہ شاید احتیاط سے کام لے رہے ہیں۔" دانی نے بھی آگاہ کیا۔

"زین میں سوچ رہا تھا کہ یونی میں لیکچرار بننے کے بجائے میں ایک سٹوڈنٹ کی حیثیت سے جاؤں، مجھے لگ رہا اس طرح میں اس لڑکے پہ نظر نہیں رکھ پاؤں گا ہر وقت کی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جس لڑکے کو شیری نے نوال کے ساتھ یونی میں دیکھا تھا دراصل اس لڑکے پہ ان سب کو شک تھا۔ بعد میں ان کو پتا چلا کہ وہ سب ان پہ نظر رکھے ہوئے ہیں۔ آج مال میں بھی شیری نے اسی لڑکے کو دیکھا جو نوال سے بات کر رہا تھا۔ اور اس کا شک اب یقین میں بدل گیا۔ پہلے وہ ایک لیکچرار بن کے نوال کی نگرانی کرتا لیکن اب وہ چاہ رہا تھا کہ اس کا کلاس فیلو بن کے رہے۔ لگے ہاتھوں اپنی وچ کا دیدار بھی نصیب ہو جاتا، اپنا کام بھی اور اپنا فرض بھی نبھا لیتا مطلب تنگ کرنا۔

"لڑکے پہ نظر رکھنی ہے یا نوال پہ وہ بھی گندی والی نظر۔" وقاص نے حساب برابر کیا ،شیری نے بھی اس کو یہی کہا تھا کہ وقاص نے گندی والی نظر رکھی ہے۔

"صاف والی۔۔۔پہلی نظر میں ہی مجھے وہ اپنی بیگم دکھی تھی۔" شیری نے دلکش مسکراہٹ سے کہا۔

"تبھی اپنے موبائل میں تو نے بیگم ٹوبی لکھا ہے اس کے نمبر پہ۔" دانی نے مشکوک ہو کے پوچھا۔آج ہی اس نے اس کا موبائل چیک کیا تو سب سے پہلے نمبر پہ بیگم ٹو بھی لکھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری کو جب پتا چلا کہ اس کی ماں بھی راضی ہے نوال سے تو فوراً سے پہلے اپنے موبائل میں "Brown eyed witch" سے " Beghum to be " لکھ دیا۔

"ظاہر سی بات ہے۔۔۔جو ہے وہ لکھو شرمانے کی کیا بات ہے،اب تمہاری طرح تھوڑی ہوں میں۔۔۔۔تم جو روز کھڑکیوں کی طرح امل جی کو گھور گھور کے دیکھتے ہو اللہ معافی اپنی اپنی بہنوں کو میرا مطلب بیگمات کو چھپا کے رکھو اس سے۔" شیری نے وقاص اور زین کو رازدارانہ انداز میں کہا۔

"شرم کر شیری۔۔۔۔بات کیا کر رہا تھا اور کہاں لے گیا۔"زین نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں یار بتا میں بہت پریشان ہوں اس بارے میں۔"شیری نے فکر مندی سے کہا تو وقاص نے گھورا۔

"ابھی گدھوں کی طرح دانت نکال رہا تھا اور کہہ رہا کہ بہت پریشان ہے۔"دانی نے وقاص کے کان میں سرگوشی کی تو وہ ہنس دیا۔

"دانی۔۔۔۔"زین نے گھور کے دیکھا تو وہ دونوں چپ ہوئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں ٹھیک ہے شیری تم پڑھنے کی تیاری کرو پھر۔۔۔۔۔میں پرنسپل سے بات کروں گا۔"زین نے کہا تو شیری نے اب غور کیا کہ "پڑھنا" بھی پڑے گا اب۔

"لو یہ کون سی مصیبت مول لے لی میں نے۔"شیری نے افسوس سے سوچا۔

میرال سب چیزیں سمیٹ کر جب سونے کے لیے لیٹنے لگی تو کچھ یاد آنے پہ وہ اٹھ کھڑی ہوئی،دوبارہ الماری کھولی اور کپڑوں والا بیگ باہر نکالا ساتھ ہی اس میں ایک سرخ چھوٹی سی ڈبیہ موجود تھی میرال حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جب ڈبیہ کھولی تو اندر ایک چھوٹی سی چٹ تھی جس پہ لکھا تھا کہ "اگر نکاح والے دن تم یہ پہنو گی تو دل سے خوشی ہو گی یہ جان کر کہ تم اس رشتے سے راضی ہو۔ "

وہ زین کی لکھائی کو اچھے سے جانتی تھی۔چٹ پڑھ کے وہ اور الجھ گئی۔

چٹ کے نیچے دیکھا تو ایک خوبصورت سا باریک سی چین والا گولڈ کا لاکٹ تھا جس پہ دو چھوٹے سے دل بنے تھے۔

میرال لاکٹ دیکھ کے مسکرا دی۔پاگل کہیں کا۔

اور ڈبیہ کو بند کر کے احتیاط سے اس نے پھر سے الماری میں سنبھال کے رکھ دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال کے دل میں زین کے لیے ایک الگ ہی جذبہ پیدا ہو رہا تھا،وہ جب بھی اس کے بارے میں سوچتی تو لب اپنے آپ ہی مسکراہٹ میں ڈھل جاتے۔شاید نکاح کی طاقت ہی اس کے دل میں ایک خوبصورت احساس جگا رہی تھی۔اللہ نے اگر اس کے دل میں پہلے کسی کے لیے محبت نہیں ڈالی تھی تو وہ اسی لیے تھی کہ وہ اپنے محبوب شوہر سے محبت کرے۔جب بھی وہ اپنے آنے والی زندگی کے بارے میں سوچتی تو عام لڑکیوں کی طرح ہی اپنے خواب بنتی اور ایک خوشحال زندگی دیکھتی،یہی سوچتے سوچتے

نیند مہربان ہو گئی اس پر۔

مرحا اپنے گھر آ کے اب فریش ہونے کا ارادہ رکھتی تھی لڑکوں نے اسے گھر چھوڑ دیا تھا ۔ابھی وہ شاور لے ہی رہی تھی جب اس کو میڈ کی آواز آئی۔

"بٹیا وہ تمہارے کوئی مہمان آئے ہیں۔ "

مرحا نے حیرت سے سوچا کہ اس وقت کونسے مہمان ہیں اس کے جو اس سے ملنے آ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا آنٹی آپ ان کو ڈرائینگ روم میں بٹھائیں میں بس تھوڑی دیر میں آئی۔" مرحا اندر سے ہی بولی تو وہ جی اچھا کہہ کے چلی گئیں۔

پانچ منٹ بعد مرحا باتھ روم سے باہر نکلی، بالوں کو تولیے سے رگڑتے اس نے کمرے میں موجود کسی کی موجودگی کو محسوس نہ کیا اور بغیر ڈوپٹے کے ڈریسنگ کے آگے جا کے کھڑی ہو گئی اور جیسے ہی اس نے اپنے بالوں کو تولیے سے آزاد کرایا اس کی نظر بیڈ کی دوسری جانب موجود صوفے پہ بیٹھے شخص پہ پڑی تو اے اختیار اس کے منہ سے چیخ

برآمد ہوئی۔

وقاص نے پھرتی سے آگے بڑھ کے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اس کی چیخ کا گلا گھونٹا۔

"کیا کر رہی ہیں آپ، کیوں کسی کو شک میں ڈالنا کہ میں آپ کے گھر میں زبردستی گھسا ہوں۔" وقاص نے سنجیدگی سے کہا تو مرحا نے اس کے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا۔

"ہٹا رہا ہوں یار لیکن چیخنا نہیں۔" وقاص نے کہہ کے اپنا ہاتھ ہٹایا تو مرحا اس سے ایک قدم پیچھے ہوئی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں وہ بھی اس وقت۔" مرحا نے گھبرا کے پوچھا۔

"کیوں اپنی بیوی سے نہیں مل سکتا کیا میں؟" وقاص نے مرحا کو بازو سے پکڑ کے اپنے قریب کیا اور جو بال مرحا نے نامحسوس انداز میں ڈوپٹہ نہ ہونے کی وجہ سے آگے کیے تھے وقاص نے نرمی سے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے کیا کیونکہ وہ اس کا چہرہ چھپا رہے تھے، جو وقاص کو بالکل اچھے نہیں لگ رہے تھے۔

"مل۔۔۔ مل سکتے ہیں لیکن آپ اتنی رات کو یہ۔۔۔۔" آگے کا کچھ بولا ہی نہ گیا جب وقاص نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اس کی گال پہ ہونٹ رکھ دیئے۔

"میں دن میں ملوں یا رات میں آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔" وقاص نے سنجیدگی سے کہا اور مرحا کے دونوں ہاتھ اپنے کندھے پر رکھ کے اب اس کو ماتھے کو اپنے لبوں سے چھوا۔ مرحا وقاص کے قریب آ کے کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہی۔ چہرے پہ حیا کے رنگ بھکر گئے تھے۔

"کوئی اعتراض ہے آپ کو؟" محبت سے پوچھا گیا سوال۔

"نہ۔۔۔ نہیں نہیں۔" نظریں جھکا کے فرمانبرداری سے جواب دیا۔

"ہونا بھی نہیں چاہیئے۔" اس سے پہلے کہ وہ اور شرارت کرتا باہر سے میڈ کی آواز آئی اور مرحا فوراً اس سے الگ ہوئی البتہ وقاص اس کی شرم و حیا محسوس کر کے گہرا مسکرایا۔

"بٹیا! کھانا باہر لگا دوں یا پھر کمرے میں کھانا کھائیں گے آپ دونوں۔ "

"آ۔۔۔ آنٹی آپ کھانا باہر ٹیبل پہ لگا دیں یہ جانے لگے ہیں۔" مرحا نے ہکلاتے ہوئے کہا کیونکہ وقاص ابھی بھی اس کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا جس سے وہ کنفیوز ہو رہی تھی۔

"میں آپ کے ساتھ کھانا کھا کے جاؤں گا آپ ٹینشن نہ لیں۔" وقاص نے اونچی آواز میں کہا کہ آنٹی بھی سن لے اور بیڈ پہ پڑا مرحا کا ڈوپٹہ پکڑا اور مرحا کے قریب آ کے اس کے کندھوں پہ ڈال دیا۔ وقاص نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ ڈوپٹے کے بغیر اس کے سامنے کھڑی کمفرٹیبل فیل نہیں کر رہی ہے۔

"اسی بات کی اب ٹینشن ہے کہ آپ میرے ساتھ کھانا کھائیں گے" مرحا نے دل میں سوچا اور میڈ کو آواز لگائی۔

"آپ ٹیبل پہ۔۔۔۔۔کمرے میں کھانا لے آئیں۔" مرحا باہر کا کہنے لگی تھی کہ زرا دور رہ کے کھانا کھا لے گا لیکن وقاص نے اس کے کان کے نزدیک آ کے سرگوشی میں کمرے میں لانے کو کہا۔

"جی ٹھیک ہے۔" میڈ کہہ کے چلی گئی۔

وقاص پھر سے اس کے بے حد قریب کھڑا تھا۔

"آآ۔۔۔آپ زرا پیچھے ہوں" مرحا نے گھبراتے ہوئے کہا کیونکہ وقاص پھر سے اس کی کمر پہ بازو حمائل کر چکا تھا۔ اور اب اس نے اس کی گردن پہ پہنے اپنے نام کے لاکٹ

پہ لب رکھے تو مرحا کی جان پہ بن گئی۔

"و۔۔۔وقاص پیچھے ہٹیں آن۔۔۔آنٹی آجائیں گی پلیز۔۔"مرحا نے روہانسی ہو کہ کہا کیونکہ وقاص اپنی گرفت مضبوط کر چکا تھا۔

"بیٹے میں اندر آجاؤں۔"باہر سے میڈ کی آواز آئی۔

"جی۔۔۔جی آجائیں۔"اس سے پہلے وقاص کچھ کہتا مرحا نے فوراً کہہ کے اپنی جان چھڑائی اور وقاص سے پانچ فٹ کے فاصلے پہ کھڑی ہو گئی۔

وقاص اس کی چالاکی پہ قہقہہ لگا اٹھا۔تبھی میڈ اندر آئی اور صوفے کے پاس ٹیبل پہ کھانا رکھ کے چلی گئی۔

"کچھ پہن لیں اوپر سردی لگ جائے گی۔"وقاص نے مرحا کو ایسے ہی کھڑے دیکھا تو کہا۔مرحا یہی تو چاہتی تھی بھاگنا فوراً سے پہلے ڈریسنگ میں غائب ہو گئی۔

وقاص اس کی جلد بازی پہ مسکرا اٹھا اور ایک پلیٹ میں اپنے اور مرحا کے لیے کھانا نکالنے لگا۔

"آجائیں باہر اب۔۔۔کتنی دیر اعتکاف میں رہنے کا ارادہ ہے۔"وقاص نے شرارت

سے کہا تو مرحا سر جھکا کے باہر آئی۔اب اس نے ایک سویٹر پہن لیا تھا اوپر۔

مرحا اپنی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگی تو وقاص نے ٹوکا کہ اسی میں اس کے ساتھ کھائے۔ تو پہلے تو وہ جھجھکی پھر توقف کے بعد کھانا شروع ہو گئی۔

"تمہارا موبائل گاڑی میں رہ گیا تھا وہ ہی دینے آیا تھا۔" کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وقاص نے کہا اور موبائل مرحا کو تھمایا۔

وقاص اب بیڈ پہ پھیل کے لیٹ گیا مرحا کی آنکھیں حیرت کے مارے کھلی رہ گئی اس کی حرکت پہ۔۔۔تو کیا اب ان کو جانا نہیں چاہیئے۔اس نے دل میں سوچا، میڈ اپنے کام سے فارغ ہو کہ کوارٹر میں جا چکی تھی۔

"وہاں کھڑی کیا دیکھ رہی ہیں پاس آ کے دیکھ لیں آپ کا ہی ہوں۔" وقاص نے وہی لیٹے ہوئے شرارت سے کہا تو مرحا گڑبڑا گئی۔

"نہیں ایسی بات نہیں۔۔۔میں بس۔" مرحا کو سمجھ نہ آئے کہ اب کیا کہے۔تو وقاص نے خود ہی اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے پاس بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا۔

"ڈر رہی ہیں۔ "

"نہیں" فوراً نفی میں سر ہلایا۔

"تو گھبرائیں بھی نہ۔۔۔ شوہر ہوں آپ کا مجھ سے اتنا گھبرائیں گی تو باقیوں کو کیسے فیس کریں گی ہاں، اپنا بہت خیال رکھا کریں اور میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ڈیوٹی سے جلد لوٹا کریں اتنا خود کو تھکایا نہ کریں متاعِ جاں ہیں آپ میری، آپ کو کچھ ہو میں برداشت نہیں کر سکتا اور جس کی وجہ سے ہو اس کو تو میں دنیا میں برداشت نہیں کروں گا، آئیندہ خیال رکھیے گا میں اب چلتا ہوں ریلیکس ہو جائیں نہیں رک رہا یہاں۔ "

مرحا کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کے محبت سے کہا، آخر پہ شرارت سے کہہ کے اٹھا اور اس پیشانی پہ پیار کیا۔

"میں نے تو آپ کو نہیں کہا کہ میں ریلیکس نہیں آپ کے ہونے سے۔" مرحا نے منہ بنا کے کہا۔

"تو یعنی آپ چاہتی ہیں میں رک جاؤں آپ کے پاس" آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے اس نے سنجیدگی سے کہا تو مرحا نظریں جھکا گئی۔

وقاص نے اس کو اپنے ساتھ لگایا اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ پیچھے وہ گہرا سانس بھر

کے رہ گئی۔

نوال کو رات کے بارہ بجے ایک ان ناؤن نمبر سے کال آئی۔پہلے تو اس نے اگنور کیا لیکن جب دوبارہ آئی تو اٹھالیا کہ شاید کوئی ضروری کال ہو۔

"ہیلو"نوال بولی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ موصول ہوا سوائے خاموشی کے۔

نوال کو تپ چڑھ گئی تو اس نے کال کاٹ کے موبائل رکھ دیا۔

پھر دوبارہ سے کوئی کال نہ آئی۔

اگلا دن سب کا مصروف گزرا کسی کو کام سے فرصت ہی نہ ملی رات کو سب کافی لیٹ اپنے کمروں میں گئے۔زین کے علاوہ باقی سب ادھر ہی تھے۔ایمن اور نور بھی ادھر ہی رہیں تھی۔

اگلا دن سب کے لیے خوشگوار تھا کیونکہ آج زین اور میرال کا نکاح تھا۔

سب بہت خوش تھے۔نوال نے وقاص کی دفع تو ہفتہ چھٹی کی تھی لیکن اس دفع امی نے اس کی ایک بھی نہ سنی اور دھکے سے یونی بھیجا۔اور وہ بھی منہ بنا کے چلی جاتی تھی

شیری نے ان کے نکاح کے بعد یونی جوائن کرنا تھی اسی لیے وہ بھی ریلیکس تھا۔

سب تیار تھے فنکشن کے لیے نوال نے لائٹ بلیو کلر کا ڈریس پہنا تھا اور شیری نے بھی کاپی کی تھی لائیٹ بلیو کلر کا کرتا پاجامہ پہن کے نوال تو دیکھ کے جل بھن گئی۔

میرال نے اپنا جوڑا پہنا تھا لیکن اب وہ کیری کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی،نوال نے زبردستی اس کو تیار کیا تھا جس پہ اس نے صرف لپ کلر اور مسکارہ لگوایا تھا۔تب بھی اس نے غصہ کیا کیونکہ نوال نے ریڈ کلر لگایا تھا۔جس کے بعد نوال کا کہنا تھا۔

"اپنا دل نہیں کر رہا تیار ہونے کو تو زین بھائی کا ہی خیال کر لیں وہ کیا سوچیں گے "نوال نے گھور کے کہا تو میرال نے اس کی بات ہوا میں اڑائی۔

"کچھ نہیں ہوتا تمہارے بھائی کو اور یہ میرے بالوں کو کیا کیا تم نے کورکروان کو" میرال نے اپنے بالوں کی طرف اشارہ کیا جن کو نوال نے ہلکا کرل کیا تھا آگے سے اور فرینچ ناٹ کی تھی۔

"یار آپی بس گھر کے لوگ ہیں کونسا کوئی باہر سے آرہا اور ویسے بھی آپ نے گھونگھٹ نکال کے رکھنا تو کسی کو نظر نہیں آنا، بس جب میں نے آپ کا فوٹو شوٹ کرنا تب آپ زین بھائی کے ساتھ ہونگی ہو بغیر گھونگھٹ کے سمجھی۔اور خبردار اگر کہا کہ مجھے نہیں کرانا کوئی شوٹ۔"نوال نے آنکھیں دکھائیں۔امل اور مرحا نے بھی تائید کی تو وہ چپ کی۔البتہ گھورنا نہ بھولی ان کو۔

نکاح کا فنکشن میرال کے گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔کیونکہ جلدی میں کیا گیا تھا تو زیادہ لوگوں کو نہیں بلایا تھا۔زین کی پھپھو جو دوسرے شہر رہتی تھیں وہ تو نہ آسکی البتہ اپنی دونوں بیٹیوں کو بھیج دیا۔

ان میں سے ایک کو تو زین پہ کرش تھا لیکن اب اس کی شادی تھی تو اپنا دوسرا کرش ڈھونڈ لیا وقاص۔ایک عمر میں نوال جتنی تھی تو دوسری اس سے ایک سال بڑی۔ دونوں بہت ہنس مکھ تھیں اور رونق لگا کے رکھتیں تھی البتہ ان کی ماں زرا مختلف قسم کی طبیعت کی مالک تھیں۔ان کا کہنا تھا کہ :

"اب بھی زین کے نکاح کی خبر کیوں دی، تب بتاتے ناں جب اس نے بچے بھی ہو جاتے"۔اور ناراضگی ظاہر کرنے کے لیے اپنی طبیعت خرابی کا بہانہ بنایا۔

ابھی تو کمال صاحب نے کچھ نہ کہا لیکن وہ جلد ہی ان کی ناراضگی دور کرنا چاہتے تھے۔

اس فنکشن کی زمیداری بھی شیری نے لی اور خوبصورت طریقے سے لان کو سجایا۔

سجاوٹ کے بیچوں بیچ اس نے نکاح کے لیے پردے کا انتظام کیا۔اور موتیوں کے پھولوں سے پردہ بنایا۔

اب سب مہمان پہنچ چکے تھے یعنی زین کے گھر والے۔

مرحا نے پستہ کلر کا ڈریس کیری کیا تھا امل نے بھی یہی کلر پہنا تھا۔وقاص اور دانی نے گرے تھری پیس پہنے تھے۔ہر کوئی اپنی مثال آپ لگ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب شور اٹھا کہ دلہن آگئی تو زین اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"بھائی تو بیٹھ جا ویسے بھی نظر تجھے کچھ نہیں آنا دس فٹ کا گھونگھٹ نکالا ہے تیری والی نے،یہ تو مرحا جی سے بھی شرمانے میں آگے نکلی۔"شیری نے اپنا پسندیدہ کام شروع کر دیا۔

"شرما ہی نہ جائے کہیں۔"زین نے دل میں سوچا اور مسکرا اٹھا۔

میرال کو لا کے پردے کے ایک طرف صوفے پہ بٹھایا گیا دوسری طرف زین نے اپنی

جگہ سنبھالی۔

قاضی صاحب کو بلایا گیا اور نکاح شروع کرنے کو کہا گیا۔

"بڑی ہی کوئی قیامت لگ رہی ہو بیگم"۔

شیری نوال کی طرف ہوا اور اس کے کان میں گھس کے کہا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ نکاح کی جگہ کوئی اور ہی بریانی کھانی پڑے سب کو"۔نوال دانت پیس کے بولی۔

تبھی قاضی صاحب نکاح شروع کروانے لگے۔توسب کی توجہ اس طرف ہوئی۔

نکاح ہو چکا تو سب مبارک باد دینے لگے جب میرال سب سے مخاطب ہوئی۔

"مجھے ان سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔"اس کا کہنا تھا شیری نے ہوٹنگ شروع کر دی

۔

"اوئے ہوئے ابھی سے ملاقاتیں۔۔۔۔کہیں یہ ملاقاتیں کی جگہ مکہ لاتیں تو نہیں زین زرا نچ کے۔"شیری نے کہا تو سب ہنس دیے۔

نکاح ہو چکا تو سب مبارک باد دینے لگے جب میرال سب سے مخاطب ہوئی۔

"مجھے ان سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔"اس کا کہنا تھا شیری نے ہوٹنگ شروع کر دی

۔

"اوئے ہوئے ابھی سے ملاقاتیں۔۔۔۔کہیں یہ ملاقاتیں کی جگہ مکہ لاتیں تو نہیں زین زرا بچ کے۔"شیری نے کہا تو سب ہنس دیے۔

"چپ کر جا کمینے، کبھی تو سوچ کے بولا کر۔"دانی اس کی کمر میں مکہ جڑتے کہا۔

"جا یار زین تو جا، جلدی سے جا بھابھی انتظار کر رہی ہے تیرا، اب دفع ہو بھی جا۔"
شیری نے جب زین کو کسی سے بات کرتے دیکھا تو زبردستی اس کو میرال کی سائیڈ پہ بھیجا زین جب میرال کے پاس گیا تو وہ اندر کی جانب ہولی، زین بھی کندھے اچکا کے اس کے پیچھے چل پڑا۔ پیچھے شیری جملے کسنے نہ بھولا۔

"استغفر اللہ کیا زمانہ آ گیا اب لڑکی خود ہی سب کے سامنے لڑکے سے اکیلے میں بات کرنے کا کہہ رہی ہے، پتہ نہیں آج کل کی لڑکیوں کو کیا ہوتا جا رہا ہے۔"شیری نے افسوس سے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کے توبہ کی۔

"بیوی ہے میری، سب کے سامنے ملوں یا اکیلے میں تجھے کیا کسی کو بھی مسئلہ نہیں ہونا

چاہیے۔"جاتے جاتے زین بتانا نہ بھولا۔

"دیکھو زرا کیسے پر نکل آئے ہیں آج کل کے چھوروں کو نکاح ہوئے ابھی گھنٹہ بھی نہیں اور رعب دیکھو کیسے جھاڑ رہا مجھ پہ،بیغیرت۔"شیری نے خالص پھپھے کٹنی والا انداز اپنا کے کہا۔

"شیری اس کو چھوڑ وہ دیکھ نوال کس کے ساتھ بات کر رہی ہے ادھر جا۔"دانی نے اس کو نوال کی طرف متوجہ کرایا جو کسی لڑکی کے ساتھ ہنس کے بات کر رہی تھی۔

"ہائے اللہ میری بیگم !زرا دھیان نہ دوں ناں تو پتا نہیں یہ کہاں چلی جاتی ہے۔"
شیری بڑبڑا کے نوال کی جانب گیا۔

"بیگم ادھر کیا کر رہی ہو کب سے میں ڈھونڈ رہا ہوں۔"شیری نوال کے سر پہ پہنچ کے کھڑا ہو گیا اور بغیر دیکھے شروع ہو گیا۔

"یہ کون ہیں۔"ساتھ والی لڑکی نے اس ہینڈسم لڑکے کے بارے میں پوچھا جس نے اس کو ایک نظر بھی نہ دیکھا تھا اور آتے ہی نوال سے مخاطب ہوا تھا۔

"میں نہیں جانتی ان کو، کون ہو آپ بھ۔۔۔۔"نوال انکار کرتے ہوئے بھائی صاحب

کہنے لگی جب شیری نے اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے بیچ میں ٹوک دیا۔

"ارے بیگم دوسروں کو کیوں ظاہر کر رہی ہو کہ تم ناراض ہو مجھ سے، ادھر چلو ہمارا مُنا رو رہا ہے کب سے تمہیں یاد کر رہا ہے وہ۔" شیری نے محبت سے اسے کہا تو نوال کا غصے سے منہ سرخ ہو گیا کہ ایک دوسری لڑکی کے سامنے کیا بکواس کیے جا رہا تھا یہ پاگل۔

نوال نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ شیری اس کو بازو سے پکڑ کے وہاں سے لے آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری کو دانی نے بتایا کہ جو لڑکی اس سے بات کر رہی ہے وہ دراصل نوال سے اس کے بارے میں انفارمیشن لے رہی اور اپنے کسی کدو بھائی کی انفارمیشن دے رہی ہے

"مطلب صاف ہے کہ تیری والی پہ وہ ڈورے ڈال رہی ہے اپنے بھائی کے لیے۔" دانی نے آگ لگائی جو لگ بھی گئی فوراً اور اپنا اثر بھی دکھایا کہ شیری نے جا کے کہہ دیا کے بیگم ہے میری دور رہ اس سے۔

"چھوڑو مجھے تم لوفر، بدتمیز انسان یہ تم کیا بکواس کر رہے تھے اس کے سامنے کوئی شرم نام کی چیز بھی ہے کہ نہیں۔" نوال غصے سے غرائی۔

"نہیں" شیری نے سکون سے جواب دیا۔

تم بد تمیز انسان ہٹو یہاں سے، اور کونسی بیگم اور کونسا تمہارا منا۔ "

"تم بیگم اور پھر بعد میں ہمارا منا جس کو ہم دونوں مل کے پیار کریں گے۔" شیری کے اس طرح بے باک ہونے پہ میرال غصے اور شرم سے لال ہو گئی۔

"شرم۔۔۔۔ مرو تم" شرم دلانے لگی لیکن پھر اسکا ایک لفظی جواب "نہیں" یاد آیا تو غصے سے کہہ کے جانے لگی جب شیری پھر بولا۔

"اچھا رونا نہیں بعد میں، میرے لیے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا" شیری نے آنکھ دبا کے کہا تو نوال نے الجھ کے دیکھا اور پھر چلی گئی۔

یہ جانے بغیر کہ ابھی اس کے سر پہ بھی دھماکہ ہونے والا۔

میرال آپنے کمرے میں گئی اور وہاں جا کے سب سے پہلے اپنا گھونگھٹ اتارہ کیونکہ وہ ابھی بھی گھونگھٹ میں ہی تھی۔ زین بھی اس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا اور کمرے کا دروازہ لاک کیا۔ میرال نے اس کو دروازہ لاک کرتے دیکھا تو سوالیہ نظروں

سے زین کی جانب دیکھا جو اسی کو اب دیکھنے میں مصروف تھا۔ میرال کو اس کے دیکھنے کا انداز آج الگ لگا کیونکہ اس کی آنکھوں میں وہ صاف اپنے لیے محبت کے ساتھ عزت و احترام دیکھ سکتی تھی بے اختیار میرال نے اپنی نظروں کا زاویہ تبدیل کیا اور اپنا دوپٹہ صحیح کیا جو کندھے پہ سیٹ تھا، جو بات کرنے کے لیے وہ اندر آئی تھی وہ تو شاید بھول چکی تھی۔

میرال گھونگھٹ والا جالی دار ڈوپٹہ کبرڈ میں رکھنے کے لیے آگے بڑھی جب زین کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ میرال کی دھڑکن تیز ہو گئی اس کو اب اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ کیوں وہ اسے اپنے ساتھ لے آئی بعد میں بھی ہو سکتی تھی بات لیکن نہیں صدا کی جزباتی۔

"یہ اصلی ہیں۔" زین نے کھوئے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کیا" میرال کو واقعی سمجھ نہ آئی۔

"تمہارے بال۔" ساتھ ہی اس کے چہرے پہ آئی لٹوں کو اپنی انگلیوں کے پوروں میں محسوس کیا۔ زین نے سوچا پہلے اس کا تل میری جان لینے کے درپہ ہوتا تھا اب تو اس کے سنہری بال بھی یہ ستم ڈھائیں گے مجھ پہ، کچھ عرصے پہلے اس کے دل نے خواہش کی

تھی اس کے بالوں کو دیکھنے کی تب وہ اس پہ کوئی حق نہیں رکھتا تھا لیکن اب تو وہ مکمل اس کی دسترس میں تھی۔

"ہا۔۔۔ہاں اصلی ہیں کیوں؟"میرال سنبھل کے بولی کیونکہ وہ زین کے اچانک اس طرح قریب آنے پہ گھبرا گئی تھی۔

"its looking like a flowing stream of gold, sparkling beauty."

دلکشی سے کہتا اس کی لٹ کو چوم گیا۔میرال اپنا سانس روکے کھڑی تھی۔وہ بالکل فراموش کر گئی تھی کہ کیوں وہ اس کو اپنے ساتھ لائی تھی۔

"I don't know what is in you that I liked at first sight, but I am sure I will be mad at you.That you have made me your captive at first sight."

زین نے اسکو اپنے حصار میں لے کے اس کی پیشانی کو لبوں سے چھو کر اپنی محبت کی مہر ثبت کی، پھر عقیدت سے اس کی آنکھوں پہ لب رکھے۔میرال اس کے لفظوں کے

سحر میں کھو چکی تھی،اس کو نہیں پتا چلا کہ کب اس کے لب مسکرا اٹھے وہ بس آنکھیں بند کیے ان لمحات میں محو تھی۔اس کے گال کو چھو کر وہ سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔

"You are the gift of my life that makes my life more beautiful, a blessing, a precious reward ... Which I don't dare lose at any cost."

میرال میں کچھ کہنے کی ہمت باقی نہ رہی تھی،اس کو ہوش ہی کہاں تھا وہ تو بس اسی کے سہارے کھڑی تھی ورنہ ابھی تک وہ گر چکی ہوتی،اس نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ سب کو زیر کرنے والی آج خود کسی کے سحر میں جکڑی زیر ہو جائے گی، محرم کی محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے نا کہیں اور بھٹکنے ہی نہیں دیتی بس اپنے آپ تک محدود کر کے رکھ دیتی ہے۔

"Askim benim"

(My love)

کہہ کے زین نے جھک کے نرمی سے اس کو لبوں کو چھوا پھر اس کے چہرے پہ بکھرے

حیا کے رنگ دیکھے تو گہرا مسکرایا۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ ہاتھ پکڑنے پہ مجھے تھپڑ مارنے والی آج اس طرح چپ کھڑی رہے گی۔"

زین نے شرارت سے کہا تو میرال کو ہوش آیا وہ جو ابھی بھی اپنی آنکھیں بند کر کے اس کے لمس کو اپنے چہرے پہ محسوس کر رہی تھی پٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں اور سمجھنے کی کوشش کی کہ ہوا کیا، زین کی بات کا مطلب سمجھ کے اس کے چودہ طبق روشن ہوئے اور سیکنڈ سے پہلے چہرا سرخ پڑ گیا۔

میرال اس سے پہلے کچھ کہتی جب دروازہ بجا۔

"آجاؤ باہر یار تیری وجہ سے میں لٹکا ہوا ہوں، بعد میں کر لینا بھابھی سے لمبی ملاقات پہلے میری کرا دے، تجھے خدا کا واسطہ مجھے بھی کچھ فیلنگز آئیں کہ اب میں سنگل نہیں منگل ہو گیا ہوں۔" شیری کی بے زاریت بھری آواز سنائی دی جیسے وہ اکتا گیا ہو ان کے اندر رہنے کی وجہ سے۔

"چلیں جی اب آپ کے ہونے والے بہنوئی کو بہت جلدی ہے، مجھے اچھے سے پتا ہے

کہ شیری اور دانی نے تمہارے دماغ میں کیا بات ڈالی ہے جس کی وجہ سے تم مجھ سے بات کرنا چاہتی ہو لیکن خیر اب بات تو ہو نہ سکی، پھر کبھی کے لیے ادھار رکھ لو۔" زین آنکھ دبا کے بولا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے باہر کو نکلا اس کو ساتھ کے لے۔

میرال ابھی بھی کچھ نہ بولی وہ پھر لاجواب تھی کہ کیا کہے، وہ تو ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ زین کو کیسے پتا چلا کہ وہ اس سے کیا بات کرنے کے لیے یہاں لائی ہے یا پھر وہ صرف اندازہ لگا رہا تھا اپنے سے۔ خیر اب وہ بعد میں پوچھنے کا ارادہ ضرور رکھتی تھی اس بات کو وہ کبھی بھی نہ چھوڑتی جو اس کو پتا چلی تھی۔

دانی اور شیری نے کل اس کو ایک تصویر بھیجی تھی جس میں زین ایک لڑکی کے ساتھ کھڑا ہنس کے بات کر رہا تھا۔ بقول دانی اور شیری کے زین کے پہلے دس افیئرز رہ چکے ہیں۔ یہ جو تصویر تھی لندن کی یونیورسٹی کی تھی جہاں پہ وہ دونوں اکیلے کھڑے تھے۔ میرال کو ان کی بات پہ یقین نہ آیا کیونکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ زین اس کو پسند کرنے کے باوجود کبھی بھی فری نہیں ہوا تھا۔ جب انہوں نے تصویر دکھائی تب بھی نہ مانی لیکن پھر انہوں نے بہت سی تصویریں دکھائیں جس میں بہت لڑکیوں کے ساتھ موجود تھا۔ شک اس کو ابھی بھی نہیں ہوا تھا لیکن ایک تصویر میں وہ ایک لڑکی کے

بہت قریب اس کو اپنی باہوں میں لیے کھڑا تھا بس پھر اسی پہ اب کلاس لگنی تھی زین تھی۔

باہر جا کے زین نے اب سب کے سامنے اس کو اپنے ساتھ برابر صوفے پہ بٹھایا۔رستے میں رک کے وہ اسکا ڈوپٹہ ٹھیک کر چکا تھا سر پہ،اب وہ اس کے برابر میں بیٹھی تھوڑی دیر پہلے کی اپنی بے اختیاری کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

" میں اتنی پاگل کیسے ہوں کہ میں نے اس کو روکا نہیں،حد ہے میرال حد ہے بے وقوفی کی وہ کیا سوچ رہا ہو گا۔"میرال کو رہ رہ کے خود پہ غصہ آ رہا تھا۔ایک تو اس نے بات نہ کی اس سے اوپر سے زین کی حرکت یاد کر کے وہ لال ہو گئی۔

"کس بات پہ لال ہوا جا رہا ہے ہمیں بھی بتاؤ۔"مرحا نے اس کو خود ہی شرماتے دیکھا تو شرارت سے پوچھ بیٹھی۔

"جس بات پہ تم ہمیشہ لال ہوتی ہو۔"میرال نے بھی اسی انداز میں کہا تو مرحا بھی بلش کر گئی۔

"بدتمیز۔"مرحا نے گھورا۔

"زرا سنبھل کے مجھے تنگ کرنا کیونکہ میرے پاس بہت کچھ ہے تمہیں چھیڑنے کے لیے۔"میرال دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تو مرحا کو حیرت ہوئی کہ اس کے پاس کیا ہے جس سے وہ اس کو تنگ کرے۔

"دکھاؤ مجھے۔"مرحا نے چیلنج والے انداز میں کہا کہ جیسے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

"بے بی رات کو۔"میرال آنکھ دبا کے بولی تو مرحا نے اس کا دلہن بنے کا بھی لحاظ نہ کیا اور ایک چپت رسید کی اس کے کندھے پہ۔

"بہت ہی کوئی پہنچی ہوئی چیز ہو تم میرو۔"مرحا نے گھور کے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ تو اب میں بھی کہوں گا"زین جو ان کی بات سن رہا تھا آخر پہ بول اٹھا۔تو مرحا ہنس دی البتہ میرال سب کے سامنے کچھ کہہ نا سکی ورنہ ایک مکہ تو لازمی تھا۔

دراصل جس دن وقاص نے مرحا کو چین دی تھی فارم ہاؤس کے لان میں کھڑے ہو کے تب میرال اپنی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی اور اس نے ان دونوں کو دیکھ لیا اور ان کی ویڈیو بنالی کہ کبھی ضرورت پڑ سکتی ہے ویسے تو میرال کو یہ غیر اخلاقی حرکت لگی لیکن اب میرال نے سوچا کہ اچھا کیا بنالی اب زرا مجھے چھیڑنے سے پہلے سو بار سوچے

گی۔

"نوال بیٹا ادھر آؤ اور یہاں پہ آ کے بیٹھو۔" آسیہ بیگم نے نوال کو مخاطب کیا اور صوفے پہ بیٹھنے کو کہا جو زین اور میرال کے صوفے کے ساتھ ہی تھا۔

"لیکن امی میں کیوں آپ وقاص بھائی اور مرحا آپی کو کہیں وہ یہاں بیٹھیں۔" نوال کو عجیب لگا بھلا وہ کیوں جا کے دلہن دلہا کے لیے سیٹ کیے گیے صوفے پہ جا کے بیٹھے اوپر سے شیری بھی وہی براجمان تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ادھر آؤ لگ جائے گا پتا۔" انہوں نے آنکھیں دکھائیں تو وہ آ کے بیٹھ گئی فاصلے پہ، شیری تو خوشی سے جھوم ہی اٹھا کہ آرام سے بیٹھ گئی۔

"اجازت ہے۔" سارا بیگم نے آسیہ بیگم سے پوچھا تو انہوں نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا۔ اجازت ملتے ہی سارا بیگم نے ایک کالے رنگ کی مخملی ڈبیہ شیری کو پکڑائی۔

نوال کو سمجھ نہ آئے یہ کیا ہو رہا۔

"ہاتھ آگے کریں بیگم۔" شیری نے دلکش مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو نوال کو سمجھ آئی

کہ اب سب اس کو شیری نے باندھنے لگے ہیں۔

"امی یہ کیا ہو رہا۔" نوال نے صدمے سے ماں کو دیکھا۔

"آپی یہ کیا ہے سب، آج تو آپ کا دن تھا ناں تو پھر۔" نوال روہانسی ہو کہ آہستہ سے میرال کو بولی جو بالکل اس کے ساتھ دوسرے صوفے پہ قریب ہی بیٹھی تھی۔

"نوال چلو شاباش ہاتھ آگے کرو، شیری بہت اچھا لڑکا ہے۔"

میرال نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو نوال کو صدمہ لگ گیا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں سب مطلب کسی نے اس سے پوچھا بھی نہیں اور سب کے سامنے حکم کر دیا تا کہ وہ منع نہ کر سکے۔ آسیہ بیگم نے چالاکی دکھائی جانتی تھیں کہ نوال نے سب کے سامنے کہاں منع کرنا اسی لیے ابھی بتایا اور یہ بھی جانتی تھیں کہ ایک بار ہنگامہ ضرور کرے گی لیکن ماں کی چپل سے چپ بھی ہو جائے گی۔

"اس کو تو اب میں بتاؤں گی کہ بیگم کہتے کسے ہیں، بڑا شوق چڑھا ہے ناشادی منگنی کا دیکھتی ہوں تمہیں میں اب۔" نوال نے دل میں سوچا اور احسان کرنے والے انداز میں اپنا ہاتھ آگے کیا۔

شیری تو خوشی سے نہال ہی ہو گیا اور اس کو انگھوٹھی پہنا دی پھر وہی ہاتھ اپنے لبوں تک لے گیا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو۔"نوال سب کے سامنے اس کی حرکت پہ بوکھلا ہی گئی جبکہ سب نے ہوٹنگ شروع کر دی۔

"چھچھورا کہیں کا اپنے بڑوں کا بھی خیال نہ کیا۔"دانی نے ہانک لگائی۔

"تو کر رہا خیال کسی کو گھورتے ہوئے۔"شیری بھی کہاں کم تھا دانی کے امل کو دیکھنے پہ طنز کرنا نا بھولا تو دانی کڑھ کے رہ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آسیہ بیگم نے پھر نوال کو انگھوٹھی دی تو اس نے بھی لرزتے ہاتھوں سے پہنا دی البتہ اب اپنی ماں سے ناراضگی ظاہر کرنے کا ارادہ رکھتی تھی جنہوں نے جان بوجھ کے سب کے سامنے اس کو بتایا کہ وہ انکار نہ کر سکے۔ماں تھیں وہ جانتی تھیں اپنی اولاد کو بقول ان کے اپنی نافرمان اولاد کو۔

"کیا میں اس سے اکیلے میں بات کر سکتا ہوں۔"شیری نے فوراً سے کہا تو سارا بیگم نے چپت لگائی پیار سے۔

"شرم کرو شیری، نکاح نہیں ہوا منگنی ہوئی ہے اور سب کے سامنے اس سے اکیلے ملنے کا کہہ رہے ہو۔" انہوں نے گھور کے کہا، وقاص اور دانی تو ہنس دیے اس کی جلد بازی پہ۔

"یہ غلط بات ہے ماں میرا بھی نکاح کرانا چاہیئے تھا آپ کو، اب میں اپنی روٹھی بیگم کو کیسے مناؤں گا۔" شیری نے نروٹھے پن سے کہا تو سارا بیگم ہنس دی۔

"تم بعد میں منا لینا میری جان اب تو تمہاری ہی ہے۔" انہوں نے پیار سے اس کا ماتھا چوم کے نوال کو ایک نظر دیکھ کے شرارت سے کہا تو نوال جھینپ گئی، پھر نوال کا بھی ماتھا چوما پیار سے۔

"میرے بگڑے بچے کو اچھے سے قابو کرنا۔" انہوں نے شرارت سے کہا تو وہ مسکرا اٹھی۔

"بدتمیز سب کے سامنے ہی شروع ہو جاتا، ذرا شرم نہیں ہے، اللہ کیا میرے لیے یہ چھچھورا ہی بچا تھا۔" نوال نے دل میں افسوس سے سوچا۔

لیکن وہ کہاں جانتی تھی کہ شیری اس کے لیے بہترین ثابت ہو گا کہ وہ اس سے عشق

کرنے لگے گی۔

"آپ تو چھوڑیں میرا ہاتھ سب دیکھ رہے ہیں۔" مرحانے وقاص سے کہا جو اس کا ہاتھ پکڑ کے کھڑا تھا۔

"کسی کی اتنی ہمت کہ کوئی میری بیوی کو دیکھے جب میں اس کے ساتھ ہوں۔" سنجیدگی سے کہہ کے اس کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔

"وقاص کیا کر رہے ہیں پلیز۔۔۔ کوئی دیکھ لے گا۔۔۔" مرحانے گھبرا کے کہا کیونکہ ابھی وہ سب میں ہی موجود تھے اور اگر کوئی ان کو دیکھ لیتا تو۔

"دیکھنے دو، اپنی بیوی سے پیار کر رہا ہوں کسی غیر کی بیوی سے نہیں۔" وقاص نے سنجیدگی سے کہا تو وہ دیکھتی رہ گئی اس کو کیا سکون تھا اس کے لہجے میں۔

"اس طرح سب کے سامنے کیوں کر رہے ہیں کیا سوچیں گے سب کہ کوئی شرم نہیں ہم میں۔" ہلکی آواز میں شکوہ کیا۔

"تو آپ چاہتی ہیں میں آپ کو اندر لے جاؤں اور اکیلے میں صرف آپ کے سامنے

آپ سے پیار کروں۔" وقاص نے شرارت سے کہا تو مرحا بلش کر گئی۔

"می۔۔۔میں نے ای۔۔ایسا تو نہیں کہا۔" اب وہ نروس ہو رہی تھی۔

"تو پھر کیسا کہا۔" وقاص تنگ کرنے سے باز نہ آیا۔

"مجھے نہیں پتا۔۔۔۔ہٹیں میں جا رہی ہوں آپ بہت برے ہیں۔" اپنی جھینپ مٹانے کے لیے اپنا ہاتھ چھڑا کے فوراً گود و گیارہ ہوئی پیچھے وہ قہقہہ لگا اٹھا اس کے شرمانے پہ۔

"My innocent girl."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooooooo

سب خوش گپیوں میں مصروف تھے، امل اندر کی جانب گئی کوئی چیز لینے جب اس نے سارا بیگم اور خدیجہ پھپھو کی آواز سنی۔ پہلے نظر انداز کر کے جانے لگی لیکن پھر اپنا نام سن کے رک گئی۔

"میں چاہ رہی تھی کہ آج ہی شیری کے ساتھ ہی دانی کی منگنی بھی کر لیتی تاکہ بعد میں ان سب کی اکٹھی ہی شادی ہو جاتی لیکن میں امل کے ری ایکشن سے ڈر رہی ہوں پتا نہیں بچی کیا سوچے گی۔" سارا بیگم خدیجہ پھپھو سے بات کر رہی تھیں۔

"مجھے بھی وہ بہت اچھی لگتی ہے، ہمارے دانی کے ساتھ وہ پیاری بھی بہت لگے گی اللہ اس کے نصیب اچھے کرے۔" انہوں نے اپنے لہجے میں امل کے لیے محبت سموئے کہا۔

امل کو لگا کہ شاید اس نے غلط سنا لیکن نہیں وہ تو واقعی اسی کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔ امل کو ان کی بات پہ افسوس نہیں تھا ہوا وہ تو اس کا بھلا ہی چاہے گیں۔

امل بس اس سب کے لیے تیار نہ تھی ابھی دن ہی کتنے ہوئے تھے اس کو اپنی نئی زندگی کی شروعات کرتے، بھلا وہ کیسے کسی پہ یقین کر لیتی اتنی جلدی، اس کو دانی پہ کوئی شک نہیں تھا کہ وہ بھی شفیق کی طرح نکلتا وہ بس اب اتنی جلدی کسی پہ بھروسہ نہیں کرنا چاہتی تھی اور اس نے تو اب شادی نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ابھی تو وہ اپنے آپ کو ایک فیملی میں محسوس کر رہی تھی پھر کیسے ان کو چھوڑ کے جا سکتی تھی، اور وہ دانی کو بھی منع کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اس رشتے سے تاکہ وہ اپنے لیے کوئی پرفیکٹ پارٹنر ڈھونڈ سکے۔ اپنے آپ کو رونے سے روک نہ سکی تو کمرے میں بھاگ گئی۔

کمرے میں آ کے اپنے اللہ سے فریاد کرنے لگی۔

"یا اللہ یہ کیسے آزمائش ہے، مجھے اس آزمائش سے نکال دے، میں نہیں چاہتی کہ میری

وجہ سے کسی کو بھی تکلیف ہو اور دانیال۔۔۔۔وہ ایک اچھی شریکِ حیات کے مستحق ہیں مجھ جیسی کے نہیں۔یا اللہ میرے لیے سکون پیدا کر میں اپنی فیملی کو نہیں چھوڑ سکتی۔"امل اپنی سسکیاں دبانے میں ناکام ہو رہی تھی۔ضبط کرتے کرتے اور پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

لیکن اللہ نے اس کے حق میں اب خوشیاں ہی خوشیاں لکھ دی تھیں۔خوشیوں بھری نئی زندگی اس کی منتظر تھی اب۔

oooooooooooooooooooo

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب سب لاؤنج میں بیٹھے تھے اور باتوں میں مصروف تھے۔امل نے طبیعت خرابی کا بہانہ کر کے آنے سے منع کر دیا تھا اور سو گئی تھی۔

شیری مسلسل نوال کو تنگ کیے جا رہا تھا جو وہ سب کے سامنے برداشت کر رہی تھی۔ البتہ اندر ہی اندر شیری کو مہذب (گدھے،گھوڑے،لوفر،بد تمیز،آوارہ)القابات سے نواز رہی تھی۔

زین بھی میرال کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔وقاص مرحا کے پیچھے کیچن میں گیا تھا بقول

شیری کے "اپنے زن مریدی کے ریکارڈ قائم کر رہا تھا۔ "

"ویسے اگر تم اس کو اپنے گلے میں بھی پہنتی تو میں دیکھ لیتا، اب تو میں حق بھی رکھتا ہوں دیکھنے کا۔" زین نے میرال نے کان میں سرگوشی کی۔

"کیا؟" میرال نے ناسمجھی سے دیکھا۔ تو زین نے مسکرا کے اس کا ہاتھ پکڑا اور زرا سی سیدھے ہاتھ کی کلائی سے آستیں اوپر کی جس میں میرال نے زین کا دیا ہوا لاکٹ لپیٹا ہوا تھا۔ اور اسی کلائی کو لبوں سے لگایا۔

میرال نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟" میرال نے گھور کے پوچھا۔

"کیا لگتا ہے کیا کر رہا ہوں" جان بوجھ کے لہجہ شرارتی رکھا۔

"مجھے نہیں پتا" اتنا کہہ کے میرال نظریں گھمانے لگ گئی۔

"ویسے مجھے خوشی ہوئی تمہارے ہاتھ میں یہ دیکھ کے، اگر تم اس کو گردن میں بھی پہنتی تو زیادہ خوشی ہوتی۔" زین نے پھر اس کا ہاتھ پکڑا اور لاکٹ پہ اپنی انگلی پھیرنے لگا۔

"کل پہنا تھا تو یاد نہیں رہا اتارنا۔" میرال نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"واقعی۔۔۔۔۔لگ نہیں رہا، اگر نہیں پہنا جا رہا تھا تو مجھے بتاؤ میں ابھی بھی پہنا سکتا ہوں۔" زین نے اس کی جانب جھک کے کہا تو میرال بوکھلائی۔

"پیچھے رہ کے بات نہیں کر سکتے آپ۔" میرال نے دانت پیستے کہا۔

"بالکل بھی نہیں، میں تو سب کا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ یہ جو تم اتنا دور بیٹھی ہو وہ بھی دوری نہ برداشت کروں میں۔ "

زین نے اپنے اور میرال کے درمیان ایک ہاتھ کے فاصلے کو بھی مٹا کے کہا اور اس کے ساتھ چپک کے بیٹھ گیا۔ میرال فوراً اس سے دور ہو کے بیٹھی جیسے کرنٹ لگ گیا ہو، زین کو جیسے یہ حرکت پسند نہ آئی تو فوراً اس کی کمر میں بازو حمائل کر کے اس کو اپنے ساتھ لگایا۔

"زین چھوڑیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" میرال نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا تو زین نے آبرو اچکائے جیسے پوچھا ہو واقعی۔

تو میرال نے سائل پاس کی، دو سیکنڈ میں زین کراہ اٹھا، کیونکہ میرال نے اس کے پاؤں

پہ اپنی ہیل والی سینڈل رکھی اور جو بازو اس کے گرد باندھا تھا اس پہ زور سے چٹکی بھری توزین نے فوراً سے پہلے بازو ہٹایا۔اب میرال نے دل جلانے والی سمائل پاس کی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آنٹی،امی معذرت چاہتی ہوں میں بہت تھک گئی ہوں روم میں جا رہی ہوں اب آرام کروں گی،آپ سے پھر ملاقات ہو گی۔"میرال نے مسکرا کے کہا تو انہوں نے اجازت دی اور اپنے کمرے میں جانے لگی جب نور اور ایمن دونوں چہک کے گویا ہوئیں۔

"ماما ہم بھی تھک گئی ہیں،آپی کے ساتھ ہی سو جائیں۔"دونوں نے لاڈ سے کہا تو میرال نے ان کو پیار سے اپنے ساتھ لگایا۔

"ضرور میری جان چلو آج آپ اپنی آپی کے ساتھ ہی سو جاؤ۔"میرال ان کو اپنے ساتھ لے کے اپنے روم میں آ گئی۔

"ویسے زین بھائی کو دیکھ کے لگ رہا ہے کہ اب ان کو بھی تھکن محسوس ہو رہی ہے ورنہ جب سے بھابھی ادھر تھیں تب تو ایک دم فریش تھے۔"زین کی چھوٹی کزن کنزہ شرارت سے بولی تو زین مسکرا اٹھا۔

"امی میں بھی جا رہی ہوں۔"نوال نے ناراضگی سے بھرے لہجے میں کہا۔اور اپنے روم میں چلی گئی پیچھے خواتین اس کی ناراضگی دیکھ کے ہنس دیں۔

شیری اور زین بھی ان کو ضروری کام کا کہہ کے چلے گئے،دانی پہلے ہی جا چکا تھا اپنے کام کے سلسلے میں۔

oooooooooooooooooo

نوال اپنے روم میں آئی اور اپنے ہاتھ میں پہنی رنگ دیکھی۔

"امی آپ نے اچھا نہیں کیا،ایک یہی ملا تھا آپ کو میرے لیے ہر وقت مجھے تنگ کرتا رہتا اور اب تو زیادہ تنگ کرے گا۔۔۔لیکن میرا نام بھی نوال ہے نا کوں چنے نہ چبوا دیے پھر کہنا۔"اپنے آپ سے مخاطب شیری کی بینڈ بجانے کے منصوبے بنانے لگی۔

اس سے پہلے کچھ اور سوچتی اس کے موبائل کی میسج ٹون بجی،نوال نے آگے ہو کے اپنا موبائل چیک کیا تو پرائیویٹ نمبر سے میسج تھا۔

"کمرے کی بالکنی میں آؤ۔"یہ کون ہے جو مجھے اس طرح کہہ رہا ہے۔نوال نے پڑھ کے سوچا اور بالکنی میں دیکھنے چلی گئی کہ کس نے مزاق کیا ہے اس کے ساتھ۔

بالکنی میں گئی تو اب اس کا موبائل کال شو کر رہ تھا پرائیویٹ نمبر سے۔نوال نے اچھنبے سے موبائل کو دیکھا پھر آس پاس کہ شاید جو بھی ہے ادھر ہی کہیں ہو لیکن اس کو نظر کوئی بھی نہ آیا تو نوال نے کال پک کی۔

لیکن دوسری طرف سے مکمل خاموشی۔نوال ہیلو ہیلو کرتی رہ گئی لیکن کوئی بولا کچھ نہیں۔

"گھٹیا انسان جب بکواس کرنی نہیں تو کیون فون کر رہے ہو،اگر اتنا ہی شوق ہے آواز سننے کا تو سامنے آ کمینے تجھے اپنی آواز سناؤں ساتھ میں تیری ہڈیوں کی توٹنے کی خوبصورت دھن بھی سناؤں۔"نوال غصے سے پھنکاری لیکن دوسری طرف اب بھی خاموشی ہی ملی تو نوال نے کال ہی بند کر دی۔

جبکہ دوسری طرف موجود نے مکروہ قہقہہ لگایا۔

"یہ تو بڑی دبنگ نکلی،مزا آنے والا تجھے اب۔"کہہ کے ساتھ ہی ایک نمبر ملایا اور اس سے بات کرنے لگا۔

"ہاں یار بڑی کوئی توپ چیز ہے،ہاں بس اب جلدی کر مجھے اور بھی بہت کام ہوتے ہیں

۔اس سے فارغ ہو کہ ایک اور کام نپٹانا ہے میں نے۔، چل ٹھیک ہے رکھ اب۔"فون بند کر کے اب گنگنا تا میرال لوگوں کے گھر سے تھوڑی دور فاصلے پہ ہی فٹ پاتھ پہ چلنے لگا۔

oooooooooooooooooooo

رات کو وقاص جب گھر آیا تو خدیجہ بیگم سونے کے لیے ابھی لیٹی ہی تھیں۔

"آپ ابھی سوئی نہیں، کیوں اتنی دیر تک جاگتی رہتی ہیں یار۔"وقاص نے آتے ہی شکوہ کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اگر سو جاتی تو تمہیں کیسے دیکھتی، پھر ساری رات بے چین رہنا تھا میں نے کہ میں اپنے بیٹے کو بغیر دیکھے سو گئی۔"انہوں نے اس کا ماتھا چومتے کیا تو وقاص نے ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔

"میں تو آپ کا جتنا شکر ادا کروں اتنا کم ہے، میری کل کائنات آپ ہی ہیں۔"وقاص نے عقیدت سے کہا۔

"چل جانتی ہوں میں۔۔۔اپنے بچوں کی جنت بھول گیا"انہوں نے شرارت سے کہا تو

وقاص خوبصورتی سے ہنس دیا۔

"اب تو وہ بھی ہے۔ "

"اس کا خیال رکھا کرو وقاص، بہت معصوم ہے وہ میں نے دیکھا تھا آج تم جو اسے تنگ کر رہے تھے ناں بیچاری کبھی اِدھر چھپتی تو کبھی اُدھر لیکن تم پھر بھی باز نہیں آئے اور اسے تنگ کرتے رہے۔" انہوں نے آنکھیں دکھائیں۔

"تنگ کہاں کرتا ہوں ماں پیار کرتا ہوں آپ کی بہو کو لیکن وہ سمجھتی نہیں الٹا مجھے ہی دھمکیاں دیتی ہے۔" وقاص نے سرد آہ بھر کے کہا اور کچھ دیر پہلے والے پل یاد کیے جب وہ مرحا کے پاس تھا اور بار بار اس سے ایسے سوال کرتا کہ وہ جھینپ جاتی، پھر آخر پہ تنگ آ کے روہانسی ہو کہ کہہ دیا

"مجھے نہیں کرنی آپ سے شادی، آپ بہت برے ہیں۔" یاد کر کے وقاص مسکرا دیا۔

"تو نہ کیا کرو ہلکان اس چھوٹی سے جان کو، ویسے بھی بہو نہیں بیٹی ہے وہ میری۔" انہوں نے فخر اور مان سے کہا۔

"اچھا" لفظ پہ کافی زور دیا۔

"ہاں جی اب جاؤ جا کہ آرام کر لو پھر تمہیں صبح جلدی جانا ہوتا تب مجھے بھی ہلکان کیا ہوتا۔ "

"تو آپ لے آئیں اپنی بیٹی کو پھر وہ ہلکان ہو لیا کرے گیں، پھر میرے جانے کے بعد ان کو حوصلہ دینا کہ میں ہوں ہی ایسا۔" وقاص نے شرارت سے کہا تو خدیجہ بیگم بھی ہنس دیں۔

"سوچتی ہوں کچھ تمہارا بہت شریر ہو گئے ہو۔ "

پھر وہ ان کی پیشانی چوم کے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ پیچھے خدیجہ بیگم نے ان کی خوشیوں کے لیے دعا کی۔

oooooooooooooooooooo

اگلا دن سب کا تھکن سے بھرپور تھا اسی لیے کوئی بھی جلدی نہ اٹھا۔ میرال بھی دیر سے اٹھی کیونکہ وہ بھی رات کو کافی لیٹ سوئی تھی۔ نور اور ایمن نے اس سے بہت باتیں کیں اور زیادہ تر وہ اس سے یہ کہتیں کہ جب آپ آئیں گی تو ہم مل کے کھیلیں گے اور زین بھائی کو بھی تنگ کریں گے جس پہ میرال زور و شور سے سر ہلاتی کہ بالکل ایسا ہی

کریں گے۔

نوال کا آج کوئی ارادہ نہ تھا یونی جانے کا، آج وہ بھرپور ناراضگی کا اظہار کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

ابھی وہ سب ناشتے کی ٹیبل پہ موجود تھے جب نوال کا پھر سے فون رنگ کیا، کال ریسیو کی لیکن پھر وہی خاموشی نوال تو آج تپ گئی۔

"کس بہن کو روز کال کرتے ہو جو یہاں مل جاتی ہے کال پھر کچھ بکتے بھی نہیں ہو، جو بھی ہو دل کر رہا ابھی میرے سامنے ہوتے تو ہڈیوں کا سورما بنا دیتی۔ کمینوں سمجھا کیا ہوا ہے مجھے بچی ہوں جو ڈر جائے گی۔۔۔۔ابھے تم جیسوں کو جیب میں لے کے پھرتی ہوں، لاشیں بچھا دینی ہیں میں نے، مار مار کے نانی یاد دلا دوں گی اگر آئندہ کال کی تو گھٹیا لوگ" غصے میں اور بھی گالیوں سے نوازتی کال رکھ چکی تھی۔ میرال کو حیرت ہوئی کہ نوال کیوں برس رہی ہے کسی پہ۔

"خیریت نوال۔؟" میرال نے پوچھا

"ہاں یار کافی دنوں سے ایک ان ناؤن نمبر ہے۔۔۔کال آتی ہی لیکن آگے سے بکواس

نہیں کرتے اور میں جو گالیاں دوں چپ کر کے سن لیتے ہیں پتا نہیں کون پاگل ہے۔"
نوال نے بات ہوا میں مکھی کی طرح اڑائی۔

"تو تمہیں مجھے بتانا چاہیے تھا ناں۔ "

"ارے یار گولی مارو ان کو ابھی جانتے ہی کہاں ہیں مجھے نوال نام ہے میرا، بہن کے ساتھ ساتھ اب تو بہنوئی بھی پولیس میں ہیں اور دو بھائی آرمی میں، پچھتائیں گے مجھ سے پنگا لے کے۔"نوال فرضی کالر جھاڑ کے بولی۔

بہنوئی پہ میرال نے گھور کے دیکھا جس کا کوئی اثر نہ ہوا نوال پہ۔
باقی سب اس کی بات پہ مسکرا دیے۔ کیا مان تھا اس کو اپنے بھائیوں کا جو سگے نہیں تھے لیکن سگوں سے بڑھ کے تھے۔

oooooooooooooooooooo

"یار یہ کیا آفت ہے اس کی تو بولتی ہی بند نہیں ہوتی ابھی کل بھی اس نے بہت بکواس کی تھی اور اب بھی۔ "

یہ ایک کوئی پرانی عمارت تھی جہاں پہ غیر قانونی اسلحہ کی دیکھ بھال کی جا رہی تھی چونکہ

عمارت کافی پرانی تھی تو آسیب زدہ مشہور ہونے کی وجہ سے کوئی آتا جاتا نہیں تھا جس کا یہ لوگ بھرپور ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے۔

اب بھی وہ لوگ اپنے نئے آنے والے مال کی تیاری کر رہے تھے جو بس دو دن میں پہنچنے والا تھا اور اس کی مقدار زرا کم تھی کیونکہ ابھی وہ صرف سیمپل کے لیے آرہا تھا جبکہ اس کے بعد ایک بہت بڑی مقدار میں سمگلنگ ہونی تھی جس سے ان دو نمبر اور غیر قانونی کام کرنے والوں کو بہت فائدہ ہونے والا تھا لیکن کب تک۔

"آفت کے ساتھ ساتھ قیامت بھی ہے پوری ابھی دیکھا نہیں نا تو نے اسی لیے کہہ رہا ہے خیر مجھے لگتا کہ آج یہ نہیں آنے والی تو ہمیں ادھر ہی مرنا پڑنا۔" دوسرا لڑکا پہلے کی بات سن کے پہلے خباثت سے پھر بے زاریت سے بولا۔

"لیکن یار باس اس کے پیچھے کیوں پڑا ہے میں نے تو سنا ہے اس بڑی بہن زیادہ قیامت ہے۔" پہلا لڑکا کچھ سوچ کے بولا۔

"ارے وہ قیامت ہی تو ہے، اگلے کو جہنم میں پہنچا کے سکھ کا سانس لیتی ہے۔" دوسرے نے جیسے پہلے کو ڈرانہ چاہا۔

"ارے جا جا کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ پپو کو ہاتھ بھی لگا سکے۔" پپو نے مغرور ہو کے کہا تو شیدے نے رکھ کے دی ایک۔

"یہ کیوں مارا" پپو کو سمجھ نہ آئی کہ شیدے نے اس کو کیوں مارا جبکہ وہ تو آرام سے بیٹھا تھا۔

"ابھی خود ہی تو بکواس کی کہ کسی میں ہمت نہیں کہ پپو کو ہاتھ لگا سکے تو میں نے بس یہ بتایا کہ میں نے ہاتھ لگا دیا۔" ساتھ ہی قہقہہ لگایا۔

"سالے بڑے پر نکل آئے تیرے۔" پپو نے ساتھ ہی مکہ مارا جس سے اس کی ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا۔

تبھی ان کے موبائل پہ کال آئی۔

"ابھے چپ کر دیکھ باس کے چمچے کا فون ہے۔"

شیدے کو چپ رہنے کا اشارہ دے کہ فون کان سے لگایا تو دوسری طرف سے جو بات کہی گئی اس سے دونوں کو جھٹکا لگا۔ کیونکہ باس کا رائٹ ہینڈ کل یہاں آ رہا تھا مال کی دیکھ بھال کی صورتحال دیکھنے کے لیے۔ جہاں تک وہ دونوں اس کے بارے میں جانتے تھے

وہ اتنے معمولی کام کے لیے کبھی نہ آتا یہاں آخر کوئی تو بڑی وجہ ہو گی اس کے آنے کی، اب یہ تو اس کے آنے کے بعد ہی پتا لگنا تھا۔

"لو ابھی وہ لڑکی کا مسئلہ حل نہیں ہوا اور یہ بلا آ رہی ہے۔" پپو بولا۔

"تو دیکھ لیو پپو یہ اسلحہ کے لیے نہیں آ رہا یہ جس کے پیچھے اس نے ہمیں لگایا ہے نا اس کی وجہ سے آ رہا ہے" شیدے نے پتے کی بات بتائی۔

"ہاں لگ تو مجھے بھی رہا کہ اس مال کی وجہ سے تو وہ آنے سے رہا ضرور کوئی اہم بات ہو گی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چل پھر ہم اب ایک دو دن میں اس لڑکی کا کام تمام کر دیتے تاکہ باس ہم سے بھی خوش ہو جائے۔" شیدے نے کہا تو پپو نے اس کی بات کی تائید کی اور اپنے کام میں لگ گئے۔

میرال دن کے بارہ بجے تیار ہو کہ آفس کے لیے نکلی تو ایک نئی مصیبت اس کے انتظار میں تھی۔ آفس پہنچ کے اس کا والہانہ استقبال کیا گیا جو اس کے غصے کا باعث بنا۔

"یہ سب کیا ہے اور کس وجہ سے اتنا ہنگامہ کیا گیا ہے۔" میرال نے سرد لہجے میں

پوچھا۔

"مبارک ہو آپ کو میم یہ سب آپ کے لیے کیا گیا ہے آپ کو سرپرائز دینے کے لیے۔"

ایک انسپیکٹر آگے آیا اور پھولوں کا گلدستہ میرال کی جانب بڑھایا جس کو میرال نے الجھن سے پکڑ لیا کہ اس کو کیوں مبارک پیش کی جا رہی تھی۔

دراصل میرال کو لگا تھا کہ آج شاہ زین بھی نہیں آیا ہونا اور اسی طرح کسی کو خبر نہیں ملی ہو گی اس کے نکاح کی تو اسی لیے الجھن کا شکار تھی کہ کس بات کی مبارک باد لیکن اسے کیا پتہ کہ اس کے خود کے نکاح سے پہلے ہی سب کو علم تھا۔

"کس بات کی مبارک اور کیسا سرپرائز؟ "

"ارے میڈم آپ کا نکاح ہوا ہے وہ بھی ہمارے سر شاہ زین سے۔۔۔آپ کو آج نہیں آنا چاہیے تھا۔"انسپیکٹر نے مسکرا کر کہا تو میرال کو سمجھ آئی کی اس سے پہلے رشتے کی بات بھی ان سب کو پتا تھی تو ممکن تھا کہ نکاح والی بات بھی اس سے پہلے ہی جانتے ہوں سب۔

"ہوں۔۔۔شکریہ سب کا، لیکن ان چیزوں کی ضرورت نہیں تھی۔"میرال زبردستی مسکرا کے بولی۔

"ارے نہیں میم اس میں تکلف والی کیا بات ہے آپ ہمارے لیے اتنا کرتی ہیں تو کیا آپ کی خوشی میں خوش نہیں ہو سکتے ہم، ویسے بھی میم سر شاہ زین تو پورے آفس میں میٹھایاں بانٹ رہے ہیں نکاح کی خوشی میں۔"انسپیکٹر مسکرا کے گویا ہوا تو میرال کو میٹھایاں بانٹنے والی بات سن کے تپ چڑھی مطلب کچھ زیادہ ہی خوشی چڑھ گئی ہے۔

"وہ اس لیے کہ تمہارے سر کا دماغ کام نہیں کرتا۔"میرال منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

"سوری میم"انسپیکٹر نے ناسمجھی سے پوچھا۔

تبھی میرال کے موبائل پہ میسج ٹون بجی کھول کے دیکھا تو دماغ پھر سے گھوم گیا ابھی رات کو وہ مطمئن ہو کے سوئی تھی لیکن اب ایک اور تصویر جو کہ دانی نے بھیجی تھی جس کے ساتھ لکھا تھا کہ "بھابھی ہم آپ کو دھوکے میں نہیں رکھ سکتے، منجانب شیری اور دانی۔ "

وہ زین کی تصویر تھی جس میں وہ ایک لڑکی کو گلے سے لگا رہا تھا جو کل والی لڑکی سے الگ

تھی۔ مطلب اتنی لڑکیاں حد ہے۔

"نہیں کچھ نہیں، میں زرا ایک ضروری کام سے جا رہی ہوں ادھر کا سب دھیان رکھنا تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔" کہہ کے اپنی گاڑی میں بیٹھی اور زین کے آفس کی جانب چل دی۔

وہاں پہنچی تو سب نئے سرے سے مبارک باد دینے لگے جسے وہ مسکرا کے وصول کرے پھر وہ اس کے آفس میں داخل ہوئی جہاں وہ کسی سے فون پہ بات کرنے میں بزی تھا پاس ہی کانسٹیبل رفیق کھڑا تھا جس نے دانتوں کی نمائش کر کے نکاح کی مبارک پیش کی تو میرال نے گھور کے دیکھا جیسے ابھی کچا چبا جائے گی۔

رفیق کو اس کے ارادے سہی نہ لگے تو زین سے جانے کی اجازت طلب کی اور باہر جانے لگا جب زین نے پیچھے سے آواز دی۔

"دروازہ بند کرتے جانا۔" اور پھر کال پہ مصروف ہو گیا۔ جبکہ رفیق اب مکمل دانت نکال کے دروازہ بند کر کے چلا گیا۔

میرال نے سرد نظروں سے زین کو گھورا جو پتا نہیں کونسی کانفرنس لے کے بیٹھ گیا تھا۔

زین نے میرال کو اشارے سے اپنی پاس والی چیئر پہ بیٹھنے کو کہا تو وہ بیٹھنے کے بجائے وہاں جا کے کھڑے رہی اور اپنی گرے آنکھوں سے گھورتی رہی، عادت کے مطابق لب کاٹنے شروع کیے۔

"اوکے اوکے۔۔۔۔۔میں آپ کو پھر کال کرتا ہوں ابھی زرا امپورٹنٹ میٹینگ ہے۔۔۔۔۔۔اوکے اللہ حافظ۔" الوداعی کلمات کہہ کے میرال کی جانب متوجہ ہوا جو غصے سے بھری اسی کو گھور رہی تھی۔

"ارے بیگم آپ کا ہی ہوں پاس آ کے زرا صحیح سے دیکھ لیں۔" زین نے بیٹھے بیٹھے ہی میرال کو اپنی جانب کھینچا تو وہ اس کی جانب گرنے کے انداز میں بڑھی لیکن بروقت خود پہ قابو پا لیا۔

لیکن زین نے ابھی بھی نہ چھوڑا اور کمر سے پکڑ کے رکھا جبکہ خود وہ کرسی پہ بیٹھا تھا اور میرال اس کے بالکل سامنے کھڑی اپنے آپ کو چھڑوانے کی کوشش میں تھی۔

"چھوڑیں بھی، یہ کیا حرکت ہے آپ کا آفس ہے یہ کوئی لو رپوائنٹ نہیں۔" خود کو مشکل سے چھڑا کے وہ اس سے دور زرا کرسی پہ بیٹھی ورنہ زین کا کوئی بھروسہ نہیں تھا یہاں بھی کچھ کر بیٹھتا آفس کا لحاظ کیے بغیر۔

"تو میں نے کب کہا کہ یہ کوئی لو رپوائنٹ ہے، جب خود تم میرے آفس آ کے مجھے پیار بھری نظروں سے دیکھو گی تو یہی حال ہو گا" زین نے بھی سکون سے کہا وہ اس کی گھوریوں کو پیار بھری نظریں کہہ رہا تھا۔

"فضول باتیں نہیں کرنی میں نے کام کی بات کرنے آئی ہوں۔" میرال نے دوٹوک لہجے میں کہا تو زین گہرا مسکرا اٹھا۔

"بالکل۔۔۔کل کی طرح۔" زین نے سنجیدگی سے کہا تو میرال اس کی بات کا مطلب سمجھ کے کانوں تک سرخ پڑ گئی۔

"یہ کیا ہے۔" میرال نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے موبائل میں موجود تصویر اس کے آگے کی۔

"تصویر۔" آرام سے جواب دیا گیا۔

"اوکے۔۔۔۔۔اور ساتھ کون ہے۔" میرال نے اپنے غصے پہ قابو پاتے ہوئے کہا۔

"کیوں خیریت۔" بظاہر سنجیدگی سے لیکن آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

"میری بات کان کھول کے سن لیں آپ، یہ تصویر آپ کی ہمارے نکاح سے پہلے کی

ہے اسی لیے کچھ کہا نہیں لیکن اگر اس کے بعد کوئی ایسی حرکت ہوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اور میں کہہ ہی نہیں رہی کر کے بھی دکھاؤں گی، جو چیز میری ہے وہ میں کبھی بھی کسی کو نہیں دیتی اور یہاں پہ تو سوال اب میرے شوہر کا ہے تو اب زرا احتیاط سے "۔

میرال نے وارن کرنے کے انداز میں کہا اس وقت کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ مزاق کر رہی ہے۔ لیکن زین ابھی بھی اس کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا میں تمہارے بال دیکھ سکتا ہوں ابھی۔" زین نے لاڈ سے کہا جیسے ایک بچہ اپنی من پسند چیز کو لاڈ سے مانگ رہا ہو۔

میرال گڑ بڑا گئی اس کو زین سے ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔ میرال کو لگا کہ شاید وہ وضاحت دے گا اپنی تصویر کے بارے میں لیکن یہاں تو سین ہی کچھ اور تھا۔

"میں آپ سے کہہ کیا رہی ہوں اور مجھ سے کیا فرمائش کر رہے ہیں۔" چڑ کے سوال کیا۔

"یہی کے مجھے تمہارے بال دیکھنے ہیں۔" ابھی بھی سکون سے جواب دیا۔

"عجیب انسان ہیں آپ۔"میرال کو یقین ہو گیا کہ جو اس نے تقریر کی وہ جناب نے واقعی نہیں سنی۔

"جیسا بھی ہوں بقول تمہارے، پورا کا پورا تمہارا ہوں۔"دلکشی سے کہتا اس کو نظریں جھکانے پہ مجبور کر گیا۔

"آپ سے بات کرنے کا فائدہ ہی نہیں، جا رہی ہوں۔"میرال کہہ کے جانے لگی جب زین نے پھرتی سے اسے پکڑا اور اپنے حصار میں لیا۔میرال کا اس کی حرکت پہ زور سے دل ڈھڑکا تبھی شیری اور دانی نے غلط وقت پہ انٹری ماری۔

"اوہو و۔۔۔۔یہ میری کنواری آنکھوں نے کون سے نظارے دیکھ لیے۔"دانی نے آتے ہی اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ کے کہا بجائے آنکھوں پہ ہاتھ رکھنے کے۔۔

"اور میری منگنی شدہ آنکھوں نے۔"شیری نے بھی ہانک لگائی اور ڈھیٹوں کی طرح کھڑے رہے جیسے وہ نہیں زین اور میرال غلط وقت پہ آئے ہوں۔

میرال تو فوراً زین سے تین فٹ کے فاصلے پہ کھڑی ہوئی۔

"ارے بھابھی پہلے اتنے پاس اور اب اتنی دور۔۔۔۔ناٹ فئیر ناں۔"شیری نے

شرارتی انداز میں کہا تو میرال بلش کر گئی۔آگے پیچھے دبنگ بنی رہتی تھی لیکن اب اس کو سمجھ نہ آئے کہ کیسے ہنڈل کرے۔اسی لیے الٹا ان پہ چڑھ دوڑی۔

"تو شرم آنی چاہیے ناں کسی کے روم میں بغیر ناک کیے گھستے ہوئے۔"میرال نے کہا تو زین نے حیرت سے میرال کی جانب دیکھا جیسے اپنے سننے پہ یقین کرنا چاہ رہا ہو۔

"اوہو برا مان گئیں۔چلیں آئیندہ نوک کر کے آئیں گے۔"دانی نے کہا۔

"آئیندہ لاک رہے گا دروازہ جب ہم ساتھ ہونگے،ویسے بھی ٹپکنا ہی کیوں ہے تم لوگوں نے۔"اب زین نے بھی حصہ لیا۔

"دیکھ میرے بھائی بات اصل میں کچھ ایسی ہے کہ شرم تو تجھے آنی نہیں اسی لیے ہم تجھے شرم دلانے کے لیے ایسی چھوٹی موٹی حرکتیں کرتے رہے گیں۔"شیری نے زین کے کاندھے پہ بازو پھیلاتے دانی کو آنکھ مارتے کہا تو دانی نے ہنسی روکتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"نکلو یہاں سے کمینوں۔۔۔۔تجھے کیا مسئلہ ہے بیوی ہے میری۔"شیری کو پیچھے ہٹا کے میرال کو کمر سے پکڑ کے پھر سے اپنے پاس کیا۔وہ جو نکلنے کے پر تول رہی تھی زین

کی پھر اس حرکت سے وہ بھی شیری اور دانی کے سامنے شرم سے پانی پانی ہو گئی۔

"آئے ہائے، اللہ نظر بد سے بچائے میرے بچوں کو، ماشاءاللہ کتنے پیارے لگتے ہیں ناں ایک دوسرے کے ساتھ۔" دانی نے خالص دادیوں والا لہجہ اپنا کے کہا تو شیری کی ہنسی چھوٹی۔

"جا یار اتنی سی ایکٹنگ نہیں ہوتی ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے تو نے میری شاگردی میں، اور تو دور ہو اس سے بھائی کھڑا اس کا پاس اور تو ہے کہ اپنے "سالے" کے سامنے چھچھوری حرکتیں کر رہا۔" شیری نے زین کو پکڑ کے سائیڈ پہ کیا اور دانی کو اس کا سالا بنا ڈالا۔

"جی جی۔۔۔۔۔پرے دفع ہو اور میرال یار بات کرنی تھی آپ کے بھائی نے آپ سے۔" دانی نے ادب سے میرال کے پاس ہوتے کہا۔

میرال تو اچھنبے سے ان سب کو دیکھ رہی تھی بھلا یہ لگ رہے تھے کہیں سے ذمہدار آفیسرز، میرال سر جھٹکتے رہ گئی۔ آج پہلی بار وہ ان کے سامنے اتنا کنفیوز ہوئی تھی وہ بھی ان کی باتوں کی وجہ سے۔

"جی بولیں۔"میرال نے کہا۔

"وہ دراصل۔۔۔۔۔۔ہم نے سوچا کہ کل ہم سب مری کے لیے نکلتے ہیں۔انتظام سارے ہو گئے ہیں،آپ کے اور وقاص کے نکاح کے بعد ایک خوبصورت یاد بن جائے گی،ایک ہفتے کے لیے جانا ہے ہم سب نے۔"دانی نے سنجیدگی سے کیا تو شیری نے بھی تائید کی۔

گرے آنکھوں میں الجھن دیکھ کے زین نے اس کی الجھن دور کی۔

"یہ دانی اور وقاص کی طرف سے نکاح کا تحفہ سمجھ لو۔"زین نے کہا۔

"تو کیا بچے بھی ساتھ جائیں گے۔"میرال کا کہنا تھا شیری چیخ پڑا۔

"زین یہ کن بچوں کی بات کر رہی ہے"لہجے میں بے چینی تھی جاننے کے لیے اس کی بات پہ میرال جھینپ گئی۔

"گدھے وہ میرے اور اپنے بھائی بہنوں کا پوچھ رہی ہے،"زین نے شیری کی مشکل آسان کی۔

"اووو۔۔۔جی بالکل وقاص کی سوتن اور میری پریاں سب جائیں گے،ان کے ساتھ

ہی زیادہ مزا آئے گا ویسے بھی جو زین کی بہن ہے نا اس کو میرے بغیر نیند نہیں آتی اگر میں کہیں چلا جاؤں، اور میری وجہ سے کوئی اداس ہو یہ میں ہونے نہیں دوں گا۔" شیری نے زین کو دیکھ کے شرارت سے کہا۔ کیونکہ نور واقعی شیری سے بہت اٹیچ تھی

۔

"اور امی وغیرہ۔" میرال کی ابھی بھی الجھن کم نہیں ہو رہی تھی۔

"ان سے ہم بات کر چکے ہیں۔" دانی نے آرام سے کہا تو میرال کے ماتھے پہ بل پڑے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مطلب آپ لوگ سب پلین کر کے ہمیں بتا رہے ہیں اب" میرال نے ناراض لہجے میں پوچھا۔

"ارے بھابھی ہم نے تو سرپرائز دینا تھا اور وہ دے دیا آگے آپ جانے اور اپ کا یہ شوہر" کہہ کے دانیال اور شیری نکل پڑے پیچھے زین کڑھ کے رہ گیا کہ وہ اس کو پھنسا کے چلے گئے۔

"مجھے خود انہوں نے کل رات کو بتایا جب ہم گھر جا رہے تھے، مجھے ایسے نہ گھورو سچ

کہہ رہا ہوں۔"میرال کو مسلسل خود کو گھورتا پا کے زین بول پڑا۔

"چلو میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں گھر،تاکہ پیکنگ کر سکو اور نوال کو بھی کہو کہ تیاری کرے "

"نہیں میں ابھی خود ہی چلی جاؤں گی،اور اپنے پیار کے مظاہرے دوسروں کے سامنے کم ہی کیا کریں،شرم نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔"میرال نے جاتے جاتے تڑخ لہجے میں کہا۔توزین نے ابرو اچکائے کہ واقعی۔

"اکیلے میں تم ہاتھ لگتی نہیں ہو تو دوسروں کے سامنے ہی کرنے پڑتے مظاہرے۔" زین نے بھی لاپرواہی سے کہا تو میرال کی حیرت سے آنکھیں پھیل گئی اور وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

oooooooooooooooo

دانی شیری کو میرال کے گھر چھوڑ کے خود اب اپنے آفس چلا گیا تھا۔

شیری اندر داخل ہوا تو نوال مزے سے لاؤنج میں ٹی وی اون کر کے کاؤچ پہ اپنے پاؤں سیدھے کیے نیم دراز تھی۔

نوال نے اس کو دیکھ کے منہ بنایا۔ جتنا برا نوال نے منہ بنایا اتنا ہی شیری کا دل خوش ہوا اس کو پہلے دیکھ کے۔

نوال کے اب پیپرز ہونے والے تھے جس کی وجہ سے آف تھا لیکن گھر والوں کو ناراضگی دکھانے کے لیے نا بتایا کہ آف ہے۔

"ارے بیگم کیسی ہیں آپ۔" شیری نے اس کے ساتھ والے صوفے پہ بیٹھ کہ ہشاش بشاش سا ہو کے پوچھا۔

"تمہیں اس سے مطلب۔" جلا کٹا جواب ملا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نوال تمیز سے اس دن بھی کہا تھا بڑا ہے تم سے اور اب تو ہونے والا شوہر ہے تمیز سے بات کیا کرو۔" امی جو کہ شیری کی آواز سن کے کچن سے آ رہی تھیں نوال کے جواب میں اس کو جھڑکا تو وہ منہ موڑ گئی۔

"ارے میرا بچہ آیا ہے، کیسے ہو۔" امی نے بہت محبت سے شیری کو ساتھ لگاتے کہا تو نوال جل بھن گئی۔

"کیسے محبتیں بٹور رہا لوفر کہیں کا۔" نوال نے دل میں سوچا اور نظریں ہنوز ٹی وی پہ

جمائے ہوئے تھی۔

"میں ٹھیک ہوں امی، بس نوال کو کہنے آیا تھا کہ کل نکلنا ہے مری کے لیے تو پیکنگ کر لے اپنی۔" شیری نے نوال کو دیکھ کہ کہا جو اپنے آپ کو شال میں لپیٹے بیٹھی تھی۔

نوال تو سن کے خوشی سے اچھل ہی پڑی۔

"ہیں واقعی، ہم مری جا رہے ہیں۔ "

"میرا مطلب کون کون جا رہا ہے۔" امی کے انکھیں دکھانے پی فوراً سے سنجیدگی سے ہو چھا تو شیری کو ہنسی آئی لیکن چھپا گیا۔

"سب بچے جا رہے ہیں، بھلا وہاں پہ ہم کیا کرے گیں۔" امی نے کہا تو نوال سمجھ کے سر ہلا گئی اور اپنے کمرے کی جانب گئی خوشی سے پیکنگ کرنے۔

پیچھے شیری اور امی باتوں میں مصروف ہو گئے۔

oooooooooooooooooo

رات کافی گہری تھی اور دھند نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ اسی گہری رات میں ہلکی سی نمی بھی شامل تھی، ہلکی ہلکی بوندا باندی جاری تھی جس نے سردی کو اور

بڑھایا تھا۔

جبکہ دو سائے ایک گاڑی کی آڑ میں چھپے کسی کو غور سے دیکھ رہے تھے جو سنیما ہال کے باہر کھڑی شاید اپنی سہیلیوں کے ساتھ ہنس کے باتیں کر رہی تھی۔

"یہی ہے ناں" ایک سائے نے دوسرے کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"ہاں یہی ہے کنفرم ہے، تو نشانہ باندھ۔" دوسرے نے پہلے کو تیار ہونے کو کہا تو اس نے فوراً ایک گن بیگ سے نکالی اور اس کے منہ پہ ایک پن سیٹ کی پھر لیزر سے نشانہ باندھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پن فائر کرنے ہی والا تھا کب کوئی تیزی سے آ کے اس لڑکی کے آگے کھڑا ہوا تو وہ دونوں اپنے پلان کو ڈوبتے محسوس کرتے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ آدمی اب لڑکی کو زبردستی گاڑی میں بٹھا رہا تھا۔

oooooooooooooooo

وقاص جو رات کو کسی کام سے واپس آ رہا تھا اس نے مرحا کو اتنی رات گئے سنیما ہال کے باہر کھڑے دیکھا تو ماتھے پہ بل ڈالے گاڑی سائیڈ پہ روک کے باہر نکلا اور اس کے

سر پہ پہنچا۔ بارش میں اب اضافہ ہو رہا تھا ایسے میں وقاص کے وہاں پہنچنے تک وہ آدھا بھیگ چکا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔؟" سردی کی طرح ہی سرد لہجے میں پوچھا گیا سوال مرحا کے رونگٹے کھڑے ہوئے اور اب وہ باہر نکلنے پہ پچھتائی۔ پیچھے مڑی تو وہ اس کو خون آشام نظروں سے گھور رہا تھا۔

"وہ میں موووی دیکھنے آئی ہوں۔" مرحا نے اپنی کولیگز کی موجودگی میں بغیر ڈرے جواب دیا تو وقاص کے ماتھے پہ بلوں میں اضافہ ہوا۔

"کس کے ساتھ۔"

"اپنی دوستوں کے ساتھ۔" اب زرا لہجہ لڑکھڑایا۔

"چلیں میرے ساتھ۔" وقاص نے اس کو ساتھ چلنے بول کے رستہ دیا۔

"نہیں میں دوستوں کے ساتھ آئی ہوں تو موووی دیکھ کہ جاؤں گی" مرحا نے اسی طرح جواب دیا کہ شاید دوستوں کے سامنے اجازت دے دے۔ لیکن نہیں اس نے تو بغیر اس کو جواب دیے بازو سے پکڑا اور زبردستی گاڑی میں بٹھایا۔

فلحال وقاص کوئی نرمی دکھانے کے موڈ میں نہیں تھا تو مرحا رونا شروع ہو گئی۔

"آپ بہت برے ہیں، میں اپنی دوستوں کے ساتھ پہلی بار آئی تھی اور آپ نے ان کے سامنے۔" روتے روتے شکوے کرتی رہی لیکن وقاص نے نہ گاڑی روکی اور نہ چپ کرایا اور فارم ہاؤس کے رستے میں گاڑی ڈالی۔

مرحا نے جب رستہ اپنے گھر کی جانب جاتا نہ دیکھا تو اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اور زیادہ رونے میں روانی آئی کہ اب وہ اس پہ غصہ کرے گا لیکن وہ بھی کیا کرتی اس کی کو لیگز اس کو زبردستی اپنے ساتھ لائی تھیں وہ تو آنا نہیں چاہ رہی تھی۔

"مرحا خاموش ہو جائیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" وقاص نے ٹھنڈے لہجے میں دھمکی دی تو مرحا نے گھور دیکھا۔

"آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں، کیا سوچتی ہو نگی سب میرے بارے میں۔" سوں سوں کرتی بولی تو وقاص نے ایک نظر اس کو دیکھا جس کے کپڑے بھیگ چکے تھے۔

گاڑی پورچ میں روک کے اس مرحا کو اترنے کو کہا تو وہ روح موڑ گئی اور روتی ہوئی گاڑی سے نکلی۔

"مجھے گھر جانا۔"اس نے اندر آتے پہلی بات کہی۔

"آج تو نہیں ویسے بھی آج رات آپ باہر ہی تھیں تو یہی رہیں۔"وقاص نے گھور کے کہا مطلب اس کو ابھی بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیوں غصہ ہو رہا اس پہ۔

"آپ بہت برے ہیں۔"پھر سے منہ پھلا کے کہا تو وقاص زرا نرم پڑا۔

"اور کتنی بار کہنے کا ارادہ رکھتی ہیں آپ، جائیں چینج کریں جا کے۔"وقاص نے اس کے بھیگے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا تو مرحا شرم سے لال ہو گئی لیکن وہ ناراضگی اور غصے سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں ساتھ نہیں لائی کپڑے، اور نہ آپ مجھے میرے گھر لائیں ہیں۔"اس کی بات سن کے وقاص نے مسکراہٹ چھپائی۔

"اس روم میں جائیں اور میرے پہن لیں ورنہ سردی لگ جائے گی۔"وقاص نے اب نرمی سے کہا تو اس نے منہ بنایا۔

"میں کیوں پہنوں کپڑے آپ کے۔ "

وقاص کو حیرت ہوئی جو اس کے سامنے بولتی بھی نہیں آج وہ کیسے ہر سوال کا غصے سے

جواب دے رہی ہے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس کو س کی دوستوں کے سامنے زبردستی لے کے آیا اور مووی بھی دیکھنے نہیں دی۔ وقاص تو داد دیے بنا نہ رہ سکا۔

"آپ جا رہی ہیں یا میں خود کچھ کروں" وقاص نے گھورنے کہا تو وہ کمرے کی جانب چل دی۔

تھوڑی دیر پہلے کا واقعہ سوچ کے غصہ پھر نئے سرے سے آیا۔

جب وہ جا رہا تھا تو اس نے مرحا کو دیکھا لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ اس پہ لیزر کا ریڈ ڈاٹ شو ہو رہا تھا۔ وقاص نے لیزر کے تعاقب میں دیکھا تو دو آدمی اس پہ نشانہ باندھے بیٹھے تھے لیکن وقاص نے ان کی کوشش ناکام کر دی اور وقت پہ پہنچ کے مرحا کو لے آیا۔

اس نے میرال سے کہہ کے مرحا کو آگاہ کیا تھا کہ وہ اکیلی کہیں نہ جائے اور رات کو تو بالکل بھی نہیں کیونکہ ان پہ نظر رکھی جا رہی تھی اور اب ان کے دشمنوں کو بھی پتا تھا کہ ان کے ساتھ اور زندگیاں جڑ گئی ہیں۔ جن کو وہ نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ نوال کے پیچھے بھی شیری دیکھ چکا تھا لوگوں کو اسی لیے وہ خود اس کے پاس موجود ہوتا۔ میرال کافی تھی خود کے لیے لیکن زین نے اس کے لیے بھی خوفیہ سکیورٹی کا انتظام کیا تھا۔

بچوں کے لیے علیحدہ سے گارڈز رکھے تھے جو پل پل کی خبر دیتے تھے۔۔

اگر وقاص وقت پہ نا پہنچتا تو اس کے آگے کا سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا اسی لیے اس پہ سختی کی کہ آئیندہ رات کو باہر نہ نکلے۔

وقاص جانتا تھا کہ وہ مرحا کو مارنے تو ہرگز نہیں آئے تھے ان کا ارادہ بس اس کو بے ہوش کر کے اغوا کرنا تھا تاکہ وہ وقاص کو ٹارچر کر سکیں۔ کیونکہ اس نے کچھ عرصے پہلے ملک کا ایک اڈہ تباہ کیا تھا جہاں پہ لڑکیاں رکھی جاتی تھیں اور وقاص نے دانی کے ساتھ مل کے ان لڑکیوں کو بازیاب کرایا تھا اب ملک اور اس کے باس نے اپنے کتے اسی لیے ان کے پیچھے چھوڑے تھے۔ جس سے وہ سب احتیاط کر رہے تھے۔

مرحا ابھی تک واش روم میں تھی وقاص نے بھی اپنے کپڑے چینج کر کے آرام لائیک کپڑے پہن لیے اب وہ مرحا کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ شاید وہ شاور لینے بیٹھ گئی تھی۔

"مرحا آجائیں باہر۔" وقاص نے کافی انتظار کے بعد مرحا کو آواز دے ہی دی۔

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں اپنے کمرے میں جائیں۔" مرحا کی جھنجھلائی ہوئی آواز

آئی۔

"بیگم یہ میرا ہی روم ہے،اب آجائیں باہر ورنہ میں آرہا ہوں۔" وقاص نے جتنی سنجیدگی سے دھمکی دی اسی لمحے واش روم کا دروازہ کھلا اور مرحا میڈم وقاص کے ٹراؤزر اور شرٹ میں چھپی باہر نکلی لیکن اپنا دوپٹہ اچھے سے لے کے کور کیا تھا خود کو۔ وقاص کو اس کی حرکت پہ بے ساختہ پیار آیا اور اپنی نظروں کا زاویہ تبدیل کیا تاکہ وہ اس کی موجودگی سے کنفیوز نہ ہو اور اٹھ کے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کے اپنی چیزیں وہاں ٹیبل پہ رکھتے نارملی انداز میں اس سے کھانے کا پوچھا۔

"کھانا کھائیں گی آپ؟"

مرحا اب بھی کنفیوز سی انگلیاں مڑور رہی تھی۔اس کی آواز پہ ہلکا سا منمنائی کہ مشکل ہی وقاص نے سنا۔

"نہیں میں کھا چکی ہوں" ابھی بھی وہی واش روم کے دروازے کے باہر کھڑی تھی۔

"اوکے۔" کہہ کے وقاص بیڈ پہ نیم دراز ہوا۔

"اب کیا وہاں کھڑی رہے گیں۔" وضاص نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"آپ یہاں سوئیں گے۔" مرحا کی حیرت سے ڈوبی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے اس کی جانب دیکھا۔

"جی بالکل اور آپ ادھر میرے پاس، اب ادھر آئیں۔ "

تو مرحا آہستہ آہستہ قدم چل کے دوسری سائیڈ پہ آ کے بیٹھی۔

"ادھر آئیں۔" وقاص نے اس کو اپنے پہلو میں بلایا تو مرحا کی اتنی سردی میں بھی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔

"آجائیں یار کھا نہیں جاؤں گا۔" وقاص نے کہہ کے خود ہی اس کو اپنی جانب کھینچا تو وہ کھینچتی چلی آئی اور اس کے سینے سے ٹکرائی، وقاص نے نرمی سے اس کا سر اپنے سینے پہ رکھ کے اپنے حصار میں لیا اور سکون محسوس کیا اور نرمی سے اسکا نم ڈوپٹہ اس سے علیحدہ کیا۔ مرحا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ریلیکس گیلا ہے یہ، اچھا مجھے یہ بتائیں کہ اتنی رات کو آپ کیوں باہر آئیں تھی اور اگر مووی دیکھنی تھی تو مجھے کہتیں میں آپ کے ساتھ آجاتا۔" وقاص نے نرمی سے بات شروع کی۔

"میں اکیلی تو نہیں تھی دوست بھی تھیں میرے ساتھ۔" مرحا کو پھر اس کا کچھ دیر پہلے والا رویہ یاد آیا تو نئے سرے سے رونا آنے لگا۔

"لیکن جب آپ کو کہا تھا کہ کسی دوسرے کے ساتھ اکیلے باہر نہیں جانا تو کیوں گئی تھیں کیا آپ کو میں نے آگاہ نہیں تھا کیا کہ آپ کو کہیں بھی جانا ہو تو دانی یا شیری سے کہیں گی۔ "

"نہیں۔" جتنی محبت سے وہ اسے سمجھا رہا تھا اتنی ہی معصومیت سے جواب دیا۔

"میرال نے آپ کو نہیں کہا تھا یہ سب۔" وقاص نے حیرت سے اس کے جھکے سر کو دیکھا۔

"کہا تھا۔" پھر سے معصومیت سے کہا۔

"تو پھر آپ کیوں کہہ رہی ہیں کہ آپ کو پتا نہیں تھا یہ سب۔" وقاص نے الجھن سے پوچھا۔

"وہ تو میرال نے بتایا تھا ناں آپ نے تو نہیں۔" بچوں کی سی معصومیت تھی اس کے لہجے میں ساتھ ساتھ وہ اپنی انگلیاں اس کے سینے پہ پھیر رہی تھی۔

"مطلب جب تک میں نہ کہوں آپ نے اس پہ عمل نہیں کرنا۔"

وقاص نے حیرت سے پوچھا تو مرحا نے اثبات میں سر ہلایا۔

اس کے جواب پہ وقاص کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا تو مرحا نے شکوہ کناں نظروں سے اس کو گھورا۔ جب وقاص اپنی ہنسی کو بریک نہ لگا سکا تو مرحا کے رونے نے رفتار پکڑی۔

"آپ بہت برے ہیں، مجھے نہیں کرنی آپ سے شادی۔" روتی ہوئی س نے وقاص کے سینے میں ہی منہ چھپایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ تو غلط بات ہوئی ناں میرے پناہوں میں ہو کے مجھ سے ہی شادی نہ کرنے کی بات کر رہی ہیں آپ۔" وقاص نے مصنوعی ناراضگی سے کہا۔

لیکن اس نے سنا ہی کب تھا وہ تو اپنے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔

"اچھا یار اوکے سوری بس کریں اب رونا۔" وقاص نے نرمی سے اس کے کالے گھنے بال سہلائے جو اس کی پشت پہ پھیلے تھے اور ہلکے نم بھی تھے۔

"کل کی تیاری کر لی آپ نے؟" کچھ توقف کے بعد جب مرحا نے رونا بند کیا تو وقاص

نے پوچھا۔

"جی کرلی ہے۔"نروٹھے پن سے جواب دیا۔

"اوکے۔ "

اسی طرح ہلکے پھلکے انداز میں اس کو بہلاتا رہااور جب تک سو نہ گئی اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا رہا۔جب وہ سو گئی تو نرمی سے اس کا سر تکیے پہ رکھ کے اپنے حصار میں لے کے سکون سے آنکھیں موند گیا۔

oooooooooooooooo

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح سب کے لیے خوشگوار تھی سب جانے کی تیاریوں میں تھے۔سب ابھی میرال کے گھر ہی جمع تھے اور لاؤنج میں بیٹھ کے وقاص اور دانی کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ وہ کچھ ضروری سامان لینے گئے تھے۔

جب وہ بھی آ گئے تو سب سفر کے لیے روانہ ہوئے۔میرال اور زین ایک گاڑی میں بیٹھے تھے۔نور نے کہا تھا کہ وہ بھی میرال آپی کے ساتھ جائے گی اور شیری کے ساتھ بھی تو میرال،ذین آگے جبکہ شیری نور کو لے کے پیچھے بیٹھ گیا۔

دوسری گاڑی میں مرحا بیٹھنے لگی وقاص کے ساتھ تو اس نے ٹوکا۔

"مرحا پہلے شال لیں اوپر، سردی بہت ہے بیمار ہو جائیں گی۔ "

سب کے سامنے اس کا کیئر نگ انداز مرحا کو مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔ جبکہ نوال نے جتاتی نظروں سے شیری کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو "یہ دیکھو پیار اور خود جا کے بیٹھ بھی چکے ہو بغیر مجھ سے پوچھے۔ "لیکن شیری نے اس کی جتاتی نظروں کو نظر انداز کر کے فلائنگ کس دی۔

"بدتمیز "سوچ کے وہ تیسری گاڑی میں بیٹھ گئی جس میں دانی اور امل موجود تھے۔

ایمن نے وقاص کے ساتھ بیٹھنے کی ضد کی اور خزیفہ تو شروع سے ہی مرحا کا دوانہ اس لیے مرحا اس کو لے کے پیچھے بیٹھ گئی۔

اب سب نے اپنی اپنی جگہ سنبھال لی تھی تو سب منزل کی طرف روانہ ہوئے یہ سوچ کے کہ یہ ان کا سفر یادگار ہو گا۔ یادگار تو واقعی ہو گا لیکن بدترین۔

oooooooooooooooooo

پپو اور شیدہ اس وقت ائیر پورٹ کھڑے تھے اپنے باس کے چمچے کو لینے کے لیے۔ جب

ان کو ایک پینتیس سے چالیس کے درمیان عمر کا مرد نظر آیا جو سوٹ بوٹ میں ملبوس تھا اور بے نیاز سا چلتا آ رہا تھا۔

"شیدے وہ دیکھ باس کا چمچہ ملک آ گیا، چل آ جا۔" وہ دونوں اس آدمی کے پاس گئے اور مؤدب ہو کے کھڑے ہو گئے۔ تو آدمی نے چلنے کا اشارہ کیا تو وہ پپو نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا تو ملک بیٹھا۔

"خبر پکی ہے ناں، یہ نا ہو پھر تم دونوں اپنی جانوں سے جاؤ۔" وہ سرد لہجے میں پھنکارہ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی سر پکی ہے، ہم کتنے دنوں سے ہی ان کے پیچھے لگے ہیں اب وہ سب جا رہے ہیں اکٹھے ہو کے۔" پپو نے فرمانبرداری سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اور میری بات یاد رکھنا اگر کسی کو بھی اس بات کی بھنک بھی لگی ناں کہ لڑکی اڈے پہ نہیں بھیجی گئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اور اپنی موت کو خود دعوت دو گے تم لوگ۔" وہ دھمکی امیز لہجے میں گویا ہوا تو ان کے پسینے چھوٹ گئے۔

"سر جی آپ فکر ہی نہ کریں ہم نے تو اس لڑکی کو دیکھا بھی نہیں۔" شیدہ فوراً بولا۔

"بالکل اسی طرح بھول جانا اور انہیں کے رستے گاڑی لو۔" ملک مکروہ قہقہہ لگا کے ہنسا اور اس کی آنکھوں کے سامنے ایک مہینے پہلے دیکھی ہوئی لڑکی کا سراپا گھوم گیا تو آنکھوں میں چمک آگئی۔

ملک ایک مہینے پہلے ایک یونیورسٹی گیا تھا۔ دنیا کی نظر میں ایک بڑا بزنس مین تھا لیکن اصل میں یہ اپنے ملک کا غدار تھا جو دشمنوں کے ساتھ مل کے گندے عزائم سے ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا۔

یونیورسٹی میں اس کو ایک فنکشن کے کیے بلایا گیا تھا جس کا یہ چیف گیسٹ تھا۔ تب اس نے وہاں ایک لڑکی کو دیکھا تھا جو حجاب میں کسی سے بات کر رہی تھی۔

اس نے وہ لڑکی پہلے بھی دیکھ رکھی تھی، باس جن کے پیچھے پڑا تھا ان کی تصویروں میں ایک تصویر اس لڑکی کی بھی تھی۔ باس کا کہنا تھا کہ وہ اس لڑکی کو اپنے اڈے پہ بھیجیں گے اور اس سے کام لیں گے لیکن ملک کو وہ لڑکی پسند آگئی تھی اور اب وہ اس کو پانا چاہتا تھا اپنے باس کو خبر لگے بغیر۔ اور وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ شیری کی براؤن وچ تھی جو اس سب سے بے خبر تھی۔

oooooooooooooooooooo

آدھے سفر تو زین نے ڈرائیو کیا پھر شیری آگے آگیا کہ زین آرام کرلے،اب جب وہ ان کے ساتھ تھا تو مدد تو کر سکتا تھا۔

"زین تو پیچھے چلا جا اور زرا کھل کے بیٹھ کے آرام کرلے،بھابھی آپ بھی چلی جائیں نور سو رہی ہے تو وہ زین کو ڈسٹرب نہ کردے۔ "

شیری نے کہا تو میرال پچھلی سیٹ پہ چلی گئی۔اب نور سو رہی تھی سیٹ پہ لیٹ کے تو میرال نے اسکا سر اپنی گود میں رکھا ایسے کے اس کے پاؤں دروازے کی طرف تھے اور میرال کے ساتھ ہی زین آکے بیٹھا جس سے میرال زرا کھسکی لیکن زین پھر سے ساتھ ہو کے بیٹھ گیا۔

رستے میں میرال کی بھی آنکھ لگ گئی تو بے اختیاری میں سر زین کے کندھے پہ ٹکا دیا اور سکون سے سو گئی۔زین چونکہ جاگ رہا تھا سفر میں اس کو کبھی نیند نہیں آئی تھی تھوڑا پیچھے کو ہو کے بیٹھ گیا اور میرال کو اپنے حصار میں لے لیا اس طرح کہ اس کا سر اپنے سینے پہ رکھ لیا اور اس کے گرد اپنے بازو حمائل کر دیے۔

نورا بھی بھی سو رہی تھی۔رستے میں ایک جگہ رکے تھے سب فریش ہونے کے لیے لیکن زین نے میرال کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور اسی طرح بیٹھا رہا۔پانچ منٹ کے سٹے

کے بعد پھر سے سفر شروع کیا تو میرال کی آنکھ کھلی اور خود کو زین کے حصار میں پا کے گڑبڑائی، سٹے کے دوران نور اٹھ چکی تھی اور اب وہ شیری کے ساتھ بیٹھی اس کے ساتھ ہنس کے باتیں کر رہی تھی۔

"سو سوری مجھے پتا نہیں چلا کہ کب آنکھ لگ گئی میری۔" میرال نے شرمندگی سے کہا، میرال کو لگا کہ وہ تھک گیا ہو گا کب سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے۔

"اٹس اوکے یار ویسے بھی تمہیں ہی حق ہے اس طرح سونے کا۔" زین نے ہلکی آواز میں اس کے کان میں سرگوشی کی تو میرال نے گھورا۔

"جی بالکل جانتی ہوں اور ٹانگیں نا توڑ دوں اگر کسی اور نے ایسا کرنے کا سوچا بھی تو۔" اپنی شرمندگی کو سائیڈ پہ رکھ کے اپنے دبنگ انداز میں بولی تو زین نثار ہی ہو گیا اس کے اس طرح حق جتانے پہ۔

باقی سارے رستے نور کی باتوں اور اس کی شرارتوں میں گزرا۔

دوسری طرف حزیفہ کی وجہ سے وقاص تپا بیٹھا تھا جو مرحا کو آگے نہیں آنے دے رہا تھا اور مرحا کو آپی کہنے کے بجائے مرحا کہہ کے پکارتا تو وقاص کو آگ لگ جاتی۔

"حزیفہ باز آجااور باجی بول یہ کیالگار کھاہے تم نے مرحامرحاتمیز سے بلاان کو بڑی ہیں تم سے۔"وقاص نے غصے سے گھور کے کہا۔

"آپ کو کیامسئلہ ہورہاہے،آپ بھی بڑے ہیں تومرحاکو بھی کہیں کے آپ کو بھائی کہیں۔"خزیفہ نے بھی مزے سے آگ لگائی۔

"پھر مرحا،باز آجا۔۔۔۔تیری میں بہن سے بات کرتاہوں۔"وقاص نے میرال کی دھمکی دی توحزیفہ اس کی بات کو نظرانداز کرکے پھر سے مرحاکی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں تواچھی بچی ہوں نا۔اور آپی کو آپی کہتی ہوں مرحانہیں۔"ایمن نے معصومیت سے ہوچھا۔

"جی گڑیاآپ توبہت اچھی ہیں،بس یہی ایک نمونہ ہے۔"پیار سے جواب دے کہ ہھر سے حزیفہ کو گھورا۔

دانی کے ساتھ جوخواتین بیٹھی تھیں وہ توسارارستہ سوکے گزارکے آئیں۔اوردانی خوب بورہوا۔

"یار شیری تو ہی ادھر مر جاتا کم از کم ان کے سونے سے مجھے تو نہ نیند آتی۔واپسی پہ میں نہیں آرہا ان کو لے کے۔"

دوپہر کے دو بجے تک وہ پہنچ چکے تھے،ہوٹل کے پارکنگ میں گاڑی پارک کر کے سب تو آرام کرنے کے غرض سے کمروں میں چل پڑے۔انہوں نے چار روم بک کروائے تھے۔

امل اور نوال ایک میں کیونکہ ان کے روم میں بس ایک ڈبل بیڈ تھا۔جبکہ میرال اور مرحا ایک روم میں ان کے روم میں اٹیچڈ روم بھی موجود تھا جس میں دو سنگل بیڈ بھی تھے اور انہیں کے ساتھ ایمن اور نور تھیں۔باقی دو کمرے لڑکوں کے لیے تھے۔

خزیفہ دانی اور شیری کے روم میں تھا۔

oooooooooooooooooooo

دانی اور شیری تو آتے ہی لمبی تان کے سو گئے۔البتہ وقاص اور زین ایک کام سے باہر گئے تھے۔

امل اور نوال کا بھی کہنا تھا کہ ہم بھی تھک گئے ہیں اس لیے کوئی تنگ نہ کرے اور وہ

بھی پھر سونے کے لیے چلیں گئی۔

میرال چونکہ زین کا کندھا توڑ کے آئی تھی تو وہ نہ سوئی البتہ باقی سب گدھے گھوڑے بیچ کے سو گئے۔

تھوڑی دیر میں زین اور وقاص بھی واپس آ گئے تو میرال کو اکیلے باہر لان میں ٹہلتے دیکھا تو اسی کی طرف آ گئے۔

"خیریت اکیلی کیوں ہو باقی سب۔" وقاص نے پوچھا۔

"وہ۔سب تو آتے ہی سو گئے کہ تھکے ہوئے ہیں، بھلا کہیں گھومنے آؤ تو ایسے کوئی سوتا ہے کیا۔ "

"لگتا ہے آپ بھول گئی ہیں کہ آپ رستے میں آرام کر چکیں ہیں اسی لیے آپ یہاں پہ ہیں ورنہ ابھی آپ بھی سو رہی ہوتیں۔" زین نے ٹھنڈے طنز سے اس کا سونا یاد کرایا۔

"ہاں ٹھیک ہے لیکن اب یہ سب سو گئے ہیں تو میں کیا کروں۔" میرال نے اپنی مشکل پیش کی۔

"تھکا تو میں بھی ہوں تو میں بھی زرا آرام کروں گا اب اپنے شوہر سے پوچھو کیا کرنا ہے میں شیری کے کمرے میں جارہا ہوں۔" وقاص نے گویا زین کو کہا کہ اپنے ساتھ روم میں لے جا، اور چلا گیا۔

"آجاؤ روم میں چلتے ہیں۔" زین نے کہا اور آگے بڑھا۔

"لیکن میں نے ابھی تو کہا کہ سب سو رہے ہیں تو میں کیا کروں گی روم میں۔" میرال نے ناسمجھی سے کہا۔

"میرے روم میں آجاؤ کوئی مووی دیکھ لیتے ہیں۔"
مسکرا کے اتنا کہہ کے بغیر اس کی سنے چل پڑا۔

کمرے میں پہنچ کے سب سے پہلے زین نے چینج کیا اور مووی لگائی۔

میرال بھی بیڈ پہ اس کے برابر بیٹھ گئی۔ زین کی تو کچھ دیر میں آنکھ لگ گئی۔ اور وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ میرال اس کو دیکھ کے مسکرادی اور اس کا سر صحیح سے تکیے پہ سیٹ کر کے خود بھی اپنے روم میں آ کے لیٹ گئی۔ اور کچھ ہی دیر میں نیند اس پہ مہربان ہو گئی۔

oooooooooooooooooooooo

شام کو تقریباً سب تیار تھے باہر جانے کے لیے، کھانا وہ کھا چکے تھے۔اب وہ ہوٹل سے باہر چہل قدمی کر رہے تھے۔ جبکہ بچے کبھی ادھر کودتے تو کبھی اُدھر۔

نوال اور امل ساتھ چل رہی تھیں جب شیری ان کے پاس آیا۔

"جانم آؤ یار تمہیں ایک مزے کی چیز دکھاؤں وہاں۔"شیری نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا تو نوال اور امل دونوں اس طرف گئی جہاں پہ شیری نے اشارہ کیا تھا۔

ادھر اُدھر دیکھنے پہ تو کچھ نہ نظر آیا پھر اچانک سے ان کے سامنے ایک بندر کا بچہ اچھل کے جھاڑیوں میں سے باہر آیا نوال تو چیختی شیری کے ساتھ جا لگی۔تو شیری نے قہقہے لگانا شروع کیئے۔

"بدتمیز شیری شام کا وقت ہے اور تم اس طرح ہمیں ڈرا رہے ہو، شرم نہیں آتی۔" امل نے گھور کے کہا کیونکہ ایک پل تو اس کا دل بھی لرز اٹھا بندر کے بچے کے اچانک حملے سے۔

"نہیں۔"ڈھیٹ بن کے جواب دیا اور نوال کو اپنے حصار میں لیا۔

"یار تم اپنے دوست (بندر کے بچے) سے زیادہ ہی ڈر گئی ہو وہ تو چھوٹا سا بچا تھا اور تم اس

طرح چپک رہی ہو سب کے سامنے، پھر اس طرح میں نے سب کے سامنے واقعی کوئی شرم نہیں کرنی۔"شیری نے تنگ کرنے والے انداز میں کہا تو نوال اپنی کنڈیشن کو سمجھ کے فوراً اس سے دور ہوئی۔

"تم ایک نمبر کے کمینے، لوفر آوارہ ٹائپ انسان ہو۔"نوال نے اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے شیری کو جھڑکا تو وہ پھر سے ہنس دیا

"اب میں جیسا بھی ہوں قبول کر لو تمہارا ہی ہوں میں ساری زندگی کے لیے۔"دلکشی سے کہتا آخر پہ ہمیشہ کی طرح آنکھ دبا گیا۔

تو نوال نے اس کے کندھے پہ کئی مکے برسائے لیکن اگلا بھی ڈھیٹ تھا جس پی کوئی حاطر خواہ اثر نہ ہوا۔

"اچھا میری وچ بس کر دو کیوں جان لینے کے درپہ ہو تم ایک معصوم بچے کی۔"شیری نے مظلوم بن کے کہا۔

"کہیں سے بھی معصوم نہیں ہو تم اور میں نے پہلے بھی کہا تھا ان ناموں سے نہ پکارا کرو مجھے"نوال نے منہ بنا کے کہا اور رخ موڑ کے چلنا شروع ہو گئی۔

"اوکے۔۔۔۔۔اوکے براؤنی۔"شیری نے اسی وقت ایک اور نام رکھ دیا جس پہ وہ گھور بھی نہ سکی کیونکہ وہ اسی کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اب یہ کیسا نام ہے۔"نوال کو پسند آیا تھا لیکن نخرہ تو دکھانا تھا نہ۔

"یہ میری خوبصورت سی منگیتر اور ہونے والی بیگم کا نک نیم ہے۔"شیری نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا جسے نوال نے گھور کے چھڑایا۔

"اپنی ان چھچھوری حرکتوں سے باز آجاؤ۔"کہہ کے وہ پھر سے امل کے پاس چلی گئی جو اب مرحا سے کچھ بات کرتے واک کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اف میری براؤنی۔"

oooooooooooooooooooo

میرال اور زین اکھٹے چل رہے تھے ان کے ساتھ ہی نور نے میرال کا ہاتھ پکڑا تھا۔ زین تو خاموش تھا البتہ نور اپنی معصوم باتوں سے میرال کو ہنسا رہی تھی۔جب اس کو ایک آئیس کریم کارنر نظر آیا تو اس نے میرال کو کہنا شروع کیا آئیس کریم کھانے کا۔

"آپی وہ دیکھیں آئیس کریم میں نے کھانی ہے۔"لاڈ سے کہا۔

"نور میری جان اتنی سردی میں نہیں کھاتے ویسے بھی آپ کی یہ چھوٹی سی ناک پہلے ہی کتنی ریڈ ہو چکی ہے" میرال نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو نور نے منہ بنایا۔

"مجھے لگتا اب چلنا چاہیے رات کے سائے گہرے ہو رہے ہیں۔" زین نے موسم کو بھانپتے کہا کیونکہ برف باری ہلکی ہلکی سی شروع ہو گئی تھی۔

"جی مجھے بھی لگتا آپ لوگ چلیں میں بس اس کو وہ شاپ سے کچھ دلا کے لاتی ہوں۔" میرال نے پاس ہی ایک شاپ کی طرف اشارہ کیا جو کہ ایک کینڈی شاپ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہم آہستہ آہستہ چلتے ہیں اوکے، تم جلدی لے کے آجانا۔" زین نے کہا اور نور کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ ساتھ چلو لیکن اس نے منع کر دیا۔

"بھائی میں نے آپی کے ساتھ جانا۔ "

"اوکے لیکن دھیان سے آپی کا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑنا۔" زین نے پیار سے کہا اور وقاص کے پاس چلا گیا۔ تو میرال اس کو لے کے شاپ کی طرف بڑھی۔

"آپی مجھے واشروم جانا۔" ابھی ان کو وہاں آئے دو منٹ ہوئے ہونگے جب نور بولی۔

"اوکے۔۔۔۔۔ایکسکیوزمی سر، یہاں پہ کوئی واشروم ہے بچی نے واشروم جانا۔"

میرال نے سیلزمین کو مخاطب کیا تو اس نے اندر کی جانب اشارہ کیا جہاں پہ لیڈیز کے فریش ہونے کا انتظام تھا۔ میرال شکریہ کہہ کے نور کو ساتھ لے کے گئی۔

نور واشروم میں تھی جب میرال کو شیری کی کال آئی تو وہ زرا سائیڈ پہ ہو کے کال سننے لگی۔ کیونکہ پاس ہی شاید کوئی فیکٹری تھی جس کا شور یہاں تک آرہا تھا۔

"آ بھی جائیں اب، کتنی دیر کریں گی آپ کا شوہر بے چین ہو رہا۔" دوسری طرف سے شیری کی جھنجھلائی ہوئی آواز برآمد ہوئی۔

اتنے میں ایک آدمی اندر داخل ہوا دبے پاؤں اور ہاتھ میں ایک رومال لیے کھڑا ہو گیا میرال کے پیچھے۔

"ہاں بس آرہے ہیں۔" میرال نے اتنا کہا اور نور کی چیخ سنائی دی۔

"آپی۔" میرال نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو ایک آدمی زبردستی نور کو گھسیٹ رہا تھا اور تبھی ایک اور آدمی میرال کی جانب بڑھا میرال نے فون اپنی جینز کی پاکٹ میں رکھا اور ان کی جانب لپکی جبکہ دوسری طرف شیری نور کی آواز سن چکا تھا اور وہ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا

جب اچانک کال کٹ گئی۔

میرال نے آؤدیکھانہ تاؤاپنی طرف بڑھتے ہوئے آدمی کوایک ہی مکے میں ڈھیر کیااور نور کی جانب ہوئی جورو رہی تھی۔میرال نے جھٹکے سے اس آدمی کواپنی طرف کیااور پہ در پہ اس کے چہرے پہ مکے برسانے شروع کر دیے۔

نور آپ ادھر کھڑی رہو آپی بس ابھی آئی۔"میرال کہہ کے پہلے آدمی کی جانب ہوئی جواس کی طرف بڑھا تھااوراب وہ اٹھنے کی تیاری میں تھامیرال نے س کے سینے پہ لات مار کے نیچے گرایااوراس پہ وار شروع کر دیے۔میرال نے اپنی پاکٹ سے گن نکالی اس سے پہلے وہ اس پہ وار کرتی اس کواپنی گردن پہ کچھ محسوس ہوااور وہی بے ہوش ہو کہ گرپڑی، گرتے ہوئے اس کے کانوں میں نور کی سسکیاں سنائی دیں جواس کی جانب بڑھنے لگی تھی۔میرال کردل نے بے ساختہ ہی اس کی حفاظت کی دعا کی اللہ سے جو پوری بھی ہوگئی لیکن خود کو نہ بچا سکی۔

oooo/oooooooooooooooo

شیری نے جب نور کی چیخ سنی تووہ فوراًاس رستے پہ گیا جہاں پہ شاپ تھی۔زین اور وقاص بھی اس کی جلد بازی پہ حیران ہوئے اوراس کے پیچھے نکلے،دانی کو لڑکیوں کے

پاس چھوڑ کے۔

شیری جب شاپ پہ پہنچا تو دیکھا کہ سیلز مین زمین پہ بیٹھا کراہ رہا تھا۔ شیری کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا بھلا وہ کیسے نظر انداز کر گیا کہ ان کے پیچھے کوئی تھا۔

"یہاں کیا ہوا ہے اور یہاں پہ ایک لڑکی آئی تھی ایک بچی کے ساتھ وہ کہاں ہیں" ،

شیری نے بے چینی سے پوچھا تو سیلز مین نے ریسٹ روم کی طرف اشارہ کیا۔ تبھی زین اور وقاص اس کے پیچھے ہی شاپ میں داخل ہوئے۔

اور اندر کا حال دیکھ کے دونوں شاکڈ ہوئے ہر چیز توڑ دی گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری وہاں پہنچا تو نور ایک جگہ بیٹھ کے رو رہی تھی۔ شیری تڑپ کے اس کے پاس پہنچا۔

"نور، میری جان کیا ہوا ہے اور آپی کدھر ہیں۔" شیری نے بے چینی سے اس کو اپنی باہوں میں بھرا اور اپنے ہونے کا احساس دلایا کیونکہ وہ بہت ڈر گئی تھی۔

"شیری۔" نور نے روتے ہوئے اس کے گرد اپنے بازو پھیلائے جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ وہ واقعی محفوظ ہے۔

"بس بس رو نہیں میں آ گیا ہوں ناسب ٹھیک ہے۔"شیری نے اس کو پیار سے پچکارہ، لیکن وہ واقعی پریشان ہو گیا تھا کیونکہ وہاں میرال کے بیگ کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔اور وہ ابھی نور سے نہیں پوچھ سکتا تھا کیونکہ وہ بہت ڈر گئی تھی۔

شیری نور کو اپنی گود میں اٹھائے باہر آیا تو زین اور وقاص بھی اس کی طرف بڑھے۔وہ سیلز مین سے پوچھ چکے تھے یہاں کیا ہوا۔

اس نے بتایا کہ میرال کے اندر آتے ہی تین چار آدمی بھی اندر آئے اور اس کو دھمکا کے پوچھنے لگے میرال کا کہ لڑکی کہاں ہے لیکن اس نے نہیں بتایا تب فون کی رنگ ٹون سے وہ لوگ ریسٹ روم کی طرف بڑھے اور پھر کچھ دیر میں ایک آدمی میرال کو کندھے پہ ڈالے باہر نکلا ساتھ ہی دو اور ادمی تھے جو خود کو گھسیٹے لے جا رہے تھے۔اور جاتے جاتے اس کی بھی ٹانگ میں گولی چلا کے گئے۔

شیری اب پچھتا رہا تھا کہ اس نے زین کو کیوں نہ ٹوکا کہ وہ میرال کو اکیلا نہ چھوڑ کے آئے۔شیری نے رستے میں ہی محسوس کر لیا تھا کہ کوئی ان کا پیچھا کر رہا تھا۔وہ زین کو بتانے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اس موقع ہی نہیں ملا اور اس سے پہلے ہی یہ سب ہو گیا۔

oooooooooooooooooo

جب وہ لوگ میرال کو لیے اپنی گاڑی تک پہنچے تو ملک غصے سے چلایا ان پہ۔

"کہاں مر گئے تھے تم لوگ اتنی دیر کیوں کی، اور یہ تم لوگوں کے چہروں کو کیا ہوا ہے۔" ملک نے ان کے چہروں کی طرف اشارہ کیا جو سوجے ہوئے تھے۔

"سر یہ اس لڑکی نے کیا ہے، دکھنے میں نازک سی ہے لیکن مار تی بہت غضب کا ہے، منہ توڑ کے رکھ دیا اس نے۔" ایک آدمی اپنا سوجا ہوا منہ لے کے بولا۔

"دفع ہو اب بیٹھو گاڑی میں پہلے ہی دیر ہو گئی ہے تم کمینوں کی وجہ سے۔" ملک سرد لہجے میں بولا تو انہوں نے میرال کو گاڑی میں لٹایا اور گاڑی بھگائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ملک نے اپنی طرف سے نوال کو اغوا کروایا تھا لیکن چونکہ میرال اور نوال کی شکل میں مماثلت تھی تو انہیں پتا نہ چلا کہ کس بلا کو ساتھ لے آئیں ہیں۔

گاڑی اپنے مقام پہ رکی تو ملک نے میرال کو ایک کمرے میں بند کرنے کا کہا اور خود ایک کام سے چلا گیا۔ جب رستے میں اس کی کسی سے ٹکر ہوئی اور وہ شاکڈ سا اسے دیکھے گیا جبکہ وہ آگے بڑھ گئی۔

oooooooooooooooo

مرحا، نوال، امل تینوں دانی کے ساتھ تھیں ساتھ ہی ایمن اور خزیفہ بھی۔ مرحا تو بس رو دینے جو تھی کہ سب انہیں چھوڑ کے بتائے ں بغیر کہیں چکے گئے ہیں۔

نوال اور امل بھی پریشان ہو گئی تھیں۔ جب نوال سے ایک شخص تیزی سے آتا ٹکرایا۔ تو نوال سوری کہہ کے آگے بڑھ گئی جبکہ آدمی یک ٹک اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

"بھائی ان کو کال کر کے پوچھیں کہاں رہ گئے ہیں اور کتنا ٹائم لگے گا بچے بھی ڈر رہے ہیں۔" نوال نے دانی کے قریب آ کے اس کو مخاطب کیا۔

"بس آتے ہی ہونگے تم لوگ فکر نہ کرو۔" دانی نے ان کو تسلی دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی شیری نور کو اپنی گود میں اٹھائے ان کے پاس پہنچا جبکہ وقاص اور زین میرال کو ڈھونڈنے نکلے تھے۔

"آپی کہاں ہیں، اور زین اور وقاص بھائی بھی۔" نوال بے چین سی ہو کے شیری کے پاس آئی اور اس کے بازو کو پکڑ کے پوچھا۔

"بھابھی چلیں ہوٹل چلتے ہیں بچے تھک گئے ہوں گے۔" بجائے جواب دینے کے اس نے مرحا کو مخاطب کیا اور اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

دانی نے ایمن کو گود میں اٹھایا اور خزیفہ نے مرحا کا ہاتھ پکڑا اور ہوٹل کی جانب گئے۔

ہوٹل پہنچ کے شیری نے ان کو کہا کہ بچوں کو پہلے سلا دیں۔ سب کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا نوال کو بھی اس نے کبھی بھی شیری کو سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔ تینوں کو سلانے کے بعد وہ شیری کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس کی گود میں نور سر رکھے سو رہی تھی وہ آج کے واقعے کے بعد بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔

"میرال کو کسی نے اغوا کر لیا ہے، لیکن آپ لوگ پریشان نہ ہوں وقاص اور زین ڈھونڈنے گئے ہیں اسے اور مل بھی جائے گی۔" شیری نے ان کو اپنی طرف سے دلاسہ دیا۔

"کیا مطلب میرال اغوا ہو گئی ہے، وہ تو نور کے ساتھ تھی نہ تو ایسے کیسے۔" مرحا کو یقین نہ آیا شیری کی بات پہ اور بے یقینی سے گویا کوئی کیسے شیری نے کوئی انہونی بات کہہ دی ہو، اور رونا شروع کر دیا۔

"بھابھی پلیز حوصلہ کریں وہ مل جائیں گی زین گیا ہے اسے ڈھونڈنے۔" شیری نے اس کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے چپ کرایا۔ جبکہ نوال کو بھی شاید یقین نہ آیا اس جی بات پہ۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو، ہمیں تنگ کرنے کے لیے۔"نوال نے صدمے سے کہااور سوچا کہ کاش شیری کہہ دے کہ ہاں میں مزاق کر رہا ہوں لیکن۔۔۔۔۔

"نہیں یہ سچ ہے براؤنی میرال بھابھی واقعی نہیں تھی وہاں اور پوچھنے سے پتا چلا کہ لوگ آئے تھے اور۔۔۔۔۔"شیری ان کو بات بتاتا چلا گیا تو تینوں زار و قطار رونا شروع کو گئیں جوان دو آدمیوں کے چپ کرانے کے میں نہیں تھا۔

oooooooooooooooooo

"اس کی لوکیشن دیکھو کہاں پہ شو ہو رہی ہے۔"وقاص اور دانی اس وقت ایک کمرے میں بیٹھے لیپ ٹاپ آن کیے ٹریکنگ ڈیوائس کی مدد سے میرال کی لوکیشن چیک کر رہے تھے جو مل نہیں رہی تھی موسم خرابی کی وجہ سے۔

"یار ایک بار ہھر سے چیک کر۔"زین نے پریشانی سے کہا کیونکہ میرال کو گے بارہ گھنٹے سے بھی اوپر ہو گئے تھے اور ان کو اس کے لوکیشن ہی پتہ نہیں تھی چل رہی۔

"یار اور کتنی بار کروں،ڈیوائس سگنل ہی نہیں پکڑ رہی۔"وقاص نے بھی پریشانی سے کہا۔اور ایک بار پھر سے کوشش کرنے لگا۔جبکہ زین اللہ سے دعا کرنے لگا میرال کی

سلامتی کی۔

خزیفہ،نوراورایمن کو پیار سے بہلا پھسلا لیا تھا کہ میرال آپی کسی کام سے گئی ہیں شام۔تک آجائے گیں۔لیکن شام سے رات ہو گئی اس کا کچھ پتا نہ چلا۔سب کی جان سولی پہ لٹکی تھی۔

****

ملک واپس نہیں لوٹا تھا اور نہ ہی اس نے ابھی میرال کو دیکھا تھا۔اور اب وہ دو دن بعد واپس آیا تھا اور آتے ہی اپنے بندوں پہ برسنا شروع کر دیا۔

"کس کو اٹھا لائے ہو،بتاؤ مجھے۔ "

"سر جس کو آپ نے کہا تھا اور جس کی باس کو بھی تلاش تھی اس کو۔"ایک نے مؤدب ہو کے جواب دیا۔

"سالو۔۔۔تو پھر وہ کون تھی جس کو میں نے پرسوں دیکھا تھا وہ تو تب بھی باہر گھوم رہی تھی،ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ کہیں تم لوگ اس کی بہن کو تو نہیں اٹھا لائے۔" ملک نے سرد لہجے میں ان سے پوچھا تو وہ ایک لمحے کے لیے چونکے کہ اس کی بہن کو وہ

کیسے اٹھا سکتے۔

"سر ہم نے اسی لڑکی کو اٹھایا ہے جو آپ کو چاہیے تھی ہاں لیکن ایک بات۔" آدمی کچھ بولتے بولتے رک گیا۔

"کیا بکو بھی جلدی۔" سرخ آنکھوں سے گھورا تو آدمی نے بولنا شروع کیا۔

"سر جو آپ نے تصویر دی تھی اس میں اس کی آنکھیں براؤن تھیں جبکہ اس کی گرے ہیں۔" آدمی نے کہہ کے اپنی موت کو دعوت دی۔

"چلو جلدی سے کلمہ پڑھ لو۔۔۔۔بلکہ رہنے دو ویسے بھی بہت گناہ کر لیے اب معافی تو ملنے سے رہی اسی لیے جہنم میں ملتے" کہہ کے گولی اس کے سر پہ ماری کہ گولی آر پار ہو گئی۔

oooooooooooooooo

آج میرال کو دو دن ہو گئے تھے اس جگہ پہ بند رہتے ہوئے اور چیخ و پکار سے اسکا گلا بھی بیٹھ چکا تھا۔ مسلسل دو دن اس کو کوئی کھانے کی چیز نہیں دی گئی تھی بس ایک وقت میں پانی اس پہ پھینک دیا جاتا تھا۔

اس کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کسی نے اس کو کیوں اس طرح قید کر کے رکھا، وہ جو کوئی بھی ہے سامنے تو آئے، تاکہ جس وجہ سے اس کو یہاں قید کیا گیا وہ معلوم تو ہو سکے

۔

اپنی آنکھیں مکمل کھولنے پہ اس کو پتا چلا کہ یہاں پہ روشنی نہیں ہے ورنہ دو دن سے نیم بے ہوش تھی۔ کوئی بھی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں سے ہلکی سی بھی روشنی کی کرن نظر آجاتی۔ اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ اس نے اپنی آنکھیں نہیں کھولی ہوئیں اور وہ ایک اندھیری دنیا میں رہنے والی ہے۔ ایک خوف نے اس کو اپنے لپیٹ میں لے لیا۔ اس نے اپنے ڈر پہ بہت قابو پالیا تھا لیکن اب ایسا لگ رہا تھا کہ ڈر پھر سے اس پہ حاوی ہو رہا ہے۔ سب محنت ختم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

اس کو یاد تھا کہ وہ اپنے شوہر زین اور دوستوں کے ساتھ یہاں پہ گھومنے آئی تھی لیکن اچانک سے وہ لڑتے لڑتے ایک جگہ پہ چکرا کے گر گئی۔ اور اس کے بعد آج اسے ہوش آرہا تھا۔

پھر اس کو اپنے اوپر ایک چیز رینگتی ہوئی محسوس ہوئی، خوف سے اس کا وجود کپکپانے لگا، آواز گلے میں دب کے رہ گئی۔ چاہ کے بھی کچھ کہہ نہ پائی۔ وہ جو بھی چیز تھی اب وہ اس

کی گردن کے گرد لپٹی جا رہی تھی۔اس کو اپنا سانس جاتا ہوا محسوس ہوا۔وہ اپنے آپ کو ماضی میں پھر سے محسوس کر رہی تھی۔ہاتھ پیر کھلے ہونے کے باوجود وہ ہل نہیں پا رہی تھی۔ تبھی اپنے اندر ہمت پیدا کر کے زور سے چلائی۔

"دور ہٹاؤ اسے مجھ سے۔"اس کی آواز میں اذیت تھی،خوف تھا۔جو اندھیرے میں اسے اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔لیکن جلد ہی وہ خود کو سنبھال بھی چکی تھی۔

تبھی اس کو بھاری بوٹوں کے قدموں کی آواز آئی اور روشنی بھی شاید دو دن سے یہاں پہ کوئی نہیں تھا اب لوگ یہاں آئے تھے اور روشنی کی تھی باہر کہ میرال کو بھی روشنی دکھی.

میرال.نے خود کو دیکھا تو اس پہ کوئی چیز نہ تھی حلیہ بکھر گیا تھا حجاب بھی تقریبا کھل گیا تھا دل کو حوصلہ دیا حجاب درست کیا اور ایک بار پھر ہمت کر کے چلائی۔

"کون ہے کس نے مجھے قید کیا ہے،نکالو یہاں سے مجھے۔"

میرال چیخی اور اسی وقت اس نے کچھ آوازیں سنی جس میں آدمی کہہ رہے تھے کہ وہ غلط لڑکی کو اٹھا لائے ہیں،اور یہ بھی سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اس کی بہن کو اٹھانا تھا۔

میرال کے سر پہ بم پھٹا تھا یہ سن کے کہ یہ لوگ اس کے نہیں اس کی بہن کے پیچھے تھے۔

"یار میں سوچ رہا تھا کہ اب ہم لڑکی کو اٹھا تو لائے ہیں تو کیوں نا کچھ مزے کر لیں" ایک آدمی خباثت سے بولا۔ تو میرال کا سن کے دماغ گھوم گیا

میرال نے روشنی میں اٹھ کے کھڑکی کو تلاشنہ چاہا لیکن کھڑکی نہ ملی لیکن ایک روشن دان نظر آ گیا جو قدرے اونچا تھا۔ دو دن بھوکا رہنے کی وجہ سے جسم میں جیسے جان باقی نہیں رہی تھی اور اعصاب جیسے کمزور ہو رہے تھے۔ روشن دان زیادہ اونچا نہ تھا لیکن کمرے میں کوئی چیز بھی نہیں تھی جس سے وہ چڑھ جاتی۔

میرال ہمت کر کے پیچھے ہوئی اور ایک دم سے بھاگ کے آگے آئی اور دیوار پہ چڑھنے کے لیے چھلانگ لگائی اور اچک کے روشن دان کے کنارے کو پکڑ لیا۔ اور ہمت باقی نہ رہی تھی کہ اپنا آپ اٹھا کے اوپر کی جانب ہوتی۔

تھوڑی دیر لٹکنے کے بعد اس نے زور لگایا اور اوپر کی جانب اپنے جسم کو روز لگایا اور اپنا آپ گھسیٹتے اس نے چہرہ باہر کیا، روشن دان پہ چونکہ کوئی چیز یعنی شیشہ وغیرہ نہیں تھا تو آسانی رہی۔

باہر دیکھا تو رات کا اندھیرا پھیلنا شروع ہوا تھا، اور قدرے سنسان جگہ تھی جہاں پہ جنگل نظر آرہے تھے۔

بہت کوشش کے بعد وہ اپنے آپ کو نکالنے میں کامیاب رہی۔ لیکن منہ کے بل اترنے کی وجہ سے ایک کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں زخمی ہو گئی تھیں۔

لیکن اللہ کا شکر ادا کر کے وہ آگے بڑھے۔ جب اس کو دو آدمی نظر آئے۔ وہ ان سے لڑنے کا۔ رسک ابھی نہیں لے سکتی تھی کیونکہ وہ ابھی خود کو کمزور محسوس کر رہی تھی دو دن سے بھوکا رہنے کے بعد۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیا کہ رستہ اللہ دکھائے گا۔

ابھی تھوڑا آگے ہی گئی تھی آدمیوں کی نظر اس پہ پڑ گئی۔ "اوئے وہ دیکھ بھاگ گئی، پکڑ اس کو۔" کہہ کے میرال کے پیچھے بھاگے۔

میرال زیادہ بھاگ نہ سکی تھی تو اچانک گر گئی دونوں آدمی اس تک پہنچے اور اس کو بے ہوش تصور کر کے اٹھانے لگے لیکن میرال نے اسی لمحے ایک کے منہ پہ مکہ مارا اور دوسرے کے سینے پہ ٹانگ اور ان کو سمجھنے سے پہلے یکہ بعد دیگرے پیٹ پہ لاتوں سے

وار کرتی گئی۔

مارتے مارتے خود بھی نڈھال سی ہو گئی۔ تبھی ایک اور آدمی اس کو اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

"یار اب ایک اور گینڈا،" میرال نے بے زاریت سے کہا اور اسے بھی سمجھنے کا موقع دیے بغیر ایک منہ پہ مکہ مارا کہ وہ کراہ اٹھا اور اس کی ناک سے خون نکلنے لگا۔

"تیری اتنی ہمت۔۔۔۔۔(گالی) کہ تو مجھے مارے گی۔" آدمی آگ بگولا ہو کہ میرال کہ جانب آیا۔ میرال کو اچانک چکر سا آیا اور وہ لڑکھڑائی تبھی کسی نے اس کو بازوؤں سے سہارہ دیا۔ اپنی ادھ کھلی آنکھوں سے اس نے ایک لڑکے کو دیکھا جو اس آدمی کو اب مار رہا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کے لڑکے کو دیکھنا چاہا جب پہچان میں آیا تو مڑ کے ایک زور کا مکہ اس کے منہ پہ جڑ دیا۔

"بد تمیز انسان۔" اتنا کہہ کے اس کی باہوں میں جھول گئی۔

جبکہ زین اب حیران۔ سا اپنی ہرنی کو دیکھنے لگا جس نے اس کو بے دردی سے مکہ مارا تھا اور اب وہ. اسی کے بازوؤں میں تھی.

چودہ سال کی ایک گرے آنکھوں والی خوبصورت لڑکی اپنے سنہری بالوں کی اونچی پونی کیے ہوئے خوشی سے بھاگتی ہوئی آئی اور اپنے باپ کے گلے لگ گئی۔

"بابا۔۔۔۔بابا یہ دیکھیں آپ کی میرو فرسٹ آئی ہے۔"وہ خوشی سے یعقوب صاحب کو بولی تو وہ مسکرا اٹھے۔

"بابا اس کو دیکھیں ناں۔"یعقوب صاحب جو اپنی فائل دیکھ رہے تھے اپنی لاڈلی بیٹی کے کہنے پر اس کی ٹرافی کی طرف متوجہ ہوئے جو شاید وہ کسی کمپیٹیشن میں جیت کے لائی تھی۔

"جی بابا کی جان ادھر ہی دیکھ رہا ہوں۔"

انہوں نے مسکرا کے کہا۔

"بابا آپ کو پتا میں کلاس میں فرسٹ آئی ہوں،اور ٹیچر نے سب کے سامنے میری تعریف کی کہ میرا ل یعقوب سب سے اچھی بچی ہے۔"میرا ل چہک کر گویا ہوئی تو یعقوب صاحب نے اس کے ماتھے پہ پیار کیا۔

"میری بیٹیاں ہیں ہی اتنی اچھی کہ سب ان کی تعریف کریں۔"انہوں نے مان سے

کہا۔

ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ ان کے موبائل کی رنگ ٹون بجی نمبر دیکھ کے ان کے ماتھے پہ بل پڑے اور انہوں نے کال ریسیو کی تو دوسری طرف سے ایک غصیلی آواز سنائی دی۔

"دیکھو جج صاحب ہم نے پہلے بھی آپ سے شرافت سے بات کی تھی کہ آپ اس کیس سے بے دخل ہو جائیں لیکن آپ نہیں مانے، اور اب آپ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم کوئی سخت قدم آپ کے خلاف اٹھائیں، اگر آپ کو اپنی زندگی اور فیملی پیاری ہے تو اس کیس کو چھوڑ دیں یا پھر فیصلہ ہمارے حق میں سنائیں۔" دھمکی آمیز لہجے میں یعقوب صاحب سے کہا گیا ان کے بلوں میں اضافہ ہوا۔

"تم لوگ سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو تم لوگ دھمکی دو گے اور میں مان جاؤں گا تم لوگوں کی بات، اتنا بزدل نہیں ہوں میں کہ کسی کے کہنے پر اپنے فیصلے سے ہٹ جاؤں۔" یعقوب صاحب نے بھی غصے سے کہا۔

"اور خبردار آئندہ تم لوگوں نے مجھے یہاں کال کی تو ورنہ تم لوگوں پہ الگ سے کیس بنا دوں گا ابھی تو ایک جیل میں جا رہا ہے ناں پھر تم سب جیل میں ہوں گے اور عمر قید کی

سزا پاؤ گے۔"یعقوب صاحب نے غصے سے کہہ کے کال کاٹ دی۔

مرالہ حیرت سے اپنے بابا کو دیکھ رہی تھی جنہوں نے آج تک ان کے سامنے کسی پر غصہ نہیں کیا تھا۔

"بابا کس کا فون تھا"مرال نے اپنے باپ سے پوچھا جواب اس کو ہی مسکرا کر دیکھ رہے تھے۔

"کوئی نہیں بچے رونگ نمبر تھا آپ جاؤ اور چینج کر کے آؤ۔"انہوں نے میرال کو اس کے کمرے میں بھیجا اور خود ایک گہری سوچ میں ڈوب گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooooo

"وقاص اس کو پکڑ لے اس سے تو میں نپٹوں گا"۔زین نے وقاص کو کہا اور میرال کو بازوؤں میں بھر کے گاڑی تک لایا۔

"پہلے اپنی بیوی کو سنبھال لے۔"وقاص نے دانت نکال کے کہا کیونکہ زین کی بائیں آنکھ کے نیچے نیل کا نشان واضح نظر آ رہا تھا۔

"میں اس کا تھپڑ کھا کے سن ہو گیا تھا یہ تو پھر ایک مکہ تھا تو سوچ کیا حال ہوا ہو گا میرا۔"

زین نے اپنی گال پہ ہاتھ پھیرتے کہا تو وقاص کی ہنسی نکل گئی۔

"ہاں ہاں وہ تو نظر آرہا ہے۔" وقاص نے طنزیہ کہا تو زین مسکرا دیا۔

دراصل یہ یہاں پہ مشن کے تحت ہی آئے تھے ان کو خبر ملی تھی کہ گینگ کے باس کا چمچہ پاکستان آنے والا ہے ہفتے تک اور یہاں پہ ایک اللیگل ہیروں کی خریداری ہونی تھی اور یہ بات وقاص کے ساتھی جو اسی گینگ میں شامل تھا اس نے بتائی تھی۔ان کو پتا تھا کہ وہ میرال کا بھی پیچھا کر رہے ہیں لیکن ان کو یہ نہیں تھا پتا کہ وہ اس کو کڈنیپ کر لیں گے۔زین نے اس کو لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کی تھی لیکن موسم کی خرابی کی وجہ سے مل نہیں سکی۔۔۔۔

میرال نے جو لال لٹ پہنا تھا اس میں زین نے ایک ٹریکنگ ڈوائس سیٹ کی تھی جس سے ان کو اس کی لوکیشن معلوم ہو گئی تھی۔شام کو جا کے جب موسم صحیح ہوا تو انہوں نے لوکیشن ٹریک کی اور میرال تک پہنچے لیکن وقاص کو میرال کی حالت ٹھیک نہیں لگی۔

وقاص نے اس آدمی کو باندھ کر اپنی گاڑی کی ڈگی میں لٹا دیا اور خود آگے بڑھ کر بیٹھ کر گاڑی ڈرائیو کرنے لگا،زین پیچھے بیٹھا تھا اور ملال کا سر اپنی گود میں رکھا ہوا تھا زین کو میرال کا رنگ آج زردی مائل لگا شاید کمزوری کی وجہ سے۔

شیری کو انہوں نے بتا دیا تھا لیکن لڑکیوں کو بتانے سے منع کر دیا تھا اگر لڑکیوں کو پتا چلتا تو وہ ایک نیا ڈرامہ کھڑا کر دیتیں۔اسی لئے ان کو اس بارے میں بے خبر رکھا گیا۔

oooooooooooooooooooooooooooo

وہ لوگ جب ہوٹل پہنچے تو زین نے میرال کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور اندر کی جانب بڑھا اسے اپنے کمرے میں جا کے بیڈ پر لٹایا اور مرحا کو اپنے کمرے میں بلایا تھا کہ وہ اس کا چیک اپ کر سکے۔

میرال کا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا اور آہستہ آہستہ کانپ بھی رہا تھا۔مرحا میرال کا سن کے بھاگی بھاگی آئی اس کے ساتھ ہی نوال اور امل بھی،رات تھی تو بچوں کو سلا دیا تھا۔

یہ دو دن انہوں نے کیسے گزارے یہ وہی جانتی تھیں،شیری نے ان کو باتوں میں لگانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ مانتی نہیں تھیں تو شیری نے تھک کے ہار مان لی کہ بھئی مجھ سے نہیں ہوتا۔

دانی نے ان کو یہ کہا تھا کہ میرال کام سے گئی ہے اور جو اسے لے کے گئے ہیں وہ انکے پلان کا حصہ ہے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ ملا کے بتایا لیکن وہ کہاں سنتی تھیں کسی کی۔

مر جانے تو بس بے ہوش ہونے کی کسر پوری کرنی تھی ورنہ اس نے اپنی حالت بہت خراب کر لی تھی۔ وقاص ہوتا تو اس کو اس طرح زرا بھی ری ایکٹ نہ کرنے دیتا کیونکہ وہ تو جانتے تھے کہ میرال کہاں ہے لیکن وہ چاہتے تھے کہ میرال زرا انفارمیشن نکال لے لیکن میرال تو خود پھس گئی تھی ایک اندھے کنویں میں۔

"بھائی اس کو کیا ہوا کہاں تھی یہ اور ایسے کیوں سو رہی ہے، کیا ہوا ہے بتائیں ناں چپ کیوں ہیں۔" نوال نے آتے ہی سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔

"یار یہ کتنا بولتی ہے۔" دانیال نے شیری کے کان میں گھس کے کہا تو شیری کا ڈمپل شرارت کرنے کو مچلا جسے وہ بروقت چھپا گیا۔

"اسی لیے تو مجھے پسند ہے۔" شیری نے کہا تو دانی نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"تجھے یہ زیادہ بولنے کی وجہ سے پسند ہے "

"نہ۔۔۔۔مجھے یہ "مجھ" سے بھی زیادہ بولنے کی وجہ سے پسند ہے۔" شیری نے اپنے ڈمپل کو نمایا کرتے کہا۔

"فٹے منہ فیر۔" دانی نے گھور کے کہا۔

"تیرے بھی۔"شیری نے بھی پیار سے کہا۔

"کچھ نہیں ہوا گڑیا بس سردی کی وجہ سے ٹھنڈ لگ گئی آپ ٹینشن نہ لو اور مرحا آپ اس کو چیک کریں۔"زین نے نوال کو دلاسہ دے کہ مرحا کو مخاطب کیا۔تو وہ روتے روتے میرال کے پاس بیٹھی اور اپنا میڈیکل بوکس جو ساتھ لائی تھی اس سے چیک کرنے لگی۔

"اس کا باڈی ٹمپریچر بہت لو ہے اور پلس بھی بہت لو چل رہی جیسے سردی اس کے خون میں بس گئی ہو۔آپ ہمیں بتا کیوں نہیں رہے یہ کہاں تھی۔"مرحا نے روتے ہوئے بتایا اور ایک شکوہ کناں نظر وقاص کو دیکھا جو سنجیدگی سے کھڑا تھا۔

مرحا کے اس طرح دیکھنے پہ وقاص آگے آیا اور مرحا کو بازو کے ہلکے میں لیا اور ساتھ ہی بیڈ پہ بیٹھا۔

"آپ اس کو چیک کرنے کے بجائے کیوں خود کی بھی طبیعت خراب کرنے پہ تلی ہیں ۔جب ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم جانتے تھے اس کے بارے میں تو آپ کیوں ٹینشن لے رہی ہیں کہ یہ کہاں پہ تھی،آپ کو تو شکر کرنا چاہیئے۔"وقاص نے رسانیت سے اس کو سمجھانا چاہا۔

"ہٹیں پیچھے، آپ بہت برے ہیں۔" ہمیشہ والا وقاص کو کہا گیا جملہ جس پہ اس نے آنکھیں گھمائی تو باقیوں نے مسکراہٹ دبائی۔

"آپ مجھ سے باتیں چھپاتے ہیں، اس طرح کون چھپاتا ہے اپنی بیوی سے باتیں۔۔۔۔ مجھے نہیں کرنی آپ سے شادی۔" مرحا نے روتے ہوئے وقاص کو پیچھے کیا تو اس نے صدمے سے دیکھا کہ اکیلے میں کہتی تھی تو ٹھیک تھا لیکن اب سب کے سامنے ہی۔۔۔ جبکہ شیری کو ایک نیا مشغلہ مل گیا وقاص کو تنگ کرنے کا۔

"یار آپ ہر بات پہ یہ کیوں کہتی ہیں کہ شادی نہیں کرنی۔۔۔۔" وقاص ابھی بات کہہ ہی رہا تھا جب شیری بول پڑا۔

"ہاں ناں آپ یہ کیوں نہیں کہتی کہ میں تمہیں گنجا کر دوں گی، ڈنڈے ماروں گی، الٹا لٹکا دوں گی، سوتے ہوئے ٹھنڈا پانی پھینک دوں گی، چوہے چھوڑ دوں گی، گھر سے نکال دوں گی۔" شیری نے مرحا کی مشکل آسان کر کے اسے مشوروں سے نوازنا شروع کر دیا جب وقاص اس کے پاس آیا اور اس کی گردن میں اپنا بازو لپیٹ کے اس کے پیٹ میں مکے برسانے لگا۔

"نوال سن لو آگے فیوچر میں کام آئیں گے تمہارے ہی ہونے والے شوہر کے

مشورے۔"دانی نے نوال سے کہا جو شیری کی درگت بنتے مزے سے دیکھ رہی تھی۔

جبکہ زین اب کمرے کا ہیٹر آن کر کے میرال کی برابر بیٹھا اس کا ٹمپریچر چیک کر رہا تھا اور اس کو اچھے سے کمفرٹر اڑھایا۔

"مجھے تو لگتا یہ الٹے مشورے بھی تو ہی دیتا میری بیوی کو۔"وقاص نے اب جا کے چھوڑا شیری کو تو وہ فوراً نوال کے پاس گیا اور اس کو گھوریوں سے نوازا۔

"بڑی خوش ہو رہی ہیں بیگم زرا ہاتھ لگو پھر بتاتا ہوں۔"جس کی بات کو نوال نے ہوا میں اڑایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب میرال اچانک سے چیخی تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔زین نے فوراً اس کے پاس کو کے اپنے ساتھ لگایا کہ اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

"یہ تو بہت زیادہ ڈر گئی ہے۔"مرحا نے خوف سے سب کو دیکھا جو میرال کو ہی پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔

"امل آپ پلیز اس کو چینج کرا دیں۔"زین نے سنجیدگی سے امل کو کہا جو سہمی نظروں سے اپنی دوست کو تکلیف میں دیکھ رہی تھی۔زین کے کہنے پہ اس نے سر ہلایا، تو

وقاص مرحا کو لینے کے لیے آگے بڑھا جب اس نے منع کر دیا۔

"میں اس کے پاس ہی رکوں گی۔ "

"مرحا آپ چلیں یار زین اس کے پاس ہی ہے۔" وقاص نے سنجیدگی سے کہا تو مرحا نا چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ باہر آ گئی اور روم میں گئی۔

امل بھی میرال کو چینج کرا کے اس کے سر پہ بوسا دے کے نکلی اور باہر جا کے زین کو بتایا تو وہ اندر چلا گیا۔ دانی اور شیری بھی روم میں چلے گئی تو وہ بھی نوال کے ساتھ روم میں آ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوال نے میرال کو جب چیختے دیکھا ایک بار تو وہ بھی ڈر گئی اس کی حالت پہ، کئی سال پہلے بھی نوال نے میرال کی یہ حالت دیکھی تھی تب بہت مشکل سے اس کو بابا نے سنبھالا تھا۔

"اب کون سنبھالے گا آپی کو۔۔۔اللہ ان کی مدد کر۔" اسی طرح روتے روتے سو گئی۔

oooooooooooooooo

زین اندر آ کے میرال کے قریب نیم دراز ہو گیا۔ ابھی بھی میرال کی چہرے پہ خوف کے آثار تھے۔ تو زین نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے حصار میں لے کے جیسے اس کو یقین دلایا کہ وہ اس کا محافظ ہے اس کو کچھ ہونے نہیں دے گا اس کے حصار میں میرال نے جیسے سکون حاصل کیا اور پر سکون آثار چہرے پہ نمایاں ہوئے۔

جبکہ زین اب خود گہری سوچ میں چلا گیا کہ ایسا کیا ہوا ہے وہاں میرال کے ساتھ جو وہ ڈر گئی۔ یہ ایک پہیلی تھی جس کو سلجھنے میں وقت لگنا تھا۔

رات کے آخری پہر جب میرال کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ زین شرٹ لیس اس کے ساتھ سویا تھا اور وہ اس کے حصار میں موجود تھی۔ میرال اپنی کنڈیشن سے سخت خائف ہوئی اور اس کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن وہ بھی صدا کا ڈھیٹ نہ خود اٹھا اور نہ ہی اسے اٹھنے دیا تو میرال بے بسی سے اسے تکتے رہ گئی۔ تھکی تھی اور بھوک سے نڈھال بھی تو زیادہ زور نہ لگایا گیا پھر نیند کی وادی میں اتر گئی۔

ooooooo/ooooooooooooo

میرال کے کسمسانے سے زین کی آنکھ کھلی تو ایک دلکش اور خوبصورت مسکراہٹ نے صبح بخیر کہا۔ سردی میں اب بھی اضافہ تھا اور رات کی بانسبت برف باری بھی زیادہ

تھی، سورج کی نرم گرم کرنیں کھڑکی کے پردوں سے اٹھکھیلیاں کر رہی تھی اور اندر آنے کو بے تاب تھیں۔

زین نے زرا سا جھک کے میرال کے خوبصورت چہرے کو دیکھا جو دو دن میں ہی مرجھا گیا تھا، جھک کے عقیدت سے اس کے تل پہ اپنے لب رکھے، اس کو اپنی لاپرواہی پہ غصہ آیا کہ کیوں وہ اتنی دیر سے اس تک پہنچا تھا اگر وہ پہلے پہنچ جاتا تو شاید اس طرح میرال نہ ڈرتی۔

زین کے اس طرح جھکنے پہ میرال نے کسمسا کے کروٹ بدلنا چاہی لیکن زین کا بازو اس کی کمر پہ تھا تو وہ ہل نہ سکی اور اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔

زین کو خود پہ جھکا پا کہ وہ بھی بغیر کسی شرٹ کے، میرال نے تیوڑی چڑھائی اور لیٹے لیٹے ہی اس کو دھکا دیا زین جو سوچ رہا تھا کہ وہ اس کو دیکھ کے خوش ہو گی یا مسکرائے گی لیکن یہاں تو الٹا اس کو دیکھ کہ اس کا موڈ خراب ہوا تھا اب وہ اپنے دبنگ روپ میں واپس آچکی تھی اور اس کو دھکے سے بھی نوازا گیا۔

میرال نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس سے کمزوری کے باعث اٹھا نہ گیا تو زین نے اس کو پکڑ کے پھر لٹا دیا۔

"لیٹی رہو ابھی طبیعت ٹھیک نہیں تمہاری، میں کچھ کھانا منگوالوں تاکہ تم میں زرا جان آئے ویسے جس طرح مکہ پڑا تھا اور ابھی دھکا۔۔۔۔ لگتا نہیں کہ جان بنانے کی بھی ضرورت ہے اب، کھانا کھا کے تو تم میری ہڈیاں توڑ دو۔ "

زین نے افسوس سے اپنی نازک بیوی (جو صرف دکھنے میں ہی تھی ورنہ جیسے وہ مارتی تھی کوئی زین سے پوچھے) کو دیکھا جس کو اپنے مجازی خدا کو مارنے پہ زرا افسوس نہیں تھا۔

"اگر تھوڑی دیر میں ہی شرٹ نہ پہنی گئی تو کوئی بعید نہیں۔ "

میرال نے کترا کے اپنی نظریں دوسری جانب کیں اور کروٹ لے کے لیٹ گئی، اب زین کی طرف اس کی پشت تھی جس پہ سنہری بال بکھرے تھے۔ زین کو اس کا دھکا دینا اب سمجھ آیا اور ناشتے کا آرڈر دے پھر وہ اس کی جانب متوجہ ہوا جو اپنا شرمانا چھپا رہی تھی۔

وہ پھر سے اس کے قریب ہوا اور اپنا بازو اس کی کمر پہ لپیٹ کے اپنے ساتھ لگایا، بالوں کو نرمی سے اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیا اور اس کے کان میں نرمی سے سرگوشی کی۔

"Don't tell me you're blushing from me"

اس کی بات پہ اور حرکت پہ میرال واقعی ہی بری طرح شرمائی، زین نے اس کے بالوں کی نرمی محسوس کر کے ان کو اپنے چہرے پہ پھیلایا۔

"زین پیچھے ہوں اور اپنی شرٹ پہنیں۔" اس کی گرفت ہلکی کرنا چاہی جس کو وہ اور مضبوط کر گیا۔

"وہ کیا ہے ناں میری غزالی آنکھوں والی شیرنی، تمہارے شوہر کو شرٹ پہن کے نیند نہیں آتی۔" زین نے اس کے کان میں سرگوشی کی تو میرال کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوا، وہ اس کے اتنے قریب آنے پہ گھبرا ہی تو گئی تھی۔

"ابھی اٹھ گئے ہیں ناں تو پہنے، ابھی کون سا سو رہے ہیں آپ۔" اپنی آواز میں حتی الامکان گھبراہٹ کو چھپانے کی ناکام کوشش کی تو زین مسکرا اٹھا۔

"دوبارہ سو جاتا ہوں تمہیں اپنی آغوش میں بھر کے، کیا کہتی ہو۔" زین نے کہہ کے لب اس کے کندھے پہ رکھے تو میرال نے اس کے بازو پہ چٹکی بھری جس کا اس پہ کوئی اثر نہ ہوا۔

تبھی روم کا ڈور نوک ہوا، زین نے شرٹ پہن کے دروازہ کھولا تو میرال نے سکھ کا سانس لیا اور خود کو سہارا دے کے واشروم فریش ہونے گئی۔ زین نے ناشتہ لے کے بیڈ پہ ہی رکھ دیا اور میرال کا انتظار کرنے لگا وہ باہر آئی تو زین بھی فریش ہونے گیا۔

پھر دونوں نے مل کے ناشتہ کیا اور زین نے میرال کو دوائی کھلا کے اس کو پھر سے آرام کرنے کو کہا اور خود ایک کام کا کہہ کے باہر چلا گیا روم سے۔ میرال خود بھی ذہنی تھکن کا شکار تھی تو آرام سے لیٹ گئی۔

oooooooooooooooooooooo

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یعقوب صاحب پریشان سے لاؤنج میں بیٹھے تھے جب آسیہ بیگم ان کے پاس آئیں، ان کو پریشانی میں بیٹھے دیکھا تو ان کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

"کیا ہوا ہے آپ کو میں آج کل دیکھ رہی ہوں کہ آپ پریشان رہنے لگ گئے ہیں آخر بات کیا ہے" آسیہ بیگم نے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے پوچھا تو وہ ان کی اپنی لیے پریشانی دیکھ کے مسکرا دیئے۔

"ایسی کوئی بات نہیں آپ فکر نہ کریں۔" یعقوب صاحب نے تسلی دینی چاہی لیکن وہ

واقعی پریشان ہو گئے تھے کیونکہ ان کی مسلسل دھمکیاں مل رہی تھیں ان کی فیملی کے متعلق۔اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی وجہ سے ان کی فیملی کو کوئی نقصان پہنچائے۔ اتنے بزدل تو وہ نہیں تھے کہ انصاف کرنے کے بجائے وہ کسی پہ ظلم کر گزرتے۔

"اب آپ مجھ سے بات چھپا رہے ہیں۔"آسیہ بیگم نے ناراض لہجے میں کہا تو وہ ہنس دیے۔

"بات چھپانے کی نہیں آپ کو ٹینشن سے دور رکھنے کی ہے،میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ پریشان رہیں،پہلے ہی آپ مجھے میری بیٹی کی شکایات لگاتیں ہیں کہ وہ آپ کو تنگ کرتی ہے۔"آخر پہ انہوں نے شرارت سے کہا اور بہت خوبصورتی سے بات بدل دی۔

"اپنی اس دوسری بیٹی کی تو بات ہی نہ کریں ناپتا نہیں کس پہ چلی گئی ہے آفت،دس بچوں جتنا تنگ کرتی ہے وہ۔"آسیہ بیگم نے منہ بنا کے کہا۔

"حالانکہ میری نوال جان روز مجھے کہتی ہے کہ آپ اسے روز صبح تنگ کرتی ہیں اور زبردستی سکول بھیجتی ہیں،مجھے تو روز آپ کی نئی شکایات ملتی ہیں۔"یعقوب صاحب تنگ کرنے لگے۔

"سکول نہ بھیجوں تو کیا کروں۔گھر رہ کہ بھی اتنا تنگ کرتی ہے وہ، عمر دیکھیں اس کی اور باتیں اللہ معاف کرے۔دادی بن کے باتیں سناتی ہے مجھے۔ "

اب وہ نوال کو کوستی کچن میں چلی گئیں جس کے سکول سے آنے کا ٹائم تھا اور اگر اس کو کھانا نہ ملتا تو پھر اپنی ماں کی شکایتیں لے کہ بیٹھ جاتی۔

مگر یعقوب صاحب اب مشکل میں تھے کہ کیا کریں،اور سوچ رہے تھے کہ اگر ان کو کچھ ہو گیا تو ان کی فیملی کا کیا ہو گا ابھی تو ان کا بیٹا بھی صرف دو سال کا تھا،اللہ پہ بھروسہ کر کے انہوں نے فیصلہ کیا اور اب وہ اسی پہ عمل کریں گے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کو کتنا بھاری پڑے گا سب۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooooooo

میرال ناشتہ کرنے کے بعد دوائی کھا کے پھر سو گئی تھی تقریباً دو گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور زین اندر آیا اس کو سوتا پا کہ چینج کرنے چلا گیا۔

میرال کو دوائی دے کہ یہ اسی آدمی کے پاس گیا تھا جس کو کل وقاص اور زین پکڑ کے لائے تھے۔

~تھوڑی دیر پہلے~

زین اور وقاص دونوں ایک ہٹ میں موجود تھے جہاں پہ انہوں نے آدمی کو باندھ رکھا تھا اور اس کو سردی میں ہی رکھا تھا۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے جہاں پہ اس آدمی کا ادھ مرا وجود زمیں پہ پڑا تھا۔

وقاص نے پہنچتے ہی اس کے منہ پہ ایک تھپڑ رسید کیا۔ آدمی نے ہراساں ہو کہ اس کو دیکھا جو رات کو بھی اس پہ ہاتھ صاف کر کے گیا تھا اور اب پھر شاید ایسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے وقاص کیا کر رہا ہے اس طرح نہیں مارتے یار کسی کو، کیوں مار رہا ہے بے چارے کو۔" زین نے مصنوعی ہمدردی سے اس آدمی کو اٹھا کہ بٹھایا تو اس نے مدد طلب نظروں سے زین کو دیکھا جیسے یہ اس کی مدد کرے گا۔

"یار میں دیکھ رہا تھا کہ میرا ہاتھ صحیح سے تھپڑ مار رہا ہے یا نہیں لیکن لگتا ہے ٹھیک سے کام نہیں کر رہا میرا ہاتھ تو ٹرائی کر۔"

وقاص نے اپنے ہاتھ کا جائزہ لے کے زین کو ایسے مشورہ دیا جیسے اس سے افسوس کی

بات کوئی ہے ہی نہیں۔

"اچھا چل میں دیکھتا ہوں۔" زین نے کہنے کے ساتھ ہی ایک زناٹے دار تھپڑ آدمی کو مارا کہ وہ پھر سے زمین پہ گر پڑا اور منہ میں خون کا ذائقہ گھل گیا۔

"یار مجھے بھی ٹھیک نہیں لگ رہا، پھر سے کوشش کرتا ہوں۔" زین نے ایک اور تھپڑ مارا تو اس نے زخمی بدن سے چور ان دونوں کو دیکھا جو ایسے تھپڑ مار کے چیک کر رہے تھے جیسے کوئی مشین کام کرتے وقت خرابی پیدا کر رہی تھی۔

"یار مجھے لگتا کہ مجھے اپنی ٹانگ چیک کرنی چاہیے یا پھر مکہ، کیا کہتے ہو۔" وقاص نے پر سوچ لہجے میں زین کو مخاطب کیا۔

"یار تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اس سے ہی پوچھ کو جس پہ ہم ٹیسٹ کر رہے ہیں۔" زین نے کہا تو وقاص آدمی کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں پھر کیا کہتے ہو کیا چیز ٹیسٹ کروں تم پہ، اگر تم نہیں چاہتے کہ ہم تم پہ اپنے ہاتھ پیر نہ چیک کریں تو اور بھی چیزیں ہیں ہمارے پاس، اگر وہ بھی نہیں تو بولنا پسند کرو گے۔"

وقاص نے سرد لہجے میں کہتے ہی اس کو ٹیبل پہ پڑے مختلف اوزار کی طرف اشارہ کیا جو چیر پھاڑ نے کے کام آتے تھے۔اس کے اشارہ کرنے کی دیر تھی اس نے فوراً اثبات میں سر ہلانا شروع کیا تو زین نے بولنے کی اجازت دی اور وہ رٹے رٹائے طوطے کی طرح بولنا شروع ہوا۔

"ہمیں یہ سب ملک نے کرنے کو کہا تھا اس نے ایک تصویر دی تھی لڑکی کی اور کہا تھا کہ اس کو اٹھا کے اس کے ہٹ پہ چھوڑ آئیں،اصل میں ہم نے اس کی چھوٹی بہن کو اٹھانا تھا لیکن ان کی شکل ملنے کی وجہ سے بڑی کو اٹھا لائے۔ "

"اگر تم لوگوں نے چھوٹی کو پکڑنا تھا تو اس کو ملک کے ہٹ پہ لے کے کیوں جانا تھا بجائے اپنے اڈے کے "وقاص نے اس کی بات بیچ میں کاٹی اور الجھن سے پوچھا کیونکہ وہ بھی جانتا تھا کی جتنی بھی لڑکیاں یہ لوگ اغوا کرتے ہیں ان کو یہ اڈے پہ چھوڑ آتے ہیں۔

"ملک نے اس لڑکی مطلب چھوٹی بہن کو کہیں دیکھا تھا اور تب سے اس کے پیچھے پاگل پھر رہا تھا، باس کو خبر لگے بغیر وہ اس کو حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ اگر باس کو پتا چلتا تو ملک اپنی جان سے جاتا۔"آدمی نے پھر سے بولنا شروع کیا جو وہ جانتا تھا اب وہ ان کا چہرہ

دیکھ رہا تھا کہ اب یہ دونوں اس کے ساتھ کیا کریں گے۔ پھر زین نے اچانک اس کے منہ پہ ایک مکہ مارا پھر ایک کے بعد ایک، وقاص نے اس کو روکا ورنہ وہ اس کی جان لے لیتا۔

"میرال کے ساتھ مطلب جس کو پکڑا تھا اس کے ساتھ کیا کیا جو وہ ڈر گئی تھی۔" زین غصے سے ڈھاڑا۔

"ہم نے کچھ بھی نہیں، ہم نے تو دو دن تک اس کو بند کرنے کے بعد دیکھا بھی نہیں تھا اور ملک تو ویسے وہاں سے گیا تھا کہیں اور کل وہ خود ہی وہاں سے بھاگ گئی۔" آدمی نے ڈرتے ڈرتے کہا کیونکہ زین نے اب پلاس کی طرح کا آلہ پکڑ لیا تھا جس سے ناخن اکھاڑنے تھے۔

"ملک کہاں ہے اس وقت۔" وقاص نے سرسراتے لہجے میں کہا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی وہ اس کے سامنے ہو اور اس کو گولیوں سے چھلنی کر دے۔

"وہ اپنے آدمیوں کو حکم دے کہ خود غائب ہو گیا کہ لڑکی کے ساتھ جو مرضی کرو اور کہیں پھینک آؤ، ہمیں بس اتنا پتا کہ وہ ایک دو دن میں پھر سے ملک سے باہر جانے والا ہے لیکن یہ نہیں پتا کہ وہ اس وقت کہاں پہ ہے۔"

اس کی بات کہنے کی دیر تھی زین نے ایک چاقو پکڑ کے اس کے ہاتھ پہ وار کیا کہ وہ بلبلا اٹھا درد کی شدت سے۔

"اس ملک کی تو میں وہ دھجیاں اڑاؤں گا کہ اپنے لیے موت کی دعائیں مانگے گا۔" زین نے اپنے بال مٹھی میں جکڑ کے کہا۔

آدمی کو انہوں نے باندھ دیا اور وہاں سے نکل پڑے۔

اور اب وہ میرال کے پاس بیٹھا اس کا ٹمپریچر چیک کر رہا تھا رات کو بھی وہ وقفے وقفے سے اس کو دیکھ لیتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے پہلے کہ وہ کوئی گستاخی کرتا دروازہ نوک ہوا جس سے میرال کی بھی نیند کھل گئی اور وہ حیرت سے زین کو دیکھے کہ یہ کب آیا۔ جب کہ اس طرح دیکھنے پہ زین نے جھک کے اس کے گال چوم لیے اس سے پہلے میرال کچھ کہتی زین اٹھ کے دروازہ کھولنے چلا گیا۔

دروازے پہ بچے کھڑے تھے جو زین سے بنا بات کیے اندر کی جانب دوڑے اور میرال کے ساتھ جڑ کے بیٹھ گئے۔ ان کے ساتھ ہی باقی سب بھی اندر آئے۔

"آپی آپ کیسی ہیں میں بہت ڈر گئی تھی،اور آپ کو بہت مس بھی کیا۔"نور نے روہانسی ہو کہ کہا۔

"آپی دو دن کہاں تھی،میں آپ کے بغیر اداس ہو گیا تھا۔"خزیفہ میرال کے گلے لگتے ہوئے بولا۔

"میں بھی بہت مس کر رہی تھی لیکن بھائی نے آپ کو زرا یاد نہیں کیا۔"ایمن نے معصومیت سے کہا تو زین گڑ بڑا گیا جبکہ میرال نے گھورا۔

"آپی کی جان میں بالکل ٹھیک ہوں آپ سب بتاؤ کیسے ہو اور تنگ تو نہیں کیا ناں سب کو؟"میرال نے پیار سے پوچھا نور تو اس کے ساتھ چپک کے بیٹھ گئی جیسے اس کو پھر نہ کوئی لے جائے۔

"آپی کی جان"۔۔۔۔"تو میں کیا ہوں؟۔"زین نے اس کے جان کہنے پہ حیرت سے اپنا منہ کھولا۔

"تو۔۔۔تو پڑ جان ہے۔"شیری نے سوچ کے اس کو جواب دیا۔

"پڑ جان۔"زین نے الجھن سے دیکھا۔

"دیکھ میرے بھائی جس طرح دادا ہوتا ہے پھر ان سے بڑے کو پڑ دادا کہتے ہیں، اسی طرح ایک جان ہے وہ بھابھی تیرے سامنے بتا چکی ہیں کہ کون ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ویسے بعد میں تو میں آتا ہوں یعنی پڑ جان اور تو پڑ پڑ جان لیکن کیا یاد کرے گا کہ کس سختی سے پالا پڑا اس لیے میں اپنے آپ کو براؤنی کے لیے ہی رکھ لیتا ہوں تو تو ہی پڑ جان ہوا۔۔۔ سمجھ آئی یا تیرے بھی دماغ میں بھوسا بھرا ہے۔ "

شیری نے سنجیدگی سے زین کو سمجھایا تو وہ اور الجھ گیا البتہ جب سمجھ آئی تو اس کو مارنے کو دوڑا اور وہ جا کے اپنی براؤنی کے پیچھے چھپا کہ وہ بچا لے۔

جبکہ شیری کی اس بات پہ سب کے قہقہے گونجے

۔

"بھائی قسم سے پکڑیں اسے، مجھ سے محبت کے دعوے کر کے میری بہن پہ نظر رکھی اس چھچھ۔۔۔۔۔۔۔" نوال نے شیری کو ہری جھنڈی دکھائی اور چھچھورا کہنے لگی کہ میرال کی گھوری پہ چپ ہوئی۔

"ہاں بیگم تم تو جیسے میری محبت پہ لبیک کہہ بیٹھی ہو۔" شیری نے یاد کرایا۔

"تو۔۔۔۔۔"نوال تڑخ کے بولی۔

"تو یہ کہ پھر بھی آئی لو یو۔"آنکھوں میں محبت سموئے دلکشی سے بغیر کسی کا لحاظ کئے اپنی محبت کا اعتراف کیا، جبکہ نوال اس طرح سب کے سامنے اس اظہار پہ بلش کر گئی۔

"اوو یہ تو شرماتی بھی ہے۔"شیری نے حیران ہونے کی بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تو نوال سب کی موجودگی سے خائف ہو کے کمرے میں چلی گئی۔

"شیری باز آجاؤ کیوں میری بہن کو تنگ کرتے ہو۔"میرال نے مصنوعی رعب سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے بھابھی یہ رعب اپنے شوہر کے لیے رکھیں ہم پہ رعب جمانے والی ابھی ناراض پلس شرما کے گئی ہے"شیری نے بھی ڈھٹائی سے کہا تو میرال مسکرا دی۔

"....."But Sherry you said that you loves "me".

نور نے فوراً کہا۔

"ارے میری پریو! تم دونوں تو جان ہو میری، شیری تم دونوں سے علیحدہ ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور تم تو ویسے بھی میری سب سے پہلی والی محبت ہو اور وہ تمہارے

بعد والی۔"شیری نے نور کو گود میں اٹھا کہ اس کے گالوں پہ پیار کیا تو وہ شرما گئی۔

شیری کی پوزیسو نیچر نور اور ایمن کے لیے دیکھ کے زین مسکرا اٹھا۔وہ اسی طرح تھا ان دونوں کے کیے جان چھڑکنے والا ان کے معاملے میں خد سے زیادہ ٹچی اور کیئر نگ۔

oooooooooooooooooooo

مرحاو قاص سے منہ موڑے کھڑی تھی کیونکہ وہ اس کو بتائے بغیر باہر چلا گیا اور جب آیا تو اس کے پوچھنے پہ بھی نہ بتایا، پھر مرحا نے ہمیشہ والا کہا گیا جملہ کہا۔

"آپ بہت برے ہیں، مجھے نہیں کرنی آپ سے شادی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کو بھی وقاص نے اس کو جھڑک کے سلایا تھا کیونکہ وہ رو رو کے اپنا برا حال کر رہی تھی جس پہ وقاص کو ایک نیا لزام سننے کو ملا۔

"آپ ہمیشہ اپنی کرتے ہیں، ابھی بھی اپنے پاس زبردستی سلا رہے ہیں جبکہ میں نے میرال کے پاس رکنا تھا۔"اب وہ اس کو کیا کہتا کہ زین اور میرال کے درمیاں جا کے سو جائے۔

پھر اس نے اس کو محبت سے سمجھایا کہ ابھی زین کو ہی اس کے پاس رہنے دو کل تم سو

جاناجب وہ ٹھیک ہو گی۔

لیکن پھر بھی وہ ناراضگی ظاہر کر کے سوئی اور ابھی تک ناراضگی چل رہی تھی جبکہ وقاص کو اسکا ناراض ناراض چہرہ ہنسی ضبط کرنے پہ مجبور کر رہا تھا کیونکہ وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔اب وہ اس کو تفصیل سے منانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اب وقاص کے دیکھنے پہ مرحانے اس کی طرف دیکھا تو ڈھرکن تیز ہو گئی کیونکہ وہ اس کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن اپنی ناراضگی یاد آئی تو پھر منہ موڑ لیا جبکہ اس کے اس طرح کرنے سے وقاص تو نثار ہی ہو گیا مطلب وہ اس پہ حق جتا رہی تھی ناراض ہونے کا۔

ہوٹل کے لان میں چھن سے آتی دھوپ نے اپنا بسیرا کیا تھا اور برف کے ٹھنڈے مجسموں پہ چاندی ٹپکا رہی تھی جو آنکھوں کو چندھیا دینے والی تھی۔لان کے کناروں پر خوبصورت سی پھولوں کی کیاریاں بنی تھی جن پہ امل اپنے خوبصورت ہاتھ پھیر رہی تھی۔

تبھی دانی اس کے پاس ہی آ کے کھڑا ہوا اور اس کا غور سے جائزہ لیا۔

سفید ٹراؤزر پہ سفید ہی قمیض پہنے اپنے آپ کو شال سے کور کئے اور بالوں کو حجاب میں قید کیے وہ برف کی سفیدی کا ہی منظر پیش کر رہی تھی لیکن اداس اداس سی۔

اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس کر کے مڑی تو دانیال گہری نظروں سے اسی کو دیکھنے میں مصروف تھا۔امل اس کے اس طرح دیکھنے پہ نظریں پھیر گئی بھلا وہ کیسے اس کی آنکھوں میں چھپے جزبات نہیں دیکھ سکتی تھی وہ اچھے سے جانتی تھی اپنے لیے دانی کی آنکھوں میں پاکیزہ جزبات لیکن وہ ان سب کو ماننے سے انکاری تھی۔

وہ چاہتی تھی کہ دانی اس کو بھول کے اپنے لیے کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈے نہ کہ ایک طلاق یافتہ۔

"آپ کو کچھ چاہیئے۔"امل نے جب اس کو مسلسل خود کا تکتا پایا تو بے وقوفی والا سوال کر بیٹھی بھلا اتنی ٹھنڈک میں وہ اس سے کچھ کینے کے لیے آئے گا امل نے اپنی عقل پہ ماتم کیا لیکن وہ کہاں جانتی تھی کہ وہ واقعی اس سے کچھ مانگ لے گا۔

"آپ کیا دے سکتی ہیں۔"دانی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی۔۔۔؟"اس نے نا سمجھی سے دانی کو دیکھا۔

"جو مانگوں گا کیا وہ مل جائے گا۔" دانی نے اس جو نظروں کے حصار میں رکھ کے پوچھا۔

"میں سمجھی نہیں۔ "

"خیر سمجھ تو آپ گئی ہیں وہ بھی بہت پہلے سے لیکن ماننے سے انکاری ہیں۔" دانی نے دوسری جانب دیکھ کے کہا تو مرحا کو حیرت ہوئی کہ وہ کیسے جانتا۔

"تو پھر آپ بھی سمجھ جائیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔" مرحا نے سنجیدگی سے کہا اور اندر جانے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کوئی ایک وجہ، جس کی بناء پہ میں واقعی سمجھ جاؤں کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔" دانی نے اس کی پشت کو دیکھ کے کہا جو اس کی آواز پہ رک گئی لیکن مڑی نہیں۔

"ایک نہیں بہت سی ہیں۔" امل نے بغیر مڑے ہی کہا اور قدم اٹھایا ہی تھا کہ دانی کی آواز سے پھر رک گئی۔

"لیکن مجھے ایسی کوئی وجہ نہیں ملی جس سے آپ کو اعتراض ہونا چاہیے، اگر آپ کے پاس بہت سی وجوہات ہیں تو مجھے بھی بتائیں۔" دانی چلتا ہوا عین اس کے پیچھے کھڑا ہو

گیا۔

"میں۔۔۔۔میں طلاق یافتہ ہوں" ناچاہتے ہوئے بھی آواز میں نمی گھل گئی۔

"اوہ کم آن۔۔۔۔۔میرے لیے یہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی کیا طلاق یافتہ کی دوبارہ شادی نہیں ہوتی۔" دانیال نے سنجیدگی سے اس کے جھکے سر کو دیکھ کے پوچھا۔

"ہوتی ہوں گی لیکن جن پہ بدکردار کا لیبل لگا ہو شاید ان کی نہیں۔" امل سے اب اپنے آنسوؤں پہ قابو پانا مشکل ہو گیا تو ان کو بہنے دیا جبکہ اس کی بات سن کے دانیال غصے سے لب بھینچ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"خبردار اگر آئندہ ایسی بات بھی کی تو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا، نہیں ہیں آپ بدکردار اور میں آپ کے منہ سے دوبارہ آپ کے لیے یہ الفاظ نہ سنوں۔" دانی نے سخت لہجے میں کہا تو امل کے رونے میں روانی آئی۔

"کیا ہے مجھ میں، مجھ سے بہتر مل جائیں گی آپ کو اور ان کا ماضی بھی خوشحال ہو گا میری طرح نہیں جس میں دکھ تکالیف اور الزام ہوں۔ "

چہرہ اٹھا کے وہ بھی غصے سے بولی۔

"مجھے آپ کے ماضی سے کوئی دلچسپی نہیں،اور نہ ہی آپ کے طلاق یافتہ ہونے سے کوئی فرق پڑتا،مجھے تو آپ کی سادگی سے محبت ہے،آپ کی سیرت سے محبت ہے،آپ کے حال سے محبت ہے۔"دانی اس کے ہاتھ تھام کے محبت سے چور لہجے میں بولا۔

"میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتی۔"ابھی بھی رو رہی تھی۔آنسوں تواتر اس کے گال بگھو رہے تھے۔

"مجھے آپ سے چاہیئے بھی نہیں کچھ سوائے آپ کے ساتھ کے،میں آپ کو زندگی کی خوشیاں دوں گا،اعتبار دوں گا،مان دوں گا،محبت دوں گا اور سب سے بڑھ کے آپ کو عزت دوں گا بس آپ مجھے ایک بار اپنا ساتھ دے دیں پھر اپنا آپ نچھاور کر دوں گا آپ پہ،اپ کو خود میں سمیٹ لوں گا،ماضی کی تلخ یادوں کو اکھاڑ پھینکوں گا تب صرف خوبصورت خوشیوں سے بھرپور زندگی ہو گی جس کا شکر میں آپ کے سنگ کرنا چاہوں گا اپنے پروردگار سے۔"

دانی نے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا کے کہا تو امل کی ہچکیاں بندھ گئی۔دانی نے پیار سے اس کے آنسوں اپنے انگلی کے پوروں سے چنے۔

"اللہ میں آپ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔"امل نے دل میں سوچ کے دانی پہ بھروسہ

کیااور اپنی خوبصورت زندگی کا سوچنے لگی جو اسی کے انتظار میں تھی۔

oooooooooooooooo

آج کیس کی آخری سنوائی تھی، جس میں جسٹس یعقوب نے اپنی سیٹ سنبھالی تھی اور وکلاء کو بولنے کا موقع دیا۔

دونوں نے باری باری اپنی بات کہی اور سارے ثبوت دلاور کے بھائی کے خلاف ہوئے۔ دلاور اپنے تئے اعصاب سے وکیل کو گھور رہا تھا جس نے اس کے بھائی کے خلاف ثبوت پیش کیے تھے۔

"تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ملزم جمشید کو مجرم قرار دیا جاتا ہے اور اس کو عمر قید کی سزا سنائی جاتی ہے۔۔۔۔۔دی کیس از ڈسمسڈ۔" جسٹس یعقوب نے اپنا فیصلہ سنایا تو دلاور کو اپنا غصہ قابو کرنا مشکل ہو گیا۔

تبھی اس نے سب کے سامنے جسٹس یعقوب کو دھمکی دی کہ اب وہ اپنی فیملی کو اس کے غضب سے بچا سکتا ہے تو بچائے۔

اور ساتھ ہی اپنی گن نکالی یعقوب صاحب جو مارنے کے لیے لیکن پولیس نے بروقت

ان کی حفاظت کی ورنہ گولی سیدھا ان کے سینے پہ لگتی اور جان لے لیتی۔

دلاور کے بھائی کو جیل پہنچا دیا گیا تھا لیکن کچھ ہی عرصے میں اس نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے اس کی جان چلی گئی۔ دلاور نے اب ٹھان لی تھی کہ وہ جسٹس یعقوب سے بدلہ ضرور لے گا جس کی وجہ سے اس کی عزیز جان بھائی کی موت ہو گئی تھی۔

oooooooooooooooooooooo

زین نے اب فیصلہ کیا تھا کہ وہ جلد ہی واپس چلے جائیں گے کیونکہ ان کا ٹرپ تو خراب ہو گیا تھا لیکن میرال نے ضد کی تھی کہ کوئی ضرورت نہیں مجھے کچھ بھی نہیں ہوا اور میری وجہ سے اپنی خوشی کو نہ روکو تو سب نے میرال کی خوب کلاس لی تھی جو کہہ رہی تھی کہ اس کی وجہ سے اپنی خوشی خراب نہ کریں۔

اپنوں کو جب کچھ ہو تو کہاں دل کرتا کوئی خوشی منانے کو اسی لیے سب نے فیصلہ کیا تھا واپس جانے کا میرال کے ناچاہنے کے باوجود بھی۔ جس کا اس نے بھرپور اختلاف کیا لیکن اس کی کسی نے سنی ایک بھی نہیں۔

آج ان کی مری میں آخری رات تھی تو سب اپنا سامان تیار رکھ کے ڈنر کر رہے تھے اکٹھے بیٹھ کے جب میرال پھر بولی۔

"میں سوچ رہی تھی کہ کل ہم نے چلے جانا ہے تو کیوں نا آج مال روڈ کا چکر لگا لیں۔"

اس کی بات پہ سب نے اس کی طرف دیکھا جیسے کوئی انہونی بات کہہ دی ہو۔

"کیا۔۔۔۔دیکھو پہلے ہی میری وجہ سے تم سب واپس جانے کی تیاریوں میں ہو لیکن میرا دل نہیں کر رہا اسی لیے میں چاہ رہی تھی کہ ایک بار مستی کو جائے، کیوں شیری۔"

میرال نے خود کی طرف ان کی سرد نظریں پائیں تو بولی اور شیری کو کے پسندیدہ مشغلے میں شامل کیا۔

میرال صبح سے کمرے میں آرام کر کے بور کو گئی تھی اسی لیے اس کا مستی کرنے کا دل کر رہا تھا۔

شیری تو فوراً تیار ہو گیا اور میرال کا بھرپور ساتھ دیا جس کو ناچار باقیوں کو ماننا پڑا۔ میرال بھی خوش ہو گئی کہ چلو کچھ تو اچھی یاد لے کے جائیں گے نہیں تو سب جب بھی مری کا

سوچتے افسردہ ہو جاتے۔

oooooooooooooooooo

اس وقت وہ سب مال روڈ پہ چہل قدمی کر رہے تھے۔ ہلکی ہلکی سی برف باری بھی ہو رہی تھی زین اس وقت میرال کے ساتھ چل رہا تھا، زین موبائل میں کسی کے ساتھ بزی تھا جبکہ میرال اس طرح بور ہو رہی تھی پھر اس نے دور کھڑے دانی اور شیری کو اشارہ کیا تو وہ سمجھ گئے۔

میرال زین کے پاس سے کھسکی اور ان کی جانب آئی وہاں سے وہ تینوں اور بچے مل کر تھوڑا آگے چل دئے ان سے، زین نے اپنی دائیں جانب دیکھا جہاں میرال ساتھ چل رہی تھی لیکن اب اس کی جگہ امل اور نوال چل رہی تھیں۔

"بھائی آپ اکیلے کیوں چل رہے تھے۔" نوال نے زین کے ساتھ چل کر شرارت سے پوچھا۔ ابھی وہ جہاں چل رہے تھے وہاں پہ ان کے علاوہ کوئی نہیں تھا لیکن دکانوں میں لوگ گھسے بیٹھے تھے سردی کی وجہ سے اور ابھی تو لوگوں نے مری کا رُخ بھی نہیں کیا تھا گھومنے کے لیے۔

"اکیلا نہیں تھا تمہاری بہن چل رہی تھی جو پتا نہیں اچانک کہاں غائب ہو گئی۔" زین نے ادھر اُدھر دیکھتے کہا، ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا جب ایک برف کا گولا تیزی سے اس کی جناب آیا اور زین کا منہ چوم لیا زین اس کے لیے تیار نہیں تھا، ابھی وہ حالات سمجھتا جب ایک کے بعد ایک اس کی جانب برف کے گولے پھینکے گئے تھے۔

زین جب ان کی شرارت سمجھا تو اپنے بچاؤ کے لیے فوراً ایک دکان میں گھس گیا۔

"ارے یار شیری یہ تو جا کہ چھپ گئے، اب کس کو ماریں۔" میرال نے افسوس سے شیری کو کہا جو اب بھی برف کے گولے بنانے میں مصروف تھا۔

"ابھی پتا چل جائے گا کہ کس کو مارنا ہے، وقاص زن مرید تو پتا نہیں کس کو نے کھدرے میں بیٹھا ہے اپنی روٹھی محبوبہ کو لے کے۔" شیری نے ادھر اُدھر دیکھا لیکن اس کو وقاص نہ دکھا جو شاید ایک شاپ پہ کافی پی رہا تھا جبکہ مرحا نوال کے ساتھ ہی تھی۔

پھر شیری نے پانچ کے قریب گولے اپنے ہاتھ میں لیے اور ایک جانب چل دیا جہاں پہ دو لڑکوا اور دو ہی لڑکیوں ایک گروپ جا رہا تھا شاید وہ بھی گھومنے آئے تھے یہاں۔

میرال کو ابھی بھی سمجھ نہ آئی کہ شیری کیا کرنے والا لیکن پھر اچانک شیری نے ایک

واران میں سے لڑکے پہ کیا،ان کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر دوسرے پہ بھی کیا،اور فوراً سے مار کے غائب ہوا۔

لیکن وہ گروپ اب نا سمجھی سے جب پیچھے مڑا تو میرال گربڑا گئی اور فوراً بچوں کے ساتھ مصروف کو گئی جیسے اس نے کچھ دیکھا نہیں،دانی نے شیری کو یہ کرتے دیکھا تو اس گروپ کے پاس فکر مندی سے آیا۔

"ارے کیا آپ لوگوں کو آپ کسی کو ڈھونڈ رہے ہیں۔"دانی نے ان سے ہمدردی جتائی۔

"جی۔۔۔۔۔پتا نہیں کس نے ہم پہ یہ برف پھینکی ہے۔"ان میں سے ایک لڑکی بولی جبکہ ایک تو مسلسل دانی کو گھوری جا رہی تھی کہ ہائے انا سوہنا منڈا۔

"ہاں جی پتا نہیں یہاں پہ کیا ہو گیا ہے، پچھلے کچھ دنوں سے ہر ایک کے ساتھ یہی ہو رہا ہے،پتا نہیں کون کر رہا ہے،"دانی نے افسوس سے کہا۔جب ایک اور وار ہوا اور اس بار دانی کے منہ پہ۔

"اوئے کمینے۔"دانی چلایا۔جبکہ میرال کا قہقہہ گونج اٹھا تو وہ گروپ میرال کی جانب

متوجہ ہوئے۔

"یہ ضرور ان ہی کی شرارت ہے۔" ایک لڑکی ناگواری سے بولی۔

پھر ناچار میرال شیری کو گھسیٹتے ان کے پاس آئی۔

"میں معافی چاہتی ہوں دراصل یہ جو میرا بھائی ہے ناں اس کا دماغی توازن خراب ہے تو یہ کب کہاں نکل جائے پتا ہی نہیں چلتا، جب سے میرے بھائی کی یہ حالت ہے میری تو امی کی نیند ہی اڑ گئی ہے نہ سوتی ہیں نہ جاگتی بس دیکھتی رہتی ہیں۔"

میرال نے خوب بے چاری بننے کی ایکٹنگ کی جبکہ شیری خود کو پاگل سن کے تلملا اٹھا۔

"کس کو۔" ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"میرے جھلے بھائی کو، وہ جو حرکتیں کرتا پھر ہم اس کو منع نہیں کرتے، دماغی توازن خراب ہے ناں، کیوں صحیح کہا ناں۔" اس نے شیری سے دریافت کیا کہ بتاؤ واقعی پاگل ہو۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں ایک پاگل اچھا تھوڑی لگتا خود کو پاگل کہتے ہوئے۔" شیری نے پاگلوں کی طرح اپنا سر کھجاتے ہوئے کہا تو دانی کو اپنی ہنسی روکنا مشکل کام لگا۔

"ویسے لگ نہیں رہا کہ آپ کا بھائی پاگل ہے، یہ تو کوئی اچھا خاصا ہینڈسم مرد لگ رہا ہے ۔"اب جو لڑکی دانی کو دیکھ رہی تھی شیری پہ بری طرح فلیٹ ہو گئی۔

"تو کیا ہر پاگل اب اپنے گلے میں بورڈ پہ پاگل لکھ کے گھومتا رہے اور آپی چلیں ناں یہ باجی مجھے گندی نظروں سے گھور رہی ہے۔"شیری نے لڑکی کو گھور کے شرم دلانی چاہی جو کار آمد ثابت ہوئی۔

"لو اب تو یہ بات پہ ایک اچھے خاصے انداز میں کر رہا ہے۔"اب ایک لڑکا بولا۔

"مطلب کیا ہے آپ کے کہنے کا، میں جھوٹ بول رہی ہوں کہ میرا بھائی پاگل ہے ہاں مجھے جھوٹ بولنے میں کیا ملنا آپ سے بتایئے زرا۔"میرال کو ہتھے سے ہی اکھڑ گئی۔

"ارے میم آپ تو برا ہی منا گئیں ہمارا یہ مطلب نہیں تھا، ویسے کیا آپ اپنے بھائی کے ساتھ اکیلی رہتی ہیں۔"لڑکا اب اپنے ٹھرک پن پہ اتر آیا میرال کا دل کیا کہ ایک لگا ہی دے۔

تبھی نور اور ایمن ان کی طرف آئیں، خزیفہ مرحا کے پاس جا چکا تھا۔

"آپی آپ یہاں کیا کر رہی ہیں، اور شیری بھی۔"نور نے پوچھا۔

"یہ کون ہیں۔"اسی لڑکے نے دریافت کیا تو میرال نے شیطانی مسکراہٹ چھپائی۔

"دراصل یہ میری بیٹیاں ہیں۔"میرال نے کہا اور دونوں کو آنکھ سے اشارہ کیا تو وہ دونوں بھی تابعداری سے سر ہلانے لگ گئیں۔

"اووہ مطلب آپ شادی شدہ ہیں۔"لڑکا اب مایوس ہوا۔

"جی لیکن بد قسمتی سے ان کا باپ مجھے چھوڑ کے چلا گیا کہتا کہ میں اب پہلے جیسی پیاری نہیں رہی اور میں اکیلی اپنی بچیوں کو پال رہی ہوں مجھے کوئی ایسا سہارہ چاہیے جو میرے ساتھ ساتھ میری بچیوں کو بھی پیار کرے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال نے مظلوم بن کے کہا زین جو کچھ فاصلے پہ ہی ان کا ڈرامہ دیکھ رہا تھا اس کی بات پہ اس کی آنکھیں ابل کے باہر کو آئیں۔

"بھلا میں نے اس کو کب کہا کہ یہ اب ویسی حسین نہیں رہی۔"زین نے کڑھ کے سوچا۔

"مطلب آپ اس سے زیادہ حسین کتنی ہوں گی ابھی سے ہی آپ توپ۔چیز ہیں۔"لڑکا دانت نکال کے بولا تو شیری نے ایک مکہ دیا البتہ میرال نے داد دینے والے انداز

میں ابرو اچکائی۔

"ارے ارے شیر یہ کیا کیا میری بچیوں کے ماموں کے دانت ہی توڑ دیے، کتنا برا لگ رہا مجھے میں معزرت چاہتی ہوں دراصل میرا بھائی بہت کیئر کرتا ہے میری اسی لیے اس نے توپ لفظ پہ سمجھا کہ شاید آپ مجھے مارنا چاہتے ہیں۔"

میرال نے معصومیت سے کہا تو لڑکا مشکل سے مسکرایا

البتہ جبڑا اس کا ہل چکا تھا۔ جو لڑکیاں اس کے ساتھ تھیں وہ تو گھبرا گئیں شیری سے، دانی اب ان سے دور ہنسنے میں مصروف تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپی چلیں ناں۔" نور نے کہا کیونکہ اب اس کو نیند آرہی تھی۔

"یہ آپ کو آپی کیوں کہہ رہی ہے۔" دوسرے لڑکے نے پوچھا۔

"میں ابھی جوان ہوں ناتوان کو اچھا نہیں لگتا ماما کہنا اس لیے" میرال کہہ کے جانے لگی تو لڑکے نے آواز دی۔

"آپ کا گھر کدھر ہے میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔" لڑکا اپنا جبڑا پکڑ کے بولا۔

"وہ وہاں پہ اس لڑکے کو دیکھ رہے ہیں وہ آپ کو میرال اڈریس سمجھا دے گا اچھے سے

اب میں چلتی ہون میری بچیوں کو نیند آگئی ہے۔"

میرال نے ایمن کو گود میں لے کے زین کی طرف اشارہ کر کے کہااور نوراب شیری کے آگے باہیں پھیلائے کھڑی تھی کہ مجھے بھی اٹھاؤ تواس نے اسے بھی اٹھایا۔شیری جاتے جاتے لڑکی کو آنکھ مارنا نا بھولا جس سے وہ توڈر گئی کہ پاگل کہیں اس کو بھی نامار دے۔

جبکہ شیری اور میرال اب ہنس رہے تھے۔

"ویسے آپ نے اچھا نہیں کیا مجھے بھائی کہہ کے، پاگل پہ میں نے برا نہیں منایا جتنا آپ کے بھائی کہنے پہ۔"شیری نے شکوہ کیا۔

"تو کیا تمہارے اس سڑے کدو بھائی کو کہوں۔"میرال نے مصنوعی سنجیدگی سے کہاتو شیری ہنس دیا۔

"ویسے مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ بھی لوگوں کو تنگ کرتی ہوں گی۔"شیری نے ساتھ چلتے چلتے پوچھا۔

"کبھی کبھی یہ صحت کے لیے اچھا ہوتا، ویسے تم نے اس کو مکہ مار کے میرا دل جیت لیا،

شکل سے ہی لوفر لگ رہا تھا۔"میرال نے مسکرا کر کہا۔

"بس اسی لیے کہ میں آپ کی دل کی بات جان گیا تھا اور اب دل جیتنے کا فائدہ جب وہ سڑا کدو آپ کا ہو چکا اور آپ اس کی۔"شیری نے شرارت سے کہا۔

"باز آجاؤ، میری بہن کو اپنی آس پہ رکھا تم نے اور اس کی بڑی بہن سے فلرٹ کر رہے ہو"میرال نے گھور کے کہا۔

"ارے اس میں تو جان بستی ہے آپ کے شیر کی، ویسے اب تک تو لڑکے کو آپ کا پتا مل گیا ہو گا۔"کہہ کے دونوں تھوڑی دیر پہلے والی حرکت پہ ہنس دیے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooo

اب وہ لڑکا زین کے پاس آیا جو موبائل میں بزی تھا لیکن ان کی تمام باتیں وہ سن چکا تھا۔

"ہیلو بھائی۔۔۔۔کیا تم مجھے ان لیڈی کا اڈریس سمجھا سکتے ہو انہوں نے مجھے گھر انوائیٹ کیا آج رات کے لیے وہ اکیلی ہیں تو ان کو میری مدد چاہیے لیکن وہ بتا کے نہیں گئیں کہ تم سے پوچھ لوں تم سمجھا دو گے۔"

لڑکے نے اجلت میں کیا جیسے اس کو میرال سے ملنے کی بہت جلدی ہے۔اس کی بات پہ زین کا غصے سے برا حال ہوا جو پہلے ہی اس کی بیوی کو بری نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اب اس کے سامنے غلاظت بک رہا تھا۔

"ضرور میں یہی کام تو کرتا ہوں۔" کہتے ہی اس نے اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کرنے لگا اس کو مکمل اڈریس سمجھانے کے لیے۔

"ہاں جی مل گیا اڈریس یا پھر سے سمجھاؤں۔" زین نے اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا

"نہیں بھائی سمجھ گیا اچھے سے اب آئندہ کبھی کسی سے اڈریس نہیں پوچھوں گا زندگی بھر۔" لڑکے نے کراہ کر کہا جو زمین پہ بیٹھا اب پوچھ کہ پچھتا رہا تھا کیونکہ زین نے اچھے سے دھلائی کر کے اس کو اچھے سے سمجھایا تھا کہ جس سے یہ فلرٹ کر رہا تھا وہ اس کی بیوی ہے۔

"گڈ۔۔۔اب دفع ہو یہاں سے ویسے اگر تو اس سے ملنے چلے بھی جاتا تو مجھ سے برا حال کرنا تھا میری بیوی نے تیرا۔"

زین کو مکہ اور تھپڑ یاد آ گئے اور وہ مسکرا کے ان کے پیچھے چل پڑا جو ابھی بھی ہنس رہے

تھے۔

oooooooooooooooooo

"آپ دونوں کیوں ہنس رہے ہو، پاگلوں کی طرح۔"نوال نے الجھ کے پوچھا تو وہ اور ہنس دیے۔

"لے یہ تو شاید پاگل ہو گئے ہیں"نوال نے ان کو پاگلوں کی طرح ہستے دیکھ کے کہا۔

تبھی زین بھی ان کے پاس آ گیا اور ان کو ابھی بھی ہنستے دیکھ کے مرحا کی جانب متوجہ ہوا جو وقاص کو ابھی تک مکمل اگنور کیے ہوئے تھی۔

"کیا آپ نے اس کو (anesthesia) اینستھیزیا کی ڈوز زیادہ تو نہیں تھی دے دی۔"زین نے کچھ تشویش سے پوچھا تو میرال کے ماتھے پہ بل آئے۔

"نہیں میں نے تو تھوڑا سا بھی نہیں دیا کیوں کچھ ہوا ہے کیا۔"مرحا نے بھی پریشانی سے پوچھا۔

"جی۔۔۔۔میں کب سے دیکھ رہا ہوں آپ کی دوست کافی دیر سے پاگلوں والی حرکتیں کر رہی ہے تو مجھے لگا کہ شاید اسی کا اثر ہو۔"زین نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو سب کی

ہنسی چھوٹ گئی اس کی بات پہ۔

"کیا کہا میں پاگل ہوں اور جو آپ اس کو اتنا برا مار کے آئے ہیں، بیچارے کا منہ ہی سجا دیا۔" میرال بھی پھٹ پڑی پاگل لفظ سن کے۔

"دیکھا یہی فیلنگز آئیں تھی مجھے بھی تب جب آپ نے مجھے پاگل کہا۔" شیری کو اپنا پاگل کہنا یاد آ گیا۔

"تم تو واقعی ہو۔" نوال نے اس کے دکھ میں اضافہ کیا۔

"اب بہت فکر ہو رہی ہے اس کی تو بھیجا کیوں تھا میرے پاس۔ "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے آپ کے پاس تھوڑی نا بھیجا تھا میں نے تو دانی کی طرف اشارہ کیا تھا۔" میرال نے سکون سے جھوٹ بولا۔

"ہاں جی دانی تو وہاں پہ چائے بیچ رہا تھا نہ جو آپ کو وہ نظر آ گیا۔" زین نے بھی سکون سے دانی کو چائے والا بنا دیا۔ دانی وہاں سے جا چکا تھا جب میرال نے لڑکے کو زین کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"اوہ بھائی مجھے کیوں چائے والا بنا رہا۔" دانی تڑپ کے بولا جبکہ باقی سب لڑائی انجوائے

کرنے میں تھے۔

"آپ تو چپ کریں یار۔۔۔اور آپ مجھے کیا پتا تھا کہ دانی وہاں نہیں ہے میں تو دانی کو ہی سمجھی تھی ناں۔"میرال نے اب کی بار معصومیت سے کہا تو زین اش اش کر اٹھا۔

"واہ مطلب مجھ میں اور دانی میں تمہیں فرق ہی نہیں لگا اتنا بھی دور نہیں تھا اب میں ۔"

"میری دور کی نظر کمزور ہے نا تو نہیں دیکھ سکی سہی سے۔"شان بے نیازی سے جواب ملا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو میں پاس آجاتا ہوں زرا قریب سے دیکھ لو۔"زین کہہ کے قریب آنے لگا میرال گربڑا گئی اور فوراً بولی۔

"آپ کو زرا شرم نہیں آئی مجھ پہ الزام لگاتے ہوئے۔"

"کونسا الزام۔۔۔اور تم بھول رہی ہو میں ایس پی ہوں۔"زین نے جیسے جتایا۔

"ایس پی ہونگے آپ اپنے آفس میں ابھی آپ میری فرینڈ کے جیٹھ ہیں۔"میرال نے بھی یاد کرایا۔

"اور تم اسی فرینڈ کے جیٹھ کی وائف یعنی جیٹھانی۔ "

"مت بھولیے صرف نکاح ہوا ہے ہمارا بیوی نہیں منکوحہ ہوں۔"میرال نے باور کرایا۔

"تو کوئی بات نہیں میری نظر میں دونوں برابر ہیں اگر کہتی ہو تو واپس جا کے سوچوں اس بارے میں۔"زین نے آنکھ دبا کر کہا تو میرال بلش کر گئی۔

"مجھے نہیں آپ سے بات کرنی جس کا کوئی فائدہ ہی نہ ہو"میرال نے اپنی جھینپ مٹانے کو کہا تو زین کے ساتھ سب مسکرا اٹھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب تو یہ کہنا ہی تھا۔"زین نے چڑایا لیکن میرال نے واقعی اب کوئی بات نہ کی جانتی تھی جس طرح اس نے یہ بات کی کوئی بھروسہ نہیں اسکا کچھ اور بھی کہہ جائے۔

سب ہوٹل کی طرف واپس جا رہے تھے جب کچھ لڑکیاں وہاں سے گزری اور شیری کو دیکھ کے ہنس کے باتیں کرنے لگیں،نوال نے دیکھا پہلے تو اس کو کوئی فرق نہ پڑا لیکن جب ایک لڑکی شیری کے پاس آئی اور اس سے بات کرنے لگی تو وہ ان کے بیچ میں آئی اور بہت ہی پیار سے شیری کا بازو پکڑ کے اس سے مخاطب ہوئی۔

"ڈارلنگ میں کب سے ویٹ کر رہی تھی آپ کا لیکن آپ آ ہی نہیں رہے، خیریت ہے ناں۔"نوال نے ایک جتاتی ہوئی نظر لڑکی کو دیکھا۔

جب کی وہ لڑکی سمجھ چکی تھی کہ یہ اس کی گرل فرینڈ ہے یا پھر بیوی لیکن وہ پھر بھی پوچھے بغیر نہ رہ سکی اس پیاری لڑکی سے جو اس سے کافی چھوٹی نظر آ رہی تھی۔

"آپ کون؟"لڑکی نے نوال سے پوچھا تو شیری بھی نوال کی طرف متوجہ ہوا کہ کیا جواب دیتی ہے۔

"ارے میری جان آپ نے ان کو بتایا نہیں کہ آپ کی ایک عدد بیوی ہے۔"نوال نے معصومیت سے کیا تو شیری کی باچھیں ہی کھل گئی بیوی کہنے پہ۔

"جی جان میں بس بتا ہی رہا تھا ان باجی کو کہ آپ آ گئیں۔"شیری نے بھی نوال کے گرد حصار باندھتے کہا۔

"آپ نے باجی کس کو بولا، آپ سے چھوٹی ہی ہوں گی میں۔"لڑکی اب اپنے آپ کو باجی کہنے پہ تپ گئی۔

"تو کیا آپ کو آنٹی کہیں۔۔۔۔باجی۔"شیری کے بجائے نوال کی طرف سے تپا ہوا

جواب ملا۔

"ارے بیگم جان۔۔۔ چھوڑوں ان کو آؤ ہم اپنے منے کے پاس چلتے قسم سے بہت رو رہا ہے "شیری نے بھی اب شرارت کا مزا لیتے ہوئے کہا تو نوال تلملا اٹھی کہ یہ تو کچھ زیادہ ہی ہو گیا۔

اور شیری نوال کو اسی طرح حصار میں رکھے چل دیا، لڑکیوں سے تھوڑا دور جا کہ نوال نے جھٹکے سے اپنا آپ چھڑایا۔

"یہ تم نے ان کے سامنے کیا بکواس کی ہے۔۔۔ مناو غیرہ۔"نوال نے سوچ کے جھرجھری سی لی۔

"اور تم جو لگی تھی اس کا کیا۔"شیری نے بھی حساب برابر کیا۔

"اب جب تم خود کی حفاظت نہیں کرو گے تو مجھے ہی گند سے مکھیاں ہٹانی پڑیں گی ناں۔"نوال نے دل جلانے والی مسکراہٹ سے کہا اور اس کے سمجھنے سے پہلے بھاگ گئی۔

تمہیں تو اب میں بتاؤں گا مکھیوں کا شیری نے دل میں جل کے سوچا اور گہرا مسکرایا۔

oooooooooooooooooooo

"میرال آرام سے چلو غصہ کس بات پہ ہو رہی ہو تم، ساتھ چلو سب کے۔" زین کب سے میرال کو آوازیں دے رہا تھا جو سننے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی الٹا چلتی جا رہی تھی

۔

"آپ کو کیا مسئلہ ہو رہا ہے آپ چلیں میں نے آپ سب کو پکڑ کے تو نہیں رکھا۔" میرال رکی اور پیچھے مڑ کے زین کو تیوری چڑھا کے جواب دیا تو زین نے ایک نے بے بسی سے نظر ڈالی اس پہ کہ اس نے ایمن کو گود میں اٹھا رکھا تھا جو سو رہی تھی۔

"اس کو رو کو یار پتا نہیں کونسا بھوت سوار ہو گیا اس پہ۔" زین نے مرحا سے کہا اور وہ اس کی طرف بھاگی۔

"میرال رو کو یار میں بھی آ رہی ہوں تمہارے ساتھ۔ "

"لے۔۔۔۔ میں نے اس کو روکنے کو بولا تھا الٹا وہ اس کے ساتھ چل دی۔" زین نے گھور کے وقاص کو دیکھا جیسے اس کا قصور ہو۔

"میں نے کیا کیا جو مجھے اس طرح دیکھ رہا ہے۔" وقاص نے جھنجھلا کے کہا آگے ہی وہ

مرحا کی وجہ سے پریشان تھا جو اسے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دے رہی تھی۔

"غلطی ہی تیری ہے اگر تو مرحا کو منا کے رکھتا تو وہ جانے کے بجائے میرال کو روکتی لیکن کسی کام کے نہیں ہو تم لوگ۔" زین نے احتیاط سے ایمن کو وقاص کی گود میں دیتے اس کو جھڑکا تو وہ منہ بنا گیا۔

دانی اور امل خاموشی سے سڑک کے کنارے آہستہ آہستہ چلتے آ رہے تھے۔ نوال اور شیری بھی کسی بات پہ بحث کرتے ان کے پیچھے ہی آ رہے تھے۔

زین میرال کی طرف بھاگا کہ اس کو روک سکے لیکن وہ اب غصے میں زمین سے برف کا گولا بنا رہی تھی زین نے حیرت سے اسے دیکھا کہ یہ اب کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

لیکن میرال وہ گولے خود ہی بنا کے پھینکی جا رہی تھی ادھر اُدھر تو زین کو سکون ہوا لیکن تھوڑی دیر تک۔

جب میرال نے ایک گولا بنا کے غصے سے آتے دو لڑکوں کو مارا وہ تو حیرت کی مرتی بنے میرال کو اب دیکھیں کہ یہ کیوں ان کو مارا جبکہ وہ اب ایک اور تیار کر رہی تھی مارنے کے لیے۔ مرحا اس کو مسلسل روکنے کی کوشش میں تھی جس کا جواب اس کو سننے کو ملتا

کہ "تم چپ کرو، زیادہ دادی نہ بنو" تو وہ بے بس سی ہو جاتی۔

"مطلب اب غصہ ان پہ نکالے گی۔۔۔۔ حد ہے یار۔" زین نے افسوس سے سوچا اور لڑکوں کی طرف ہوا کہ ان سے معزرت کر لے۔

لیکن میرال نے ایک اور مارا اور چیخی۔

"شرم نہیں آتی اتنی رات کو باہر نکلتے، بد تمیز گھر والے پریشان ہوتے ہونگے دفع ہو جاؤ۔" زین کو لگا کہ میرال کا ذہن آج ٹھیک سے کام نہیں کر رہا،

اب وہ لڑکے نا سمجھی سے میرال کو دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کہہ رہی ہے خود بھی تو باہر ہے۔

"آپ بھی تو باہر ہیں، ہم تو پھر لڑکے ہیں آپ لڑکی ہیں، آپ کے گھر والے نہیں پریشاں ہو رہے ہونگے۔" ایک لڑکا ماتھے پہ بل لیے بولا۔

"میں تو اپنے شوہر کے ساتھ آئیں ہوں میری خیر ہے۔۔۔۔۔۔۔ تم لوگ کس کے ساتھ آئے ہو ہاں۔۔۔" میرال نے اپنی باہر نکلنے کی وجہ بتائی۔

"ہم دوست اکٹھے نکلے ہیں۔" اب کی بار دوسرا دوست بولا۔

لیکن بات کا جواب دینے کے بجائے میرال نے پھر ایک گولا بنایا اور کھینچ کے اس کے منہ پہ مارا جبکہ لڑکے اب سوچ رہے تھے کہ عجیب پاگل ہے بغیر وجہ کے مار رہی ہے۔

"او باجی کیوں مار رہی ہو ہم نے کیا کیا۔" ایک لڑکا بولا۔

"باجی کس جو بولا رک تیری تو کمینے۔۔" میرال نے کہتے ہی اس کی جانب ڈور لگائی لیکن پیچھے سے زین اس کو کھینچ چکا تھا اپنی طرف ورنہ کوئی بھروسہ نا تھا کہ لڑکا تھوڑی دیر بعد ہوسپٹل ہوتا۔

بغیر کچھ کہے اس کو اپنے کندھوں پہ ڈالا اور ہوٹل میں پہنچے میرال شرم سے پانی پانی ہو گئی اس کی حرکت پہ اس کو کیا پتا تھا کہ وہ ایسا بھی کرے گا سب کے سامنے۔

"نیچے اتاریں مجھے ورنہ میں نے خون پی جانا آپ کا۔ء وہ غصے اور شرم سی ڈھاری۔

"پی جانا بعد میں پہلے کمرے میں چلو۔" زین نے س کو اتار کے کہا کیونکہ وہ ہوٹل پہنچ چکے تھے۔

نوال، دانی، شیری، امل اپنے روم میں جا چکے تھے پہلے ہی اور بچوں کو بھی ان کے کمرے میں چھوڑ آئے تھے۔

"مجھے نہیں کرنی بات آپ سے۔"امل نے زور دے کے کہا۔

" کیوں۔"وقاص نے آرام سے ہی پوچھا

"آپ نے کی بات مجھ سے۔"اس کی بات پہ وقاص مسکرایا کیونکہ وہ کبھی کبھی نروس ہو کہ غلط بول جاتی تھی۔

"کر تو رہا ہوں صبح سے لیکن آپ سن ہی کہاں رہی ہیں۔"وقاص نے مسکراہٹ دبا کے کہا۔

"میرا مطلب تھا کہ آپ مجھ سے باتیں چھپاتے ہیں۔"کمزور سی آواز میں شکوہ کیا تو وقاص نے ایک نظر بے بسی سے زین کو دیکھا جو اپنی شیرنی کو سنبھالنے میں ہلکان ہو رہا تھا اس کا اشارہ سمجھ چکا تھا۔

"میرال روم میں آؤ ذرا بات کرنی ہے۔"زین نے کہا تو میرال نے جانچتی نظروں سے زین کو دیکھا جو اب کمرے میں جا رہا تھا۔میرال بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلی گئی کہ کوئی ضروری بات ہو گی۔

مرحا روم میں گئی تو پیچھے ہی وقاص اندر داخل ہوا،مرحا کی آنکھیں پھیلیں اس کو دیکھ

کہ۔

"آپ کیوں اندر آئیں ہیں اپنے روم میں جائیں میرال آتی ہو گی کیا سوچے گی وہ۔"
مرحا گھبراہٹ لیے بولی۔

"اپنی بیوی کے کمرے میں کیوں آیا جاتا،اور ویسے بھی میرال اپنے شوہر کے کمرے میں تو تم آرام سے ادھر آجاؤ ورنہ بچے اٹھ جائیں گے شور سے۔" وقاص نے مرحا کو شاکڈ چھوڑ کے بیڈ پہ لیٹے ہوئے کہا۔

"میں نہیں آرہی کل بھی آپ ادھر تھے اور آج بھی "

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور اب عادت ڈال لیں جلد ہی آپ روز ہی میرے ساتھ سوئیں گی۔" وقاص نے آرام سے کہہ کے مرحا کو بے چین کر دیا۔

"ادھر آئیں پھر آپ کو منانا بھی ہے۔" زو معنی لہجے میں کہا تو مرحا کے پسینے چھوٹ گئے۔

"میں نہیں ناراض، وہ تو بس ایسے ہی۔" فوراً سے بات بدلی۔اور آہستہ آہستہ قدم چلتی وقاص تک آئی وقاص تب تک اپنی جیکٹ اتار کے رکھ چکا تھا۔

"مرحا کے بیٹھنے پہ اس کو اپنے حصار میں لیا اور کمفرٹر اچھے سے اپنے اور اس کے اوپر دیا۔

"کچھ باتیں میری جاب کے متعلق ہوتیں ہیں جو میں آپ سے شیئر نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے ان کا زکر کرنے کی اجازت نہیں ہوتی حلانکہ خود سے بھی نہیں لیکن چھپاتا میں کچھ بھی نہیں آپ سے اب آپ ٹینشن فری رہیں کہ میں آپ سے کچھ چھپاؤں گا۔"
وقاص نے نرمی سے بات کی تو مرحا اپنی غلطی پہ شرمندہ ہوئی۔

"اب آپ ناراض تو نہیں اگر ناراض ہیں تو بتائیں۔"

"ایم سوری وہ بس پتا نہیں میں ایسا کیوں کیا۔" مرحا نے آہستہ سے کہا تو وقاص نے جھک کے اس کی گال پہ لب رکھے۔

"سوری نہیں کرنا، مجھے تو اچھا لگا تھا آپ کا یہ روپ جس میں آپ مجھ پہ رعب جھاڑیں۔" وقاص نے شرارت سے کہا تو مرحا بلش کر گئی۔

"آپ بہت برے ہیں میں۔۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ اپنا دوسرا پسندیدہ جملہ بولتی وقاص نے ٹوکا۔۔

"بس اتنا کافی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ "

مرحابات سمجھ سے مسکرادی۔

oooooooooooooooooooo

"جی کیوں بلایا ہے آپ نے۔"میرال نے اندر آتے ہی دریافت کیا۔

"کیا مطلب کیوں بلایا ہے، ظاہر سی بات ہے سونے کے لیے۔"زین نے نارملی انداز میں کہا تو میرال کو پتنگے لگ گئے مطلب یہ ضروری بات تھی۔

"میں اپنے روم میں جاؤں گی آپ کا شکریہ جو آپ نے کل رات میری کیئر کی، ویسے آپ کا فرض بنتا تھا۔"زین کو اسکا فرض جتا کے جانے کے لیے مڑی تو زین نے اس کو بازوؤں میں اٹھالیا میرال مچلی کہ نیچے اتارو لیکن اس نے کہاں سننی تھی۔

"جب کہہ رہا ہوں کہ ادھر سونا تو سو جاؤ، ویسے بھی وقاص ہے مرحا کے پاس۔"اس کو زبردستی بیڈ پہ لٹاتے خود بھی ساتھ ہی بیڈ پہ بیٹھا۔

"آپ کو شرم نہیں آتی ایسی حرکتیں کرتے۔"میرال نے اس کو شرم دلانی چاہی لیکن کوئی خاص اس بات پہ توجہ نہ دی گئی تو میرال پھر سے اٹھنے لگی۔

"لیٹی رہو طبیعت آگے ہی ٹھیک نہیں۔"زین نے تنبیہہ کرتے کہا تو وہ گھور کے بیٹھ گئی لیکن لیٹی نہیں۔

زین اب اپنی شرٹ اتارنے لگا۔

"یہ۔۔۔۔۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں۔"میرال نے گھبرا کے پوچھا۔

"مجھے یہ پہن کے نیند نہیں آتی اسی لیے۔"زین نے کہا اور لیٹنے لگا تو میرال اچھل کے پیچھے ہوئی۔

"اور مجھے آپ کو ایسے دیکھ کے، پہن کے سوئیں۔"میرال کو پتا نہ چلا کہ اس نے کیا کہہ دیا، زین کھل کے مسکرایا۔

"تو میری جان آپ نہ دیکھو ساری رات۔"زین نے کہا تو میرال کو اپنے لفظوں کا خیال آیا۔

"میرا مطلب تھا کہ۔۔۔۔۔پہن کے سوئیں۔"جب بات نہ بن سکی تو جھنجھلا کے کہا لیکن زین کے اطمینان میں زرا فرق نہیں آیا اور ایسے ہی لیٹا رہا۔

پھر میرال نے بیڈ پہ پڑے کشنز اٹھائے اور درمیان میں ایک لائین بنانے لگی جسے دیکھ

زین کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا۔

"یہ کیا کر رہی ہو۔"اپنے اور اس کے درمیان سے کشنز اٹھاتے ہوئے کہا تو میرال نے اس سے واپس لے کے رکھے۔

"یہ ڈیورنڈ لائن ہے، بارڈر۔۔۔۔آپ کے اور میرے درمیان۔"زین سمجھ چکا کہ اس کے پٹھان ہونے پہ ڈیورنڈ لائن کہا ہے۔

"اچھا کیوں۔"مزے سے پوچھا۔

"یہ جو آپ کے اندر ٹھرکی پٹھان ہے ناں جو میرے بال دیکھتے جاگ جاتا اس کو روکنے کے لیے اور ادھر ہی رہیے گا خبردار ادھر آئے بھی تو۔"

میرال نے وارننگ دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اپنا حجاب اتار کے اپنے بالوں کا جوڑا کھولا میرال کبھی بھی بال باندھ کے نہیں سوئی تھی۔اور یہ بھی جانتی تھی کہ زین کی ماما پٹھان ہیں اسی لیے زین کبھی کبھی پٹھان کی لک دے جاتا تھا۔

"اووہ تو تمہیں مجھ سے خطرہ محسوس ہو رہا کہ میں رات کو۔۔۔۔۔"اس نے جان بوجھ کہ بات آدھی چھوڑ دی تو میرال گربڑا گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں،اب آپ چپ کر کے سو جائیں۔"میر ال نے کہااور لیٹ گئی دوسری جانب کروٹ لے کے۔

تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی جب اس کو محسوس ہوا کہ زین نے اس کے بال پکڑے ہیں،اس نے پیچھے مڑنے کی زحمت نہیں کی لیکن پھر ہزار وولٹ کا جھٹکا لگا جب زین کا ہاتھ اس کی کمر پہ آیا اس نے زرا سا مڑ کے دیکھا تو ایس پی صاحب بالکل اس کے پیچھے لیٹے ہوئے تھے اور جو بارڈر تھا اور کو پار کر چکے تھے۔

اس نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی لیکن زین نے نہ چھوڑا تو ناچار میر ال کو اس کی باہوں میں ہی سونا پڑا۔

زین اب اس مزاحمت چھوڑنے پہ مسکرا اٹھا اور سکون سے سو گیا لیکن ابھی کچھ سوال تھے جن کو اس نے میر ال سے پوچھنا تھا۔

اس آدمی (جس کو یہ اور وقاص پکڑ کے لائے تھے) کو تو وہ اپنی خفیہ جگہ بھجوا آئے تھے کیونکہ اس نے ابھی آدھا سچ بتایا تھا۔

اس سے بھی بعد میں نپٹنے کا ارادہ تھا ان کا واپس جا کے۔

oooooooooooooooooooo

صبح ہوئی تو سب واپسی کے لیے روانہ ہوئے جس طرح آئے تھے اسی طرح سب اپنی گاڑیوں میں بیٹھے، دانی نے ایک بار اپنے ساتھ بیٹھی خواتین کو کہہ دیا تھا کہ سارے رستے سوئیں نہ لیکن تھوڑا دور جا کہ وہ پھر سو گئیں تو دانی سرد آہ بھر کے رہ گیا۔

گھر پہنچے تو پتا چلا کہ یہاں پہ تو تیاریاں چل رہی ہیں شادی کی۔ کیونکہ تینوں بیگمات لاؤنج میں بیٹھ کے مشورے کر رہی تھیں ان سے سب باری باری ملے، ایمن اور نور تو اپنی ماں کے پہلو میں چپک کے بیٹھ گئیں بھئی اتنے دن اپنی ماں سے دور جو رہیں تھی۔

لڑکے سب دانی کے گھر چلے گئے کہ وہاں آرام کریں گے اور دانی کو بھی موقع ملے ان کی خدمتیں کرنے کا۔

باقی لڑکیاں بھی روم میں جا چکی تھی جب امل کیچن میں ایک گلاس پانی پینے آئی اور پچھلی بار کی طرح بھی ان کی بات اس کے سر پہ بم بن کے پھٹی۔

"ہاں حیدر نے کہا تھا کہ بس سادگی سے نکاح ٹھیک رہے گا، امل بھی سادگی سے ہی چاہے گی پھر شادی کے فنکشن بڑے کر لیں گے اور ویسے بھی وقاص کو بھی ہنگامے

پسند نہیں۔" یہ آسیہ امی تھی جو کہہ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے پھر بچوں کو بولتے ہیں کہ شاپنگ شروع کریں، مرحا کی رخصتی کی اور امل اور آپ کے حیدر کے نکاح کی۔" اب سارا بیگم بولیں تو امل کو یقین نہ آیا کہ یہ کیا ہو گیا۔

دانی نے اس سے وعدہ کیا تھا زندگی بھر ساتھ چلنے کا اب یہ کون تھا جو اس کو قبول کرنے کو تیار تھا۔ امل سے وہاں کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تو اپنے روم میں آئی اور خالی خالی نظروں سے چھت کو دیکھنے لگی کہ یہ اس کی زندگی اب کس موڑ پہ لے کے جانے لگی تھی اس کو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooooo

شام ہو گئی تھی سب اٹھ گیں تھی لیکن امل روم سے باہر نہ آئی تو میرال کو ٹینشن ہوئی کہ اتنا بھی کیا سونا، جب وہ اس کے کمرے میں گئی تو میڈم رونے کا شغل فرما رہی تھیں میرال کو سمجھ آ گئی کہ کیوں رو رہی ہے تو وہ اس کے پاس آئی اور پیار سے اس کے بال سہلائے امل ایک پیار بھرا لمس پا کہ اور رو دی

"امل میری جان کیوں رو رو کے خود کو ہلکان کر رہی ہو۔"میرال نے پیار سے اس سے پوچھا۔امل نے میرال کی گود میں سر رکھ دیا اور سسکیاں روکنے لگی۔

"بتاؤ کیا بات پریشان کر رہی ہے۔ "

"مجھے نہیں پتا میرو، میں کیوں رو رہی ہوں حالانکہ مجھے خوش ہونا چاہیے کہ مجھے کوئی اپنا رہا ہے۔"امل نے سسکیاں بھرتے کہا تو میرال نے اس کے سر پہ بوسا دیا۔

"اور بہت محبت سے خوشی سے اپنا رہا خوش نہیں بہت خوش ہونا چاہیے تمہیں اور تم رو رہی ہو۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے نہیں پتا مجھے کیا ہو گیا ہے میں آپ سب کو چھوڑ کہ نہیں جانا چاہتی میرو امی کو بولو نا کہ ابھی نہیں میں نہیں آپ سب کے بغیر رہ سکتی۔ "

امل نے منت کرنے والے لہجے میں کہا،دانی والی بات کا زکر وہ نہیں کرنا چاہتی تھی جب ان لوگوں نے اتنی محبت دی تھی تو وہ کیوں ان کی محبت پہ شک کرتی یقیناً امی نے کوئی اچھا سا انسان ہی چنا ہو گا،امل اپنے آپ کو تسلیاں دے اصل میں اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا تھا کہ پتا نہیں حیدر نامی شخص اس کے ساتھ کیسا رویہ رکھے گا یا پتا نہیں

اس کو امل کے ماضی کا علم بھی تھا کہ نہیں اور اوپر سے دانی کی کہی باتیں سب اس کو رونے پہ مجبور کر رہی تھیں۔

"ارے کون دور کر رہا ہے تمہیں، پاس ہی تو رہتا وہ اور ابھی ویسے بھی نکاح کر رہے ہیں رخصتی سنا ہے میرے ساتھ ہو گی حد ہے اس میں پتا نہیں میں کہاں سے آ گئی۔ "

میرال نے آخری بات کہتے منہ کے زاویے بگاڑے تو امل مسکرا دی۔

"میرو تم تو رہنے ہی دو اتنے اچھے ہیں نازین بھائی اور پیار بھی بہت کرتے ہیں تم سے ،خیال رکھا کریں گے تمہارا، بس پتا نہیں میرے ساتھ اب کیا ہو گا۔"

امل برا مناتی میرال کو زین کے بارے میں بتائے اور پھر اپنا سوچ کے افسردہ ہو گئی۔

"زین کو تم رہنے ہی دو کچھ زیادہ ہی پیار کرتے ہیں۔" میرال کی اس کی حرکتیں یاد آئیں تو سوچ کے ہی لال ہو گئی۔

"اور تم زین کا کہہ رہی ہو، دانی بھی تو کرتا ہے پیار تم سے وہ بھی تمہیں بہت خوش رکھے گا۔" میرال نے رسانیت سے سمجھایا تو امل کو حیرت ہوئی دانی کا نام سن کے۔

"دانی کا کہاں سے کر میرو۔" نظریں چراتے کہا۔

"کیا مطلب کیا زکرا سی کا توزکر ہے سارا، تمہارا ہونے والا شوہر نامدار ہے۔"میرال نے امل کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے کہا لیکن امل اب ہکا بکا میرال کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہارے اوردانی کے نکاح کے ساتھ ہی مرحا کی شامت مطلب اس کی رخصتی ۔۔۔۔"میرال نے کہہ کے قہقہہ لگایا۔

امل اب بھی اسی کو دیکھی جارہی تھی جو اس کو حیرت میں چھوڑ کہ خود اب مزے لے رہی تھی۔

"کیا یار ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔"میرال نے کافی دیر سے خود کو دیکھتا پا کہ پوچھا تو امل مشکل سے بولی۔

"لیکن امی نے کہا تھا کہ حیدر۔ "

"اوہ یار تمہیں تو اپنے شوہر کا نام ہی نہیں پتا دانیال حیدر خان نام ہے اس کا امی اسے حیدر ہی کہتی ہیں ان کو حیدر زیادہ اچھا لگتا نام، حیرت ہے امی نے کئی بار اس کا حیدر نام لیا لیکن تم نے غور ہی نہیں کیا۔"میرال نے کندھے اچکائے

امل کو سن کے جیسے سکون مل گیا ہو دل سے جیسے بوجھ اتر گیا ہو اس کا دل اللہ کے سامنے

سجدہ شکر ادا کرنے کو کیا۔

"ایک منٹ ایک منٹ کہیں تم اسی بات سے تو نہیں رو رہی تھی کہ تم سمجھی دانی کے بجائے تمہاری شادی حیدر سے ہو رہی ہے۔"میرال نے جانچتی نظروں سے گھورا تو امل نظریں چرا گئی۔

میرال نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔

"اف امل۔۔۔یار تم پوچھ لیتی نام۔۔۔دانی صاحب سے پیار ہو گیا ہے۔"میرال نے شرارت سے ہنس کے کہا تو امل کو کوئی فرق نہ پڑا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم بہت بد تمیز ہو، میرا چھوڑو یہ بتاؤ جس دن تمہارا نکاح ہوا تھا اس دن کیا ہوا تھا کمرے میں۔"امل بھی اب لائین میں آ گئی تھی دانی کا نام سن کے۔

"کی۔۔۔کیا مطلب کیا ہوا تھا کچھ بھی نہیں بس بات کرنی تھی۔"میرال اچانک سوال سے گربڑا گئی۔

"اچھا واقعی بس بات کی تھی لیکن۔۔۔۔"امل نے جان بوجھ کے بات ادھوری چھوڑی تو میرال کو لگا کہ لگ گیا پتا سب کو۔

"لیکن کیا ہاں،اس طرح تم مجھ سے اگلوا نہیں سکتی سمجھی۔"میرال نے دبنگ سٹائل میں کہا وہ بھی جان گئی تھی کہ جان بوجھ کے لگی ہے پتا کچھ ہے نہیں۔

"مطلب واقعی کچھ ہوا تھا۔۔۔اسی لیے تم لال ہو گئی تھی باہر آتے آتے۔"امل نے پھر سے شرارت کی تو میرال نے خوشمگیں نظروں سے گھورا۔

"تم سے مطلب۔۔۔۔۔۔۔"میرال نے کرارہ جواب دیا تبھی مرحا کے ساتھ نوال بھی تشریف لائیں جو شاید شیری کی کال بار بار کاٹ رہی تھی کیونکہ وہ ابھی سب میں تھی تو بات (مطلب کلاس) نہیں کر سکتی تھی

"ہاں جی امل کیسی ہو دلہن رانی۔"مرحا نے آ کے چہک کے کہا اور امل کے ساتھ ہی لیٹ گئی ریلیکس ہو کے۔

"دلہن رانی تو آپ ہوں گی سپیشل ہم تو بعد میں۔"امل نے مرحا پہ دھماکہ کیا وہ جو ابھی ریلیکس سی ہو کہ لیٹی تھی اس کی بات پہ ویسے ہی اٹھ کے بیٹھ گئی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہے پارو۔"مرحا نے حیرت سے میرال سے پوچھا جس نے دل جلانے والی مسکراہٹ اچھالی۔

اصل میں مرحا نے چیلنج کیا تھا کہ میرال کی پہلے شادی ہو گی اور اس کی بعد میں، اس کے مطابق وقاص کو کوئی جلدی نہیں جبکہ زین کو بہت ہے اور وہ میرال کو تھوڑی دیر کے لیے بھی دور نہیں کر سکتا لیکن اب بیچاری خود پھنس گئی تھی۔

"یہی سچ ہے چندر مکھی کہ اب تو شادی شدہ ہونے جا رہی ہے اور میں انشاللہ اللہ کے فضل سے اگلے سال۔۔۔۔۔۔۔خالہ۔" میرال نے ہاتھ اٹھا کے دعا کی سال لفظ کے بعد رکی تینوں کو لگا کہ کہے گی کہ خود شادی کرے گی لیکن اس کا اگلا لفظ سن کے مرحا پل میں سرخ ہوئی اور کھینچ کے کشن اسے مارا جبکہ باقی دونوں نے اونچا آمین کہا۔

"کتنی بری ہو تم اس طرح کرتا کوئی۔" مرحا روہانسی ہوئی تو نوال نے اس کے گال کھینچے ھو مزید سرخ ہو گئے تھے۔

"مجھے کسی نے نہیں بتایا مجھے پتا مزاق کر رہی ہو تم لوگ۔" مرحا نے آس سے ان کو دیکھا جیسے ابھی کہہ دیں گی کہ ہاں مزاق تھا لیکن

"نہیں میری جانو اب تیری نیا پار، اب تو گئی پیا پر دیس۔" میرال نے اس کے بوڑھی دادیوں کی طرح گال چوم کہ اپنے ساتھ لگایا۔

مرحا بس رو دینے کو تھی کہ ابھی تو اس نے جاب کرنی تھی مگر وقاص اس کو کب باہر زیادہ دیر رکنے دیتا تھا ہر وقت اس کی فکر لگی رہتی تھی اور اب تو وہ نائٹ ڈیوٹیز بھی نہیں کرنے دے گا اور جس طرح وہ اس کو اپنے حصار میں لیتا مرحا کی تو جان پہ بن جاتی لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

oooooooooooooooooooo

نوال اور امی اگلی صبح شاپنگ پہ نکلے تھے مارکیٹ۔ نوال نے تو بہت ضد کی کہ نہیں جانا لیکن امی نے کہاں اس کے بہانے سننے تھے اسی لیے زبردستی ساتھ لے آئیں اور اب وہ ایک شاپ پہ بیٹھی تھی چیزیں لینے جب دکاندار نے ایک ٹیبل شیٹ کے پیسے بتائے تو امی نے اس آدھے سے بھی آدھے لگانے کو کہا میرال تو بس امی کا چہرہ دیکھی جائے کہ کتنے کی چیز کو کتنے کا خرید رہی ہیں۔

"امی لے لیں بحث کیوں کر رہی ہیں، جتنے کہہ رہا دے دیں۔" نوال نے آہستہ سے امی کے کان میں کہا

"تم چپ کرو تمہیں نہیں پتا کہ چیز سستی سی ہوتی ہیں اور یہ اس کا اتنا مہنگا کر کے بیچتے ہیں اسی لیے ہمیں قیمتیں کم کروانی پڑتی ہیں۔" امی نے اس کو جھڑک کے سمجھایا تو

نوال چپ کر کے باہر دیکھنے لگ گئی دکاندار دوسری سائیڈ پہ تھا۔

"آپ بھی ان کے ساتھ آئیں ہیں۔" دکاندار جب واپس آیا تو ابھی بھی امی کی بحث جاری تھی جی اتنے کا دو تو تنگ آ کے اس نے نوال سے پوچھا جو بیٹھی تو ساتھ تھی لیکن کسی چیز میں حصہ نہیں لگ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔۔۔میرا مطلب جی' بد قسمتی سے"" نوال اس کو نہیں کہنے لگی جب اماں کی گھوری نے چپ کرایا۔

"امی یار لے لیں نا۔۔۔میں تھک گئی ہوں گھر بھی جانا کل مجھے یونی جانا اس کی تیاری بھی کرنی۔" نوال نے منت کرنے والے لہجے میں کہا تو امی کو ناچار ماننا پڑا ورنہ آج وہ لے ہی لیتیں کم کرا کے۔

پھر وہ لوگ گھر آ گئیں نوال کے بے حد اسرار پہ کہ تھک گئی ہے۔

گھر آ کے نوال فوراً کمرے میں سونے چلی گئی کہ اماں نے بہت پیدل چلایا آج اسی لیے مجھے کوئی کام نہ کہے رات تک اور سو گئی جا کے۔

oooooooooooooooooo

میرال اپنے آفس میں بیٹھی ایک فائل پہ جھکی تھی جب اس کا فون رنگ کیا دیکھا تو ایس پی صاحب لکھا تھا۔

"ان کو کیا کام پڑ گیا اب "میرال نے سوچ کے کال اٹینڈ کی۔

سلام دعا کہ بات زین نے اپنی بات کہی جس کی وجہ سے فون کیا تھا۔

"میں لینے آرہا ہوں تیار رہو گھر جانا ہے۔"

"کیوں ابھی تو ٹائم ہے گھر جانے میں ویسے بھی میں بزی ہوں۔"نوال نے انکار کیا تھک تو وہ بھی گئی تھی لیکن تنگ بھی تو کرنا تھا نا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے بتا دیا اب میں نکل رہا ہوں۔"کہہ کے کال کاٹ دی جیسے جلدی میں تھا۔

تھوڑی دیر میں ہی زین اس کے آفس کے باہر کھڑا تھا لیکن میرال باہر نہ آئی تو زین خود ہی اندر آیا اور آتے ہی دروازہ لوک کیا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں سب کیا سوچیں گے کھولیں اس کو۔"میرال نے کہہ کے دروازہ کھولنا چاہا لیکن زین تب تک اس کو اپنی باہوں میں لے چکا تھا۔

"بیوی سے ملنے آیا ہوں۔"

"چھوڑیں یہ آپ کا روم نہیں ہے جو ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔"میرال نے زور لگا کے اس کو پیچھے کرنا چاہا لیکن پہاڑ کہاں پہاڑی کے آگے ہلتا۔

"تو تم بات کیوں نہیں مانتی کہا تھا ناں کہ لینے آرہا ہوں آئی کیوں نہیں باہر۔"زین آرام سے سر گوشی کرتے اس کا حجاب کھول رہا تھا اس کا ارادہ سمجھ کے میرال نے اس کے ہاتھ پکڑے۔

"خبردار اگر اس کو اتارا تو بہت برا پیش آؤں گی۔"میرال نے آنکھیں دکھائی۔

"ارے ایسی کی تیسی، ابھی صرف شوہر ہی ہے پاس تو اس پہ دھیان دو۔"زین نے کہہ کے اس کی آخری پن بھی اتاری اور بالوں کا جوڑا کھول دیا۔

"ایس پی صاحب چھوڑیں کوئی آجائے گا۔۔۔"میرال پھر مچلی لیکن وہ تو اس کے بالوں کو محسوس کرنے میں مصروف تھا۔

"سچ بتانا نکلی ہیں ناں"زین نے شرارت سے پوچھا تو میرال کے ماتھے پہ بل آئے۔

"جب یقین نہیں آرہا ہے کہ اصلی ہیں تو چھوڑیں۔"میرال غرائی لیکن فرق کس کو پڑ رہا تھا۔

"چلو چلتے ہیں باقی بعد میں۔" زین نے کہہ کے اس کے ماتھے پہ بوسا دیا اور پیچھے ہٹا۔

میرال نے فوراً جوڑا کر کے اپنے بال لپیٹنا شروع کر دیے اور حجاب میں قید کر دیا لیکن ساتھ ساتھ گھورنا نہ بھولی۔

"اگر اس طرح دیکھو گی تو وقاص کے ساتھ ہی رخصتی کروا دینی ہماری میں نے۔" زین نے آنکھ دبا کے کہا تو میرال دوسری جانب دیکھنے لگی۔

زین اس جو لے کہ اپنے گھر کے لیے نکلا میرال نے آنکھیں بند کر لی تھی تو اس کو پتا نہ چلا کہ کس گھر آئی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلو آ گیا گھر اندر چلیں۔" زین گاڑی سے اترتے ہوئے میرال سے مخاطب ہوا جو شاید سو رہی تھی اس کے کہنے پہ ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھی۔

"ہاں آ رہی ہوں، لیکن یہ میرا گھر نہیں۔" میرال نے زین کے گھر کو دیکھ کے کہا۔

"تمہارا ہی ہے آ جاؤ کسی سے ملواؤں۔" زین نے کہا اور میرال کا ہاتھ پکڑ کے اندر کی جانب چل پڑا۔

ہال میں ایک ایجڈ عورت بیٹھی تھی ساتھ ان کے زین کی دو کزنز جو اس کے نکاح میں

بھی شامل ہو چکی تھیں۔

"السلام علیکم! پھپو ھو کیسی ہیں آپ۔" زین نے جھک کے پیار لیا اپنی پھو پھو سے اور میرال کو بھی اشارہ کیا تو وہ بھی آگئی ان کے سامنے اور پیار لیا۔

"یہ کون ہے زین اور شرم کر نکاح کر لیا ہے اور دوسری لڑکیوں کو گھر لا رہا ہے" پھو پھو نے زین کو جھڑکا۔

"پھو پھو یہ میری بیوی ہی ہے آپ سے ملوانے لایا تھا۔" زین نے ان کے پاس بیٹھ کے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا چھا ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہے نام کیا ہے، کنزہ نے بتایا تھا لیکن بھول گئی"۔ انہوں نے میرال کی بلائیں لیتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دی اور اپنا نام بتایا۔

"آنٹی میرال نام ہے میرا۔ "

"اچھا اچھا یہ بتاؤ اب کہ اس گھر میں کب آ رہی ہو بھئی مجھے تو بہت شوق ہے زین کے بچوں کو دیکھنے کا میں اب چاہتی ہوں کہ جب تک یہاں ہوں تب تک تو ایک دو بچے آ ہی جائیں۔"

پھوپھو نے اپنے دل کی خواہش ظاہر کی تو میرال کا حیرت سے منہ کھل گیا اور لال ہو گئی کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں وہ بھی زین کے سامنے۔

"جی پھوپھو انشاءاللہ اچھا مجھے زرا کام ہیں تو میں روم میں جا رہا ہوں میرال آؤ۔" زین نے اٹھتے ہوئے میرال کو بھی مخاطب کیا۔

"جی۔۔۔۔؟" میرال نے سوالیہ نظروں سے زین کو دیکھا جو اسے اپنی پھوپھو کے سامنے کمرے میں آنے کو کہہ رہا تھا۔

"روم میں آؤ یار۔" اس نے آہستہ آواز میں کہا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں ادھر ہی آپ جائیں۔" انکار کیا گیا۔

"میرال۔۔۔" آنکھوں سے اشارہ کیا گیا تو میرال کو اٹھنا ہی پڑا اور معزرت کر کے زین کے ساتھ کمرے میں آئی۔

"جی۔۔۔ کیوں بلایا، اپ کو خیال رکھنا چاہیئے اپنی پھوپھو کے سامنے ہی مجھے روم میں آنے کو بول رہے تھے" میرال اندر آتے ہی شروع ہو گئی اور اس کے کمرے کا جائزہ لیا۔

نفاست سے سجا کمرا اعلیٰ زوق کی نشاندھی کر رہا تھا، سلیقے سے بچھی بیڈ شیٹ جس پہ گرے کمفرٹر پڑا تھا اور گرے ہی کرٹنز، دائیں سائیڈ پہ ایک الماری بنی تھی جس کے ساتھ ہی واشروم اور ڈریسنگ تھا، بلاشبہ میرال کو کمرہ پسند آیا تھا۔

"بعد میں کمرے کا جائزہ لینا پہلے ادھر آؤ۔" کھینچ کے اپنے پاس کرتے پھر سے دورہ پڑا (میرال کے مطابق) اور اس کا حجاب کھولنا شروع کیا۔

"نہ کھولیں مشکل سے پن اپ کیا میں نے اسے۔" اس نے منع کرنا چاہا۔

"میرا دل کرتا کہ جب بھی تم میرے پاس ہو تو میں ان زلفوں میں کہیں کھو جاؤں۔" کہہ کے اس کو بیڈ پہ اپنے برابر بٹھایا اور اس کے بالوں میں منہ دیا

"اللہ کتنا کوئی چھچھورا شوہر میرا۔" دل میں سوچا اور پورا زور لگا کے اٹھی زین کو پیچھے کیا اور اپنے حلیہ ٹھیک کیا پھر سے۔

"آپ نے آئیندہ ایسی حرکت کی ناں تو پھر مجھ سے برا کوئی نہیں ہونا پتا نہیں کونسا دورہ پڑ جاتا آپ کو اچانک سے اور پتا نہیں آنٹی کیا سوچ رہی ہونگی ہمارے بارے میں اتنی دیر ہو گئی ہے کمرے میں۔" میرال نے کہا تو زین ہنس دیا۔

"جو بھی سوچ رہی ہوں گی نیک ہی خیالات ہونگے ہمارے مستقبل کے بارے میں۔"

زین نے کچھ دیر پہلے والی بات یاد دلائی۔

"کوئی انتہائی ہی چیپ انسان ہیں آپ، کام تو تھا نہیں ایویں مجھے بھی کمرے میں بلالائے میں جارہی ہوں۔"اس کی بات پہ بلش کر گئی لیکن فوراً ہی سنبھال لیا خود کو۔

"اچھا چھوڑو سب ادھر آؤ اور ایک بات بتاؤ۔"زین نے اس کو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ادھر سے ہی بولیں۔"کھڑے کھڑے کہا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلو پھر کبھی رہنے دو۔ "

"اوکے۔"فوراً مان گئی زین نے حیرت سے اس کو دیکھا اسے لگا کہ ضد کرے گی کہ پوچھیں لیکن معاملہ ہی کچھ اور تھا۔

"میں اب جاؤں"تنگ آ کے اجازت مانگی۔

"ہاں ایک منٹ بس۔"اٹھ کے اس کے پاس آیا اور سمجھنے سے پہلے تل پہ لب رکھے۔

میرال کی ڈھرکن اچانک تیز ہوئی۔

"seni seviyorum"

)۔(I love you

کہہ کے اس کے ماتھے پہ بھی لب رکھے اندر تک سکون ملا لیکن میرال کو سمجھ نہ آئی۔

"اپنے بال نہ کبھی کٹوانا اور ان کا بہت خیال رکھنا مجھے عشق ہے ان سے۔" آہستہ سے سرگوشی کرتا اس کے چہرے کے نقوش کو محبت سے چھو رہا تھا تبھی اچانک سے کوئی اندر آیا۔

"بھائی آپ کو ممانی۔۔۔۔۔۔اوسوری سوری۔۔۔۔میں نے کچھ نہیں دیکھا واقعی پرامس۔" کنزہ نے آتے ہی انکھوں پہ ہاتھ رکھ کے اپنا رخ موڑا۔

"میرال اب واقعی پچھتا رہی تھی زین کے کمرے میں آ کے۔" خونخوار نظروں سے زین کو گھورا تو وہ ڈھیٹوں کی طرح آنکھ دبا گیا۔

میرال نے بھی ایک مکہ مار ہی دیا۔

"چھچھورا کہیں کا۔۔۔۔۔منہ دکھانے لائیک نہیں چھوڑا مجھے اپنی کزن کے سامنے۔"

میرال بڑبڑائی جو زین نے سن لیا اور قہقہہ لگایا۔

"ویسے یہ بی بی سی نیوز ہے ہر جگہ ادھم مچائے گی ہمارے پیار کی خبر۔ "

"ایک مکے سے پیٹ نہیں بھرا جو دوسرا کھانا۔"۔مارنے کے لیے پھر لپکی کہ زین نے پکڑ لیا اور اپنا بچاؤ کیا۔

"میں اب دیکھ سکتی ہوں۔"ابھی بھی ویسی ہی پوزیشن میں کھڑی رہی اور آواز دی۔

میرال زین سے پانچ فٹ کے فاصلے پہ ہوئی اور بولی۔

"آپ دیکھ لو۔۔۔۔لیکن جیسا آپ سمجھ رہی ہیں ایسا کچھ نہیں بس میری آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا اسی لیے وہ۔۔۔"میرال نے صفائی دینا چاہی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کوئی بات نہیں بھابھی۔۔۔۔۔آپ کے ہی شوہر ہیں۔"وہ بھی شرارت سے کہہ کے بھاگ گئی۔

پیچھے اب زین کی درگت بننی تھی۔

میرال جب نیچے آئی تو سارا کمال بھی زین کی پھپھو کے پاس بیٹھی تھیں اور ایمن اور نور کنزہ کے ساتھ لگی تھیں جبکہ کنزہ کی بڑی بہن ربیعہ سارا کمال کے پاس بیٹھی ان کی باتیں سن رہی تھی۔

"السلام علیکم آنٹی کیسی ہیں آپ؟"میرال نے سارا بیگم کے ساتھ بیٹھتی ہوئی کہا۔

"ارے میرال تم کب آئی، میں ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے تم بتاؤ کس کے ساتھ آئی ہو۔"انہوں نے پیار سے پوچھا

"سر کے ساتھ۔" کبھی کبھی میرال کے منہ سے سر نکل جاتا تھا اب عادت جو تھی کہنے کی۔

"اچھا زین کے ساتھ، ابھی کہاں ہے وہ۔ "

"ممانی جان کمرے میں ہی تھیں یہ بھی اور بھائی بھی۔"کنزہ نے ایک شرارت بھری نظر میرال کو دیکھ کے کہا تو میرال نے اس کو دیکھنے سے گریز کیا۔

"جی وہ چینج کر رہے ہیں۔"میرال نے آہستہ سے جواب دیا۔

"ویسے ممانی جان بھائی اور بھابھی پیارے بہت لگتے جب اکھٹے ہوتے ہیں۔"یہ بولنے والی ربیعہ تھی۔میرال نے بے ساختہ کنزہ کو دیکھا جو ان سے بے نیاز ہو کہ ایمن نور کے ساتھ کھیل رہی تھی کہ کہیں اس نے بتا تو نہیں دیا کمرے والا سین اب زین پہ نئے سرے سے غصہ چڑھا۔

"ہاں ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہے میرال۔" سارا بیگم نے ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

"تو کیا میرا چاند کم ہے اس سے، ارے خوش نصیب ہے یہ جو میرا بچہ ملا اس کو۔" پھپھو نے زین کی سائیڈ لی۔

"جی ان جیسے چھچھورے شوہر کہاں ملنے تھے مجھے، شکریہ آپ کا۔" میرال دل میں سوچ کے رہ گئی۔

"آنٹی اب میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے میں پھر آؤں گی اجازت دیجیئے۔" میرال اٹھتے ہوئے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے بیٹا کھانا کھا کے جانا شام تو ہو گئی ہے بس میں تھوڑی دیر میں ڈنر لگواتی ہوں اور کیا آفس سے لے کے آیا تھا زین تمہیں۔" وہ کچن میں جانے کے لیے اٹھتے ہوئے بولیں۔

"جی آفس میں ہی تھی، کافی دیر ہو گئی ہے چلنا چاہیے امی کو بھی نہیں پتا میں یہاں ہوں۔" میرال نے مسکرا کے کہا لیکن انہوں نے ایک نہ مانی اور اس کو زبردستی کھانے پہ روک لیا۔ تھوڑی دیر میں زین بھی نیچے آ گیا تو وہ بھی پھوپھو سے باتیں کرنے لگا کمال

صاحب ان کو منا کے لائے تھے کہ اب زین کی شادی تک ادھر ہی رکیے گا کیونکہ وہ ابھی تک ناراض تھی۔

اب انکا پورا ارادہ تھا زین کی شادی کے بعد جانے کا۔

سب کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھے تھے جب میرال نماز پڑھ کے آئی اور ربیعہ کے ساتھ والی چیئر پہ بیٹھنے لگی تو سارا بیگم نے ٹوکا۔

"بیٹے آپ زین کے ساتھ بیٹھو۔ "

میرال جی کہہ کے بیٹھ گئی زین کھل کے مسکرایا کیونکہ جب سے وہ نیچے آئی تھی اس سے بات نہیں کر رہی تھی۔

"بھئی میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا زین سے کہ میں اب تب واپس جاؤں گی جب ان کے ایک دو بچوں کو نانا اپنی گود میں لے لوں۔"

سب کے سامنے اس بات پہ میرال کو اچھو ہی لگ گیا اور زور زور سے کھانسنے لگی جبکہ چہرہ اناری ہو گیا۔زین اس کی حالت سمجھ کہ اپنی مسکراہٹ چھپا گیا۔

سارا بیگم فوراً اس کے پاس آئیں اور اس کی کمر سہلائی،ایک زبردست گھوری سے زین

کو نوازا کہ اسی نے کوئی شرارت کی ہو گی لیکن میرال کی تو پھپھو کی بات پہ ایسی حالت ہوئی۔

"اب ٹھیک ہو۔" سارا بیگم نے فکر مندی سے پوچھا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"کتنے سال آپ کی پھپھو کا یہاں رہنے کا ارادہ۔" جب سنبھلی تو زین کے کان میں سرگوشی کی۔

"میری جان وہ اسی سال کی بات کر رہی ہیں۔" زین نے شرارت سے کہا تو میرال اپنے سوال پوچھنے پہ ہی کڑھ گئی کہ کس بندے سے پوچھ لیا۔

"آپ کو پتا امی، کہ بھابھی بھی بھائی کی طرح پولیس میں ہیں۔" کنزہ نے پرجوش ہو کہ کہا تو اب پھوپھو کو لگا جھٹکا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو کنزہ۔" انہوں نے ناسمجھی سے پوچھا

"جی امی ہماری بھابھی بہت اچھی پولیس والی ہیں اور میں نے تو ان کے انٹرویو بھی پڑھ رکھے ہیں۔ "

ربیعہ نے مسکرا کے کہا۔

"کمال یہ کیا کہہ رہی ہے، کیا اب ہمارے خاندان کی بہو پولیس میں کام کرے گی اور لوگوں کو مارے گی بھی۔ "

پھوپھو نے کڑے تیوروں سے کمال صاحب سے پوچھا۔ میرال کو حیرت ہوئی کہ ان کو کیا مسئلہ ہو سکتا ہے اس کی جاب سے جب کہ زین نے تو اس کو اسی طرح پسند کیا تھا۔

"جی آپا ماشاءاللہ سے زین کے ساتھ ہی کام کرتی ہے اور لوگوں کو نہیں مارتی صرف مجرموں کو ان کی سزا دیتی ہے" کمال صاحب نے فخر سے اپنی بہو کے بارے میں بتایا تو میرال کو اس کے بابا کی جھلک دکھائی دی ان میں۔

"لیکن لگ تو نہیں رہی کہیں سے پولیس والی۔" انہوں نے میرال کے کپڑوں کو دیکھ کے کہا کہ وہ پہلے کہہ رہی تھی کہ آفس سے آئی ہے لیکن یونیفارم تو نہیں پہنا تھا البتہ بلیو لانگ شرٹ پہ بلیو ہی ٹراؤزر پہنا تھا ساتھ گولڈن حجاب۔

"وہ میں آج جلدی گئی تھی ناں تو یونیفارم نہیں پہنا۔" میرال نے سنجیدگی سے جواب دیا اس کو زین کی پھوپھو سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اس کے پولیس میں ہونے پہ اعتراض کریں گی کیونکہ اس نے اچھے سے محسوس کر لیا تھا کہ ان کا موڈ اب خراب ہو چکا تھا لیکن اس میں میرال کا کیا قصور تھا اسی لیے خود بھی چپ چاپ کھانا کھایا اور زین

کو مخاطب کیا کہ گھر چھوڑ آئے گاڑی تو اس کی اب آفس میں تھی وہ وہاں سے بعد میں منگوالے گی لیکن ابھی گھر جانا بہتر لگا اس کو تو زین نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا اور اس کو چھوڑنے چلا گیا۔

oooooooooooooooooo

آج نوال نے یونی جانا تھا پیپرز ہونے میں بس کچھ ہی دن تھے اور وقاص کی شادی اس کے پیپرز کے بعد ہی رکھی گئی تھی، گیٹ سے اندر آئی تو اس کو شیری نظر آیا جو گاڑی پارک کر رہا تھا نوال کو حیرت ہوئی کہ یہ یہاں کیا کر رہا لیکن یہ سوچ کہ اس کا معمول ہے یہاں آنا کبھی اپنے کام سے تو کبھی کسی اور کام سے۔

لیکن اب حیرت میں اضافہ ہوا یہ دیکھ کہ اس کے پاس بیگ تھا جس میں یقیناً بکس ہی ہو سکتی تھیں اور وہ نوال کی جانب ہی بڑھ رہا تھا۔

"ہائے براؤنی کیسی ہو۔" خوشدلی و خوشگوار موڈ سے پوچھا گیا۔

"وعلیکم السلام!! تم سے مطلب۔" کہہ کے جانے لگی تو شیری بھی ساتھ ہی چل دیا۔

"ہائے جان اب تو سارے ہی مطلب تمہارے مجھ سے جڑے ہیں۔" دلکشی سے کہتا

کئی لڑکیوں کا دل دھڑکا گیا جو اس کو مڑ مڑ کے دیکھ رہی تھیں۔

نوال نے اس کی جانب دیکھا تو اس کا ڈمپل اپنی جھلک دکھا رہا تھا، آج پہلی بار نوال کے دل نے شیری کو دیکھ کے بیٹ مس کی اصل میں اس کے ڈمپل کو دیکھ کے۔ بے اختیار ہی اس کا دل کیا کہ اسے چھو کے دیکھے کہ آیا یہ اصلی ہے یا نقلی پھر اپنی سوچ پہ ہی جل بھن گئی کہ کیا سوچ رہی ہوں۔

اب نوال کو پتنگے لگ گئے جب اس نے دیکھا کہ کئی لڑکیاں شیری کو گھور کے دیکھ رہی ہیں جیسے وہ شوپیس ہو۔ اس نے ایک خطرناک گھوری سے نوازہ اس شیری کے زرا قریب ہو کے ساتھ چلنے لگی جیسے باور کرایا ہو کہ میرا ہے لہذا گندی نظریں دور رکھو۔

"تم یہاں پہ کیوں آئے ہو جاؤ یہاں سے کلاس ہے میری۔" نوال نے اس کو اپنے ساتھ کلاس میں اینٹر ہوتے دیکھا تو سنجیدگی سے کہا۔

"میں کیوں جاؤں میری بھی کلاس ہے اور زیادہ خوش فہمی پالنے کی ضرورت نہیں پڑھنے آیا ہوں تمہارے پیچھے نہیں۔" شیری نے بھی حساب برابر کیا۔۔۔۔

تبھی سر کلاس میں اینٹر ہوئے اور سبھی اپنی نشستوں پہ براجمان۔

oooooooooooooooo

ڈھائی گھنٹے کے لیکچر کے بعد تھوڑا بریک ملا سب کو تو نوال کینٹین چلی آئی کہ کچھ کھا لے ناشتہ بھی نہیں کر کے آئی تھی۔ شیری بھی اس کے پیچھے ہی آ گیا۔

"براؤنی یار مجھے آج والا لیکچر زرا پھر سے سمجھا دو مجھے سمجھ نہیں آیا۔" شیری نے اکتا کے کہا تو نوال نے اس کو ایسے دیکھا جیسے غلط ٹائم پہ ٹپکا ہو۔

"آپ کو بھی پڑھنے کی ضرورت پڑھ گئی جو خود شیطانوں کو استاد ہے۔" نوال نے معصومیت سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی بالکل اصل میں میرے پاس لیکچر ختم ہو گئے تھے ان کو دینے کے لیے اسی لیے سوچا کہ اپنی براؤنی منگیتر صاحبہ سے ہی کچھ سیکھ لوں اخر کو آپ ان کے استاد کی ہونے والی بیگم ہیں کل کو آپ نے ہی یہ عہدہ سنبھالنا ہے۔" دل جلانے کی پوری کوشش کی گئی۔

"میں آپ کو نہیں جانتی پتا نہیں کہاں کہاں سے اٹھ کے آ جاتے ہیں لوگ۔" نوال کہہ کے جانے لگی جب اس کی ایک کلاس فیلو ان کے پاس آئی اور شیری کو مخاطب

کیا۔

"لائیں شہریار میں آپ کو سمجھادوں،یقین کیجئے ایسا سمجھاؤں گی کہ کبھی نہیں بھولیں گے آپ۔ "

"اوکے نوپرابلم۔"شیری نے لاپرواہی سے کہااور نائلہ نامی لڑکی کو بیٹھنے کااشارہ کیاتووہ اپنے گولڈن ڈائی بال ایک ادا سے پیچھے کرتی نزاکت سے بیٹھنے لگی جب نوال اس کو دھکا دے کے پھراپنی جگہ بیٹھ گئی۔اس کو شیری کے اس جواب کی امید نہیں تھی اسی لیے شیری کی بات نے جلتی پہ نمک چھڑکنے کاکام کیا۔

نوال کے اس طرح دھکادینے پہ نائلہ تو گرتے گرتے بچی۔

"یہ کیابدتمیزی ہے نظر نہیں آرہاتھاکہ میں شہریار کو سمجھانے لگی تھی اور تم ۔۔۔۔۔"نائلہ غصے سے بولی تونوال نے ابرواچکائے۔

"ایکچولی انہوں نے مجھے کہاتھا سمجھانے کو،ایک گولڈن مینڈکی کو نہیں ویسے بھی ان کو خلائی مخلوق کی باتیں زراکم سمجھ میں آتی ہے۔"نوال نے طنزیہ مسکراکر کہااور اپنی بکس کھول لیں۔

"اب آپ کو الگ سے انویٹیشن دوں میں اپنی بکس کھولنے کا۔"نوال نے شیری کو گھور کے سنجیدگی سے کہا تو وہ اس کے سحر سے باہر نکلا۔

شیری تو خوشی سے نہال ہو گیا تھا یہ دیکھ کہ براؤنی نائلہ سے جیلیس ہو کہ رک گئی تھی زیادہ خوشی کے " جھٹکے "تب لگے جب نوال نے "آپ" کہہ کے پکارہ اور اب وہ واقعی اس کو سمجھا رہی تھی۔

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گی اچھے سے اور شہریار میں آپ کو پھر کبھی سمجھا دوں گی۔" نوال کو نفرت سے دیکھ کے کہتی آخر پہ اپنا لہجہ میٹھا رکھ کے شیری سے بولی تو اس نے بس مسکرانے پہ ہی اکتفا کیا لیکن دل میں سوچا "اللہ معافی میں کبھی نہ پڑھوں تم سے" ۔

تو نائلہ نزاکت سے ہیل کی ٹک ٹک سے چلتی وہاں سے دفع ہو گئی۔

"تمہیں بہت شوق چڑا ہے اس سے سیکھنے کا ہاں ٹھرکی بڈھے۔"نائلہ کے جانے کے بعد نوال اپنی ٹون میں واپس آ کے شیری پہ غرائی تو اس نے اپنی مسکراہٹ روکی۔

"جب تم نہیں سمجھاؤ گی تو دوسروں سے ہی مدد لوں گا ناں اور بڈھا کس کو بول رہی

ہو۔"شیری نے حیرت سے پوچھا۔

"ظاہر سی بات ہے میرے سامنے جو بیٹھا ہے اس کو۔"اس کی بات پہ شیری نے اپنے پیچھے دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا مطلب وہ اسی کو کہہ رہی تھی تو شیری تپ گیا۔

"تمہیں میں بڈھا دکھتا ہوں"گھور کے پوچھا گیا۔

"جی بالکل۔۔۔۔کیا نہیں ہو۔"معصومیت سے جواب ملا۔

"کہاں سے لگتا ہوں میں بڈھا۔"شیری نے صدمے سے پوچھا۔

"کیا مطلب کہاں سے لگتا ہوں سارے کے سارے ہی بڈھے ہو اپنی عمر دیکھی ہے امی نے بھی ناں سوچ کے رشتہ نہیں کیا، مجھے اتنے بڑے بڈھے سے باندھ دیا۔"نوال نے افسوس سے کہا۔

"اوہ میڈم براؤنی اتنا بھی بڑا نہیں ہوں میں ستائیس سال کا ہوں۔۔۔۔تمہارا جو آئیڈیل ہے ناں اس سے چار سال چھوٹا آئی بڑی مجھے کہنے والی بڈھا خود کیا ہو دودھ پیتی بچی۔"شیری نے بھی اسی انداز میں اب اس کی عمر کو نشانہ بنایا جو بیس سال تھی۔اس کے دودھ پیتی بچی کہنے پہ آگ بگولہ ہی ہو گئی۔

"تم یوگانڈا کے بکرے بڈھے کہیں کے کہاں سے بچی لگتی ہوں میں۔"نوال غصے بھڑکی۔

"او پہاڑی بکری آرام سے بات کرو ورنہ لوگ کیا کہیں گے کہ سر عام پیار کی باتیں کر رہیں ہیں ہم۔"شیری نے سمجھانا چاہا جو الٹا اثر کر گیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے پہاڑی بکری کہنے کی۔"نوال اب کھڑی ہو چکی تھی۔

"پہاڑی بکری۔۔۔۔ایسے۔"سکون سے جواب ملا۔

"تمہیں تو میں نہیں چھوڑوں گی اب دیکھو زرا، بھائی یہ دیکھیں زرا مجھے کب سے تنگ کیے جا رہا۔۔۔"نوال نے ہانک لگائی دور ایک ٹیبل پہ بیٹھے لڑکوں کو دیکھ کے جو سینیئرز تھے اس کی بات پہ متوجہ ہوئے اور ان کی طرف آ گئے۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیون تنگ کر رہے ہو اس کو۔"ایک لڑکا شیری کے مقابل آ کے کھڑا ہو گیا۔

"تم سے مطلب۔۔۔منگیتر ہے میری۔"شیری نے آرام سے کہا

"یہ۔۔۔۔یہ جھوٹ بول رہا میں کوئی اس کی منگیتر نہیں بکواس کر رہا یہ۔"نوال گھبرا

گئی۔

"اچھا۔۔۔۔تو چل ہمارے ساتھ تجھے ہم بتاتے کہ منگیتر کیا ہوتی۔"ان میں سے ایک لڑکے نے کہا تو شیری آرام سے اٹھ گیا اور کہا چلو۔

"اچھے سے سمجھانا۔"نوال پیچھے سے چیخی۔

"جو حکم براؤنی۔"جواب شیری کی طرف سے آیا۔

"بدتمیز اب پتا چلے گا اس کو کہ کس سے پنگا لیا ہے۔"نوال چالاکی سے مسکرائی اور کلاس کی جانب واپس گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooo

تھوڑی دیر بعد کلاس شروع ہونے والی تھی جب شیری کلاس میں اینٹر ہوا اور نوال کے برابر والی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

"سمجھ آئے۔"نوال نے حیرت سے شیری کو دیکھا جس پہ کوئی اثرات نظر نہیں تھے آرہے مار کٹائی کے۔

"بالکل اچھے سے سمجھا کے آیا ہوں۔"شیری نے آنکھ دبا کے کہا مطلب تھا اچھے سے

ٹھکائی کر کے آیا ہوں کہ اس سے ثبوت مانگے گے اپنی براؤنی کا منگیتر ہونے پہ یعنی حد ہی ہو گئی۔

"شہریار آپ نئے آئے ہیں ناں تو آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو گی تو آپ بلا جھجک مجھے کہہ سکتے ہیں۔"۔ایک اور لڑکی فلیٹ ہوتی شیری کے پاس آئی۔

"جی جی آپ کے پاس ہی آئیں گے، آخر کو چھوٹی بہن جو ہوئی آپ ان کی۔"نوال نے سرد لہجے میں طنز مارا۔

"میں کیوں ان کی بہن ہونے لگی، لگ تو تم رہی ہو جو تم ان کے ساتھ بیٹھی ہو جیسے یہ گم ہو جائیں گے۔ "

اس نے بھی جوابی کاروائی کی۔بہن کہنے پہ شیری نے دل میں استغفار کیا لیکن منہ سے بولا کچھ نہیں۔اس کے نہ بولنے پہ نوال نے خونخوار نظروں سے گھورا کہ اب بکواس کرو کہ میں تمہاری براؤنی اور بیگم ہوں لیکن شیری نے معصومیت سے لڑکی کو دیکھا جیسے وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔

"تمہاری تو،،فیانسی ہے میرا شادی ہونے والی ہے ہماری بہت جلد اور اپنے لیے ناں

کوئی اپنے جیسا ڈھونڈو۔۔۔۔دوسروں کے شوہروں پہ نظریں نا رکھا کرو تم جیسی لڑکیاں ہی ہوتی ہیں جو مکھیاں بن کے پھرتی رہتی۔"

نوال نے غصے سے سرد لہجے میں کہا اور شیری کا منہ اپنے ہاتھ سے پکڑ کے ادھر کیا کہ ادھر دیکھو اُدھر نہیں۔

شیری نے مشکل سے قہقہہ روکا کہ اس کی براؤنی آج سب سے جل بھی رہی تھی اور خود بات بھی نہیں کر رہی تھی۔

"پتا نہیں کیا شوق چڑھا تھا دوبارہ پڑھنے کا اب مجھے اس کا دھیان رکھنا پڑے گا۔۔۔۔اف خدایا کہاں پھنس گئی۔"نوال آہستہ آواز میں بڑبڑا رہی تھی جو شیری آسانی سے سن سکتا تھا۔اس کی بات پہ قہقہہ لگانے سے خود کو روک نہ پایا کہ وہ انسکیور فیل کر رہی تھی۔

"تو نہ دھیان رکھو کون کہہ رہا۔"شیری نے دل جلایا۔

"ہاں تاکہ مکھیوں کو موقع مل جائے تمہارے ارد گرد منڈلانے کا،،اور تم تو ہو ہی صدا کے ٹھرکی۔"نوال نے تپ کے کہا۔

"میں نے کب کسی لڑکی کو اپنے پاس بلایا۔۔۔میں تو جب سے آیا ہوں تمہارے ساتھ ہوں۔"شیری نے برا منایا۔

"ہاں جانتی ہوں اچھے سے۔"نوال طنزیہ گویا ہوئی۔

آج ان کا آنلائن ٹیسٹ تھا جو سر نے کلاس میں ہی لیا تھا۔رزلٹ بھی تھوڑی دیر بعد شو ہو جانے تھے۔

جب رزلٹ ملا تو شیری کے فل مارکس تھے جبکہ نوال کے پانچ کم۔

"تمہارے کیسے فل ہیں جبکہ آتا تو تمہیں کچھ بھی نہیں۔"نوال نے مشکوک نظروں سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لو کیوں نہیں آتا۔۔۔آتا تھا تو اتنے نمبر لے لیے ناں۔"شیری نے نارملی کہا۔

"اچھا بتاؤ اس کا آنسر۔"نوال نے ایک سوال لکھ کے شیری کے سامنے رکھا اور جواب پوچھا،سوال اس نے اسی ٹیسٹ کا پوچھا تھا جو تھوڑی دیر پہلے ہوا تھا۔

"مجھے کیا پتا اب سارا تھوڑی پڑھا ہے میں نے،جو آتا تھا خوش قسمتی سے وہی پیپر آگیا۔"شیری نے لاپرواہی سے کہا۔

"سچ سچ بتاؤ کہاں سے چیٹنگ کی ہے نکمے انسان۔ "

"کیا مطلب تمہارا۔"نا سمجھی سے پوچھا گیا

"یہی کہ یہ سوال ٹیسٹ کا ہی تھا لیکن اگر تم نے خود کیا ہوتا تو تم بتا دیتے لیکن تم نے تو چیٹنگ کی ہے ناں اسی لیے کیسے جواب دیتے۔"نوال نے گھور کے کہا۔

"وہ کیا ہے ناں میری براؤنی تمہارا ہونے والا سرتاج کچھ چیزوں کا ہنر رکھتا ہے جس کو وہ استعمال بھی کرنا جانتا ہے اسی لیے اپنے چھوٹے سے پہاڑی بکری والے دماغ پہ زور نہ لگاؤ۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری نے نوال کی عقل پہ ماتم کیا کہ یہ بھی نہ جان پائی کہ آنلائن پیپر پہ اپنا ہنر استعمال کر کے بغیر پیپر کیے فل مارکس لے آیا۔

"لیکن یہ تو غلط بات ہے ناں میرا پیپر ٹھیک تھا لیکن پورے نمبر نہیں آئے جبکہ تم نے یاد بھی نہیں کیا اور فل مارکس۔"نوال کا صدمہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"اچھا صدمے میں بعد میں چلی جانا آؤ کھانا کھا کے آتے ہیں قسم سے بھوک بہت لگی ہے۔"شیری نے بیچارگی سے کہا

"جاؤاپنی کسی فین کو ساتھ لے جاؤ میں نہیں آرہی۔"نوال نے جل کے کہاایک تو نمبر کم اوپر سے جناب کو بھوک لگی۔

"اوکے جیسے تم کہو میں تو ہوں ہی تمہارے حکم کا غلام۔"شیری کہہ کے نائلہ کی طرف جانے لگا جب نوال نے پیچھے سے روکا۔

"ایک تو تم صدا کر ٹھر کی،ابھی بات مکمل ہوئی نہیں کہ چل پڑے۔"نوال جل کے بولی اور اس کے پاس آئی۔

"اب چلو بھی جانا نہیں،یا بھوک مر گئی۔"نوال نے اکتا کے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی جی چلیے۔ "

عجیب لڑکی تھی کو خود سیدھے منہ بات کرتی نہیں تھی لیکن اپنا حق ضرور جتاتی تھی،،، شیری کو اس کی معصومیت پہ پیار آیا کہ کوئی اور لڑکی نہ لے جائے اس کے شیری کو اسی لیے خود ہی آگئی۔جبکہ ڈمپل اپنی بھرپور نمائش کر رہا تھا۔

~پاسٹ ~

سکول یونیفارم میں ملبوس معصوم سی گرے آنکھوں والی لڑکی اپنی سنہری بالوں کی پانی

جھولاتی ہوئی گیٹ سے باہر آئی تاکہ اپنے بابا کو دیکھ سکے۔آج اس کا کوئز تھا جس میں اس نے بہت اچھی کامیابی حاصل کی تھی۔لینے تو اس کو اس کے ڈرائیور انکل آتے تھے لیکن آج اس نے سپیشل اپنے بابا نو آنے کا کہا تھا کہ وہ آئیں تاکہ وہ ان کو سرپرائز دے سکے،جب پیچھے سے ایک ننھی سی سرگوشی سنائی دی۔

"میرو میں تھک گئی ہوں،بابا کب آئیں گے۔" براؤن آنکھوں میں تھکن لیے نوال بے زاریت سے منہ بنا کے بولی تو میرال ہنس دی۔

"آرہے ہیں نوال،تم وہاں بینچ پہ جا کے بیٹھ جاؤ۔"میرال نے اس کو پیار سے بہلایا اور ایک بینچ کی طرف اشارہ کیا۔جہاں نوال غصے سے پیر پٹختی جا کے بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی جب اچانک سکول کے گیٹ سے کچھ فاصلے پہ شور سا اٹھ گیا اور سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔سکول کے گارڈز بھی وہاں چلے گئے کہ حالات کا جائزہ لے سکیں۔میرال نے بھی اپنی سی کوشش کی کہ وہاں جا کے دیکھ لے کہ کیا ہوا ہے لیکن نہیں جانتی تھی کہ ایک بڑی غلطی کر بیٹھے گی۔

میرال نے ابھی گیٹ سے باہر قدم نکالا ہی تھا کہ دو نقاب پوش آدمی اس کی طرف بڑھے اور بغیر مزاحمت کا موقع دیئے اس کے منہ پہ کلوروفارم سے بھرا رومال رکھ دیا

جس سے وہ اگلے ہی لمحے اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی، اس سے پہلے زمین پہ گرتی آدمی نے جلدی سے اس کو پکڑا اور اٹھا کے گاڑی میں پٹخ دیا۔

نوال جو باہر کا شور سن کے ہی میرال کی طرف آ رہی تھی اپنی بہن کو کسی آدمی کے بازوؤں میں سوتے دیکھا تو اس کی طرف بڑھی۔ اس کی عمر ابھی دس سال ہی تھی اس لیے اس نے اپنی بہن کو سوتا ہی پایا۔

"میری بہن کو کہاں لے جا رہے ہو موٹے آدمی، چھوڑو اس کو ورنہ میں ماروں گی تمہیں۔"

نوال چیختی میرال کو پکڑنے کی تگ و دو کرنے لگی کہ ایک بھاری ہاتھ اس کے منہ پہ اپنا نشان چھوڑ گیا اور وہ گیٹ کے پاس جا کہ گر گئی۔ گرنے کی وجہ سے اس کا سر پھٹ گیا اور اس نے اپنے ہوش کھو دیئے۔

******

گارڈز جب حادثے کی جگہ پہنچے جہاں پہ شور ہو رہا تھا لیکن وہاں پہ کچھ نا پایا۔ بس ایک سائیکل والا روڈ پہ گرا پڑا تھا اور جان بوجھ کے واویلہ مچا رہا تھا۔ گارڈز اس کا ڈرامہ سمجھ

کے واپس کو آئے جب انہوں نے ایک آدمی کو نوال کو مارتے دیکھا اور فوراً ان کی جانب لپکے۔

گارڈز اچھے سے جانتے تھے میرال اور نوال کو کہ وہ کس کی بیٹیاں ہیں۔جب گیٹ پہ پہنچے تو نوال کو بے ہوش دیکھ کہ ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور وہاں کے بچوں سے میرال کے بارے میں دریافت کیا۔

"اس کو تو کوئی اٹھا کے اپنی گاڑی میں لے کہ جا رہا تھا۔"ایک بچے نے جواب دیا جو چھوٹا تھا اسی لیے حالات اس کے لیے نا سمجھ تھے۔

گارڈز نے فوراً جسٹس یعقوب صاحب کا نمبر ڈائل کیا جو فوراً اٹھا لیا گیا۔

یعقوب صاحب نے خود ان کو اپنا نمبر دیا تھا کہ کوئی ایمرجنسی ہو تو رابطہ کریں۔

دوسری جانب سے فکر مندی سے اپنی بیٹیوں کا دریافت کیا گیا۔تو جو گارڈز نے ان کو خبر سنائی وہ ان کے لیے سہان روح تھی۔

******

یعقوب صاحب جب دونوں کو لینے کے لیے نکلے تو رستے کو بلاک کر دیا گیا یہ کہہ کے

کہ یہاں پہ حادثہ پیش آیا ہے جس کی کاروائی جاری ہے لیکن اب وہ جلد ہی سب سمجھ چکے تھے کہ یہ انہی لوگوں کا پلین پے جو انہیں آج کل دھمکیاں دے رہے تھے لیکن اب انہوں نے اپنے کہے پر عمل کر دکھایا۔

یعقوب صاحب کو لگا کہ وہ اپنا آپ اب سنبھال نہیں پائیں گے اپنے آپ کو ٹوٹتا محسوس کیا لیکن ان کو ابھی ہمت نہیں ہارنی تھی۔ان کو نوال کا خیال آیا تو وہ اس کے لیے بھی پریشان ہو گئے۔اپنے ایک جاننے والے کو جو برگیڈیئر تھے کال کی اور میرال کے بارے میں بتایا۔

رش جب کم ہوا تو وہ سکول کی جانب گئے۔وہاں پہ نوال کی حالت دیکھی تو دل کٹتا ہوا محسوس ہوا،میرال بہت معصوم تھی بہت جلد ڈر جاتی تھی اپنی بچی کے لیے حد سے زیادہ پریشن تھے کہ کہاں سے ڈھونڈیں۔گارڈز کی الگ سی پیشی ہوئی کہ وہ اتنے غافل کیسے ہو سکتے ہیں کہ سکول کی بچی کو کوئی لے جائے اور وہ اس کا پیچھا بھی نہ کر سکے،

یعقوب صاحب کو رہ رہ کہ اپنے آپ پہ غصہ آرہا تھا کہ ان کی وجہ سے کیا ہو گیا۔

اب وہ اس کی ماں کو کیا جواب دیتے کہ ان کی وجہ سے بیٹی کو لے گئے لوگ۔

جب گھر پہنچے تو آسیہ بیگم کو پہلے سے ہی خبر لگ چکی تھی اور انہوں نے اپنے آپ کو رو

روکے نڈھال کر لیا۔

"مجھے معاف کر دیں میں آپ سب کی حفاظت نہ کر سکا۔مجھے وہ سب نہیں کرنا چاہیئے تھا جانتے ہوئے بھی انجان بنا۔"یعقوب صاحب نے ہارے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں،آپ نے انصاف کیا تھا گناہ نہیں،ایک بے گناہ کو انصاف دلایا تھا،آپ ہمت کیسے ہار سکتے ہیں۔۔۔۔نہیں بالکل بھی نہیں آپ اٹھیں اور میری بچی کو ڈھونڈیں یوں ہمت ہارنے سے نہیں ملنے والی،وہ تو سہم بھی بہت جلد جاتی ہے پتا نہیں کیا حال ہو گا میری بچی کا۔"آسیہ بیگم رو رو کے اپنی میرال کی حفاظت کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔اور یعقوب صاحب سے زیادہ خود کو حوصلہ دے رہی تھیں۔نوال تب سے بخار میں تپ رہی تھی۔

ایک ہسی خوشی فیملی کو نا جانے کس کی نظر لگ گئی تھی۔

oooooooooooooooooooo

~حال~

رات کا جانے کونسا پہر تھا جب زین ایک کام سے واپس آ رہا تھا اور اس کی گاڑی نے

رستے میں جواب دے دیا۔اب وہ پریشان سڑک پہ کھڑا تھا موبائل بھی ڈیڈ تھا۔

"کس کا گھر نزدیک پڑتا ہے یہاں سے۔"زین نے سوچا اور میرال کے گھر کی جانب بڑھ گیا کیونکہ وہ ابھی قریب پڑ رہا تھا۔ایک کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے زین نے گھر کے باہر کھڑے ہو کے بیل دی۔

ابھی تہجد کا وقت تھا تو آسیہ امی نماز ادا کر رہی تھی، لیکن زین نے سوچا کہ شاید سب سو گئے تو دیوار پھلانگ کر اندر آیا اور اب داخلی دروازے پہ کھڑا تھا کہ اب یہ کیسے کھلے، میرال کا کمرا اوپر تھا اور وہاں چڑھنے میں بھی رسک تھا کیونکہ کوئی چیز نظر نہ آئی جس سے وہ چڑھ جاتا۔ابھی وہ کھڑکی توڑنے کا سوچ رہا تھا کہ سسرال ہے خیر ہے صبح بتا دوں گا۔ تبھی اچانک دروازہ کھلا اور زین گھبرا گیا۔

دیکھا تو آسیہ امی تھیں۔

"ارے زین بچے آپ اس وقت، خیریت سب ٹھیک ہے ناں۔"انہوں نے اس کو اندر آنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی پوچھنے لگیں۔وہ پریشان ہو گئیں تھی کہ کہیں میرال کی کوئی بات نہ ہو جو زین اچانک رات کو آ گیا۔

"ارے نہیں امی، وہ میری گاڑی خراب ہو گئی تھی تو گھر قریب ہی تھا اسی لیے آ گیا۔" زین نے مسکرا کے کہا لیکن اس کو اچھا بھی نہیں لگ رہا تھا اس طرح رات کو اچانک کسی کہ گھر لیکن پھر اس خیال سے کہ سسرال ہے ریلیکس ہو کے بیٹھ گیا۔ امی تب تک اس کے لیے پانی کا گلاس لے کے آئی تھیں۔

"بھوک لگی ہے بیٹا۔" پیار سے اس کے بال سنوارتے ہوئے پوچھا۔ ان کو سب اپنے ہی بیٹے لگتے تھے کسی میں کوئی فرق نہیں کرتی تھیں۔ امل بھی کبھی کبھی ان کے پاس ہی سو جاتی کہ ماں کی آغوش میں سکون ملتا تھا۔

"نہیں بھوک نہیں۔"

"اچھا آؤ کمرہ دکھاؤں آرام کر لو ابھی سردی سے آئے ہو، زرا اچھی سی نیند لو۔" کہہ کے اس کو نیچے والا گیسٹ روم دکھایا اور آرام کرنے کا کہہ کے اپنے روم میں چلی گئیں۔ زین بھی آرام کے غرض سے شاور لے کے لیٹ گیا۔

oooooooooooooooooooo

مرحا ابھی گہری نیند میں تھی جب موبائل رنگ ہوا، دل تو نہ کیا کہ اٹھائے لیکن اگلے

کے ڈھیٹ پن کو دیکھتے اٹھا ہی لیا۔

"پتا نہیں چلتا اتنی صبح انسان سو رہا ہوتا تو اس کو ڈسٹرب نہ کریں خوامخواہ نیند خراب کر دی میری۔ "

مرحا نے اٹھاتے ہی غصہ اتارا،،،ایک تو رات کو ڈیوٹی کی وجہ سے لیٹ آئی تھی اوپر سے نیند ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ فون نے ڈسٹرب کر دیا، مرحا کو لگا کہ کوئی کولیگ ہی ہو گی جو صبح صبح تنگ کر رہی ہے لیکن دوسری طرف سے آواز سن کے نہ صرف غصہ اترا بلکہ نیند بھی بھک سے اڑی اور احتراماً اٹھ کے بیٹھ کہ ڈوپٹہ ڈھونڈنے لگی جو زمیں پہ پڑا اسلامی دے رہا تھا جلدی سے پکڑ کے اپنے اوپر لیا جیسے وہ سامنے ہو۔

"السلام علیکم!!۔"بھاری بوجھل گمبھیر لہجہ، وقاص نے صبح کا سلام پیش کیا۔

"جی وعلیکم السلام!!۔۔۔۔آ،،،آپ اتنی صبح خیریت۔ "

اب لہجہ لڑکھڑانے کے ساتھ آہستہ بھی ہو گیا کہ وقاص نے ایک بار موبائل کو کان سے الگ کر کے دیکھا کہ یہ وہی تھی ناں جو ابھی غصہ نکال رہی تھی۔

"جی میں۔۔۔اور بات کرنی تھی آپ سے اگر آپ فارغ ہیں تو۔"وقاص نے گویا

اجازت مانگی۔

"ظاہر سی بات ہے اب میں نیند میں کسی کا اعلاج کرنے سے رہی۔" مرحا کی زبان سے پھسلا پھر جلد ہی احساس ہوا کہ غلط بندے کے سامنے بول گئی۔ادھر وقاص کھل کے مسکرایا اس کی بات پہ۔

"میرا مطلب میں فری ہی فری ہوں آپ کہیں میں سن رہی ہوں۔" مرحا نے شرمندہ سا ہو کے کہا۔

"ڈریس لینا تھا شادی کے لیے تو پوچھنا یہ تھا کہ ساتھ جائیں گی یا آنلائن بک کر دیں۔" سنجیدگی سے پوچھا۔

"جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔" نرمی سے مرحا نے کہا مطلب اتنی صبح یہ پوچھنا تھا۔

"اوکے تو آنلائن منگوا لیتے ہیں، شادی سے پہلے آپ باہر مت نکلیں، آپ کے آفس بات بھی کر لی ہے میں نے شادی تک نہیں جائیں گی آپ، اپنا خیال رکھیں اوکے۔" وقاص نے محبت سے کہا تو مرحا اس کی آواز میں کھو سی گئی۔

"سن رہی ہیں آپ۔" جواب نہ پا کر وقاص نے پوچھا۔

"جی۔۔۔۔جی اوکے میں سمجھ گئی۔"فوراً بولی۔

"ٹھیک ہے اپنا خیال رکھیے گا ابھی کام ہے تو اللہ حافظ۔"کہہ کے وقاص نے کال کاٹ دی۔

"ہائے ے ے۔۔۔۔۔مرحا۔۔۔۔وقاص، مرحا وقاص افففف۔"کہہ کے خودی شرمادی اور ٹائم دیکھا تو ابھی صبح کے چھے بجے تھے شکر کیا کہ ابھی اور سو سکتی ہے پھر سے نیند میں بے ہوش ہو گئی۔

oooooooooooooooooo

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وقاص ابھی گھر پہنچا ہی تھا صبح کہ اس کے موبائل پہ ایک مسج آیا دیکھا تو وہ مرحا کی پکس تھی مختلف اینگل سے اور ہوسپیٹل کی، گھر کے لیے واپسی کی بھی ساتھ کچھ لکھا بھی تھا۔

"کیا سمجھتے ہو بچے ہیں ہم، ایک ایک شخص پہ نظر ہے ہماری بھلائی اسی میں ہے ثبوت ہمیں دو ورنہ یہ بلبل ہمارے ہاتھ سے دور نہیں۔"

بس یہ دیکھنے کی دیر تھی وقاص کو مرحا کی ٹینشن لگ گئی، سب سے پہلے اس نے ہوسپیٹل کال کر کے مرحا کے لیے لیو لی کہ شادی کی وجہ سے نہیں آسکتی اور پھر مرحا کو

کال کی یہ چیک کرنے کے لیے کہ وہ ٹھیک ہے۔جب مرحا کی نیند سے بوجھل آواز کانوں سے ٹکرائی تو وقاص کی رگوں میں ایک سکوں کی لہر دوڑ گئی۔اور شکر ادا کیا کہ وہ ٹھیک ہے۔آنلائن جوڑا بھی اسی لیے منگوانے کا کہا کہ ابھی وہ کچھ بزی تھا جس کی وجہ سے وہ اس کے ساتھ نہیں جا سکتا تھا تو گھر بیٹھے ہی ٹھیک تھا۔اس کے اکیلے باہر جانے کا۔رسک وہ نہیں لے سکتا تھا۔

oooooooooooooooooooo

زین کی صبح آنکھ کھلی، کھڑکی میں کھڑے ہو کہ دیکھا تو میرال ٹریک سوٹ مین لان میں ہی واک کر رہی ہے بالوں کا جوڑا بنایا ہے اور شوز پہنے،زین نے اس کو یونیفارم کے بعد آج پہلی بار ایسی ڈریسنگ میں دیکھا تھا۔حیرت کی بات یہ لگی کہ ٹریک سوٹ کے علاوہ اوپر صرف ایک سویٹر پہنا تھا اور کچھ نہیں۔اور دھندلاتی سردی میں لان میں چکر کاٹ رہی تھی۔

فریش ہو کہ زین کمرے سے باہر نکلا تو اس کو نوال نظر آئی،جو شاید نماز پڑھ کے ابھی شاید کمرے میں دوبارہ جا رہی تھی۔

"ارے بھائی آپ یہاں۔۔۔۔کیسے ہیں؟"نوال نے خوش ہو کے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں نوال۔۔۔۔وہ میں نے پوچھنا تھا کہ پاس کوئی تھوڑے سے فاصلے پہ جم وغیرہ ہے کیا۔ "

"ارے آس پاس کیوں، آپ کی زوجہ محترمہ کا ہے ناں ان کے کمرے کے ساتھ ہی وہاں جائیں۔"نوال نے اوپر میرال کے کمرے کے ساتھ والے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔زین کو پھر حیرت ہوئی کہ کیا یہ جمنگ بھی کرتی ہے وہ بھی گھر پہ۔

"گھر پہ جم بنایا ہوا۔"حیرت میں ڈوبی آواز ابھری، حالانکہ جم اس کا اپنا بھی تھا گھر پہ لیکن میرال سے یہ امید نہ تھی کہ وہ بھی گھر پہ جم بنا کے رکھے گی۔

"لو پچھلے گھر میں اس سے بڑا تھا، یہ تو پھر چھوٹا سا ہے۔۔۔۔امی کی ڈانٹ پہ چھوٹا ہوا دراصل آپی باہر کے جم میں نہیں جاتیں یونو۔۔۔۔۔"

نوال نے بات چھوڑ دی کہ بھائی سمجھ جائیں گے اور وہ سمجھ بھی گیا کہ وہ اس طرح کی ڈریسنگ گھر سے باہر بالکل نہیں کرتی اور جم میں کمفرٹیبل ہونے کے لیے یہ پہننا پڑتا۔ لڑکیوں کا جم یہاں سے دور تھا اسی کیے گھر میں ہی، زین کو اچھا لگا تھا۔

"اچھا ٹھیک۔۔۔۔چلو میں چلتا ہوں۔"کہہ کے چلا گیا۔

اوپر جمناسٹک میں ابھی اینٹر ہوا ہی تھا کہ میرال دوسری طرف منہ کر کے کھڑی وہ اپنا سویٹر اتار رہی ساتھ اوپر پہنی ٹریک سوٹ کی شرٹ بھی اب وہ صرف ایک ہالف سلیوز ٹی شرٹ میں تھی ساتھ بلیک ٹراؤزر۔زین کو حیرت ہوئی کہ لڑکی کو سردی نہیں لگتی کیا۔

"السلام علیکم!"زین نے کہا۔

میرال اس کی آواز پہ سرعت سے پلٹی،اپنا حلیہ دیکھا تو شرم سے لال پڑ گئی۔لیکن ظاہر سی بات تھی کلاس تو اب اگلے کی ہی لگنی تھی۔

"آپ کو شرم آنی چاہیے کسی کے روم میں بغیر ناک کیے جاتے ہوئے۔"میرال دوبارہ سے سویٹر پہنتے ہوئے غصے سے چلائی۔امی اس کو نماز کے وقت بتا چکی تھیں کہ زین آیا ہے رات۔

"اوکالم ڈاؤن یار کسی کا کمرہ تھوڑی تھا جم ہے یہ،ویسے بھی وائف ہو میری۔"لاپرواہی سے کہتا اب ٹریڈ مل کو چلا رہا تھا۔اشارہ صاف تھا کہ گھبراؤ نہیں۔

"بعد میں آنا آپ ابھی میں ادھر ہوں۔"میرال نے اٹل لہجے میں کہا۔

"کیوں میں کیوں بعد میں آؤں، یار میں تھوڑی دیکھ رہا ہوں تمہیں تم آرام سے اپنا کام کرو میں اپنا۔" زین نے شرارت سے میرال کو دیکھتے کہا جو اس کو کڑے تیوروں سے دیکھ رہی تھی اس کی بات پہ گڑبڑا گئی۔

"میں نے بھی رن کرنا تھا اسی لیے کہہ رہی ہوں۔" اب زرا لہجہ نرم تھا کہ کہیں پٹڑی سے نہ اتر جائے پھر۔

"آجاؤ۔" زین کہہ کے نیچے اترا تو میرال اوپر چڑھی اور مشین آن کی۔ ابھی سپیڈ آہستہ ہی تھی کہ زین بھی پیچھے کھڑا ہو گیا۔ میرال نے سرد سی آہ بھری۔ اب زین نے میرال کے دونوں ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھے۔

"جب تم مجھ سے گھبراتی، شرماتی ہو ناں تو لگتا نہیں کہ تم وہی میری شیرنی ہو۔" زین نے ساتھ چلتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی اس کی بات پہ میرال مسکرا دی۔

"میں تب بھی وہی ہوتی ہوں۔" گردن اکڑا کے کہا تو زین گہرا مسکرایا، ہاتھ بڑھا کے اس کے بال کھول دیئے۔

"مطلب تم منع نہیں کر رہی کہ تم مجھ سے شرماتی ہو۔" زین نے شرارت سے کہا

"میں بالکل بھی نہیں شرماتی، آپ سے تو بالکل بھی نہیں۔" میرال نے اعتماد سے کہا، سپیڈ ابھی بھی سلو ہی تھی کہ آہستہ آہستہ قدم چل رہے تھے۔

"رئیلی۔۔۔۔" زین نے کہہ کے اس کے بال آگے کیے اور تھوڑا اور قریب ہو گیا۔

میرال جو پہلے ہی آہستہ چل رہی تھی اب تو جیسے رک گئی، زین اس کی حالت سے لطف اٹھا رہا۔

"اپ۔۔۔ آپ تھوڑا پیچھے ہوں۔" میرال کا کہنا تھا کہ زین نے قہقہہ لگایا۔

"اب تو میں شرما رہا ہوں ناں۔" زین نے اس کو اپنے ساتھ لگاتے مشین کی "سیفٹی کی" کھینچی کہ مشین رک گئی۔

تھا تو وہ پیچھے لیکن نظریں اٹھائی نہیں جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہو کے پتا نہیں اعتماد کہاں اڑ جاتا تھا۔

زین نے اس کا رخ اپنی طرف کیا اور چہرہ تھوڑا اوپر۔

"ایک بات بتاؤ۔ "

"جی پوچھیں۔" گھبراہٹ پہ قابو پاتے کہا میرال کی پشت اب مشین کے ہیڈ کے ساتھ

لگی تھی اور زین بالکل قریب کھڑا تھا۔

"اس رات کیوں ڈری تھی۔" میرال اچھے سے سمجھ گئی تھی کس رات کی بات کر رہا ہے لیکن انجان بنی۔

"میں نہیں ڈری تھی آپ سب کو پتا نہیں کیوں لگتا ایسا۔ انفیکٹ میں ٹھیک تھی آپ سب نے دیکھا بھی تھا۔" اشارہ مال روڈ پہ کی گئی شرارتوں کی طرف سے تھا۔ ساتھ ساتھ وہ زین کی ٹی شرٹ پہ انگلیاں پھیر رہی تھی۔

"میں بھی جانتا ہوں اور تم بھی اچھے سے کہ تم اپنا دھیان بٹانے کے لیے ایسی حرکتیں کر رہی تھی ورنہ تم ایسا کبھی کہ کرتی۔" زین کا کہنا تھا کہ میرال نے حیرت سے اسے دیکھا مطلب کہ وہ جانتا تھا کہ وہ سب کچھ جان بوجھ کے کر رہی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے میں بس مستی کر رہی تھی شیری کے ساتھ مل کے۔" اس نے زین کو قائل کرنا چاہا جو اچھے سے جانتی تھی مشکل ہے۔

"تمہیں پڑھنا میرے لیے مشکل نہیں ہے، اپنے آپ کو کبھی اکیلا نہیں سمجھنا میں ہمیشہ ساتھ ہوں تمہارے۔" زین نے اس کے ماتھے پہ پیار کرتے اپنے ساتھ لگانا چاہا

کہ۔۔۔۔۔

"بھائی میر و بعد میں کرنا یہ سب، ابھی اماں جان نے ناشتے پہ بلایا۔۔۔۔ حد ہے سب کو کام کے لیے میں ہی نظر آتی ہوں اور ان کو یہاں رومانس سے فرصت نہیں۔" نوال ان کو کہہ کے غصے سے بڑبڑاتی وہاں سے نکلی۔

میرال نوال کی آواز پہ گھبرا کے زین سے پیچھے ہونے لگی لیکن پیچھے جگہ کہاں تھی۔ تو زین کو ہی سائیڈ پہ کرنا چاہا جو وہ شریفوں کی طرح ہو گیا اس کے ہٹتے ہی باہر کو لپکی جب زین کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"آفس ساتھ جائیں گے تیار رہنا۔" تو میرال مسکرا کے وہاں سے نکلی۔

پیچھے زین سوچ میں پڑھ گیا کہ میرال کب خود اس پہ اپنا آپ واضح کرے گی، اچھے سے جان گیا تھا کہ میرال کے دل میں کوئی خوف ہے اپنے احساسات چھپا رہی ہے۔ لیکن ایسا کیوں کر رہی ہے، زین چاہتا تھا کہ وہ اس پہ اعتماد کر کے سب شئیر کر دے اپنا ڈر اپنا خوف لیکن یہ مشکل ہی لگ رہا تھا۔

زین نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ وقاص کچھ نہ کچھ تو جانتا ہے اس کے بارے میں کیونکہ

جب مری میں میرال کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تب وہ کہہ کے گیا تھا لائیٹ آن رکھے رات کو، مطلب کچھ تو تھا جو چھپا ہوا تھا لیکن اب وہ وقاص کو آڑے ہاتھوں لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ناشتے کے بعد زین اور میرال آفس کے لیے نکل پڑے گاڑی وہ ٹھیک کروا چکا تھا، میرال کو آفس چھوڑ کے وہ وقاص کی طرف نکلا وہاں پہنچا تو باقی دو موصوف بھی وہی موجود تھے۔ سلام دعا کے بعد کام کی بات پہ آئے سب۔

"ہاں شیری بتا کیا صورتحال ہے وہاں کی، اور یونی نہیں جانا کیا آج۔" زین نے شیری سے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جانا ہے یار، نوال کہہ رہی تھی نو بجے نکلنا ہے ابھی تو آٹھ بجے ہیں۔" شیری نے مسکرا کے جواب دیا۔

"اچھا اور تم ہی لے کے جانا اس کو اکیلا نہیں چھوڑنا۔" وقاص نے نارملی کہا اپنے سے جڑے رشتوں کا اچھے سے دھیان رکھنا تھا اب سب کو، کسی سے بھی غفلت ان کو بھاری پڑ سکتی تھی۔

"ہاں میں ہی لے کہ جاؤں گا،اسی لیے کہا تھا کہ نکاح کرادو تم لوگ میرا ابھی تاکہ میں اس کو چھوڑوں ہی ناں لیکن نہیں اپنا اپنا کر کے بیٹھے ہیں سب اور اب تو اس سڑے کریلے کا بھی ہے۔ "

شیری نے دکھڑا روتے دانی کو بھی ایک دھپ لگائی تو وہ اپنا کندھا سہلا کے رہ گیا۔

"میں نے کیا کیا ہے جو مجھ معصوم کا کندھا توڑ رہا اپنا ہاتھ دیکھا ہتھوڑا کہیں کا۔"دانی نے گھور کے شیری کو القابات سے نوازا۔

"تو نے کیا کیا۔۔۔۔ابھے تم تینوں نے میری بیگم کی بہنوں پہ نظریں رکھی،میری معصوم سی سالیوں کو پھنسایا اور ان سے نکاح کر لیا اور اب کہہ رہے ہو کیا کیا جب کہ جس کو شادی کی جلدی تھی یعنی مجھے وہ ابھی کنوارہ بیٹھا ہے،بیغیرت۔ "

شیری نے کہتے ہی وقاص کے ٹیبل پہ پڑی نوٹ بک اٹھا کے دانی کو ماری جس کو کیچ کر گیا اور دل جلانی والی مسکراہٹ پاس کی۔

"شدید ترسا ہوا ہے یہ۔"دانی نے کہا تو باقی قہقہہ لگا بیٹھے جب کہ شیری جل بھن گیا۔

"اچھا اچھا بی سیریس،شیری میں نے تجھ سے پوچھا کہ وہاں کی صورتحال کے بارے

میں بتا۔"زین نے شیری کو اپنی جانب متوجہ کیا۔جواب بھی دانی کو گھور رہا تھا۔

"ہاں یار وہاں ایک لڑکی ہے نوال کی کی کلاس فیلو، قسم سے بڑی چپکو ہے جب دیکھو شہریار لائیں میں آپ کی مدد کروں، شہریار لائیں میں سمجھاؤں، میک اپ کا پوچھوں ہی ناں اتنا کرتی ہے کہ اس کا ایک دن کا میک اپ تم تینوں کی رخصتی میں کام آجائے سب کے لیے اور۔۔۔۔۔۔۔" باقاعدہ نکلیں اتار کے ان کو اور بھی بتانے والا تھا جب زین نے ٹوک دیا۔

"شیری۔۔۔۔جو پوچھا وہ بتاؤ۔"

"بتا تو رہا تھا تم نے ہی منع کر دیا۔"شیری نے برا مناتے ہوئے کہا۔

"کہاں بتا رہے تھے تم تو لڑکی کی شان میں قصیدے سنا رہے تھے۔"دانی نے بے زاریت سے کہا۔

"آگے بھی سن لیتے کہنے ہی والا تھا میں۔"دانت پیستے کہا گیا۔

"اچھا بتاؤ اب،،،اس کا حلیہ نہ سنانے بیٹھ جانا اب۔"وقاص نے کہا۔

"لو یار حلیے کی کیا بات کرتے ہو قسم سے کوئی بڑی بے شرم لڑکی ہے۔۔۔۔"پھر سے

شروع ہونے والا تھا جب زین پہ نظر پڑی تو چپ ہوا جو اس کو خوشمگیں نظروں سے گھور رہا تھا۔

"اچھا اچھا بتا رہا ہوں۔۔۔۔ جس کا میں زکر کر رہ ہوں وہ مجھے مشکوک لگی، جو لڑکا نوال کے پیچھے پڑا تھا جس کے بارے میں میں نے بتایا تھا۔۔۔اس سے کافی دوستی ہے اس کی اور یہ بھی غور کیا کہ جو لڑکیاں نئ آتی ہیں ان سے دوستی کرنے کو آگے پیچھے پھرتی ہے ،ایک میری براؤنی ہے مجھے منہ نہیں لگاتی اسکو کیا لگائے گی، پتا چلا تھا کہ اس کے پیچھے بھی پڑی تھی لیکن براؤنی نے بات ہی کہاں سنی۔ "

شیری نے سنجیدگی سے ساری بات واضح کر دی۔جب اس نے منہ لگانے والی بات کہی تو وقاص اور دانی اپنا قہقہہ روک نہ پائے اور ہنس دیے۔

"نئ لڑکیوں کے آگے پیچھے کیوں گھومتی ہے کچھ پتا چلا۔"۔دانی نے شیری نے سوال کیا۔۔

"لے ظاہر سی بات ہے جس لڑکے سے وہ بات کر رہی تھی وہ یقیناً ان کو اپنے جال میں پھنسا کے لے جاتے ہیں اور بیچ آتے ہیں، لیکن تیرے کند زہن میں یہ بات کیسے آنی تھی۔"

شیری نے دانی کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے کہا اب دانی نے ایک مکہ رسید کیا اس کی کمر پہ۔

"اور وقاص تمہارے پاس جو ثبوت تھے ان کا کیا بنا۔" اب وقاص کی جانب متوجہ ہوا۔

"ہاں وہ میں نے پہنچا دیئے صحیح جگہ لیکن یار مجھے قسم سے مرحا کی ٹینشن ہو رہی ہے ان لوگوں نے ان پہ نظر رکھی ہوئی ہے۔" زین اس کی پریشانی اچھے سے نوٹ کر سکتا تھا۔

"اسی لیے رخصتی کا کہا ہے تاکہ وہ تمہارے ساتھ رہے اکیلے گھر نہیں، میں میرال کو کہوں گا کہ جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی اس کو اپنے گھر رکھیں۔" زین نے کچھ سوچ کے کہا تو سب نے تائید کی۔

"ہاں یار جلدی، کیونکہ مجھے آج صبح بھی دھمکی بھرا میسج ملا تھا، بہت پریشان ہوں میں ان کو لے کے۔" وقاص نے پیچھے چیئر پہ ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"تو کب سے ڈرنے لگا ان دھمکیوں سے۔" دانی نے اس کی طرف دیکھتے پوچھا جو تھکا سا

لگ رہا تھا۔

"یاران دھمکیوں سے کون ڈر رہا ہے مجھے بس سب کی فکر لگی ہے کہ ہماری وجہ سے مصیبت نہ آجائے، تم لوگ ہی تو میرا سب کچھ ہو، بس میں کسی کو کھونا نہیں چاہتا۔" وقاص نے ایک جذب سے کہا تو تینوں مسکرا اٹھے۔

"بس اب میرا بھی کروا دو ویاہ تاکہ میں بھی اپنی بیگم کو اپنے پاس رکھ کے اس کی حفاظت کر سکوں۔" شیری نے موقع دیکھ کہ چوکا مارا۔

"تو ابھی صبر کر اس کی بہن کر رہی ہے حفاظت اس کی۔" دانی نے چڑانے والے انداز میں کہا تو شیری افسردہ لہجے میں گویا ہوا۔

"یعنی میری سب سے آخر پہ ہی ہونی ہے۔" شیری نے دکھ سے کہا۔

"جی۔۔۔دانی تم جو کام کر رہے تھے اس کا کیا بنا۔" ایک لفظی جواب دے کہ زین دانیال کی طرف متوجہ ہوا۔

"یار ملک کا کچھ پتا ہی نہیں چل رہا کہاں مر گیا ہے،،، لیکن میرے آدمی نے بتایا تھا کہ اس کو دبئی کے ائیر پورٹ پہ دیکھا گیا ہے اب وہاں پہ میں نے اپنے آدمیوں کو کہا ہے

اب دیکھو کل تک کیا پتا چلتا ہے اور وہ مری والا آدمی بول پڑا۔"دانی نے اپنی بات ان کو بتائی تو زین مزید متوجہ ہوا۔

"کیا پتا چلا اس سے"زین نے بیچینی سے پوچھا۔

"اس کے مطابق ان کا باس کچھ مہینوں میں آرہا ہے ابھی وہ ایران میں رہائش پزیر ہے، اور یہ بھی کہ کوئی پرانی دشمنی نکل آئی ہے جس کو اب وہ مکمل مٹانا چاہتا اسی لیے پاکستان آرہا۔"ساری بات سے آگاہ کیا اور اب زین کو دیکھ رہا تھا۔

"سر کا بھی کہنا کہ جلد بازی نقصان پہنچا سکتی ہمیں صبر سے کام لینا ہو گا۔"کچھ توقف کے بعد وقاص بولا۔

"ہمم۔۔۔سہی اچھا اب میں چلتا ہوں آفس، کچھ بھی پتا چلے تو بتانا، اور اٹھ جا اب سونہ یہاں پہ یونی کا ٹائم ہو گیا تیری۔"زین نے جب شیری کو وہی پہ اونگھتے دیکھا تو جھڑکا جس پہ وہ منہ بنا کہ اٹھ گیا۔

میرال کے بارے میں ابھی خود اس نے بات نہ کی تھی کہ اکیلے میں کرے گا وقاص سے۔

oooooooooooooooooooooooo

آج شام کو سب لڑکیوں نے پلین کیا کہ مرحا کی طرف رکے گیں،اس کی شادی ہو جائے گی اس سے پہلے سب مل کے انجوائے کر لیں، شیری نوال کے ساتھ بچوں کو بھی چھوڑ گیا تھا۔اب سب مل کے کھانے کا انتظام کر رہے تھے، لڑکوں میں صرف شیری ادھر تھا باقی کسی کام میں بزی تھے۔

میرال کو بھی زین چھوڑ کے گیا تھا۔

ابھی وہ سب باتیں کر رہے تھے جب شیری کو کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا اور وہ دیکھنے کے لیے باہر لان کی طرف گیا جب اس کے موبائل پہ مسج ٹون بجی۔موبائل چیک کیا تو ان سب کی مختلف زاویوں سے تصاویر تھیں۔

شیری نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر وقاص دانی اور زین کو فارورڈ میسج کیا اور یہاں آنے کو کہا۔اپنی گن نکال کے جیسے ہی وہ اندر لڑکیوں کے پاس جانے کے لیے مڑا اچانک فائرنگ شروع ہو گئی، کسی طرح خود کو بچا کے اندر گیا میرال تب تک باقی سب کو اندرونی کمرے میں لے کے جا چکی تھی۔

"شیری یہ سب کیا ہو رہا اچانک۔"میرال نے اندر آتے شیری سے پوچھا۔

"بھابھی سب کہاں ہیں، پتا نہیں کون لوگ ہیں میں نے زین کو کہا کے وہ یہاں آئیں۔"شیری نے میرال کو نیچے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"پچھلے کمرے میں چھوڑ کے آئی ہوں لیکن اس طرح بیٹھنے سے کچھ نہیں ہو گا ہمیں جوابی کارروائی کرنے چاہیے۔ "

میرال کہہ کے جانے لگی جب شیری نے سرعت سے اس کی کلائی پکڑی اور جھٹکے سے زمین پہ لٹایا۔تبھی داخلی دروازے پہ بھی فائرنگ ہونا شروع ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھابھی آپ اندر جائیں ان کے پاس سب ڈر گئی ہوں گی زین لوگ بس پہنچنے ہی والے ہیں۔"میرال سمجھ کے سر ہلا کے اندر گئی۔

فائرنگ سے کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے تھے شیری نے بھی دروازے کی اوٹ میں چھپ کے ایک دو فائر کیے۔۔۔۔

میرال اندر گئی تو مرحا بری طرح سے رو رہی تھی۔بچے سہمے ہوئے تھے امل اور نوال نے ان کو سنبھالا ہوا تھا لیکن انہوں نے غور نہیں کیا تھا کہ ایمن نہیں ہے ان میں،

میرال سرعت سے مرحا کے پاس گئی وہ ایسی سچیویشن میں ڈر جاتی تھی بہت جلد۔

"مرحا کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے، وقاص آرہا ہے باقی بھی ساتھ ہی ہیں تم اس طرح روتو نہ۔" مرحا میرال کے ساتھ لگی ہچکیوں سے رودی جس کو سنبھالنا اب میرال کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔

"شیری۔۔۔۔شیری کہاں ہے۔" پوچھنے والی نوال تھی۔

"فکر نہ کرو وہ باہر ہے باقی بھی آگئے ہونگے۔" میرال نے تسلی دی تبھی فائرنگ کی آواز کم ہو گئی۔شاید حملہ کرنے والے تھک کے جانے لگے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooooooooo

زین وقاص اور دانی ریش ڈرائیو کر کے جب گھر کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ پانچ سے چھے لوگ مسلسل گھر پہ فائرنگ کر رہے تھے۔احتیاط سے گاڑی سائیڈ پہ لگاتے وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور پیچھے سے ہی دو پہ فائر کیا جس سے وہ وہی پہ ڈھیر ہو گئے۔

وقاص دبے پاؤں آگے بڑھا اور فائر کرنا چاہا جب ایک آدمی جو وقاص کو دیکھ چکا تھا اس نے وقاص پہ فائر کیا جس پہ وقاص نے فوراً اپنا دفاع کیا، گولی اس کے بازو کو چھو کے

گزری تھی لیکن زخم گہرا آیا تھا زین نے فائر کرنے والے کو وہی ڈھیر کر دیا اب صرف دو آدمی بچے تھے۔

"دانی دھیان سے ایک زندہ چاہیے ہمیں۔"

زین نے دانی کو اشارہ کیا تو وہ ایک ادمی کے پیچھے ہوا جو بالکل گیٹ کے پاس کھڑا تھا اس سے کچھ دور فاصلے پہ ہی دوسرا آدمی جس کو وقاص نے گردن پہ وار کیا اور ساتھ ہی سینے کو گولیوں کو چھلنی کر دیا۔ دانی نے فوراً آدمی کے سر پہ وار کیا جس سے وہ وہی زمین پہ بے ہوش ہو کے گر پڑا۔

شیری بھی فائرنگ رکنے پہ باہر کو آیا۔

"اندر سب ٹھیک ہے ناں کسی کو کچھ ہوا تو نہیں۔"۔ وقاص نے فکر مندی سے پوچھا اور بغیر اس کا جواب سنے اندر کی جانب دوڑ لگا دی۔

زین نے دانی کو کہا کہ آدمی کو اپنے ٹھکانے لے جائے اس سے بعد میں نپٹے گیں اور وہ بھی شیری کے ساتھ اندر کی جانب بھاگا۔

oooooooooooooooooo

وقاص اور باقی سب اندر گئے تو کوئی بھی نظر نہ آیا۔ وقاص نے میرال کو آواز دی جس سے وہ کمرے سے باہر کو نکلی تو وقاص تیزی سے اس تک آیا اور اس کو اپنے ساتھ لگایا کہ شکر ہے کچھ نہیں ہوا۔ اس کی بچپن کی دوست اور بہن تھی وہ تو اس کی فکر بھی تھی وقاص کو،

زین جو ادھر ہی آرہا تھا وقاص کی حرکت پہ سویاں سی چبھتی محسوس ہوئیں دل میں اور وقاص کو پیچھے کیا کہ دفع ہو باقیوں کو دیکھ۔ اتنی وحشت زدہ حالت میں بھی شیری کو اپنی ہنسی روکنا مشکل امر لگا۔

اب زین نے میرال کو خود کے ساتھ لگایا کہ شکر ہے تم ٹھیک ہو۔ پھر وہ بھی وقاص کے پیچھے گیا۔

وقاص اندر گیا تو سب سہمے ہوئے تھے اس کو دیکھ فوراً کھڑے ہوئے سب، مرحا نے رو رو کے بری حالت کرلی تھی وہ بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔ نور اور خزیفہ کو دیکھ کے وہ مرحا کے پاس آیا اور اس کو اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیا۔

"مرحا بس میری جان میں آگیا ہوں، رونا بند کریں۔" وقاص وہی زمین پہ اس کے ساتھ بیٹھا اس کے بال سہلا رہا تھا گویا اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا۔

مرحا مانوس سا لمس پا کے اس کے سینے سے لگی اور رو دی۔

جب زین نے ایمن کو نا موجود پا کہ شیری سے پوچھا۔

"ایمن کدھر ہے شیری۔" اس کے سوال پہ شیری کا دل زور سے دھڑکا۔

"ان سب کے ساتھ ہی تھی کہاں گئی وہ۔" شیری نے پریشانی سے واشروم وغیرہ چیک کیا لیکن وہ تھی ہی نہیں۔

"ایمن نہیں تھی ہمارے ساتھ وہ تو باہر گئی تھی۔" نور زین کے گلے لگے روتے ہوئی بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا مطلب باہر گئی تھی وہ، شیری اس کو پکڑ میں دیکھ کے آتا ہوں۔" زین اب صحیح معنوں میں پریشان ہوا تھا۔

"رکیں میں بھی آتی ہوں آپ کے ساتھ۔ "

میرال نے زین کو روکنا چاہا لیکن اس نے منع کر دیا۔ کیونکہ باہر اندھیرا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرال کو کچھ ہوا تنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اندھیرے سے ڈرتی ہے۔

لیکن وہ بھی ضد کی پکی تھی ساتھ ہی نکلی اس کے تو زین سرد آہ بھر کے رہ گیا۔

دانی جو اندر آ رہا تھا وہ بھی ان کے ساتھ ہی باہر نکلا۔ نوال اور خزیفہ کو میرال اس طرح کی سچیویشن کے لیے ہمیشہ کچھ نہ کچھ سمجھاتی رہتی تھی اسی لیے وہ زیادہ پینک نہیں ہوئے تھے لیکن خزیفہ چھوٹا تھا اسی لیے ابھی تک سہما سا امل کی گود میں منہ دے کے لیٹا تھا لاؤنج میں۔ تھوڑی دیر پہلے والا لاؤنج اب کچھ اور ہی وحشت زدہ نظارہ پیش کر رہا تھا جگہ جگہ ٹوٹے ہوئے شیشے کے ٹکرے پڑے ہوئے تھے۔

نوال کافی ہمت دکھا رہی تھی لیکن رونا اس کو بھی آ رہا تھا، شیری اس کے پاس آ کے بیٹھا اور اپنے کندھے پہ اس کا سر رکھا۔

نوال بھی بغیر چوں چڑا کیے آرام سے سر رکھے بیٹھ گئی۔

وقاص نے مرحا کو مشکل سے اٹھا کے بیڈ پہ لٹایا اور اس کے ساتھ ہی نیم دراز ہوا وہ اس کی حالت سمجھ سکتا تھا۔

"بس کریں مرحا سب ٹھیک ہے ریلیکس۔" وقاص نے اس کے بکھرے بال سنوارتے ہوئے کہا جب مرحا جو کچھ گیلا سا محسوس ہوا اپنے ہاتھ پہ چیک کیا تو خون تھا۔

"یہ۔۔۔۔یہ کیا ہوا ہے آپ کو۔ "

اپنا رونا بھول کے وقاص کے فکر میں اٹھ بیٹھی اور اس کے بازو اور ہاتھ ٹٹولنے لگی کہ کہاں چوٹ لگی ہے جب کوہنی کے اوپر تھوڑا ہاتھ رکھا تو وقاص کراہ کے رہ گیا۔

"کچھ نہیں ہوا یار آپ ریلیکس رہیں۔ "

مرحا نے آگے ہو کے دیکھا تو خون ابھی بھی بہہ رہا تھا۔

"یہ آپ کو گولی لگی ہے۔" نئے سرے سے رونا آنے لگا۔

مرحا نے اپنے سائیڈ ڈرار سے فرسٹ ایڈ کا باکس نکالا اور اس کی شرٹ کے بازو کو کاٹ کے چیک کرنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس چھو کے گزری ہے زیادہ کچھ نہیں۔" وقاص نے اس کو تسلی دینا چاہی جو الٹا اثر کر گئی۔اور پٹی کرتے وہ زار و قطار رونے لگی۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا آپ کو گولی بھی میری وجہ سے لگی اگر سب یہاں نہیں ہوتے تو ایسا کچھ نہیں ہونا تھا۔" روتے روتے پھر سے ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔

"آپ کی وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوا، اپنے آپ کو الزام مت دیں۔" وقاص نے زرا سختی سے کہا تو وہ اس کے سینے میں منہ دیئے اپنا غبار نکالنے لگی۔

"اچھا اب بس ناں۔۔۔۔اور کتنا روئیں گی۔"لیکن وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

oooooooooooooooo

میرال زین اور دانی باہر کو نکلے تھے ایمن کو ڈھونڈنے جب میرال دوسری جانب جانے لگی تو زین نے منع کر دیا کہ نا جائے ساتھ رہے اس کے۔میرال کو اس کی بات پہ غصہ آ گیا کہ مطلب کیا اس بات کا۔اور غصے سے ایک جانب چل دی۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب سب کھانے کی تیاری میں تھے تو ایمن لان میں کھیل رہی تھی تبھی اس کو ایک بلی کے بچے کی آواز آئی جو گیٹ سے باہر تھا۔آواز کے تعاقب میں وہ باہر نکلی اور بچے کو پکڑنے لگی لیکن وہ آگے کو دوڑتا رہا۔ایمن بھی اس کو پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے پیچھے بھاگتی رہی جب احساس ہوا کہ گھر سے بہت دور آ گئی ہے۔واپس جانے کے لیے مڑی لیکن سنسان سڑک اس کا منہ چڑا رہی تھی۔آہستہ آہستہ قدم واپس پیچھے کو لینے لگی۔

اسے یاد تھا کہ فائینڈنگ ڈوری میں جب ڈوری بھی اکیلی تھی تو رکنے کے بجائے چلتی جاتی تھی اسے بھی چلتے رہنا تھا تاکہ کوئی اس کو ملے جو اس کی مدد کر سکے۔نور زرا ڈرپوک قسم کی بچی تھی لیکن یہ نڈر تھی ڈرنے کے بجائے روشنی کی طرف چلتی رہی۔

"Like dorry I have to just keep walking."

اپنے آپ سے کہتی رستہ ڈھونڈ ڈھونڈ کے چلتی گئی جب تھک جاتی تو ایک جگہ بیٹھ جاتی۔ اب اس کو رونا آنے لگا تھا کیونکہ کتے کے بھونکنے کی آوازیں آنے لگی تھی۔

تبھی ایک ہیولہ اس کو اپنی طرف آتا نظر آیا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooo

ایمن اس ہیولے کو دیکھ کے جلدی سے دیوار کی اوٹ میں چھپ گئی،جب وہ ہیولہ قریب سے قریب آتا گیا ایمن کے ڈر میں اضافہ ہوتا گیا لیکن جب اپنے نام کی پکار سنی تو بھاگ کے باہر آئی اور آنے والے کی ٹانگوں سے چمٹ گئی۔میرال نے فوراً اس کو اپنی گود میں اٹھایا اور چٹاچٹ اس کا منہ چوما اور شکر ادا کیا کہ ایمن ٹھیک ہے۔

میرال جس راستے نکلی تھی وہ قدرے سنسان راستہ تھا لیکن یہ سوچ کہ شاید ایمن ادھر

آئی ہو چل پڑی کافی دور آنے کے بعد کچھ ملا نہیں تو واپس جانے لگی لیکن چھٹی حس الارم دے رہی تھی کہ ادھر کچھ ہے تبھی وہ ادھر آگئی اور ایمن کو آواز دینے لگی۔

دو تین آوازیں دینے کے بعد کوئی اس کی ٹانگوں سے آ کے لپٹ گیا تھا دیکھا تو سہمی سے ایمن تھی۔ایمن کو گود میں اٹھا کے واپسی رستے پہ چلی تھوڑی دور جا کہ زین نظر آیا ایمن نے چہک کے زین کو آواز دی۔

"بھائی۔۔۔۔"زین اس کی آواز پہ سرعت سے پلٹا اور اس کی طرف دوڑا اور میرال کی گود میں ہی اس کو پیار کرنے لگا۔اس طرح کرنے سے میرال کے اوسان ہی خطا ہو گئے کیونکہ وہ بہت زیادہ قریب آ گیا تھا میرال کے۔

"آپ کو پتا میں گم ہو گئی تھی،اور میں بالکل بھی نہیں ڈری۔"ایمن نے معصومیت سے میرال کی گود میں ہی زین کو بتایا تو میرال پہ ترس کھا کہ ایمن کو اپنی گود میں لے کے زرا فاصلے پہ ہوا،میرال نے شکر کا سانس لیا۔

"میں جانتا ہوں کہ میری پری بہت بریو ہے لیکن آپ اس وقت گھر سے باہر کیوں نکلی تھیں۔ "

زین نے میرال کو اشارہ کیا تو وہ ساتھ چلنے لگے۔

"مجھے باہر کیٹ کا بے بی ملا تھا اس کو پکڑنے کے لیے گئی تھی لیکن اس نے مجھے دھوکا دیا ۔"

معصومیت سے کہتی آخر پہ بلی کے بچے کو یاد کرتی منہ بنا گئی۔

اس نے آپ کو کیسے دھوکا دیا ایمن۔"میرال نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اوہو آپی جب کیٹو مجھے باہر خود بلائے گی، میں اس کے پاس جاؤں گی تو جب وہ بھاگے گی مجھے بلا کے دھوکا ہی دیا نہ اس نے مجھے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن نے اپنی سوچ کے مطابق جواب دے کہ میرال کی عقل پہ ماتم کیا۔

"اچھا لیکن آئندہ آپ کبھی بھی اکیلی باہر نہیں جاؤ گی اوکے۔"زین نے سنجیدگی سے سمجھایا۔

"اوکے۔"ایمن نے بھی سمجھ کے سر ہلا دیا۔

زین نے دانی اور شیری کو میسج کر دیا تھا کہ ایمن مل چکی ہے ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

گھر پہنچے تو زین نے سب کو یہاں سے چلنے کا کہا اب وہ کوئی اور رسک نہیں لے سکتے تھے انہیں اکیلا چھوڑنے کا۔ جس پہ وقاص نے کہا کہ آج رات فارم ہاؤس چلتے ہیں پاس ہی ہے ابھی گھر کے لیے نکلے تو سب پریشان ہو جائیں گے اس وقت واپس دیکھ کے سب کو، تو سب نے وقاص کی بات سے اتفاق کیا اور فارم ہاؤس کے لیے نکلے، مرحا کو نوال زبردستی سکون آور دوائی کھلا چکی تھی کیونکہ جب تک وہ اٹھی رہتی اس کا رونا جاری رہنا تھا تو وقاص کے کہنے پہ نوال کو کرنا پڑا۔

فارم ہاؤس پہنچ کے ایمن نے ضد کی کہ وہ میرال کے ساتھ سونا چاہتی ہے تو وہ اس کے ساتھ ہی کمرے میں آ گئی۔ مرحا کو وقاص نے اپنے ساتھ ہی رکھا تھا باقی بھی کمروں میں چلے گئے تھے، کس نے سوچا تھا کہ اچانک ہی یہ سب ہو جائے گا جہاں پہ سب خوشی سے باتیں کر رہے تھے اب عجیب سی وحشت چھائی ہوئی تھی۔

جب سب سو گئے تو وقاص لان میں آ گیا اور چیئر پہ بیٹھ کہ آنکھیں بند کر لی۔ اگر ان کے آنے میں دیر ہو جاتی اور کسی کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔۔ یہ سوچ ہی جان نکالنے کے لیے کافی تھی ان سب کے لیے۔ جہاں ایک مہینے کے بعد شادی تھی اب وقاص ایک ہفتے کے اندر اندر کرنا چاہتا تھا اب وہ اور مرحا کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ یہ بھی اچھے سے

جانتا تھا کہ یہ حملہ اسی کی وجہ سے ہوا ہے، ملک کے بندے ان ثبوتوں کے پیچھے پڑے تھے جو وقاص نے اکھٹے کیے تھے ان کے کرتوں کے بارے میں، مرحا کے گھر پہ حملہ کر کے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ اس کو تکلیف پہچانے کے لیے کس حد تک جا سکتے ہیں، اس کے اپنوں کو نشانہ بنایا گیا تھا جو وقاص کی برداشت سے باہر تھا۔ان سب کا بدلہ تو وہ اچھے سے لے گا لیکن وقت آنے پہ۔

oooooooooooooooooooo

جب کافی دیر تک نیند نہ آئی تو مجبوراً اس کو میرال کے کمرے کی جانب جانا پڑا۔وہ ایمن کو اپنے پاس سلانا چاہتا تھا لیکن اس کی ضد کو دیکھتے مان گیا لیکن سکون نہیں مل رہا تھا، ایمن اور نور میں اس کی جان بستی تھی پہلے توزین کو لگا کہ کہیں ملک کے ہی آدمی نہ لے گئے ہوں اگر ایسا ہوتا تو بغیر اپنے سینیئرز کا لحاظ کئے ملک کو موت کے منہ میں اتار آتا لیکن خود کو حوصلہ دیا کہ ایسا نہ ہو، جب میرال ایمن کو لے کے آئی تو جیسے ایک خوبصورت ہوا کو جھونکا اس کے بدن سے ٹکرایا ہو اور اس کو ایک نوید بخش دی گئی ہو، دل میں ٹھنڈک سی اتر گئی اپنی جان سے بھی عزیز بہن کو دیکھ کہ۔

اس نے یہ بھی شکر ادا کیا کہ میرال ساتھ تھی اور وہ دوسری سائیڈ پہ چلی گئی جس کی وجہ

سے اس کی بہن مل گئی۔

اب وہ دبے قدموں سے کمرے کے باہر کھڑا تھا آہستہ سے دروازے کی ناب گھمائی تو وہ کھلتا چلا گیا، اس نے شکر کیا کہ دروازہ بند نہیں تھا، احتیاط سے لاک کرتے بیڈ تک آیا جہاں ایمن میرال کے گلے لگے سو رہی تھی دونوں نے ایک دوسرے کی جانب کروٹ لے ہوئی تھی۔ میرال کی سائیڈ کا لیمپ جلا ہوا تھا۔

زین ایمن کی سائیڈ پہ آیا اور اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا کمرے میں ہیٹر کے باعث سردی نہیں تھی، زرا سا آگے ہو کہ میرال کے ماتھے پہ لب رکھے پھر جھک کے ایمن کی گال پہ لب رکھے اور ماتھے پہ بھی پیار کیا۔

آہستہ آہستہ ایمن کے بالوں میں انگلیاں چلاتا رہا اور بار بار ایمن کے بالوں پہ بوسا دیتا۔ اسی طرح ایمن کے قریب لیٹے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔

oooooooooooooooooooo

صبح چھے بجے کے قریب مرحا کی آنکھ کھلی تو سر زرا بھاری بھاری لگا دوائی کا اثر اب بھی تھا پھر زور لگا کے سوچا کل کے واقعے کے بارے میں، یاد آنے پہ اپنے ارد گرد نظر

دڑائی تو وقاص کو اپنے پہلو میں سوتا پایا۔کافی دیر تو اسی کی طرف کروٹ لے کے اسے دیکھتی رہی پھر نظر جب اس کے بازو پہ گئی تو اس کے دل میں جیسے ایک ٹھیس سی اٹھی ۔جب دیکھا کہ وقاص کافی گہری نیند میں ہے تو جھک کے اس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے اور پیچھے ہو کہ دوبارہ سے لیٹ گئی۔ناچاہتے ہوئے بھی لال پڑ گئی۔

کتنی کئیر کرتا تھا ناں اس کی، تین سال پہلے جب وقاص لاہور آیا تھا تب اتفاقاً مرحا بھی لاہور آئی ہوئی تھی چھٹی پہ میرال کے گھر،تب وقاص کی پرسنیلٹی دیکھ کے اس کو اپنا آئیڈیل لگا تھا،وقت کے ساتھ ساتھ پڑھائی میں بزی ہونے کی وجہ سے کبھی دوبارہ وقاص کی طرف دھیان نہیں گیا تھا لیکن اس کو کیا پتا تھا کہ وقاص اس کو بھولے گا ہی نہیں اور جس کو اس نے پہلی نظر میں اپنا آئیڈیل مان لیا تھا اب وہ اس کا زندگی بھر کا ساتھی ہو گا،مرحا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا کہ اللہ نے اتنا چاہنے والا شوہر عطا کیا تھا جو اس کی پرواہ تھی۔بے اختیار اس کی آنکھ سے دو موتی گرے تھے۔

آہستہ آہستہ پھر سے غنودگی میں جانے لگی اور کچھ ہی دیر بعد وہ پھر سے سو گئی۔اس کے سوتے ہی وقاص نے اپنی آنکھیں کھولیں جو چہرے پہ معصومیت سجائے سو رہی تھی وقاص کی آنکھ تو اس کے لمس سے ہی کھل تھی۔اس کا دیکھنا وہ محسوس کر سکتا تھا،

تھوڑا قریب ہو کے مرحا کو اپنے حصار میں لیا اور پھر سے آنکھیں موند گیا کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو اس کی آنکھ لگی تھی مرحا کی وجہ سے وہ سو بھی نہیں پایا تھا کہ کہیں اچانک ڈر نہ جائے رات کو۔

oooooooooooooooooooooo

میرال کی آنکھ تقریباً آٹھ بجے کے قریب کھلی، دوسری جانب کروٹ لی تو ایمن تو تھی ہی ساتھ لیکن جناب ایس پی صاحب بھی پوری شان سے بستر پہ سو رہے تھے۔ میرال ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھی لیکن صحیح طرح سے اٹھ بھی نہ پائی کیونکہ جناب بال ہاتھ میں لپیٹ کے سو رہے تھے بال کھینچے جانے پہ وہ کراہ کے رہ گئی۔ ایمن اب زین کے گلے لگے سو رہی تھی۔

"زین میرے بال چھوڑو۔۔۔۔۔ ورنہ تم نہیں بچنے والے مجھ سے۔" میرال غصے سے غرائی اور "آپ" سے "تم" تک کا سفر طے کیا۔

ابھی بھی زین اٹھا نہ تو میرال نے اپنے ناخن اس کے بازو میں چبھوئے۔

"ٹھرکی پٹھان اٹھو۔" بازو پہ ہوتی چبھن سے زین نے اپنی نیند سے بوجھل آنکھیں

کھولی۔

"کیا ہے یار۔ سونے دو۔ رات کو بھی لیٹ سویا تھا میں ہرنی، اب چپ کر کے سو جاؤ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔" میرال کو آنکھیں دکھا کے ایمن کو اپنے سینے پر لٹایا اور اس کو پھر سے پہلو میں گرا کے آنکھیں موند گیا۔

"لیٹ تم سوِئے تھے میں نہیں چھوڑو مجھے اور رات کو کس کی اجازت سے کمرے میں آئے۔" میرال نے اٹھنے کی کوشش کرتے گھور کے پوچھا۔

"پہلے تو مجھے یہ بتاؤ یہ آپ اور تم کا کیا چکر ہے۔" اس کی کے اٹھنے کی کوشش ناکام کرتے ہوئے الجھ کے پوچھا۔

"کیا مطلب۔" میرال نے آنکھیں گھمائیں۔

"مطلب یہی کہ تم کبھی مجھے آپ کہتی ہو کبھی تم کہتی ہو۔۔۔ لاجک سمجھاؤ۔" اس کے گال پر ایک زور سے بوسہ دیتے ہوئے زین نے کہا جس پر میرال نے اس کو گھوری سے نوازا۔

"میری مرضی اب ہٹو پیچھے۔" پھر سے اٹھنا چاہا۔

"ارے اسے کیسے۔" پھر سے کوئی شرارت کرنے لگا کہ ایمن بول پڑی۔

"آپ کب سے آپی کو تنگ کر رہے ہیں۔۔۔۔۔یو بیڈ بوائے۔" ایمن نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا کہ میں بھی اٹھی ہوئی ہوں۔

"میں تنگ تھوڑی کر رہا ہوں میں تو آپ کی آپی کو پیار کر رہا ہوں جو وہ کرنے نہیں دے رہی۔" زین نے کہہ کے آنکھ ونک کی۔ تو میرا ل موقع دیکھ کے فوراً اٹھ کے بھاگ گئی۔ جاتے جاتے کہنا نا بھولی۔

"ٹھرکی ایس پی پٹھان۔" جس پہ زین کا قہقہہ گونجا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوال کیچن میں کھڑی ناشتے کے لیے چائے بنا رہی تھی اور امل پاس ہی کھڑی باقی چیزیں دیکھ رہی تھی۔ جب شیری اندر داخل ہوا۔

"ارے السلام علیکم! کیسے ہیں سب؟" شیری نے فریش موڈ سے پوچھا جس پہ گزری رات کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے، پاس ہی پڑی ٹیبل کی کرسی کھینچ کے بیٹھ گیا اور ٹوکری میں سے سیب کھانے لگا۔

"وعلیکم السلام! ہم ٹھیک ہیں۔" امل نے مختصر سا جواب دیا جبکہ نوال چپ ہی تھی

شیری نے نوٹ کیا تھا کہ کل کے واقعے سے چپ چپ ہی نظر آرہی ہے۔

"اور تم کیسی ہو۔"نوال کو مخاطب کیا۔

"ہوں۔۔۔میں بھی ٹھیک۔"پیکھا سا جواب دے کہ اب وہ کپوں میں چائے انڈیلنے لگی تھی جب شیری نے اس کی کلائی پکڑ کے اپنے برابر والی کرسی پہ بٹھایا۔

"ٹھیک نہیں لگ رہی کیا ہوا ہے تمہیں۔"شیری نے فکر مندی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔بس کل جو کچھ ہوا اس کے بارے میں سوچ کے خوف آتا ہے اگر کسی کو کچھ ہو جاتا، آپ میں سے کسی کو۔"نوال نے پریشانی سے کہا شیری کو لگا کہ جیسے رات کو روتی رہی تھی یہ۔

"کسی کو کچھ بھی نہیں ہوا، اور نہ کچھ ہوتا اللہ ہماری مدد کر رہے ہیں، تم پریشان مت ہو سب ٹھیک ہے۔"

اس نے نوال کا ہاتھ پکڑ کے پیار سے اس کو تسلی دی، امل ان کو ایک ساتھ دیکھ کے زرا باہر ٹیبل پہ چیزیں رکھنے چلی گئی تھی۔

"وقاص بھائی کو بھی گولی لگی تھی اور اگر تمہیں۔۔۔۔"نوال کو اب رونا آرہا تھا بات

کرتے کرتے چپ ہو گئی کہ آواز رندھ گئی تھی۔

"ارے یار کچھ نہیں ہوا مجھے سب ٹھیک ہے و قاص بھی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ویسے تمہیں پتا مجھے براؤنی کتنی پسند ہے جب بھی میرے سامنے ہو تو دل کرتا کہ کھا جاؤں۔"

نوال کو پیار سے سمجھاتے آخر پہ اس کا دھیان ہٹانے کو شرارت سے کہا اور اس کا مطلب سمجھ کے نوال اپنا دکھ بھول کے اس کو گھورنے لگی۔

"تم میں زرا شرم نہیں، پتا نہیں کیسا عجیب انسان ہے کس طرح کی باتیں کرتا رہتا، بیہودہ انسان کہیں کا۔"

نوال اس کو کوستی پھر سے اٹھ کے چیزیں دیکھنے لگی تو شیری مسکرا اٹھا۔

"لڑکی تمیز سے ہونے والا شوہر ہوں آپ کہا کرو کل کو بچے کیا کہیں گے کہ پاپا نے ان کی بد تمیز ماما کو تمیز نہیں سکھائی۔"

شیری نے رعب جھاڑنے والے انداز میں کہا۔

"جی بالکل میرے سر کے سائیں۔"نوال نے تپ کے کہا۔

"جب ایسے تم پیار سے مجھے کہتی ہو تو دل کرتا کہ بھگا لے جاؤں تم کو۔"شیری نے دل

پھینک انداز میں کہا تو نوال کو ہنسی آ گئی۔

"بس اسی طرح مسکراتی رہا کرو، اداس اچھی نہیں لگتی تم۔" اس نے محبت سے نوال کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔

"تم ایک ایسا نشہ ہو جسے دیکھتے ہی میں ہوش کھونے لگتا ہوں، اپنا آپ بھول جاتا ہوں یاد رہتا ہے تو بس اتنا کہ تم صرف میری ہو اور اللہ نے تمہیں میرے لیے بھیجا ہے، تم صرف اس سر پھرے شیری کی ہو اور بہت جلد تم اس شیری کے پاس ہو گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک جذب سے کہتا نوال کو حیراں کر گیا، دل کی دھڑکن نے سپیڈ پکڑی، نوال نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا کیونکہ شیری اسے کچھ زیادہ ہی سیریس لگ رہا تھا اور یہ روپ نوال کے لیے حیران کن ہی تھا، شیری نے تو ہمیشہ ہی اس کو تنگ کیا تھا لیکن اس طرح اظہار کبھی نہیں۔ جب کافی دیر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کے کھڑا رہا تو نوال کو بولنا پڑا۔

"ہا۔۔۔ ہاتھ چھوڑ دیں کوئی آ جائے گا" ہلکی آواز میں التجا کی

شیری نے اس کی التجا پہ اس کا ہاتھ چھوڑا اور پیار سے اس کے ماتھے پہ محبت کی مہر ثبت

کی اور کیچن سے باہر چلا گیا۔

"یہ مجھے کیا ہو گیا تھا جو میں نے اس کو سنایا نہیں۔"نوال خود سے بڑبڑائی

"نوال تجھے پیار ہو گیا۔۔۔۔ہائے ے ے ے مجھے بھی پیار ہو گیا۔"خود ہی خوش ہوتی کھلکھلا اٹھی۔

oooooooooooooooooooo

میرال جب فریش ہو کہ نکلی تو ایمن کھلکھلا رہی تھی،زین اس کی گال سے اپنی گال مس کر رہا تھا جس سے وہ کھلکھلا اٹھتی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھائی۔۔۔نہ کریں۔"ایمن نے ہنستے ہوئے کہا اب زین اس کے پیٹ پہ گدگدی کر رہا تھا۔

"بھائی۔۔۔۔بھابھی آ گئی ان کو کریں۔"ایمن نے زین کو دیکھ کے مسکراتی میرال کی طرف اشارہ کیا جو ان کی شرارتوں کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"وہ ماریں گی تمہارے بھائی کو۔"زین نے بھی شرارت سے ایمن کے کان میں سرگوشی کی اور میرال کو دیکھا جو اب ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کے بال سلجھا رہی

تھی۔

پھر زین نے ایمن کے کان میں کچھ کہا جس سے وہ فوراً گرا ہنا شروع ہو گئی۔

"آہ آہ آپی۔۔۔۔"میرال پریشانی سے اس کی طرف آئی اور فوراً اس کو ٹٹولنے لگی۔

ایمن میرال کے آتے ہی بیڈ سے اچھلی اور زین نے پھرتی سے میرال کو پکڑ کے نیچے کیا کہ ایمن اس کی ٹانگوں پہ بیٹھ گئی اور اس کے دونوں ہاتھوں کو زین نے اپنے ایک ہاتھ میں لے لیا۔اب حالت یہ تھی کہ زین اس کے اوپر جھکا تھا اور ایمن اس کے اوپر بیٹھ کے ہنس رہی تھی۔یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ میرال کو خود کو چھڑانے کا موقع نہ ملا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ کیا ہوا میرے ساتھ، کیا کر رہے ہیں آپ دونوں۔"میرال نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"اوکے ایموون ٹو تھری سٹارٹ۔"

زین نے کہا تو ایمن میرال کو گدگدی کرنا شروع ہو گئی۔جس سے وہ ٹانگوں سے ایمن کو پیچھے کرنے لگی تو زین نے اس کو ٹانگوں پہ اپنی ٹانگ رکھ دی۔اب دونوں اس کو گدگدا رہے تھے جس سے میرال کو ہنس ہنس کے پیٹ میں درد ہونے لگا اور آنکھوں سے پانی نکلنے لگا۔

"بسسس کر دو۔۔۔۔۔افف اللہ ایمن اٹھو۔۔۔۔۔زین میں۔۔۔ چھوڑنا نہیں۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔"میرال نے ہنس کے بے بسی سے کہا کیونکہ زین اس کو ہلنے نہیں دے رہا تھا۔

"میری جان پہلے خود کو تو چھڑالو۔"زین نے کہہ کے جھک کے اس کے گال پہ زور سے بوسہ دیا،ایمن بھی آگے آئی اور ایک کسی دی اپنی آپی کو۔پھر زین نے اس کے گال پہ ہلکا سا کاٹا تو میرال چیخی۔

"ہٹو اب دونوں۔۔۔کیا کیے جا رہے ہو۔"اس کی بات پہ ایمن بھی آگے آئی اور ایک ہلکی سی بائیٹ کی۔

"یہ کتنی سوفٹ ہیں۔۔۔"ایمن نے خوشی سے بتایا جیسے کوئی کھانے کی چیز مل گئی ہو۔

"ہے نا۔۔۔اسی لیے کھانے کو دل کرتا میرا تمہاری آپی کو۔"اب کی بار زین نے زور سے کاٹا کہ اس کی رخسار سرخ پر گئے جس پہ واقعی میرال کی چیخ نکلی۔

"زیبین۔۔۔۔۔"زین نے زور سے قہقہہ لگایا اس کی رونے والی شکل دیکھ کے پھر پیار سے وہی بوسہ دیا جہاں کاٹا تھا۔

"ہاتھ لگو تم پھر کبھی اکیلے میں۔۔۔۔"اس کے کان میں شرارت سے سرگوشی کی اب کی بار میرال نے زور سے ہاتھوں کو چھڑانا چاہا لیکن بے سود۔

"اب چھوڑ دیں آپی کو آپ نے انہیں اب ہرٹ کیا ہے زور سے۔"ایمن نے اس کے رخسار پہ ہاتھ پھیرتے کہا، لہجے میں زرا خفگی تھی۔توزین نے رحم کھا کے میرال کے ہاتھ چھوڑے اور اس کو اپنی گرفت سے آزاد کیا لیکن چھوڑتے چھوڑتے اس کی گردن پہ بھی شرارت کر گیا۔

"ہٹ بھی جاؤ اب، ناشتہ ہی سمجھ لیا ہے اپنا۔"میرال نے غصے اور شرم سے لال کو کے زین کو اپنے سے ہٹا کے کہا جس پہ وہ قہقہہ لگا اٹھا۔میرال ایمن کے سامنے ایسی حرکتوں پہ زیادہ ہی سرخ ہو گئی تھی کہ بچی کیا سمجھے گی۔

"ابھی تو بس چکھا ہے، کھائیں گے پھر کبھی۔"زین نے شرارت سے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اس کی بات پہ میرال نے کشن اٹھا کے زین کو مارا جو اس کے سینے سے لگ کے نیچے گر گیا۔

اب کی بار میرال نے زین کا ہی موبائل پکڑ کے مارنا چاہا جسے پھرتی سے زین نے آگے ہو کے پکڑ لیا اور واشروم چلا گیا۔

"میسنا کہیں کا۔۔۔۔"میرال نے اونچی آواز میں ہانک لگائی جس پہ زین کا قہقہہ سننے کو ملا۔

"چلو آؤ باہر چلتے ہیں ناشتے پہ سب انتظار کر رہے ہونگے۔"ایمن کو گود میں اٹھا کے باہر ٹیبل پہ جا کے بیٹھ گئی جہاں پہ وقاص زین اور مرحا کے علاوہ سب موجود تھے۔

زین بھی آ کے میرال کے ساتھ والی چیئر پہ بیٹھ گیا۔

"میرو تمہارے گال پہ کیا ہوا ہے یہ نشان کیسا ہے۔"

امل نے اس کے رخسار کی طرف اشارہ کیا جو ابھی بھی سرخ تھا،میرال نے بے ساختہ ہی نظر اٹھا کے زین کو دیکھا جو دلچسپی سے اسی کو دیکھ رہا تھا کہ کیا جواب دے گی۔

"وہ اصل میں ناں بھا۔۔۔۔۔"ایمن چہک کے بولنے لگی،اس سے پہلے کہ وہ اپنے بھائی کا کارنامہ بتا کہ اس کو شرم سے پانی پانی کرتی میرال فوراً بول پڑی۔

"یار پتا نہیں شاید سوتے ہوئے کسی کیڑے نے کاٹ لیا تھا اس کا نشان ہو۔"میرال نے دل جلانے والی مسکراہٹ زین کی طرف اچھالی جو خود کو کیڑا کہنے پہ تلملا اٹھا اور جو جوس کا گلاس لبوں پہ مسکراہٹ چھپانے کے لیے لگایا تھا اس سے اچھو ہی لگ گیا۔

"کیا ہوا زین آپ ٹھیک تو ہیں۔"میرال نے مسکراہٹ دبا کے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں شکریہ۔۔۔(اپنی خیر منا ناب)۔"مسکرا کے کہتا کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

oooooooooooooooooooo

تھوڑی دیر بعد وقاص بھی فریش ہو کہ باہر آیا اور چیئر کھسکا کہ بیٹھ گیا۔

"مرحابھا بھی نہیں اٹھیں ابھی تک۔"شیری نے دریافت کیا جس پہ وقاص نے نفی میں سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سو رہی ہیں ابھی۔"مختصر جواب دے کہ ناشتے کی طرف متوجہ ہو گیا جبکہ شیری ابھی تک دیکھی جا رہا تھا وقاص کو جیسے انہونی بات کہہ دی ہو۔

خود کو گھورتا پا کہ وقاص نے نا سمجھی سے شیری کو دیکھا جواب مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ابھے کیا ہے،دوائی کے اثر سے سو رہی ہیں وہ۔۔۔بد تمیز انسان۔"وقاص نے تپ کے کہا۔۔جہاں شیری کا ڈمپل نمایاں ہوا وہی اس کی بات کو سمجھتے زین اور دانی نے

قہقہہ لگایا۔

"کمینہ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے میں نے ظلم کر دیا ہو ان پہ اور وہ بے ہوش پڑی ہوں۔" وقاص کو شیری کی مسکراہٹ زہر لگی تھی اس وقت۔

"میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا خود ہی صفایاں پیش کر رہا۔" شیری نے بھی لاپرواہ سا ہو کہ جواب دیا جیسے وہ وقاص کو دیکھ ہی نہیں تھا رہا۔

"براؤنی زرا یہ آملیٹ پاس کرنا۔" نوال کو مخاطب کیا جس نے آرام سے پکڑا دیا شیری کو حیرت ہوئی کہ اس نے کچھ کہا کیوں نہیں۔ وہ تو پیار ہونے پہ خاموش سی خوش تھی کہ چلو مجھے بھی پیار ہو گیا اسی لیے زرا فرمانبرداری دکھا رہی تھی۔۔۔

oooooooooooooooooooooo

ناشتے کے بعد زین نے سب کو سمجھا دیا کہ کوئی بھی بغیر کسی کو بتائے گھر سے باہر نہیں نکلے گا اور اکیلے تو بالکل بھی نہیں ایک لڑکا ضرور ہو گا ساتھ جس پہ سب نے تائید کی ۔۔۔پھر کچھ اور ہدایات دی سب کو اپنی سیفٹی جے بارے میں۔

"مرحا کو اٹھا لاؤ وقاص اور کتنا سوئے گی وہ۔" میرال نے پریشانی سے کہا تو وقاص سر ہلا

کے کمرے کی جانب گیا۔

"دھیان سے مرحا جی کو ڈرانہ دینا پہلے ہی ڈری ہوئی ہیں بچاری۔" شیری نے چڑانے والے انداز میں کہا۔

"فکر نہ کرو وہ سب سے پہلے اٹھ کے تجھے نہیں دیکھنے والی اسی لیے آرام سے اٹھ جائیں گی۔" وقاص بھی حساب برابر کرتا اندر کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ ابھی تک سونے میں مگن تھی۔

مرحا کے پاس آرام سے بیٹھ کے اس کے بال کان کے پیچھے کئے اور جھک کے سرگوشی کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اٹھ جائیں بیگم اور کتنا سونا ہے، سب شک کر رہے ہیں کہ کہیں میں نے ناں کچھ کر دیا ہو جو آپ اٹھ نہیں رہی۔"

وقاص نے کہتے اس کے ماتھے پہ پیار کیا اور اس کے گال تھپتھپائے جس سے مرحا نے اپنی نیند سے بوجھل آنکھیں کھولیں۔

"آپ مجھے سونے بھی نہیں دیتے ٹھیک سے۔" اس الزام پہ وقاص نے اس کے سر کو

گھورا جو اس کے سینے پہ رکھ رہی تھی وہ شاید ابھی بھی سوئی جاگی کیفیت میں تھی یا وقاص کو دیکھ کے خواب سمجھ رہی تھی۔

"لیکن میں نے تو آپ کو کچھ بھی نہیں کہا جس سے آپ مجھے ایسے کہیں" وقاص کی سنجیدہ سی آواز مرحا کے کانوں میں آئی، دماغ نے کام کرنا شروع کیا جس پہ مرحا کی آنکھیں اب مکمل کھلیں اور سر اٹھا کہ وقاص کو دیکھا جو مسکراتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"آپ واقعی یہاں،،،۔" مرحا کو سمجھ نہ آئی کہ کیا کہے فوراً زرا دور ہوئی۔

"مطلب آپ خواب میں مجھ سے مخاطب تھیں۔" شرارت سے پوچھا۔

"نہیں ایسا تو نہیں کہا میں۔۔۔۔" کنفیوز سی پیچھے ہوتے اس نے وقاص سے کہا۔

"اچھا۔۔۔۔ویسے اچھی بات ہے کہ آپ خواب میں بھی مجھے دیکھ رہی تھی، انفیکٹ میں آپ کو سونے بھی نہیں دے رہا تھا۔" ابھی بھی شرارت سے بھرپور لہجہ جس سے مرح گڑبڑا گئی۔۔

"وہ میں۔۔۔وہ۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے ناشتہ کرنا ہے۔" جب کوئی بات نہ بنی تو ناشتہ

یاد آ گیا۔

"اوکے چلیں ناشتہ کرتے ہیں۔آئیں۔"مرحا کو فریش کرا کے ناشتہ کرایا پھر معمول کے مطابق سب کو ان کے کام کرنے کا کہا تا کہ گھر پہ کسی کو شک نہ ہو۔

oooooooooooooooooooo

اس واقعے کو تین دن ہو گئے تھے سب شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے کیونکہ وقاص نے جیسے تیسے سب خواتین کو منا لیا تھا ایک ہفتے کے اندر اندر شادی کے لیے، وجہ اس نے اپنے کام کو رکھا تھا کہ اس کی وجہ سے جلدی کر رہا ہوں شاید بعد میں کہیں بھیجا جائے جس سے واپسی پہ وقت لگ جائے۔مرحا تب سے میرال لوگوں کے گھر ہی رہ رہی تھی۔اب حالات یہ تھے کہ چار و لڑکے کسی نہ کسی بہانے سے ادھر آ ٹپکے ہوتے تھے، جس پہ میرال کے ماتھے پہ بل ہی رہتے کہ ان کو سکون نہیں اپنے گھروں میں۔۔۔۔۔

نوال اور شیری بھی یونیورسٹی جا رہے تھے، شیری تو بس نام کا جاتا تھا، وہاں جا کہ اس کا ایک کام ہوتا تھا اپنی براؤنی کو تنگ کرنے کے لیے نائلہ کٹی کبوتری کو لفٹ کرانا، کل سے نوال نے شیری سے بولنا بند کیا تھا کہ جاؤ اپنی اس معشوقہ کے پاس جس کی مدد کر

رہے تھے۔

ابھی بھی اسی بات پہ دونوں کے درمیان بحث جاری تھی جب امی آ گئیں۔

"کیوں لڑ رہے ہو تم دونوں کب سے دیکھ رہی ہوں میں۔ "

"امی اس کو بولیں یہاں سے جائے،،،، میں نے نہیں کرنی کوئی شادی وادی اس سے۔"نوال نے غصے سے اپنا بیگ صوفے پہ پھینکتے کہا۔

"ارے میری جان میں تو بس اس کی سوال حل کرنے میں مدد کر رہا تھا، گری وہ خود ہی تھی میرے اوپر میں نے نہیں گرایا تھا۔"شیری نے پیار سے سمجھانا چاہا لیکن اپنے ہی پاؤں پہ کلہاڑی مار دی۔

"کیا مطلب گرایا نہیں تھا، وہ گری بھی تھی تم پہ، اب بسسسس میں نہیں کرنی کوئی شادی اس سے امی۔۔"نوال نے باقاعدہ رونے کی ایکٹنگ شروع کر دی۔ جس پہ آسیہ امی سر پکڑ کے بیٹھ گئیں۔

"بیٹا اس کی بات تو سن لو کیا پتا وہ نہ ہو جو آپ سمجھ رہی ہو۔۔"انہوں نے بھی رسانیت سے سمجھانا چاہا لیکن آخری بار اگلی بار انکا جوتا بولنا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔پہلے یہ اس کے ساتھ چپک کے بیٹھا تھا اور اب خود ی بتا رہا کہ وہ اس پہ گری بھی تھی مطلب اس کے اوپر۔۔۔استغفر اللہ،،ہائے اللہ جی میں کہاں پھنس گئی۔"کانوں کو ہاتھ لگا کے نوال کی ایکٹنگ زور و شور پہ تھی اب بس امی کے جاتا اتارنے کی دیر تھی۔

"تم سے بعد میں نپٹوں گی اور کتی کبوتری سے بھی،،،ابھی میں جا رہی ہوں اور کال کرنے کی غلطی نہ کرنا ورنہ بلاک مار دوں گی۔"امی کا تراجوتا دیکھ کے سیڑھیوں پہ پہنچ کے شیری کو گھورا ساتھ ہی منانے کا اشارہ بھی دے دیا کہ کال کر کے نخرے اٹھائے اس کے۔

"یار سن تو لو۔۔۔شیری تیری نیا نہیں پار میرے یار"سرد سی آہ بھری اور التجائی نظر اپنی ساس پہ ڈالی کہ سمجھائیں اپنی پاگل بیٹی کو تو وہ بھی ہری جھنڈی دکھا کہ اٹھ گئی کہ خود کی پسند ہے بگتو اب۔۔۔پھر شیری خود ی سمجھ گیا کہ جب تک اس کی میڈم کو شاپنگ نہ کرا دے ماننے والی نہیں۔

oooooooooooooooooooo

بہت ترلے منتوں کے بعد نوال اس کے ساتھ جانے کو مانی اور شیری نے مرحا کو بھی

ساتھ چلنے کا کہا کہ شادی کے لیے کچھ لے لے ان کے ساتھ ہی اب ان کو مرحا کو ہوسپیٹل سے پک کرنا تھا و قاص کو اطلاع مل چکی تھی، شیری کے ساتھ ہونے پہ وہ مطمئن تھا۔

ہوسپیٹل داخل ہو کہ نوال ریسیپشن سے مرحا کا پوچھ کے اس کے کیبن میں گئی تو وہ تیار تھی بس ان کے آنے کا ویٹ تھا۔

"چلیں۔۔۔؟"نوال نے اندر داخل ہوتے پوچھا۔

"جی بس ایک منٹ چلو۔۔۔"مرحا نے کچھ فائل اٹھاتے کہا، کیبن سے باہر نکل کے مرحا نوال کے ساتھ دوسرے فلور پہ آئی جہاں اس کو فائل دینی تھی، ابھی وہ فائل دے کہ مڑی ہی تھیں کہ انہوں نے میرال کو ایک ڈاکٹر کے روم میں اینٹر ہوتے دیکھا

۔

"میرو یہاں کیا کر رہی ہے اور وہ بھی ڈاکٹر نگہت کے پاس۔"مرحا نے خیرت سے کہا۔

"کس چیز کی ڈاکٹر ہیں یہ۔"نوال کو بھی حیرت ہوئی تھی اپنی بہن کو دیکھ کے یہاں۔

"سائیکیٹرسٹ ہیں۔۔۔لیکن میرال کا کیا کام ان سے۔"مرحا نے الجھن سے کہا اور

اس کو نوال کو ساتھ لے کہ ڈاکٹر نگہت کے روم کی جانب آئی کہ شاید میرال کسی کیس کے سلسلے میں آئی ہو تو اس سے مل لیں لیکن اندر کی آوازوں سے دونوں کو شاک لگا۔ کیونکہ میرال کسی کیس کے سلسلے میں نہیں اپنے بارے میں بات کر رہی تھی۔

"آپ تیار ہیں ناں۔۔۔کیونکہ اس سیشن سے آپ پھر سے واپس اسی پیریڈ میں جا سکتی ہیں۔"ڈاکٹر نگہت میرال سے کچھ کہہ رہی تھیں۔

"کس سیشن کی بات ہو رہی ہے اور آپی یہاں پہ آئی کیوں۔"نوال کو ابھی بھی الجھن تھی اس کا دل گھبرانے لگ گیا۔

"جی ڈاکٹر میں تیار ہوں بس اب میں نہیں چاہتی کہ مجھے کوئی پاگل سمجھے یا کسی کو میری وجہ سے کچھ پریشانی ہو، ہم کل ضرور اس پہ عمل کریں گے۔"میرال نے ٹھنڈی آہ بھرتے کہا۔تو نوال اور مرحا دونوں سمجھ گئیں کہ کیا کرنے والی ہے یہ۔

"یہ ایسا کیسے کر سکتی ہیں۔۔۔"نوال کو اب رونا آنے لگا تھا مرحا کا بھی یہی حال تھا وہ خود کو کیسے پاگل کہہ سکتی تھی۔

"کیا ہوا آپ دونوں یہاں کیا کر رہی ہیں، چلیں۔"شیری بھی ان کا پوچھ کہ ادھر ہی

آ گیا تھا اور اس طرح کھڑے ہونے پہ سوال کرنے لگا۔

"کچھ نہیں شیری گھر چلو۔" مرحانے بس اتنا کہا اور چل پڑی نوال بھی ساتھ ہی۔

"کیا ہوا شاپنگ پہ نہیں جانا کیا۔۔۔۔" شیری کو سمجھ نہ آئی کہ اچانک کیا ہوا ہے لیکن پھر چپ ہو گیا کہ شاید وقاص یازین نے منع کر دیا ہو گا۔

oooooooooooooooooooo

"وقاص مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے ابھی۔" زین اپنے آفس بریک پہ سیدھا وقاص کے پاس آیا اور بغیر سلام دعا کے اس سے مخاطب ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"خیریت یار کیا ہوا ہے اتنی عجلت۔" وقاص نے نارملی پوچھا۔

"دیکھ میں الٹی سیدھی بات نہ کروں گا نہ تیری سنوں گا، مجھے میرال کے بارے میں بتا سب۔" زین مدعے پر آیا۔

"کیا میرال کے بارے میں۔" وقاص انجان بنتے ہوئے بولا۔

"میں نے پہلے ہی کہا کہ الٹی سیدھی بات نہ کرنا تو اچھے سے جانتا کیا پوچھ رہا ہوں وہ پچھلے دو ماہ سے سائیکیٹرسٹ کے پاس کیوں جا رہی ہے ڈیم اٹ۔۔۔۔ وہ اپنے آپ کو

بیمار سمجھتی ہے" زین اب کی بار چلایا۔

"او کے کالم ڈاؤن میں بتا رہا ہوں۔۔۔" وقاص نے آرام سے اس کو سمجھانا چاہا تو زین سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔

نوال اور مرحا گھر پہنچی لیکن شیری کے پوچھنے پہ بھی کچھ نہ بتایا تو وہ چپ رہا۔

لیکن گھر جا کہ سب پتا چل گیا جب مرحا نے اپنا ضبط توڑا اور امی کے گلے لگ کے رونے لگ گئی۔

"امی ہماری میرو نے کیوں چھپایا یہ۔۔۔ کیوں ہمیں اپنی تکلیف نہیں بتائی۔۔۔ کتنا سہا ہو گا نا اس نے۔۔۔" مرحا روتے روتے کہہ رہی تھی۔

"کیا ہوا مرحا۔۔۔ کیا ہوا ہے میرال کو۔" آسیہ امی نے پریشانی سے پوچھا۔

oooooooooooooooo

~ماضی~

میرال کو لا کے آدمیوں نے ایک کمرے میں بند کر دیا، اس کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دئے تھے رسیوں سے، وہ ابھی بھی بے ہوش پڑی تھی۔

آدمی جب کمرے سے باہر نکلے تو دلاور ان کے سر پہ پہنچا۔

"لے آئے اس جسٹس کی چڑیا کو جسے اس نے قید کر کے رکھا تھا۔ "

کمینگی سے پھنکارہ تو آدمیوں نے سر ہلایا۔

"جی سر اندر باندھ کے آئیں ہیں، آگے کیا حکم ہے آپ کا۔"ایک آدمی نے پوچھا۔تو دلاور سوچ میں پڑھ گیا۔

"ابھی پڑی رہنے دو جب بھوک سے مرنے کو ہو جائے گی تو کچھ کروں گا اس کا۔"

دلاور نے کہا تو دونوں آدمیوں کی آنکھوں میں چمک آگئی اپنے باس کی بات سن کے۔

"باس ہمارا انعام۔۔۔۔؟"آدمی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے اتنے بے صبرے کیوں ہو رہے ہو مل جائے گا پہلے میں تو سبق سکھالوں اس جسٹس کو کہ کس سے پنگا لیا ہے، جب اپنی جان سے بھی پیاری بیٹی کی عزت کا جنازہ نکلتے دیکھے گا تو خود ی صدمے سے مر جائے گا۔"خباثت سے قہقہہ لگاتا وہاں سے اپنے آدمیوں کو کے کہ نکل پڑا۔

****

"یعقوب صاحب ابھی تک پتا نہیں چلا کیا میری بچی کا۔" نڈھال سی آسیہ بیگم نے آ کے کہا، میرال کو گم ہوئے دو دن ہو گئے تھے لیکن اس کا کائی پتا نہیں چل رہا تھا نہ کوئی کال آ رہی تھی کہ جس سے کچھ علم ہو سکے۔

تھکے ہارے سے یعقوب صاحب آج اپنی زندگی کے ہارے جواری لگ رہے تھے جیسے ساری زندگی کما کے ہاتھ میں کچھ حصہ نہ آیا۔

"میں کر رہا ہو۔ پتا آپ فکر نہ کریں ں س اس کے لیے دعا کریں کہ اس کو کچھ نہ ہو اور اللہ اس کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین۔"

یعقوب صاحب نے دھڑکتے دل سے دعا مانگی جو دل شاید لگ رہا تھا کہ اب بند ہو جائے گا اگر کچھ دیر میں میرال نہ ملی تو۔

"ماما آپی کدھر ہیں۔" نوال اپنی پیاری سی آواز اور معصومیت لے کے ان کے پاس آئی اور اپنی آپی کا دریافت کرنے لگی۔

"ارے میری جاں آپی کہیں باہر گئی ہے کچھ دیر میں آ جائے گی آپ کمرے میں جاؤ اور سو جاؤ۔" آسیہ بیگم نے پیار سے بہلانا چاہا لیکن وہ بھی ضد کی پکی تھی۔

"نہیں ماما مجھے میرو آپی کے ساتھ سونا ہے وہ کہاں ہیں۔ "

"اچھا چلو ادھر آجاؤ میں سلاتی ہوں اپنی بیٹی کو، چاکلیٹ کھانی ہے گڑیا نے۔"اسی طرح باتوں میں لگایا اور سلا دیا۔

"اللہ میری بیٹی کی عصمت اور عزت کی حفاظت کرنا۔"اللہ کے سامنے جھک کے وہ فریاد کر رہی تھیں اپنی اولاد کے لیے کہ کوئی مسیحا آجائے اور ان کی بیٹی کو لے آئے۔

****

"ہاں کیا بنا اس لڑکی کا، کچھ کھانے کو دیا۔"دلاور نے اندر آتے ہی سوال کیا۔

"نہیں سر وہ ابھی بھی ویسی ہی پڑی ہے بس دن میں چلانا شروع کر دیتی ہے اور خود ہی تھک ہار کے پڑی رہتی۔"کمرے کے باہر کھڑے گارڈ نے جواب دیا۔

اندر فرش پہ پڑی میرال۔۔۔۔جب سنا کہ کوئی اور بھی ہے باہر تو پھر چلانا شروع کر دیا۔

"پلیز مجھے باہر نکالو۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے یہاں بہت اندھیرا ہے، مجھے باہر نکال دو، خدا کا واسطہ۔"

میرال چیختی روتی ہوئی التجا کر رہی تھی لیکن باہر والے جیسے بہرے ہو گئے تھے، خود کو جیسے جانور بنالیا تھا تبھی ان معصوموں کی جان کے ساتھ کھیلتے ان کے ہاتھ نہیں کانپتے تھے۔

"اے دروازہ کھول۔۔۔اس کی تو میں۔۔۔لائیٹ بند رکھنا روشنی نہ جائے کہیں سے" دلاور نے کہا تو گارڈ نے فوراً صحن کی لائیٹ بند کی اور دلاور کو اندر بھیج کے پھر باہر سے دروازہ بند کر لیا۔

"مجھے جانے دو میرے ہاتھ کھولو، درد ہو رہا ہے، میرے امی بابا پریشان ہو رہے ہونگے ،مجھے جانے دو پلیز۔۔۔"اب ہلکی آواز میں رو کے التجا کر رہی تھی جیسے پکار پکار کے تھک گئی ہو۔

"ارے تھک گئی میری گڑیا۔" دلاور نے اندھیرے۔میں میرال کی طرف قدم بڑھاتے کہا، میرال کو لگا شاید کوئی بچانے والا ہو گا تو وہ فوراً اثبات میں سر ہلا کے کہنا شروع کو گئی۔

"انکل پلیز مجھے باہر نکالو، مجھے ڈر لگ رہا۔۔۔یہاں اندھیرا بہت ہے پلیز۔۔۔" لہجے میں بے قراری تھی۔

"اچھا تو کوئی بات نہیں میں ہوں ناں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔" بالکل آہستہ آواز میں کہتا اس کے قریب جا کہ بیٹھ گیا اور آہستہ سے اس کی ٹانگ پہ ہاتھ پھیرنے لگا جس سے میرال کے خوف میں اضافہ ہوا۔

"مجھے باہر نکالیں یہاں سے۔" میرال سسکی اور اپنی ٹانگوں کو اور سمیٹ لیا جس سے دلاور کا ہاتھ پیچھے رہ گیا۔

"نکال لیں گے جلدی کیا ہے۔۔" اب وہ اندھیرے میں اس کے رخسار پہ انگلیاں پھیر رہا تھا جبکہ میرال اس سے دور کھسکتی جا رہی تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ انکل مجھے باہر نکالیں ناں مجھے ڈر لگ رہا روشنی کریں۔" ابھی بھی وہ اس کی نیت کو سمجھے بغیر باہر نکلنے کی التجا کرنے لگی جس سے دلاور کو غصہ آ گیا اور ایک زوردار تھپڑ میرال کو مارا کہ وہ وہی گر کے بے ہوش ہو گئی، بھوک اور ڈر سے نڈھال کہاں سہ پاتی اس کا جسم اسی لیے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔

"سالی۔۔۔۔(گالی) تجھے تو اچھے سے نکالوں گا یہاں سے، پہلے تیرا باپ تجھے مرتے، لوٹتے دیکھے گا پھر تو اسے مرتے دیکھے گی۔" ساتھ ہی قہقہہ لگا کہ وہاں سے باہر نکلا۔

"اس کو دو کچھ کھانے کو جب ہوش میں آئے اور خبردار اگر زرا بھی روشنی کی تو، اندھیرے میں ہی دے دو اور زیادہ نہ دینا، اتنا کہ زندہ بچ جائے۔" سرد لہجے میں کہتا وہاں سے گارڈ کا "اچھا باس" سن کے روانہ ہو گیا۔

****

"میری بچی کا پتا نہیں چلا کیا۔۔۔۔" یعقوب صاحب نے اپنے دوست سے پوچھا۔

"ہم بہت کوشش کر رہے ہیں یعقوب لیکن کچھ بھی پتا نہیں چل رہا کہ کہاں رکھا ہو گا بیٹی کو۔" انہوں نے بھی تھکے لہجے میں کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہر طرح سے کوشش کر لی گئی تھی، جس گاڑی سے لوگ آئے تھے میرال کو اغوا کرنے اس پہ نمبر پلیٹ بھی نقلی لگی تھی، نمبر نقلی تھا اور تو اور سکول کے گیٹ کے علاوہ باقی سارے راستوں کی فوٹیج غائب کر دی گئی تھی جس راستے سے وہ لوگ گزر سکتے تھے کوئی ثبوت نہیں مل رہا تھا۔ میرال کا جی پی ایس جو وہ بیگ میں رکھتی تھی احتیاطاً وہ بھی اپنی لوکیشن شو نہیں کر رہا تھا۔

ہر طرف سے مایوسی مل رہی تھی ان کو لیکن اللہ پہ پورا یقین تھا کہ ان کو میرال مل

جائے گی۔

"کیسے کمال، کیسے کچھ پتا نہیں چل رہا، میری بچی بہت جلدی سہم جاتی، چھوٹی بیٹی نے خود جو بیمار کر رکھا ہے اللہ مجھے حوصلہ دے میں نہیں سہہ پا رہا سب۔"

یعقوب صاحب ڈھ سے گئے کرسی پہ آنکھوں سے اشک رواں تھے، اپنی بیٹی کے لیے رو رہے تھے اپنی بیٹی کی سلامتی کے لیے رو رہے تھے کہ جانے کیسی ہو گی، وہ بس اتنا سوچنا چاہتے تھے کہ میرا ل ٹھیک ہو اسے کچھ بھی نہ ہو۔

"تم فکر نہ کرو ہم نے ہار نہیں مانی ابھی تک انشاللہ مل جائے گی بیٹی، تمہیں پکا یقین ہے یہ کام۔اسی کا ہے۔"ان کے دوست نے حوصلہ دیتے ہوئے پوچھا۔

"اور کون ہو سکتا ہے، مجھے وہی پچھلے مہینوں سے دھمکا رہا جس کا ثبوت بھی میں دے چکا ہوں لیکن پولیس اتنا کوئی ایکشن ہی نہیں لے رہی اسی لیے تمہیں اس سب میں شامل کیا ہے میں نے، مہربانی ہو گی کمال میری بچی کو ڈھونڈھ دو۔ "

یعقوب صاحب روتے روتے فریاد کر رہے تھے کہ ملازم نے آ کے ایک لفافہ پکڑایا کہ کائی آدمی دے کہ گیا ہے۔

یعقوب صاحب کو کچھ غلط ہونے کا خدشہ ہوا، کمال صاحب نے ترحم بھری نظر سے ان کو دیکھا اور لفافہ کھولنے لگے۔

"مجھ میں نہیں ہمت کمال اس کو کھولنے کی یا دیکھنے کی۔" انہوں نے کانپتے ہاتھوں سے لفافہ لے کے سائیڈ پہ رکھا۔ کمال صاحب نے پھر سے پکڑ لیا

"کیا پتا کچھ معلوم ہو جائے یا پھر کسی اور چیز کا ہو لفافہ۔" کہتے انہوں نے کھولا جس کے اندر سے ایک پن ڈرائیو نکلی۔ دونوں نے اچھنبے سے اس پن ڈرائیو کو دیکھا، کمال صاحب نے کمپیوٹر آن کیا اور پن ڈرائیو لگائی۔

وہ ایک ویڈیو تھی، کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اندھیرا تھا ہر جگہ کہ اچانک ہلکی سی روشنی پڑی ایک جگہ پہ غور سے دیکھا تو وہ ایک وجود تھا جو سکڑا سمٹا پڑا تھا کونے میں جس کے ہاتھ پاؤں بندھے تھے اور کپڑے بھی پھٹے تھے جگہ جگہ سے۔

"کمال میری بیٹی، میری بیٹی کس حال میں ہے کیا حال کر دیا انہوں نے، میری بیٹی اس کو بچاؤ کمال ان کو کہو میں تیار ہوں مجھے مار لیں لیکن میری زندگی کو کچھ نہ کریں۔۔۔" یعقوب صاحب خود پہ قابو نہ پاتے رونے لگ گئے اور گڑگڑائے اپنے دوست سے آگے۔

"یہ دیکھو یہ کیا ملا۔" کمال صاحب نے جہاں سے روشنی آرہی تھی یعنی کھڑکی کے باہر دیکھا تو ایک دکان تھی کریانہ کی غور سے دیکھنے پہ ان کو دکان کو نام ہی معلوم پڑا۔

"میں پتا کرواتا ہوں اس جگہ کا، فکر مت کرو اللہ پہ بھروسہ رکھو اور بیٹی کے لیے دعا کرو میں نکلتا ہوں۔۔" یہ کہہ کہ وہ تیزی سے باہر کی جانب ہو لیے اور یعقوب صاحب اللہ کے آگے سجدہ ریزہ ہوئے کہ ان کو اولاد کو کچھ نہ ہو۔

****

میرال کو ہفتہ ہو گیا تھا ان کے پاس اب وہ خود ہی خوف سے چیخے مارنے لگ جاتی تھی اس کو لگتا تھا کہ جیسے کوئی اس کے پاس بیٹھا ہے کبھی اس کے سامنے ہے جو اس کو دیکھ رہا ہے، دلاور روز آتا اور اس کو ہراساں کر کے جاتا، کھانے کو بس گن کے پانچ نوالے چاول دے دئے جاتے تھے صبح اور شام ساتھ تھوڑا سا پانی جس سے وہ اپنا حلق ہی گیلا کر پاتی۔

آج اس نے ایک سانپ منگوایا تھا اور گارڈ کو حکم دیا کہ یہ میرال کے کمرے میں چھوڑ آئے۔

بظاہر تو سانپ کا زہر نکال لیا گیا تھا لیکن اچھا خاصا موٹا تھا کہ انسان کو اپنی لپیٹ میں لے کے مار سکتا تھا۔

ابھی بھی میرال نڈھال سی فرش پہ اوندھے منہ پڑی تھی جب اس کو اپنی کمر پہ کچھ رینگتا ہوا محسوس ہوا، میرال کو لگا کہ دلاور پھر واپس آ گیا جو تھوڑی دیر پہلے گیا تھا میرال نے اس کو نہ دیکھا تھا اور نہ نام جانتی تھی بس اتنا پتا تھا کہ ایک آدمی روز آتا اور اور بہت برے طریقے سے ہراساں کرتا اس کو۔

ابھی بھی ویسے ہی محسوس ہوا کہ دلاور واپس آ گیا تو وہ سسک اٹھی، چلانے پہ دلاور نے کئی بار میرال کو بری طرح سے مارا تھا کہ کپڑے تک پھٹ گئے تھے، تو اب بھی وہ چلانے کی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اب اس کو محسوس ہو رہا تھا کہ یہ ہاتھ نہیں ہیں کوئی چیز ہے جو مسلسل ہل رہی ہے اور اوپر بڑھ رہی ہے۔

ہمت کر کے بیٹھنے کی کوشش کی تو سانپ اس کے گلے کے گرد لپٹنا شروع ہو گیا۔ پہلے ہی خوف سے رہ رہی تھی اب تو حواس ہی کھو بیٹھی۔

"ہٹاؤ اسے۔۔۔۔ یہ یہ۔۔۔ مجھے مار رہا۔۔۔ ہٹاؤ۔۔۔ اسے۔۔ میرا۔۔ سانس۔۔۔۔ ہٹاؤ۔"

اب جتنی طاقت بچی تھی اتنی سے چیخی لیکن گلے پہ زور بڑھتا جارہا جو اس کی جان لینے کے درپہ تھا اوپر سے ڈرا تنا کہ آس پاس اب ڈراؤنی شکلیں نظر آنے لگی تھی جو اس کو دیکھ کے ہنستی تھیں۔

اب سانپ کا دباؤ برداشت نہ کر پانے پہ بے ہوش ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد جب گارڈ اندر آیا تو فوراً میرال کو دیکھا کہیں مر تو نہیں گئی، سانسیں بہت دھیمی چل رہی تھیں۔ سانپ کو پکڑ کے واپس لے گیا اور دلاور کو اطلاع دے دی۔

دلاور کمرے میں آیا اور آج ہفتے بعد کمرہ روشن ہوا تو میرال کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتا اس کے پاس آ کے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

اس کے چہرے سے بال ہٹائے، آج وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا میرال کو لیکن اجڑی حالت میں بھی وہ اس کو دلکش دکھائی دی، اس نے سوچا کہ ابھی ایسی ہے تو پہلے کیسی ہو گی۔

دلاور کو شیطان اور اکسانے لگا، پہلے تو وہ بس ہراساں کرتا لیکن اب اس کی نیت اور بری طرح بدل گئی، اٹھ کے اس نے دروازہ بند کیا اور اس کے پاس آیا اس کو سیدھا کر کے سراپے کو گہری نظروں سے دیکھا نظروں میں ہوس موجود تھی۔

اس نے میرال کا چہرہ تھپتھپایا لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولیں دو تین بار کرنے پہ جب آنکھ نہیں کھلی تو دلاور نے غصے سے اس کے بال۔ مٹھی میں لیے اور ایک تھپڑ اس کے چہرے پہ مارا جس سے میرال کراہی اور اپنی آنکھیں ہلکی سی واہ کی لیکن سانس رکنے کے در پہ تھی۔ دلاور نے اس کی گرے آنکھیں دیکھیں جس میں ڈر خود اور نجانے کیا کیا تھا۔

"اس کو مارنے کے بجائے مجھے رکھیل بنانا چاہیئے تھا، جسٹس کو اس طرح زیادہ تڑپانے میں مزا آتا خیر ابھی بھی بن سکتی ہے دیر تھوڑی ہوئی۔۔ "

خباثت سے کہتا اس نے میرال کی شرٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ باہر سے گارڈ کے چلانے کی آوازیں آئی۔ اس وقت دلاور کا دل۔ کیا کہ سب تباہ کر دے۔

" باس باہر آئیں فوج نے حملہ کر دیا ہے، جلدی ہمیں بھاگنا ہو گا۔" یہ بات سن کے دلاور کو جھٹکا لگا اور فوراً بھاگنے کے پر تولنے لگا لیکن پیچھے مڑ کے میرال کو دیکھا۔

"اس کو ساتھ لے جاتا ہوں۔۔۔ نہیں وقت لگ جائے گا۔۔۔ بعد میں تمہیں تو میں پا کے رہوں گا جسٹس کی چڑیا۔"

ایک حقارت بھری نظر اس کے وجود پہ۔ڈال کے وہاں سے بھاگا اور گارڈ کے ساتھ خفیہ رستوں سے ہو کہ نکل گیا۔

فوج نے ہر طرف سے اس جگہ کو قابو کر لیا تھا لیکن معائے افسوس کہ دلاور بھاگ گیا

۔

"میرال۔۔۔میری بچی کہاں ہو۔۔۔"یعقوب صاحب دوڑتے اندر آئے اور میرال کو ہر جگہ ڈھونڈنے لگے ایک کمرے میں گئے جہاں پہ اب روشنی تھی۔دیکھا تو اجڑی حالت میں میرال بے سدھ بے ہوش پڑی تھی۔

یعقوب صاحب نے سب سے پہلے اس کو ڈھانپا اور اپنی گود میں اٹھایا۔تبھی کمال صاحب بھی اندر آئے اور میرال کی حالت دیکھ کے نظریں پھیر گئے۔

"اس کو ابھی کے ابھی لے کہ جانا ہو سپیٹل اس کی پلس بہت سلو چل رہی۔۔۔"

کمال صاحب نے اس کی نبض ٹٹولتے کہا تو وہ روتے ہوئے اس کو گاڑی میں لے کے بیٹھے۔

"میں اس کو ہسپتال لے جانے کی غلطی نہیں کر سکتا کمال کچھ اور سوچو۔"یعقوب

صاحب نے میرال کا سر اپنی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں اب میں اس کو اپنے ایک دوست کے پاس لے کے جا رہا ہوں جس کی وائف بھی ڈاکٹر ہے اور ایک ہی کلینک پہ اس ٹائم ہوتے۔۔۔ "

"ہاں جلدی چلا۔۔۔اگر اس کس کچھ ہو گیا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔" میرال کے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

کمال صاحب کو جو ویڈیو میں ایک دکان نظر آئی تھی وہ شہر سے بہت دور ایک چھوٹے سے قصبے کی تھی جو کہ ویران ہی تھا ابھی۔۔۔اپنے سورسز کے ذریعے ان کو جلدی معلوم ہو گیا تھا تو وہ فوراً نکلے تھے۔

جگہ پہ پہنچ کے ان کو دلاور تو نہ ملا البتہ اس کا آدمی پکڑا گیا۔

****

کلینک پہنچے ان کو کافی دیر گزر گئی تھی ڈاکٹر کچھ ٹیسٹ وغیرہ کر کے لے گئی تھی جس کی رپورٹ بس آنے والی تھی۔

بہت برا اور گہرا اثر پڑا تھا اس سب کا میرال نے زہن پہ۔ڈاکٹر کے مطابق اس کو ٹھیک

ہونے میں کافی وقت لگے گا اور ہو سکتا کہ اب یہ روشنی میں بھی ڈر جائے۔۔

آسیہ بیگم کو اطلاع دے دی تھی وقاص ان کو لانے والا تھا۔

تبھی ڈاکٹر بھی آتی ہوئی دکھائی دیں۔۔۔

"اس کو مینٹلی بہت ٹارچر کیا گیا خوف اس کے دل۔میں بیٹھا دیا گیا اور وائز شی از فائن۔"ڈھکے چھپے الفاظ میں میرال کی کنڈیشن بتائی تو یعقوب صاحب نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ ان کی بیٹی ٹھیک تھی۔

لیکن مینٹلی ہیلتھ ٹھیک نہیں تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

کئی گھنٹوں بعد جب میرال کو ہوش آیا تو چیخنا شروع ہو گئی کہ میرے پاس نہ آؤ ہاتھ نہ لگاؤ، بہت شور مچایا کسی کے کہنے پہ ہی نہیں آ رہی تھی تو مجبوراً اس کو انجیکشن لگانا پڑا۔

آسیہ بیگم تو کا دل تو کٹ کے ہی رہ گیا اپنی بچی کی یہ حالت دیکھ کے۔

وہ کسی کو اپنے پاس ہی آنے نہیں دے رہی تھی۔۔۔کافی دن گزرے تو زرا یعقوب صاحب کے ساتھ رہنے لگی بولنا چھوڑ دیا تھا، امی سے بھی بس بہت کم بات کرتی تھی۔

نوال نے بہت کوشش کی اس سے بھی بات کرے لیکن وہ جواب ہی نہیں دیتی تھی۔ اکیلے کمرے میں رہنے سے ڈر لگنا شروع ہو گیا تھا رات کو آسیہ بیگم اس کے پاس سوتی تھی لائیٹ جلا کے، ایک بار لائیٹ بند کی تو رات کو چیخنا شروع کر دیا کہ اس کے ساتھ کوئی بیٹھا ہے کوئی اس کو دیکھ رہا۔۔ آسیہ بیگم کو اس کی حالت سے خوف آرہا تھا لیکن اب ان کو بھی اسے مضبوط بنانا تھا تو آہستہ آہستہ اس سے باتیں کرتے۔

****

اسی طرح ایک دن یعقوب صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ میرال فائیٹینگ کلاسز جوائن کرے جس پہ پہلے اس نے انکار کر دیا لیکن نوال بھی ساتھ تھی تو مان گئی۔۔۔ آہستہ آہستہ اس کو سمجھاتے گئے تو وہ باتیں کرنا شروع ہو گئی سب سے مل بھی لیتی اب اپنا خوف نہیں ظاہر کرتی تھی۔ اندھیرے میں ابھی بھی کسی کے ہونے کا احساس ہوتا تو لائیٹ جلا کے سوتی۔

ایک دن پاپا کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی اور ہارٹ اٹیک سے ان کا انتقال ہو گیا۔ تب ابھی اس واقعے کو چار مہینے ہی گزرے تھے۔ لیکن جاتے جاتے ایک بار وہ میرال کو اپنی خواہش کا بتا کے گئے کہ بہادر بنے اور ہو سکے تو آرمی یا پولیس جوائن کر لے۔ پاپا کے

انتقال پہ بھی میرال ایک بار پھر وہی ڈری سہمی رہتی تو وقاص اس کے ساتھ ہی رہتا، بڑا بھائی بن کے اس کا ساتھ دیا تب وہ خود بھی آرمی میں جانے کی تیاری میں تھا، ساتھ ساتھ میرال کو بھی کچھ سیلف ڈیفنس سکھا دیتا نوال زور و شور سے سیکھتی کی جو لڑکے اس کو سکول میں تنگ کرتے اس کا قیمہ بنائے گی۔

آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا میرال نے پولیس فورس جوائن کر لی۔اب وہ پہلے جیسی میرال بالکل نہیں تھی مکمل بدل چکی تھی ایک نڈر اور بہادر۔

جب مرحا اسلام آباد میں اس سے ملی تب مووی دیکھنے کا پلان بنا۔۔۔وقاص اچھے سے جانتا تھا کہ میرال نہیں دیکھتی ایسی چیزیں وہ ان سب سے پرہیز کرتی تھی جتنا ہو سکے لیکن بتاتی کچھ نہیں، اسی لیے وقاص نے اسرار کیا تھا کہ مووی بند کر دو رات ہو گئی۔

جب آدھی رات ہوئی اور لائیٹ چلی گئی وقاص فوراً میرال کے روم میں گیا اور دیکھا کے وہ نیچے بیٹھ کے رو رہی ہے کمرے میں فل اندھیرا تھا وقاص نے اس کو اپنے ساتھ لگایا اور موبائل کی لائیٹ جلا کے رکھ دی۔

اپنے ڈر پہ بہت حد تک قابو پا چکی تھی لیکن جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہو وہاں خوف اس کو لپیٹ میں لے لیتا تھا اور وقاص یہ اچھے سے جانتا تھا اسی لیے اس کا خیال بھی رکھتا تھا۔۔

جب تک لائیٹ نہیں آئی وہ اس کے پاس ہی رکا، پھر لائیٹ آنے پہ چلا گیا۔۔۔ صبح امی نے آنکھیں لال ہونے کا پوچھا تو صفائی سے جھوٹ بول گئی کہ کیس سٹیڈی کر رہی تھی

۔۔۔

مرحا سے اس نے سائیکیٹرسٹ کا بھی اپنے لیے پوچھا تھا تاکہ وہ اس ڈر کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دے۔

مری کی رات بھی یہی خوف تھا کہ کوئی ہے، ابھی بھی سانپ رینگ رہا ہو جیسے اس پہ لیکن اس رات زین پاس ہی تھا اور اس کو ڈر نہ لگنے دیا یہی بات پر سکون کر گئی تھی میرال کو کہ بابا اور وقاص کے بعد بھی کوئی ہے جو اس کو ڈر سے بچائے گا اس کی حفاظت کرے گا۔

ایمن کے گمنے پہ جب زین نے اس کو اندھیرے والی جگہ پہ جانے سے منع کیا تو اس کو غصہ آیا تھا کہ کیا وہ اس کو بیمار سمجھ رہا جو اکیلے نہیں جانے دے رہا کہ ڈر جاؤں گی۔ اسی لیے اب وہ کلینک میں موجود تھی اپنے سیشن کے لیے جس سے ہو سکتا تھا کہ وہ واپس سے ڈر کے زیر اثر ہو جائے لیکن میرال نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کو یہ سب کرنا ہے اب اپنے ڈر کو ختم کرنا ہے کسی بھی طرح۔۔۔

میرال ہوسپیٹل سے سیدھا گھر آئی تو دیکھا کہ سب موجود تھے، آسیہ امی کے ساتھ پھپھو بھی، اس کو خوشگوار حیرت ہوئی، سب کو خوشدلی سے سلام کیا اور اپنی چیزیں ٹیبل پہ ہی رکھ دیں۔

"کیسے ہیں سب، کیا ہو رہا سب اکٹھے اکھٹے کہیں جانے کا پلین تو نہیں۔" میرال نے نارملی پوچھا۔

"کہاں تھی میرال۔" امی نے پوچھا۔

"کیا مطلب کہاں تھی، آفس سے آئی ہوں۔" اس کو زرا سمجھ نہ ائی کہ امی کیوں پوچھ رہی ہیں۔

"آفس کے بعد کہاں تھی تم۔" اب کی بار سنجیدگی سے سوال کیا گیا۔

"امی کیا ہو گیا آفس سے سیدھا گھر آئی ہوں۔" میرال نے تحمل سے بتایا۔

"جھوٹ نہ بولو میرال کیوں چھپا رہی ہو کہ کہاں جاتی ہو تم، کیوں چھپانا چاہ رہی ہو ہم سب سے یہ۔" امی کے اب انسو بہہ نکلے تھے یہ سوچ کہ جس بیٹی کو وہ بہادر سمجھتے رہے کہ وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتی نہ گھبراتی وہ اپنے اندر ایک ڈر لے کے بیٹھی ہے، اب جب

پتا چلا کہ میرال ان کی بچی ان سے اپنے احساسات چھپا کے رکھتی ہے تو ان پہ قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔

"امی میری بات سنیں۔۔۔۔کیا کہہ رہی ہیں آپ" ابھی وہ کہہ رہی تھی جب انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے بولنے سے منع کر دیا۔

"مجھ کچھ نہیں سننا جاؤ یہاں سے۔" ٹوٹے لہجے میں کہتی وہ وہی صوفے پہ رخ موڑ کے بیٹھ گئیں اشارہ صاف تھا کہ جاؤ اب بات مرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

"آپی آخر کیوں۔۔۔" نوال نے بھی ایک شکوہ کناں نظر ڈالی اور وہی پہ بیٹھ گئی۔۔۔ اس کو بھی بہت رونا آرہا تھا کہ میری بہن نے کیوں نہیں اعتبار کیا ہم پہ کہ ہمیں بتایا بھی نہیں۔

کافی دیر وہاں پہ خاموشی رہی جب میرال نے بولنا چاہا لیکن کوئی اس کی سننے کو تیار نہ تھا

۔

"آپ سب ایسا کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ۔" اس نے دکھ سے سب کی طرف دیکھ کے کہا جو اس سے بات تک نہیں کرنا چاہ رہے تھے۔

"تم بتاؤ تم نے کیوں کیا ایسا، کہاں لگا تھا تمہیں کہ ہم تمہیں کبھی بیمار سمجھے گیں۔"
آسیہ امی نے کرب سے کہہ کے رخ موڑا میرال کو اب سمجھ آئی کہ ان کو ڈاکٹر والی بات پتا چل چکی ہے۔

"امی آپ تو سمجھیں۔۔۔۔میں۔۔۔۔میں نہیں چاہتی تھی کہ۔۔۔"میرال کی آواز میں نمی گھل گئی۔جب نوال نے ٹوکا"آپی ہم آپ سے بہت پیار کرتے ہیں آپ ہمارے لیے بہت قیمتی ہیں کبھی کچھ ہونے نہیں دے سکتے۔"نوال گلے لگے میرال سے سب کہہ رہی تھی جبکہ امل اور مرحا خاموشی سی کھڑی تھیں۔

"امی میں نہیں چاہتی تھی کہ میری وجہ سے کوئی آپ کو باتیں کرے کہ آپ کی بیٹی پاگل ہے،اس واقعے نے مجھے بہت بدل۔دیا تھا لیکن میں پھر بھی آپ سب کے سامنے آپ کے ساتھ ہوں بالکل ٹھیک، لیکن جب میں اکیلی ہوتی ہوں تب۔۔۔۔تب کیا ہوتا میرے ساتھ،،،،،

میں ختم کر دینا چاہتی تھی یہ ڈر یہ سب جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آتی تھی، جس کی وجہ سے میں اکثر راتوں کو اٹھ جاتی اور صبح پھر جھوٹ بولنا پڑتا مجھے، میں۔۔۔میں تھک گئی تھی۔ "

اپنے آپ کو کمزور نہیں کرنا چاہ رہی تھی لیکن پھر بھی ضبط ٹوٹ رہا تھا آنسوں بہہ نکلے تھے۔

اندر آتے ہوئے زین اور وقاص نے ساری باتیں سن لی تھیں اس کی، وقاص سے سب معلوم ہونے کے بعد اپنے آپ پہ رشک تھا کہ اس کی شریکِ حیات ایک مضبوط لڑکی ہے جو خود کو کبھی ہارنے نہیں دے گی، لیکن اگر وہ اپنے اس ڈر کو ختم کرنا چاہتی تھی تو زین اس کی پوری مدد کرنے کو تیار تھا لیکن سیشن کی غلطی نہیں کرنے دے سکتا تھا کیونکہ اس کا مطلب تھا دوبارہ سے وہی پیریڈ جس سے میرال گزری تھی۔ لیکن اس کے بعد ٹھیک بھی ہو جاتی لیکن یہ گارنٹی نہیں تھی۔

"آپ سب مجھ سے بات تو کریں۔" تھکے لہجے میں کہتی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

"تم مجھے تو بتا سکتی تھی، اتنے سال۔۔۔۔۔ میرال اتنے سال یہ بات چھپائی مجھ سے، اپنے ابو سے تو کبھی نہ چھپاتی یہ بات۔۔۔۔۔ تو کیا پرایا کر دیا تم نے ہمیں۔" آسیہ امی کا لہجہ شکایات سے بھرپور تھا۔

"ان کے پرایا کہنے والی بات پہ میرال نے تڑپ کے ان کی جانب دیکھا کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔

"امی۔۔۔امی ابھی تو آپ کے بیٹے کو نہیں پتا، کیا پتا وہ چھوڑ دے مجھے یہی کہہ کہ میں پاگل ہوں جو پولیس والی ہو کہ ڈرتی ہوں، مجھ جیسی بیمار کے ساتھ کون رہنا چاہے گا جسے اکیلے میں رات کو عجیب چہرے نظر آتے، بتائیں مجھے کوئی رہتا ہے ایسی لڑکی کے ساتھ، میں انہیں بتادوں گی وہ چھوڑنا چاہیں تو چھوڑ سکتے ہیں۔۔۔لیکن آپ تو خدارا مجھ سے منہ نہ موڑیں" میرال روتی چلی گئی۔

آسیہ امی کو اب پتا چلا کہ وہ کیا کہہ گئی ہیں جس پہ میرال سب بول اٹھی ہے تو کیا میرال خود کو اتنا بیمار سمجھنے لگ گئی تھی کہ کوئی اس کو اپنی زندگی میں شامل بھی نہیں کرنا چاہتا تھا یہ سب سوچتی تھی وہ۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ، امی آپ کو تو اس کا ساتھ دینا چاہیے کہ وہ خود کو مضبوط کر رہی ہے، خود ہی آپ سب کو مشکل سے دور رکھنا چاہ رہی ہے اور کوئی سائیکیٹرسٹ کے پاس جا کے بیمار نہیں کہلاتا، مجھے فخر ہے اپنی بیوی پر جو ہر حال میں ایک مضبوط لڑکی ہے، رہی چھوڑنے والی بات تو مجھے ان۔کے ماضی سے کوئی فرق نہیں پڑتا، مجھے صرف ان کے حال سے مطلب ہے اور ہمارے آنے والے مستقبل سے، یہ مجھے پہلے بھی اچھی لگتی تھی، اب بھی اچھی لگتی ہیں اور لگتی رہیں گی۔"

ایک ہی سانس میں کہتا میرال کو بازو سے پکڑ کے اٹھایا اور اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔

oooooooooooooooooooo

زین میرال کو لے کہ کمرے میں آیا اور اس کو پاس بٹھایا، لاکھ چاہنے کے باوجود میرال اپنے آپ جو روک نہ سکی تھی۔

"میرال بس کرو اور کتنا رونا ہے۔" زین نے ساتھ لگاتے کہا تو میرال پھر سسکی۔

"زین مجھ سے کوئی بات نہیں کر رہا، مجھے کوئی کیوں نہیں سمجھتا ہے۔۔۔میں۔۔۔میں کیسے بتاتی۔"

اس کے ساتھ لگی رونے کا شغل فار مار ہی تھی ساتھ اس کی شرٹ بھی گیلی کر رہی تھی ۔زین نے پہلی بار اس کو اتنا شدید رد عمل دکھاتے دیکھا تھا اب اس کا رونا اس کو تکلیف دے رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں کر رہا میں تو کر رہا ہوں ناں، میں ہمیشہ ساتھ ہوں تمہارے۔" زین نے پیار سے اس کے سر پہ بوسہ دیتے کہا، اور اس کا حجاب اتار دیا جو کافی خراب ہو گیا

تھا۔

"زماستر گوتہ وگورہ "

)اچھاادھر دیکھو میری آنکھوں میں(

"جی۔۔۔۔"میرال نے نا سمجھی سے زین کی طرف دیکھا تو وہ مسکرادیا۔۔

"کچھ نہیں تم بس رویانہ کرو۔۔۔یہ جڑاستاستر گی خایستہ خکاری۔ "

)رونے سے تمہاری آنکھیں اور پیاری لگتی ہیں (

میرال کا چہرہ اپنی طرف کرتے اس نے پیار سے آہستگی سے کہا تو وہ پھر الجھن سے اسے دیکھی جائے۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں مجھے سمجھ نہیں آرہا۔"میرال نے اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا۔

"اگر بتادیا تو اس حالت میں بھی تم چھوڑنے والی نہیں۔"وہ بس دل میں سوچ کے رہ گیا کہا کچھ نہیں بس مسکرارہا تھا۔

"میری بات سنو دھیان سے، تمہیں کوئی بھی بیمار نہیں سمجھتا اور نہ ہی پاگل، تم جیسی

ہو مجھے اچھی لگتی ہو اور مجھے اسی طرح قبول ہو آئیندہ چھوڑنے والی بات نہیں کرنی ایک ایک سانس جینا چاہتا ہوں تمہارے ساتھ میں،

زندگی کے ہر موڑ پہ تم مجھے اپنے ساتھ پاؤ گی میں اکیلا کبھی نہیں چھوڑوں گا تمہیں۔ تم نے یہ بات گھر والوں سے کیوں چھپائی میں جانتا ہوں لیکن سب کو سمجھنے میں ٹائم لگے گا تو تم خود کو پریشان نہ کرو۔"

میرال کو نظروں کے حصار میں رکھ کے سمجھا رہا تھا جس پہ اس نے معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا۔ جس پہ زین نے مسکرا کے اس نے ماتھے پہ لب رکھ دئے۔

"زہ تاسرہ مینہ لرم "

کہہ کے پھر سے ماتھے پہ لب رکھے اور پھر آنکھوں کو چوما جنہیں رو رو کے سجا لیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہیں کب سے، مجھے سمجھ نہیں آرہی۔" میرال نے الجھن سے پوچھا تو اب کی بار قہقہہ لگا اٹھا۔

"کچھ نہیں یار تم آؤ میرے ساتھ فریش ہو جاؤ۔"

کیا کہا آپ کے ساتھ۔" میرال نے گھورا۔

"میرا مطلب تھا کہ میں چھوڑ آتا ہوں آؤ۔" زین نے سنجیدگی سے کہا لیکن شرارت واضح تھی۔

"میں چلی جاؤں گی خود۔" میرال واشروم میں چلی گئی پیچھے وہ اس کے بستر پہ ہی نیم دراز ہو گیا۔

oooooooooooooooooooo

جس طرح زین نے سب کے سامنے میرال کی سائیڈ لی، میرال کے دل میں اس کے لیے احترام اور محبت زیادہ بڑھ گئی تھی وہ اپنے آپ کو خوشنصیب تصور کر رہی تھی کہ اتنا اچھا لائف پارٹنر ملا جو سب کے سامنے اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا تھا۔

رات کا وقت ہو گیا تھا اور اندھیرے کے ساتھ سردی بھی بڑھ گئی تھی، میرال فریش ہو کہ آئی تو زین شاید سو رہا تھا یا ایسے ہی لیٹا تھا وہ اندازہ نہیں لگا پائی۔

اس پہ ایک نظر ڈال کے نیچے گئی جہاں امی اور پھپھو بیٹھی تھیں۔

میرال ان نے پاس جا کے ان کے گھٹنوں کے قریب بیٹھ گئی۔

"امی میں جانتی ہوں کہ میں نے ٹھیک نہیں کیا لیکن آپ بھی تو دیکھیں کہ مجھے آپ

سب نے شروع سے ہی کہا تھا کہ بہادر بنو اور حوصلہ پیدا کرو، اب جب میں نے ایسا کیا تو آپ سب مجھ سے ناراض ہو رہے ہیں، ایسا تو نہ کریں ناں۔"

میرال نے روتے ہوئے اپنی ماں کے گھٹنوں پہ سر رکھ دیا۔ تو آسیہ امی نے پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ پھپھو نے بھی جھک کے سر پہ پیار کیا

"لیکن میری جان چھپایا کیوں تھا آپ بتا بھی تو سکتی تھی ناں، اپنی ماں کو تو بتاتی، کیوں خود سب برداشت کرتی رہی۔" انہوں نے پیار بھری خفگی سے کہا۔

"اچھا ناں معاف کر دیں اپنی میرو کو،۔۔۔۔" اس نے لاڈ سے کہا تو انہوں نے اس کے سر پہ بوسہ دیا۔

"اچھا جاؤ اب آرام کر لو اور زین کہاں ہے۔" میرال اٹھنے لگی تو امی نے پوچھا۔

"وہ کمرے میں ہی ہیں شاید سو گئے، میں دیکھتی ہوں آپ سب کے لیے چائے لاؤں ۔" کہہ کے جانے لگی جب امی نے روکا۔

"چائے رہنے دو بچے، زین بھی تھکا ہو گا سونے دو آپ بھی جا کے آرام کر لو۔ "

میرال جی اچھا کہہ کے چلی گئی۔

جب روم میں گئی تو زین صاحب حسب معمول شرٹ اتار کے باقاعدہ صحیح سے لیٹ چکے تھے۔میرال کو اس کی یہ عادت عجیب لگی تھی خیر اب کیا کر سکتی تھی۔

اپنا تکیہ پکڑ کے صوفے پہ جانے لگی جب زین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، گرفت نرم تھی۔

"جی۔"میرال نے پلٹ کے سوال کیا۔

"کدھر جا رہی ہو ادھر ہی رہو میرے پاس۔"زین نے اپنا چہرہ اٹھا کے کہا تو میرال گڑ بڑا گئی۔

"اچھا نہیں لگتا اس طرح رخصتی کے پہلے ساتھ رہنا۔"میرال نے آہستہ آواز میں کہا اور جانے لگی جب زین نے اس جو کھینچ کے اپنے پہلو میں گرایا۔

"کیا نہیں اچھا لگتا بیوی ہو میری،اب سو جاؤ صبح پھر وقاص کی شادی کی شاپنگ پہ بھی جانا۔"اپنے حصار میں لے کے میرال کو خود سو گیا۔

تو میرال اس کو کافی دیر دیکھتی رہی۔۔۔

"میرا کھڑوس ہیرو۔"اس کے گال ہلکے سے کھینچ کے وہ بھی سو گئی۔

oooooooooooooooooo

میرال کے جانے کے بعد شیری بھی ان خواتین کے پاس آ کے بیٹھ گیا جو آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

"جلدی ہی سونے چلی گئیں ہیں۔" شیری نے میرال کے بارے میں کہا کیونکہ ابھی رات کے آٹھ بجے تھے۔

"تمہاری بہن۔۔۔" ابھی اتنا کہا تھا کہ شیری چیخ پڑا۔

"خدا کو مانیں کیا کر رہی ہیں، بہن اف توبہ توبہ پسند تھیں وہ میری ان کو چپ میں کروانے لگا تھا لیکن وہ کدو آپ کا داماد آ گیا، آپ نے دیکھا کیسے آج کل شرم بیچ کھائی ہے سب نے، اس کے بھائی (وقاص) کے سامنے ہی کمرے میں لے گیا۔ اللہ معاف کرے آج کل کی نسل کو۔"

اپنا وہی خالص زنانہ سٹائل اپنا کے کہا تو امی اور پھپھو ہنس دی، کمرے سے باہر آتی نوال نے بھی اس کی باتیں سنی۔

"امی ویسے کتنی اچھی بات ہے نا آپ کو ایک "نئی دوست" مل گئی' شیری دی پھپھے کٹنی'۔۔۔۔۔ہاہاہا۔" اپنی بات پہ ہی قہقہہ لگا کے شیری کا دل جلایا۔

"ویسے امی آپ کو نہیں لگتا اگر نوال چائے بنا لیتی تو میرا ل کو کہنا ہی نا پڑتا بیچاری آگے ہی تھکی سی آئی تھی، اس سب کا دھیان رکھنا چاہئے ناں نوال کو۔ "

شیری نے بھی آرام سے ماچس سے تیلی نکال کے آگ لگا دی جو بھڑک بھی اٹھی۔

" صحیح کہہ رہا ہے شیری بچہ۔۔۔ تمہیں شرم آنی چاہیے نوال کے بڑی بہن کام سے آئی ہے تو اس کے کام کہنے سے پہلے ہی کوئی کام لو لیکن نہیں دنیا کی نکمی ترین اولاد ہی میری ہے۔"اٹھتے ہوئے امی بولیں، بس جی شیری کا کہنا تھا نوال کی کلاس لگ گئی۔

"امی یہ جو پھپھے کٹنی ہے ناں یہ جان بوجھ کے کرتی ہے سب "نوال صدمے سے چلائی۔

"استغفر اللہ لڑکی میرا جینڈر ہی بدل دیا کچھ خیال کرو ہونے والا شوہر ہوں، دیکھا آپ نے اس کو۔" پھر سے آسیہ امی کو لے آیا بیچ میں جو کیچن سے آرہی تھیں چائے رکھ کے

۔

"بس اس کو کیا کہوں اب پتا نہیں کس پہ چلی گئی کے، کام چور کہیں کی، شیری فکر نہ کرو سارے کام سیکھا کے بھیجوں گی۔ "

اماں جی نے شیری کو۔ حوصلہ دیتے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں امی اس کے کام چور ہونے پہ بس یہ میرے بچوں کا خیال رکھ لے صحیح سے، باقی اس کا خیال میں خود رکھ لوں گا۔"

اپنی نظروں کے حصار میں نوال کو رکھ کے مخاطب ہوا تو امی اور پھپھو نے مل کے انشاللہ کہا اور دعا دی۔

"ہائے امی سنا آپ نے۔۔۔۔اس کے بچے بھی ہیں اور آپ انشاللہ کہہ رہی ہیں، میں آپ کی اپنی بیٹی ہوں بھی کہ نہیں جو چار بچوں کے ابا سے شادی کرا رہے ہیں۔" نوال بھی لڑاکا عورتوں کی طرح بولی۔

"لڑکی ہوش میں ہو۔۔۔۔یہ کیا الزام لگا رہی ہو اپنے معصوم ہونے والے شوہر پہ، میں کب ہوں چار بچوں کا باپ لیکن انشاللہ ہوں گا، سمجھتی ہی نہیں۔ "

شیری تو تپ گیا مطلب براؤنی کو سمجھ کچھ نہیں آیا تھا۔اس کے آخری جملے پہ پھپھو کا بے ساختہ قہقہہ گونجا

"نوال سوچ سمجھ کے بات کیا کرو بیٹا وہ آپ کے اور اپنے بچوں کی بات کر رہا ہے۔ "

پھپھو نے شرارت سے کہا لیکن نوال صاحبہ کہاں غور کر رہی تھیں وہ تو اپنی بے عزتی برداشت کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی جو شیری کی وجہ سے ہوئی تھی۔

"آپ کو پتا کہ آج یونی میں کیا ہوا تھا، ایک کٹی کبوتری اس پہ گری پڑی تھی اور اس نے اٹھانے کی اسے زحمت بھی نہ کی، ایسے چپک کے بیٹھا تھا جیسے الفی لگی ہو دونوں کو۔" نوال نے ماتھے پہ بل ڈال کے ہاتھ نچا نچا کے کہا۔

"شیری یہ کیا سن رہی ہوں۔" پھپھو نے مصنوعی رعب سے کہا تو اثر کسی کو نہ ہوا۔

"اب دیکھیں امی جانز کہ جب کوئی آپ سے کوئی مدد مانگے تو منع تو نہیں نہ کرتے، اسی لیے میں بس اسے سوال سمجھا رہا تھا۔"

"جھولی میں بٹھا کے۔" نوال نے فوراً سے پہلے اس کا جملہ مکمل کیا۔

"استغفر اللہ، جھولی میں کہاں بیٹھ رہی تھی وہ، بس کندھے سے ہی لگی تھی۔" شیری نے اس طرح بات کی جیسے مزا نہیں آیا۔

"دیکھ لیا آپ سب نے۔" میرال نے امی اور پھپھو کو دیکھ کے کہا جو ان کی نوک جھوک سے لطف اٹھا رہے تھے۔

"یہ آپ کے سامنے ایسی باتیں کر رہا ہے کہ جھولی میں بٹھانا تھا اس کو، یونی میں تو اس نے کسی کو بھی نہیں بتایا کہ یہ میرا ہے۔۔۔۔۔"رونے کی ایکٹنگ کرتے نوال نے کہا پھر اپنا جملہ غور کرنے پہ صحیح بھی کر لیا۔

"میرا مطلب کہ میرا منگیتر ہے، وہاں کوئی لڑکی بات کرے اس سے تو مزے سے ان کی بات سنتا، مجھے ہی سب کو بتانا پڑتا کہ میں اس کی کیا لگتی ہوں ورنہ یہ جناب تو فری کی تتلیاں دیکھتے رہتے ہیں وہاں۔"

نوال اب اپنا دکھ لے کہ بیٹھ گئی صوفے پہ، شیری تو اس کے جیلیس روپ سے ہی متاثر ہو گیا۔

"آپ سب کے سامنے ایسا ہے تو پتا نہیں بعد میں کیسا ہو گا، مجھے نہیں کرنی شادی اس سے۔"نوال نے منہ پھلا کے کہا تو شیری فوراً ہوش میں آیا۔

"ہاہائے، بیگم یہ مرحاجی والی لائین کیوں بولی ہے۔"شیری تڑپ کے آگے بڑھا۔

"امی جانز، آپ نے دیکھ لیا ناں کہ کیا اثر پڑ رہا ہے میری بیگم پہ تو جلدی سے ہمارا نکاح کروا کے رخصت کریں، میں اور کوئی تاخیر نہیں چاہتا۔"شیری نے بھرپور سنجیدگی کا

مظاہرہ کیا جو مشکل تھا۔

"ہیں۔۔۔۔۔میں نہیں ابھی کرنی یہ تو ہے ہی بڑھا میری عمر ہی کیا ابھی اس کو جلدی ہے مجھے نہیں، دیکھئیے آپ (شیری کو مخاطب کیا) اگر شادی کی اتنی جلدی ہے تو کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"نوال نے معصوم سی شکل بنا کے شیری کو کہا اس سے پہلے کے وہ خوش ہوتا نوال نے خوشی کا کچومر نکال دیا۔

"جب میں پڑھ لوں گی، میری پڑھائی مکمل ہو جائے گی تب آپ مجھ سے شادی کر لینا، ابھی کے لیے کوئی گدھا ہی ڈھونڈھنا پڑنا آپ کو اپنے لیے۔"فل سنجیدگی سے کہتی، ان کے سمجھنے سے پہلے منہ چڑا کے بھاگ گئی۔

پیچھے دونوں خواتین قہقہہ لگا بیٹھی جبکہ شیری اس کی شرارت پہ کھل کے مسکرا دیا۔

"کر لو گے برداشت میری آفت کو۔"آسیہ امی نے پیار سے پوچھا۔

"ارے آپ کی کہاں اب تو میری آفت ہے زندگی بھر کے لئے۔"

دل کشی سے کہتا آنکھ دبا گیا کہ دونوں خواتین ہنس دیں۔

"بس اب میرے حوالے کر بھی دیں اسے، بچوں کی پڑھائی لیٹ ہو رہی ہے۔"شیری

نے منت کرنے والے لہجے میں کہا۔

"کس کے بچوں کی۔" دونوں نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"ارے میری براؤنی اور میرے بچوں کی، کمال کرتی ہیں لیڈیز اتنی سی بات سمجھ نہیں آتی۔" ان دونوں پہ افسوس کرتا لان میں چلا گیا جہاں پہ امل اور دانی واک کر رہے تھے

۔

"بے شرم کہیں کا، لڑکی کی ماں سے ہی ایسی باتیں کر رہا۔" شیری کو پیار بھری نظروں سے دیکھتی زرا مصنوعی خفگی سے بولیں جس پہ وہ بھی کہنا نہیں بھولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ کی لڑکی ایسی باتیں اپنے ساتھ بھی نہیں کرنے دیتی۔" ساتھ ہی قہقہہ لگا کے غائب کو گیا پتا تھا پیچھے سے پڑنی ہے ایک۔

امل اور دانی دونوں رات کے اس پہر تنہائی میں چہل قدمی کر رہے تھے، دسمبر کا مہینہ اور سردی میں اضافہ۔

امل نے اپنے اوپر ایک شال اوڑھ رکھی تھی دانی نے بھی ایک جیکٹ پہنی تھی۔

"میں نہیں جانتا کہ امی نے آپ سے اس بات کا زکر کیا کہ نہیں، ویسے میں نے ہی منع

کیا تھا کہ نا بتائیں کیونکہ میں خود آپ سے اس بارے میں بات کرنا چاہتا تھا۔" خاموشی کو دانی نے توڑا۔

"کس بارے میں بات کر رہے ہیں۔" امل مکمل دانی کی طرف مڑ کے کہنے لگی۔

"میں جانتا ہوں آپ کے لیے آسان نہیں ہو گا سب مشکل ہو گا قبول کرنا، اچانک ایک رشتہ کا بن جانا، آپ زہنی طور پہ تیار بھی نہیں ہو نگی لیکن ہو گا وہی جو آپ کی مرضی ہو گی۔" دانی نے امل کو دیکھ کے سنجیدگی اور نرمی سے بات کا آغاز کیا۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کھل کے بات کریں۔" امل الجھن لیے بولی۔

"دراصل۔۔۔" اس سے پہلے اپنا جملہ مکمل کرتا جن آگیا وہاں پہ اور اس کی بات کو وہی سے جوڑا۔

"موصوف شادی کرنا چاہ رہے ہیں آپ سے وقاص کی شادی کے ساتھ ہی، اور سب مان بھی گئے بس آپ ہیں جن کی مرضی پہ سب ہو گا۔" شرارتی انداز میں کہتا دانی کو چڑانے والی مسکراہٹ پاس کی اور امل کے پاس جا کے کھڑا ہو گیا۔

"کیا مطلب کس کی شادی۔ "

"کیا مطلب کا کیا مطلب۔۔۔۔شادی ہے آپ کی بھی اسی جمعہ کو تیاری پکڑ لیں آپ بھی۔"

شیری نے ازلی لاپرواہی سے کہہ کے دانی کو مشکل میں چھوڑا اور خود بھاگنے کے پر تولنے لگا۔

"اچھا چلیں آپ بات کریں میں زرا کام یاد آ گیا ارجنٹ ہے،اللہ حافظ،اور ہاں دانی بیسٹ آف لک۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنکھ دبا کے کہتا وہاں سے بھاگ گیا پیچھے دانی کڑھ کے رہ گیا کہ یہ کیا بکواس کر گیا،وہ تو اپنے طریقے سے امل کو بتانا چاہتا تھا اور اس کی مرضی پوچھنا چاہتا تھا لیکن سارے کیے کرائے پہ پانی پھیر گیا کمینہ۔

"یہ کیا کہہ رہا تھا کیا واقعی ایسا کچھ ہے "امل نے سنجیدگی سے پوچھا،اب وہ بکواس کر ہی گیا تھا تو جواب بھی دینا تھا اس کو۔

"جی میں یہی بات کرنا چاہتا تھا کہ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہیں تو،ورنہ۔۔۔۔۔۔

اٹس اوکے کوئی بات نہیں میں سمجھ سکتا ہوں، ٹیک یور ٹائم۔" اپنے لہجے کو حتی الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کی کہ امل برا نہ منا جائے اس کی کسی بات پہ لیکن۔

"امی کیا چاہتی ہیں۔" امل نے سنجیدگی سے پوچھا تو دانی نے ایک بار اس کے چہرے جو غور سے دیکھا کہ کہیں کوئی تکلیف کے اثار نظر آجائیں لیکن نہیں وہ صرف سنجیدہ تھی۔

"وہ راضی ہیں اس بات سے، لیکن فیصلہ آپ کا ہی ہو گا۔ "

"مجھے کوئی اعتراض نہیں، لیکن مجھے واقعی تھوڑا وقت چاہیے تھا رشتے کے لیے، میں یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ پہ بھروسہ نہیں، بس یقین کرنا چاہتی ہوں کہ واقعی زندگی حسین ہونے لگ گئی ہے۔" بات کرتے کرتے پتا ہی نہیں چلا کہ کب آنسوں گال پہ پھسلنا شروع ہو گئے۔

"میرا آپ سے وعدہ ہے کہ آپ کو کبھی اس حسین زندگی سے شکوہ نہیں ہو گا، اس کو مزید حسین بنائیں گے ہم مل کے۔" پیار سے اس کے آنسوں صاف کیے اور اس کو لے کے اندر کی جانب بڑھا جہاں امی اور پھپھو ابھی تک بیٹھی باتیں کر رہی تھیں، ان کو خوشخبری سنائی اپنی شادی کی کہ امل کو کوئی اعتراض نہیں، امی اور پھپھو نے پیار سے

اس کو ساتھ لگایا اور ڈھیر ساری دعائیں دی کہ امل شرما گئی اور ان سے اجازت لے کے کمرے میں چل دی۔

oooooooooooooooooooooo

صبح ہوئی تو میرال نے سب سے پہلے زین کو کمرے سے نکالا جو بے شرمی کے ریکارڈ قائم کر رہا تھا اس کے کمرے میں بغیر شرٹ کے گھوم کے۔۔۔

پھر کچھ ضروری کام دیکھ کے چیف کو ڈیٹیل سینڈ کی اور شاپنگ پہ جانے کی تیاریاں کرنے لگے، زین نے ابھی کے لیے اس کو سیشن لینے سے منع کر دیا تھا جس پہ میرال بھڑکی ضرور لیکن زین نے خاموش کرا دیا۔

اس وقت دن کے دو بجے تھے اور سب مال میں موجود تھے، لڑکیاں برائیڈل شاپ پہ امل اور مرحا کے لیے ڈریس دیکھ رہی تھی جبکہ لڑکے اپنے ڈریس دیکھنے میں بزی تھے لیکن نظریں ان پہ ہی تھی۔

"یہ دیکھو امل یہ کیسا ہے۔" مرحا نے ایک گولڈن کلر کا لہنگا جس پہ ریڈ اور گولڈن ہی کام تھا امل کو دکھایا۔

"ہاں پیارا ہے بہت۔" امل کو بھی پسند آیا بہت۔ پھر دونوں نے ایک ہی دن اکھٹے دلہن بننا تھا تو ایک جیسے ہی لیے۔

ان کے ڈریس سیلیکٹ ہوئے تو میرال نے اپنے لیے ایک لائیٹ پنک کلر کا ڈریس پسند کیا جبکہ نوال نے پستہ کلر میں۔

اب وہ سب جیولری شاپ پہ گئیں تو لڑکے بھی آ گئے۔ وہاں سے جیولری لے کے، کچھ اور ضروری چیزیں لے کر سب تھکے ہارے گھر پہنچے۔

پہنچتے پہنچتے ان کو شام ہو گئی تھی، سب سے زیادہ ان سب میں شیری تھکا تھا جس کو نوال نے پورا مال گھمایا تھا کہ یہاں سے بھی لینا کچھ وہاں سے بھی۔ اور وہ بیچارہ اپنی براؤنی کے حکم کی تعمیل کرتا رہا

oooooooooooooooooooooo

آج بارات تھی مہندی کے فنکشن رکھنے سے وقاص نے خود منع کر دیا تھا کہ آگے ہی بارات اور ولیمہ گرینڈ کرنا ہے تو مہندی وغیرہ نہیں کرنی، ویسے سب اکھٹے ضرور ہوتے اور خوب ہلہ گلہ کرتے رات دیر تک جاگتے، نوال اور شیری کے پیپرز بھی ایک

ہفتے بعد شروع ہو جانے تھے۔

امل اور مرحا کو تیار کر کے حال پہنچا دیا گیا تھا شیری کے ساتھ ساتھ میرال بھی تھی ان کے ساتھ، بقول نوال کہ وہ وقاص کی بارات لے کے آ رہی ہے وہ۔

سب کی چہروں پہ خوشی جھلک رہی تھی، وقاص اور دانی نے ایک جیسے کپڑے پہنے تھے اپنے آرمی سے ریلیٹڈ، بلیک کلر کے جن پہ ان کے نام مینشن تھے۔

شیری اور زین نے بھی تھری پیس سوٹ پہن رکھے تھے ہر کوئی ایک سے بڑھ کے ایک لگ رہا تھا۔ دانی اور وقاص کی بارات وقاص کے گھر سے ہی نکلنی تھی، زین کی ماما اور کمال صاحب دونوں دولہے والوں کے ساتھ تھے جبکہ ایمن اور نور مرحا اور امل کی طرف سے۔ شیری اور زین کا کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا، وہ کبھی ادھر تو کبھی اُدھر۔

جب بارات آئی تو ہر طرف شور اٹھ گیا، سب سے پہلے تو دانیال کا نکاح ہونا تھا۔ دونوں سٹیج پہ پہنچے تو قاضی صاحب آئے اور نکاح پڑھایا پھر وہ زین کے ساتھ ہی برائیڈل روم میں گئے، مرحا کی تو ویسی ہی جان نکل رہی تھی امل کے نکاح پہ تو روپڑی کہ بس معاز اللہ۔۔۔

امل بھی اپنی اداسی بھول کے مرحا کو چپ کروانے میں لگ گئی،اس وقت مرحا کو اپنے بھائی کی بھی یاد آرہی تھی،سعد بھائی ضروری کام کی وجہ سے نہیں آسکتے تھے۔

نکاح کے ہو جانے کے بعد اب دونوں دلہنوں کو باری باری سٹیج پہ لانا تھا،آگے مرحا چل رہی تھی جس کا ایک طرف سے لہنگا ایمن نے جبکہ دوسری طرف سے نوال نے پکڑا تھا،خوبصورتی سے میک اپ کئے اور نفاست سے ڈوپٹہ سیٹ کئے دونوں بلا کی خوبصورت لگ رہی تھیں۔

اس کے پیچھے امل تھی جس کا لہنگا ایک طرف سے نور اور ایک طرف سے میرال نے پکڑا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سٹیج کے قریب پہنچ کے دونوں دولہے کھڑے ہو گئے اور باری باری ان کو ہاتھ دے کے اپنے ساتھ بٹھایا۔مرحا کچھ فاصلے پہ بیٹھی تو وقاص نے اگلے ہی لمحے وہ فاصلہ کم کر کے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ریلیکس،،،ٹیک اٹ ایزی۔"نرمی سے اس کے پسینے سے نم ٹھنڈے ہاتھوں کو سہلایا ،لیکن وہ میڈم ریلیکس ہونے کے بجائے اور پزل ہو رہی تھی۔

"ویسے بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔

My innocent girl."

وقاص نے وہی ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا تو مرحا نے کھینچنا چاہا جس پہ اس نے اپنی گرفت سخت کر دی۔سب کے سامنے اس حرکت پہ مرحا شرم سے دوہری ہو گئی،جب ہاتھ نہ چھڑا پائی تو اپنا پسندیدہ جملہ کہہ بیٹھی جس پہ بعد میں پچھتائی۔

"آپ بہت برے ہیں،مجھے نہیں کرنی شادی۔"روہانسی آواز میں کمزور سی دھمکی جسے "شیری دی پھپھے کٹنی" نے جوان کے پیچھے ہی کھڑا تھا سن لیا۔

"کیا۔۔۔۔یہ میں کیا سن رہا ہوں۔"شیری صدمے سے چلایا تو سب اس کی جانب متوجہ ہوئے،مرحا نے بھی پریشانی سے اس کی طرف دیکھا کہ اب کیا ہو گیا۔

"کیا ہوا ہے شیری،کیوں اس طرح چلائے۔"زین نے پاس آتے پوچھا۔

"میں کیا بتاؤں تجھے زین میرے ان کانوں نے کیا سنا۔"شیری نے افسوس کرتے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"کیا سن لیا تم نے"اب کی بار زین کی ماما نے پوچھا،سب منتظر تھے اس کے جواب کے

کہ کیا ہوا ہے۔

"ارے دلہن نے انکار کر دیا شادی سے۔ "

شیری نے گویا دھماکا کیا، مرحا کو بھی حیرت ہوئی کہ کس نے انکار کیا امل بھی ساتھ ہی بیٹھی تھی دانی کے، لیکن اس بیچاری کو کیا پتا تھا کہ خود ہی پھسنے والی ہے۔

"یہ کس کی بات کر رہا ہے۔" مرحا نے جھک کے وقاص سے پوچھا تو وہ قہقہہ لگا اٹھا،

"ابھی بتا دیتا ہے۔۔۔ جلدی کیا۔۔۔۔۔" وقاص نے جان بوجھ کے نہ بتایا کہ اس کا ری ایکشن دیکھنا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب آپ مجھ سے پھر سے باتیں چھپا رہے ہیں، مجھے نہیں کرنی شادی" پھر سے نروٹھے پن سے کہا گیا تو شیری بول اٹھا جس پہ مرحا کو صدمہ لگ گیا۔

"یہ دیکھا آپ سب نے، اپنے دلہے کو منع کر رہی ہے کہ مجھے نہیں یہ شادی کرنی۔" شیری نے گھور کے کہا تو مرحا گڑبڑا گئی۔

"میں۔۔۔۔ میں نے کب کیا انکار۔" معصومیت سے اپنی بات سے انکار کیا گیا مطلب بات کہہ کے بھول بھی گئی

"اچھا تو ابھی ابھی اپنے شوہر نامدار کو عرف زن مرید کو دھمکیاں نہیں دی آپ نے کہ شادی نہیں کرنی آپ نے اس سے۔۔۔"شیری اب بے یقینی سے بولا۔

"وہ۔۔۔۔وہ تو۔۔۔۔۔۔۔میں نے تو نہیں کہا ایسا،،،ان سے پوچھ لیں۔"صاف مکر کے وقاص کی طرف اشارہ کیا جس پہ وقاص کے ساتھ شیری نے بھی قہقہہ لگایا

"ہاں بھئی نہیں کہا،وہ پیار بھری دھمکی تھی بس۔"وقاص نے اپنے ساتھ لگاتے کہا جس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ ابھی رونے لگ جاتی۔

"آپ بھی بتادیں کہ آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا،یہ(مرحا)تو اب اپنے شوہر کو دھمکیاں ہی دیتی رہیں گی۔"شیری نے اب کی بات امل سے پوچھا جو اس کے بلانے پہ ہی گھبرا گئی تھی۔

"نہ نہیں۔۔۔۔میں نے تو کچھ نہیں کہا۔"بغیر دیکھے ہلکی آواز میں منمنائی کہ صرف ساتھ بیٹھے دانی نے ہی سنی۔

"تو اپنا کام کر،خوامخواہ ہماری بیگمات کو کنفیوز کر رہا۔"دانی نے گھور کے شیری جو بولا جس پہ وہ بھرپور طریقے سے مسکرایا۔

"ان سے خود ایک بار پوچھ لو، یہ نہ ہو کہ وہ اس بات پہ کنفیوز ہوں کہ تم کمینوں کے ساتھ جانا بھی ہے کہ نہیں۔" شرارتی انداز میں کہتا وہاں سے کھسک گیا۔ پیچھے وہ دانت پیس کے رہ گئے۔

oooooooooooooooooooo

"آپی آپ کو کوئی بلا رہا وہاں پہ۔" ایک چھوٹی سی بچی میرال کے پاس آئی اور اس کو برائیڈل روم کی جانب اشارہ کیا اور اتنا ہی کہہ کے بھاگ گئی۔

"ارے بلا کون رہا ہے، بتا کے تو جاتی۔" میرال خود ہی سے بڑبڑا کے اس طرف چل دی جہاں بچی نے اشارہ کیا تھا وہاں پہنچی ہی تھی کہ کسی نے اس کو بازو سے پکڑ کے اندر روم کی جانب کھینچا تھا۔

جس پہ میرال کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس سے پہلے زور سے چیختی اندر کھینچنے والے نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا اور اس کے ہاتھ بھی اپنے قابو میں کر لیے ورنہ کیا بھروسہ مارنا شروع کر دیتی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو، بالکل پٹاخہ۔" زین نے اس کے کان میں شرارت سے کہا تو

میرال نے گھورا۔اور ہاتھ کہ طرف اشارہ کیا کہ ہٹاؤ ہاتھ میرے منہ سے، جس سے زین نے ہاتھ ہٹادیا لیکن اس کے ہاتھ ابھی بھی پکڑے تھے اور دیوار کے ساتھ لگایا تھا اسے۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے،ایسے کون بلاتا ہے کسی کو۔"میرال نے اپنے ہاتھ چھڑاتے کہا جو زین نے چھوڑ بھی دیئے۔

"میں بلاتا ہوں یار۔۔۔۔کب سے دیکھ رہا تھا تمہیں، لیکن تم تھی کہ مل ہی نہیں رہی تھی،پتا نہیں کس کس کے ساتھ باتیں کرنے میں بزی تھی۔"زین نے کہتے ہی اپنا ہاتھ اس کے حجاب کی طرف کیا کہ پن کھول سکے جس پہ میرال نے فوراً اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔

"باز آجائیں،روم نہیں آپ کا۔"غصے سے نتھے پھلا کے کہا، کہ جب دیکھو یہی دورہ پڑتا رہتا حجاب کھولنے کا۔

"میری جان ابھی روم میں ہم اکیلے ہی ہیں،اگر کہتی ہو تو لے جاؤں آج تمہیں بھی اپنے روم میں، قیامت تو پہلے ہی لگ رہی ہو۔"زین نے اس کو آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں گاڑھ کے کہا۔

"اچھا خاصا شریف سمجھتی تھی لیکن آپ نے تو سستے عاشقوں کو بھی پیچھے چھوڑا ہے باتوں میں۔" میرال نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے پیچھے کرنا چاہا جب وہ اس کے یہی ہاتھ تھام گیا۔

"سستہ عاشق تو بالکل نہیں ہوں، باتیں ہی نہیں کرتا میں عمل بھی کرتا ہوں، کہو تو کر کے دکھاؤں۔" زین نے جھک کے اس کی گال پہ بوسہ دیا کہ میرال کی دھڑکنیں تیز ہو گئی۔اب پھر سے اس کی حجاب کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ میرال نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا کر رہے ہیں، خراب ہو جائے گا، مشکل سے سیٹ کیا میں نے۔" میرال نے خفگی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہم ادھر ہی رہیں گے جب تک تم ٹھیک نہ کر لو۔" مطلب یہ تھا کہ کھولے گا ضرور۔

"ہٹیں باہر ڈھونڈ رہیں ہونگے سب۔" پھر سے پیچھے کرنا چاہا لیکن بے سود۔

"بھاگ کہاں رہی ہو یار کھا تھوڑی جاؤں گا میں ایسے۔" کہہ کے ہلکا اس کی گال کو کاٹا کہ گال سرخ پڑ گئی۔

"اب اچھے بچوں کی طرح چپ رہو مجھے میرا کام کرنے دو۔" اب اس نے حجاب کھول ہی دیا جس پہ میرال نے بے بسی سے زین کو دیکھا۔

زین نے پاکٹ سے ایک چھوٹی سی سرخ ڈبیا نکالی اور اس میں سے ایک باریک چین، جس پہ "Z" لکھا تھا اور نکال کے میرال کو پہنائی، جس پہ میرال نے مسکرا کے چین پہ ہاتھ پھیرا، پہلی والی ابھی بھی پہنی تھی۔

"ایک اور۔" جس پہ زین نے مسکرا کے سر ہلایا،

"اچھی لگی تھی تمہارے لیے تو لے لی۔" اس کے ماتھے پہ پیار کر کے پیچھے ہٹا۔

"شکریہ، یہ بھی بہت پیاری ہے۔" دل سے تعریف کی۔

"اب پہن لو حجاب۔" کہہ کے پاس پڑے صوفے پہ بیٹھ گیا۔ تو میرال مصنوعی خفگی سے مڑی اور شیشے کے آگے کھڑے ہو کے حجاب صحیح کرنے لگی۔ زین نے وہی بیٹھے بیٹھے اس کی تین چار تصویریں بنالی۔

ابھی حجاب پہن کے مڑی ہی تھی کہ طوفان نے اینٹری ماری۔

"اللہ آپ یہاں پہ ہیں، مجھے شک ہوا تھا کہ زین بھائی بھی نظر نہیں آرہے اور آپ بھی

تو کہیں گھسے ہونگے دونوں، حد ہے باہر سب ڈھونڈ رہے ہیں کچھ تو خیال کر لیا کریں، چلیں بھی، اب ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے پتا نہیں میں نے غلط وقت پہ اینٹری ماری۔" نوال کی زبان شروع ہوئی تو رکنا بھول گئی۔

"اب اینٹری ماردی ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں، شیری کو کیوں نہیں ملی تم اس کو کہہ کے بھی آیا تھا۔" زین بدمزہ ہوا اور برا منہ بنا کے نوال کو کہا تو میرال کو ہنسی آگئی۔

"لے۔۔۔ ملا تھا ناں باہر اور اسی نے اندر بھیجا مجھے کہ میرال اور آپ اندر ہیں۔" نوال نے گویا افسوس کیا ہو ان کی بات پہ۔

"یہ مجھ سے نہیں بچنے والا اب۔" زین نے دل میں سوچا، یہاں آنے سے پہلے اسی کمینے کو کہہ کے آیا تھا کہ کوئی پوچھے تو اپنے سے بات بنا لے لیکن یہاں تو زین اپنے پاؤں میں کلہاڑی مار کے آیا تھا شیری کو بتا کے۔

"ویسے میرو۔۔۔۔" میرال جب باہر نکلنے لگی تو نوال نے شرارت سے پکارا زین دو قدم پیچھے ہی تھا۔

"ہاں۔۔۔" میرال نے ٹھہر کے پوچھا۔

"بڑے رومانٹک ہیں بھائی،،،ہیں جب دیکھو ان کے ساتھ ہی پائی جاتی ہو۔۔۔۔ہاہاہا ۔"نوال نے شرارت سے سرگوشی کی جو زین کو بھی سنائی دی جس پہ وہ تو مسکرا اٹھا لیکن میرال زین کو گھورنا نہ بھولی تھی جس کی وجہ سے ہمیشہ پھنس جاتی تھی۔

"نوال شیری کی صحبت کا کافی گہرا اثر پڑ رہا ہے تم پہ،،،،،ہے نا۔"جواب زین کی طرف سے آیا جس پہ نوال اثر لیے بغیر کھلکھلا کے ہنس دی۔

"اچھی بات ہے ناں،انڈر سٹینڈنگ اچھی ہو گی۔"شرارت سے کہتی بھاگ گئی پیچھے دونوں مسکرا دیئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooooooo

فنکشن بہت اچھا جا رہا تھا نور اور ایمن کی معصوم باتوں سے سب کھلکھلا رہے تھے، خزیفہ جس کو پتا چلا تھا کہ اب مرحا ہمیشہ کے لیے وقاص کی ہو گئی تھی بس رونے کو تھا ۔

امل کو آج بہت رونا آ رہا تھا،ضبط بس ٹوٹنے کو تھا،اتنی جلدی سب ہو جائے گا ایسا تو نہ سوچا تھا،اپنی فیملی سے دور جانا ہر ایک لڑکی کے لیے مشکل گھڑی ہوتی ہے،ایک لڑکی

سب کچھ چھوڑ کے اپنا آپ کسی کو سونپ دیتی ہے، بالکل ایک نئی جگہ نئے لوگ ان کے ساتھ گھلنے ملنے میں مشکل ہوتی ہے لیکن ناممکنات میں سے نہیں یہ، اور امل اس کا تو اب کوئی تھا ہی نہیں اس کا اپنا اس کا سگا، اب وہ اپنا سب کچھ میرال کو فیملی کو مانتی تھی جنہوں نے اس کو مان دیا، خلوص اور محبت دی، پہلی شادی کے وقت اتنا اداس نہیں تھی۔ کیونکہ تب تو بیچاری کو پتا ہی نہیں تھا کہ آگے زندگی کونسا چہرہ، روپ دکھانے والی تب تو خوش تھی یہ سوچ کے کہ ایک شہزادہ آرہا اس کی زندگی میں لیکن وہ تو درندہ نکلا، آج زیادہ اداس تھی اور یہ اداسی اپنوں سے دور جانے کی وجہ سے تھی جنہوں نے سگوں سے بڑھ کے چاہا کیونکہ آج وہ صحیح معنوں میں اپنوں کو چھوڑ کے جانے والی تھی اپنے ہمسفر کے ساتھ، جس نے اس سے خوشیوں کے وعدے کیے تھے اور امل کو اپنے رب پہ پورا یقین تھا کہ اس کا سفر اپنے شریک حیات کے ساتھ حسین گزرنے والا۔

"امل، کیا ہوا سب ٹھیک ہے۔" دانی نے امل کو ہاتھ پکڑا جو ٹھنڈا ہو چکا تھا تو پریشانی سے پوچھا۔

"جی۔۔۔۔۔جی ٹھیک ہے بس وہ تھوڑا اداس ہوں۔" امل نے بغیر اس کی طرف دیکھے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔ تو دانی سمجھ اس کے تھوڑا اور قریب ہوا۔

"اچھا ریلیکس رہیں، اداس بھی نہ ہوں ہم یہی پاس ہی تو ہیں آپ جب کہیں گی میں آپ کو لے آؤں گا سب کے پاس، اداس تو نہ ہوں۔۔۔"دانی نے امل کے ٹھنڈے ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا تو امل بامشکل ہی سر ہلا پائی۔

پیار سے اس کو اپنے ساتھ لگایا اور اس کے سر پہ بوسہ دیا، بغیر کسی کی موجودگی کی پرواہ کیے تو امل تھوڑی سی حجل ہو گئی۔

"یہ سب دوست کتنے کو "وہ" ہیں۔۔۔"میرال جو مرحا کے پاس بیٹھی تھی دانی اور امل کو دیکھتے کہا، خوش وہ بہت تھی کہ اس کی دوست جو اچھا اور پیار کرنے والا شریکِ حیات ملا۔

"بالکل۔۔۔۔"بے اختیار مرحا کے منہ سے نکلا تو میرال نے پکڑ لیا۔

"کیا مطلب بالکل۔۔۔۔کیا "وہ" ہیں زرا بتانا۔"میرال نے شرارت سے پوچھا تو مرحا بلش کر گئی۔

"مجھے نہیں پتا میں تو بس ایسے ہی کہہ دیا۔ "

مرحا گڑبڑا گئی اس کی بات پہ جس پہ میرال نے قہقہہ لگایا۔

"اچھاااتو وقاص بھی۔۔۔۔!!"میرال نے جان بوجھ کے جملہ ادھورا چھوڑا تو مرحا روہانسی ہوئی اور اپنے پاس بیٹھے وقاص کو متوجہ کیا،وہ جو پہلے ہی ان کی باتیں سن چکا تھا اب مکمل طور پہ ان کی جانب مڑا۔

"جی کیا ہوا۔"وقاص نے انجان بنتے پوچھا

"یہ۔۔۔یہ مجھے تنگ کر رہی ہے۔۔۔"معصومیت سے کہا گیا تو وقاص اور میرال کو بہت پیار آیا اس پہ۔جس پہ میرال نے تو فوراً اس کا گال۔چوم لیا۔

"اچھا کیا کہہ رہی ہے۔"اس کے سوال پہ ایک بار پھر سے مرحا بلش کر گئی۔

"وہ وہ۔۔۔آپ اسی سے پوچھیں۔"نظریں جھکا کے میرال کی طرف اشارہ کیا۔

"ایک تو یار معصوم کتنی ہیں،پتا نہیں ڈاکٹر کیسے بن گئیں۔"وقاص نے آہستہ سے شرارت سے کہا تو مرحا نے وقاص کو خفگی سے دیکھا۔

"آپ میرا مزاق اڑا رہے ہیں؟ "

"ارے نہیں بیگم،آپ یہ بتائیں کیا کہہ رہی تھی میرال۔"وقاص نے اب میرال کو دیکھا جو شرارت سے مسکرا رہی تھی۔

"اسی سے پوچھیں۔" ناراضگی کا اظہار کیا گیا، وقاص ایک سرد سی آہ بھر کے میرال کی طرف مڑا۔

"بتاؤ میرال کیا کہا میری بیگم کو۔" مصنوعی رعب سے کہا تو میرال نے ابرو اچکائے۔

"یہ تمہاری میسنی بیگم، مجھے کہہ رہی تھی کہ تم بہت" وہ "ہو۔ میں تو بس پوچھ رہی تھی کہ وہ سے کیا مطلب ہے اسکا تو یہ شرما گئی اور تمہیں شکایت لگا دی، اب خود ہی دیکھ لو کتنا دماغ خراب ہے اسکا۔ "

میرال نے افسوس سے وقاص کو اس کی بیگم کی حرکت بتائی جس پہ وقاص نے مرحا کو ایسے دیکھا کہ وہ نظریں چرا گئی۔

"میں جتنا بھی" وہ "ہوں تم اپنے زین کو دیکھو مجھ سے بھی زیادہ پہنچی ہوئی شہ ہے وہ، اور ابھی تھوڑی دیر پہلے دیکھا تھا میں نے یہاں کسی کو کمرے میں لے جاتے ہوئے۔ "

وقاص نے میرال کی بات پکڑی جو تھوڑی دیر پہلے زین اس کو کمرے میں لے کے گیا تھا۔

"بدتمیز۔۔۔ایسے بات کرتا کوئی۔" میرال نے اپنی شرم کو سائیڈ پہ رکھ کے کہا تو

وقاص قہقہہ لگا اٹھا جبکہ مرحا چڑانے والے انداز میں مسکرائی۔

"میری بیگم سے بھی ایسی باتیں نہ کرو چلو نکلو یہاں سے ایس پی بلا رہا تمہارا۔" وقاص نے مرحا کا چہرہ اپنی طرف کرتے میرال کو ہری جھنڈی دکھائی۔۔۔

"ہاں جی اب بیوی آ گئی اب کون دوست کہاں کی دوست "میرال دکھ سے کہتی وہاں سے اٹھ کے سائیڈ پہ ہو گئی۔

oooooooooooooooooooooo

شور ہنگامے کے بعد رخصتی ہوئی جس پہ خزیفہ تو رونے لگ گیا مرحا کے جانے سے، مرحا جو ہر وقت پہلے ہی تیار بیٹھی تھی رونے کو اب تو اس کے رونے نے سب کو رلا دیا۔

"یار بس کر مرحا۔۔۔میں رونا نہیں تھا نا مجھے آ رہا تھا تیرا دیکھ کے میرا بھی دل کر رہا ندیاں بہانے کو۔"میرال نے تنگ آ کے کہا تو سب نم آنکھوں سے مسکرا دیئے۔

"وقاص نکل یاران کو لے کے، براؤنی کو دیکھو کب سے رو رہی ہے، تم لوگ ابھی بھی کھڑے ہو۔"شیری نے نوال کی طرف دیکھ کے کہا جو مرحا کے بعد سب سے زیادہ رو

رہی تھی۔

"یار مجھے بہت یاد آئیں گی آپ دونوں، مجھے بھولنا نہیں۔" اس کی بات پہ وقاص اور دانی نے حیرت سے نوال کو دیکھا۔

"نوال گڑیا ہم پاس ہی رہتے ہیں، دوسرے ملک نہیں جا رہے جو تم یہ کہہ رہی ہو، یا پھر تمہیں یہ لگتا کہ ہم ملنے نہیں دیں گے ان کو آپ سے۔" دانی نے جھنجھلاہٹ سے پوچھا۔

"اوہو دانی بھائی آپ چپ کریں۔۔۔یہ لائینز ہیں سیڈ والی۔۔۔کہنی پڑتی ہیں، سمجھا کریں، دکھ تو اس بات کا ہے اب پھر سے گھر کے کام مجھے کرنے پڑیں گے۔"

نوال نے اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے منہ بنا کے کہا تو سب ہنس دئے۔

"براؤنی مجھے بتاتی یار۔۔۔میں ماما سے کہتا کہ آج ہی تم کو بھی رخصت کر کے لے جاتے پھر تم، میں آرام سے رہتے، کام جائیں بھاڑ میں۔" شیری نے موقع دیکھ کے چوکا مارا تو محفل زعفران ہو گئی۔

"تم تو ہے ہی سدا کے کام چور۔" دانی نے ایک مکہ اس کی کمر پہ دیا۔

"دولہا ہے لحاظ کر رہا ہوں ورنہ ابھی بتا دیتا تیرے کالج کے سارے افئیرز۔"شیری نے دھمکی میں ہی کام تمام کر دیا تو دانی گڑبڑا گیا۔

"ارے یار میں مزاق کر رہ تھا ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔تو ہاتھ لگ میرے"آخری بات اس کے کان میں کہی اور امل کا ہاتھ پکڑ کے گاڑی میں بیٹھا۔

جاتے جاتے امل نے آسیہ بیگم کو رلا دیا۔

"آج میں نے اپنی دو بیٹیاں بیاہ دی، اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے یہ دن بھی دکھایا۔"آسیہ بیگم نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا اور نوال اور میرال کے لیے بھی خوشیوں کی دعا کی۔

🌹"بے شک اللہ بہترین کارساز ہے۔ "

oooooooooooooooooooo

سب سے پہلے تو نوال اور میرال نے دانی کے گھر دھرنا دیا اور اس کی ناک میں دم کر دیا

۔

"یار پہلے بھی لوٹ چکی ہو اب کیا لینا ہے۔"دانی نے بے زار ہو کہ کہا کیونکہ وہ آدھے

گھنٹے سے اس کا رستہ روکے کھڑی تھیں دونوں اور سونے پہ سہاگا شیری بھی تھا۔

"اور تو۔۔۔تو کیا لینے کے لیے کھڑا ہے دفع ہو، یہ کافی ہیں میرے لیے۔" دانی نے شیری کو گھور کے کہا تو وہ کندھے چکا گیا کہ تجھے مسئلہ ہے میرے کھڑے ہونے سے

۔۔۔

تقریباً مزید آدھے گھنٹے کی دماغ کھپائی کے بعد دانی کو اندر جانے کی اجازت ملی۔ تو شکر کر کے اندر بڑھا۔

کمرا نہایت ہی نفاست سے سجایا گیا تھا، دانی کو امل کے احساسات کی قدر تھی جانتا تھا کہ پہلے مشکل تھی زندگی اس کے لیے اور جو حساس جزبات شادی کو لے کے ہر لڑکی رکھتی تھی وہ بھی عام لڑکی کی طرح رکھتی تھی جو پورے نہیں ہوئے ہونگے اسی لیے وہ سب کچھ بہترین کرنا چاہتا تھا اپنے طور پہ۔

کمرے میں پہنچ کے اس نے سب سے پہلے سلام کیا جس کا جواب امل نے مسکرا کے دیا۔

"بہت پیاری لگ رہیں ہیں، میری زندگی میں شامل ہونے کے لیے شکریہ۔" مسکرا کہ

کہتا اس کا ہاتھ چوم گیا اور اپنے ڈرار سے ایک ڈبیہ نکال کے اس میں سے ایک ڈائمنڈ کی رنگ نکالی۔

"مے آئی۔" ہاتھ آگے کر کے اجازت چاہی تو امل نے نظریں جھکا کے اپنا ہاتھ آگے کیا ۔انگھوٹی اس کے ہاتھ کی زینت بنا کے اس کو لبوں سے لگایا۔

"تھک گئیں ہیں،" اس نے امل کے ہاتھ سے چوڑیاں اتارتے پوچھا تو وہ سر ہلا گئی۔

"آپ کمفرٹیبل ہو جائیں پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔" دانی نے اس جو سہارہ دے کہ کھڑا کیا اور ڈریسنگ تک لے کے گیا۔ خود بھی سادہ سی شلوار قمیض پہن لی اور وضو کر کے باہر آیا۔

تب تک امل بھی چینج کر چکی تھی۔

دونوں نے مل کے نماز پڑھی، امل نے دانی کی امامت میں، کافی دیر دونوں دعا کرتے رہے اپنی آنے والی زندگی کو لے کے۔

دعا مکمل کر کے جب دانی نے چہرے پہ ہاتھ پھیر کے آمین کہا اور امل کی طرف دیکھا جو پہلے ہی اسے دیکھ رہی تھی۔ دانی اس کے دیکھنے پہ مسکرا اٹھا۔

"میں اکثر سوچتی تھی کہ کوئی ایسا ضرور ہو گا جو مجھے دل سے اپنائے گا، اپنی زندگی کہے گا ، عزت دے گا، لیکن جب شفیق سے شادی ہوئی تو لگتا تھا کہ سب جھوٹ ہے، زندگی حسین ہے ایک بہت بڑا جھوٹ، کوئی انسان کسی کو محبت نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔ لیکن میں غلط تھی، حسین تو ہم زندگی کو خود بناتے ہیں، اگر انسان چاہتا تو سب ٹھیک ہو سکتا ہے، لیکن میں نے ہی امید چھوڑ دی تھی، اب آپ کو دیکھتی ہوں تو لگتا ہے زندگی تو کہیں کٹھن تھی ہی نہیں وہ تو شروع سے ہی حسین تھی لوگ تو پیدا ہی محبت کرنے کے لیے ہوتے ہیں، وفاداری نبھانے کے لیے ہوتے ہیں۔ جس طرح اللہ نے ہمیں ایک مقصد کے لیے پیدا کیا اور ہمارے لیے مختص حقوق بنائیں، ان کو مکمل کر کے ہم زندگی حسین بنا سکتے ہیں، میں اللہ کے بعد آپ کی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے ایک اور زندگی دی، اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر کہ اس نے مجھے زندگی جینے کے لیے زندہ رکھا، آپ سے محبت کرنے کے لیے زندہ رکھا۔ "

بولتے بولتے پتا ہی نہ چلا امل کو کہ اس کی آنکھوں سے تشکر کے آنسوں بہہ رہے ہیں۔

دانیال نے آگے بڑھ کے اس کو اپنے سینے سے لگایا۔

"بھروسہ رکھیں مجھ پہ کہ آپ کو کبھی مایوس نہیں ہونے دوں گا، اور ہمیشہ آپ کے

ساتھ رہوں گا۔"محبت سے اس کی آنکھیں چومتا اپنے حصار میں لے کہ اللہ کا شکر ادا کیا۔

oooooooooooooooooooo

"جلدی چلو میرووقاص بھائی پہنچ چکے ہونگے اگر ایسا ہوا تو میں چھوڑنا نہیں تمہیں بھی اور اس شیری کے بچے کو بھی۔"نوال سیڑھیاں چڑھتی اپنی بھڑاس نکال رہی تھی، کیونکہ ٹریفک کی وجہ سے وہ پہنچنے میں لیٹ ہو گئے تھے۔

"ہائے میرا بچہ۔۔کہاں ہے، تم نے مجھے دھوکے میں کیوں رکھا اگر ہمارا بچہ ہے تو بتایا کیوں نہیں۔ "

شیری نے صدمے سے کہا تو نوال اس کی بات سن کے تلملا گئی۔جبکہ میرال نے اپنی ہنسی دبائی۔

"اس کو سمجھالو ابھی مجھ سے کوئی بات نہ کرے یہ ورنہ سر پھوڑنے میں وقت ضائع نہیں کرنا میں۔"شرم سے لال ہوتی وہ شیری پہ چلائی۔

"لو اب میں اپنے بچے کا پوچھوں بھی ناں، جو پتا نہیں کہاں چھپا کے رکھا اس نے۔"

شیری نے منہ بنا کے کہا۔نوال اس پہ تین حرف بھیجتی کمرے کی جانب گئی لیکن بند کمرے منہ چڑا رہا تھا۔اس کو دیکھ کہ نوال کا پارا ہائی ہو گیا اور شیری پہ چڑھ دوڑی۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا،اگر تمہیں کال نہ آتی تو اب تک ہم ادھر پیسے لے چکے ہوتے"غصے سے کہا۔

"ارے براؤنی جان کیوں پریشان ہو رہی ہو ہم کل پکڑ لیں گے اس کو اور تب تک نہیں چھوڑیں گے جب تک تمہاری ڈیمانڈ نہ پوری کر دے ٹھیک ہے ناں۔"شیری نے پیار سے سمجھایا تو وہ زرا نرم پڑی۔

"ٹھیک ہے لیکن کل ہم ڈبل نکلوائیں گے،میرا ساتھ دو گے ناں۔"نوال نے آگے ہاتھ کرتے ہوئے کہا جس کو شیری نے پیار سے تھاما۔

"کل کیوں میں تو ساری زندگی ساتھ دوں گا تمہارا،،،"دلکشی سے کہتا نوال کو شرمانے پہ مجبور کر گیا۔

"اب اس طرح شرماؤ تو نہ۔۔۔تم مجھے ہٹلر زیادہ اچھی لگتی ہو۔"شیری نے چھیڑا تو نوال نے گھورا۔

"ہٹو پیچھے۔۔۔"اس کو پیچھے کر کے روم میں بھاگ گئی، جبکہ میرال اور زین جو پاس کھڑے تھے ہنس دیے۔

وقاص نے جب دیکھا کہ ابھی لڑکیاں ادھر نہیں آئیں تو موقع کا فائدہ اٹھا کے فوراً کمرے میں گھس گیا۔کمرے میں جا کے دیکھا تو مرحا میڈم پھولوں سے سجے بیڈ کے درمیان آدھی بیٹھی اور آدھے لیٹنے کے انداز میں سو رہی تھیں۔

وقاص اس کو دیکھ کے مسکرایا اور چینج کرنے چلا گیا۔واپس آ کے دیکھا تو ابھی بھی ویسے ہی سو رہی تھی۔احتیاط سے اس کے پاس بیٹھا اور ہاتھ پکڑ کے چوڑیاں اتارنے لگا۔ چوڑیوں کی آواز سے مرحا کسمسائی اور اپنی آنکھیں کھولیں۔

وقاص کو اپنے قریب دیکھ کہ فوراً اٹھ بیٹھی جس سے اس کا دوپٹہ اسی کے نیچے آ گیا تو وہ کراہ اٹھی۔

"ارے آرام سے، کیا ہو گیا۔"وقاص نے اس کا دوپٹہ صحیح کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ایم سوری۔۔۔۔پتا ہی نہیں چلا کہ سو گئی۔"مرحا شرمندگی سے نظریں جھکا کے بولی۔۔۔۔

"کوئی بات نہیں تھک گئی ہو نگی، میں بھی تھک گیا ہوں۔"بھاری گھمبیر آواز میں کہتا اس کا دوپٹہ اتار کے سائیڈ پہ رکھا۔

"اچھا چلیں پھر آپ بھی سو جائیں۔۔۔۔میں چینج کر آوں۔"اس کی بات پہ وقاص کو ہنسی روکنا مشکل ہو گئی۔

"ہاں جی بالکل کر آئیں چینج، جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔"وقاص نے اجازت دی، مرحا تو اسی انتظار میں تھی کہ کب وہ کہے چینج کرنے کو اور وہ بھاگے۔

اس کی جلد بازی پہ وقاص قہقہہ لگا اٹھا۔تھوڑی دیر بعد مرحا فریش سی لانگ فل سلیو نائیٹی میں باہر آئی جو اس کو اچھے سے کور کر رکھے تھی۔وقاص موبائل پہ بزی تھا اس کے باہر آنے پہ موبائل کو سائیڈ پہ رکھا اور پاس آنے کو کہا۔

دڑکھتے دل کے ساتھ وہ آہستہ آہستہ قدم چلتی اس کے پاس آئی۔تو وقاص نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پہلو میں بٹھایا۔

"ریلیکس او کے۔۔۔۔محرم ہوں آپ کا گھبرائیں نہیں۔"نرمی سے اس کا ہاتھ سہلاتے وقاص نے ریلیکس کرنا چاہا۔جب مرحا آہستہ آواز میں بولی۔

"میرا گفٹ۔۔۔۔"اس کی بات پہ وقاص نے حیرت سے مرحا کو دیکھا کی واقعی یہ مرحا نے کہا جو ابھی شرماشرما کے بے ہوش ہونے کو تھی۔

"میں کافی نہیں ہوں آپ کے لیے۔"وقاص نے شرارت سے پوچھا لیکن مرحا کو ہوش ہی کہاں تھا۔

"نہیں۔۔۔"سکون نے جواب ملا تو وقاص کی حیرت سے آنکھیں کھل گئیں۔

"کیا مطلب نہیں۔۔۔"وقاص نے صدمے سے کہا تو مرحا کو احساس ہوا کی غلط کہہ گئی ہے تو فوراً بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ۔۔۔۔وہ مہ۔۔۔۔میرا مطلب تھا کہ آپ کافی ہیں لیکن گفٹ بھی تو دینا ہے ناں آپ نے، "

مرحا نے سمجھانے والے انداز میں کہا اس وقت وہ اس کے حصار میں بیڈ سے ٹیک لگا کے بیٹھی تھی۔ساتھ ساتھ اس کی قمیض کے پٹن کو چھیڑ رہی تھی، نظریں ہنوز جھکائی ہوئی تھی۔

"اچھا اور گفٹ کیوں دینا میں نے۔"شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

"سب شوہر اپنی بیویوں کو دیتے ہیں شادی پہ، اگر آپ مجھے گفٹ نہ دیں گے تو میں سب کو صبح کیا دکھاؤں گی۔" کچھ سمجھانے والے انداز میں اور کچھ خفگی سے وہ وقاص سے گویا ہوئی۔

"اووہ یہ تو کوئی بھی مسئلہ نہیں، آپ ان کو صبح بتا دینا کہ آپ کو محبت ملی۔" معنی خیزی سے کہتا مرحا کو ٹھٹھکنے پہ مجبور کر گیا۔ وقاص نے غور سے اس کے جھکے چہرے کو دیکھا جو پل میں سرخ ہوا۔

"لیکن گفٹ۔۔۔" آہستہ آواز میں بڑبڑائی۔

"کھانا کھایا آپ نے۔" وقاص نے بات ہی گھما دی جس پہ مرحا نے خفگی سے وقاص کو دیکھا لیکن نظر یہ جھکا گئی۔

"آپ کو اس سے کیا مجھے نہیں بات کرنی آپ سے، آپ بہت برے ہیں مجھے نہیں شا۔۔۔" مرحا خفگی سے اپنا پسندیدہ جملہ کہنے لگی کہ وقاص نے ٹوک دیا۔

"بیگم شادی ہو گئی اب تو اور اب آپ مکمل طور پہ میرے پاس ہیں۔" وقاص نے جیسے یاد کرایا ہو۔۔

"تو ٹھیک۔۔۔۔ می۔۔۔ میں۔۔ مجھے نہیں سونا آپ کے ساتھ میں آپ ماما کے پاس جا رہی ہوں۔" مرحانا راضگی سے کہتی اٹھنے لگی جب وقاص نے اس پہ گرفت سخت کی۔

"کیا ہو گیا آپ کو اس وقت کوئی جاتا کسی کے روم میں۔ "

"مجھے نہیں پتا۔۔۔۔ آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے ورنہ گفٹ دے دیتے۔" اپنا آپ چھڑاتے کہا۔

"آپ سے پیار تو میں واقعی نہیں کرتا، میں تو آپ سے عشق کرتا ہوں، جس کی نہ کوئی انتہا ہے اور نہ ہی ابتدا، جب سے آپ کو دیکھا تھا تب سے رگوں میں خون بن کے دوڑنے لگی ہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کا بہت شکر گزار ہوں جس نے مجھے ایک بہترین شریکِ حیات عطا کیا آپ کی صورت میں۔" وقاص محبت کا اعتراف کرتے اس کے ماتھے پہ پیار کیا تو مرحا شرم سے سرخ پڑتی اسی میں سما گئی۔

oooooooooooooooooooooo

صبح جب امل فریش ہو کہ باتھ روم سے نکلی تو دانی ابھی تک اوندھے منہ سو رہا تھا، امل اس کے قریب ہوئی کہ اس کو جگا سکے لیکن دو آوازیں دینے پہ تو ٹس سے مس نہ ہوا،

پھر امل جو ناچار اس کے کندھے کو ہلانا پڑا لیکن کوئی فائدہ نہیں۔

"دانیال۔۔۔۔اٹھیں سب ویٹ کر رہے ہونگے ناشتے پہ جلدی کریں فریش ہو جائیں۔"امل نے پھر کوشش کی اٹھانے تب دانی نے اپنی آنکھیں کھولیں۔اور مسکرا کے امل کو دیکھا، جس پہ وہ بھی مسکرادی۔

"اٹھیں اب۔۔۔۔۔سب ویٹ کر رہے ہونگے ناشتے پہ۔"امل کہہ کے جانے لگی جب دانی نے اس کی کلائی پکڑ لی۔

"سو جائیں ابھی۔۔۔۔"بس اتنا کہہ کے جناب اس کا ہاتھ پکڑ کے ہی آنکھیں بند کر گئے۔مل نے حیرت سے اس بندے کو دیکھا جو اٹھنے کے بجائے اس کو بھی سونے کا مشورہ دے رہا تھا، لیکن جلد ہی احساس ہوا کہ وہ واقعی سو گیا پھر سے۔

"دانیال۔۔۔۔اٹھیں بھی اور کتنا سوئیں گے۔"امل نے اس کا کندھا ہلایا۔

"یار میری نیند پوری نہیں ہوئی ابھی سونے دیں۔"

دانی نے جس طرح کہا امل گڑبڑا گئی۔

پھر یاد آیا کہ یہ نیند کا کتنا پکا ہے، مطلب اب اٹھنے والا نہیں تو امل ہار مانتے اٹھی اور

فریش ہو کہ خود ی ناشتے پہ پہنچی جہاں پہ سب ان کا انتظار کر رہے تھے۔ابھی صبح کے آٹھ بجے تھے تو ناشتہ ادھر سب کرنے لگے تھے ہلکا پھلکا پھر امل کو ساتھ کہ مرحا کی طرف جانا تھا وہاں پہ پھر سب نے جم کے ناشتہ کرنا تھا۔

"امل میری بچی کیسی ہو؟"آسیہ امی پیار سے اس کو ساتھ لگاتے پوچھا۔زین کی ماما کل سے ادھر ہی تھی دانی کے ساتھ۔

"میں ٹھیک ہوں امی آپ سنائیں۔"امل نے مسکرا کے جواب دیا،اس کا مسکراتا چہرہ دیکھ کہ امی نے ماشاءاللہ کہا اور پھر سے پیار کیا کہ بری نظر سے بچی رہے۔

"حیدر کہاں ہے۔"امی نے حیرت سے پوچھا۔

"امی وہ ابھی سو رہے ہیں۔"امل نے نظریں جھکا کر کہا تو شیری جو ابھی ٹپکا تھا بول پڑا۔

"امل جی میں آپ کو کچھ بتاتا چلوں،جو آپ کے شوہر نے یقیناً نہیں بتایا ہو گا،بتاتا بھی کیسے بھلا کوئی اپنے پہلے پیار کو بھول سکتا،،نہیں ناں۔"شیری نے بات بتانے کے بجائے امل بیچاری کو الجھا دیا۔

"کیا مطلب۔"سب نے مل کے پوچھا۔

"ایک منٹ میری براؤنی کدھر ہے، وہ نظر نہیں آئی مجھے۔"شیری نے چاروں طرف نظر پھیرتے کہا لیکن نوال نظر نہ آئی۔ وہ ہوتی تو نظر آتی وہ تو وقاص کی طرف تھی رات سے۔

"وہ وقاص کی طرف ہے اب بات بتاؤ۔"میرال نے بے صبری سے پوچھا۔

"کونسی بات۔"شیری نے انجان بنتے پوچھا۔

سارا بیگم نے امل کو چیئر پہ بٹھایا کہ یہ ایسے ہی تنگ کرے گا ناشتہ شروع کرو۔

"یہ پہلا پیار وغیرہ۔"میرال نے گھور کے یاد کروایا۔

"اووہ اچھاا۔۔۔۔میں سمجھا پتا نہیں کیا۔۔۔اس کا پہلا پیار نیند ہے، کہیں جنگ بھی شروع کر دو گے ناں وہ اپنی نیند پوری کر کے اٹھے گا۔ بڑا ڈھیٹ واقع ہوا وہ اس معاملے میں۔"

شیری نے گویا ان کو پتے کی بات کہی۔ تو میرال نے غصے سے گھورا کی بد تمیز شوشہ ایسے چھوڑتا جیسے پتا نہیں کیا ہو گیا لیکن بات چھوٹی سی نکلتی جیسے کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔

"اب بتاو میری براؤنی کہاں ہے۔"شیری نے چیئر سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ تو میں کیچن میں ہی بھول گئی ٹرے میں رکھی تھی۔"سارا بیگم نے شرارت سے کہہ کے قہقہہ لگایا تو شیری نے خفگی سے دیکھا۔

"اے ڈارلنگ نو مزاق میری براؤنی کے بارے میں۔"شیری نے منہ بنا کے کہا تو سب ہنس دئے۔

"اس دانی کے تو میں کان۔ کھینچ کے لاتی ہوں ناں ایسے بھی کرتا ہے کوئی بھلا،اپنی دولہن کو بھیج دیا اور خود دلہنوں کی طرح نیند پوری کر رہا۔ "

سارا کی بات پہ جہان امل شرم سے سرخ پڑی وہی میرال حجل سی ہو گئی۔جس کو زین نے اندر آتے غور سے دیکھا تو وہ سلام کر کے ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔

"اوئے گدھے سب دیکھ آیا ہال وغیرہ۔"زین نے شیری کو مخاطب کیا جو یقیناً اب براؤنی کا نمبر ڈائل کر رہا تھا موبائل پہ،زین کی بات پہ اتنا غور نہ کیا کہ اس کو کیا سننے جو ملا ہے۔

"ہاں سب ٹھیک ہے بس ایک کدو کی کمی تھی وہاں تو میں نے تمہارا نمبر اور نام دے دیا ۔"سکون سے کہتا زین کا دل جلا گیا کیونکہ کھسکتے وہ میرال کو دیکھ کے آنکھ دبا گیا تھا۔

"کمینہ کہیں کا۔" زین نے جل کے کہا اور ایک گھوری ہنستی میرال پہ بھی ڈالی جو کندھے اچکا گئی کہ اس میں میرا کیا قصور۔

تھوڑی دیر تک سارا بیگم دانی کو نیچے آئے تو سب نے مل کے ہلکا سا ناشتہ کیا اور مرحا کی طرف نکلے۔ دانی نے آتے ہی امل سے معزرت کی کہ وہ سونے کا بہت پکا اسی لیے آنکھ نہیں کھلی جس پہ امل نے مسکرا دی۔

oooooooooooooooo

وقاص کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ مرحا اس کے پہلو میں سکون سے سو رہی تھی، وقاص نے جھک کے اس کے ماتھے پہ لب رکھے اور فریش ہونے چلا گیا، رات کو اس نے اچھا خاصا تنگ کیا تھا مرحا کو کہ اس کا تحفہ لینا بھول گیا، لیکن جب وہ رونے کی تیاری پکڑنے لگی تو وقاص نے ہنستے اس کو اس کا تحفہ دیا جو ایک خوبصورت سا بریسلٹ تھا۔

فریش ہو کہ آیا تو مرحا کسمسا کے اپنی آنکھیں کھول رہی تھی۔ جس پہ وقاص مسکرا رہا اور شیشے کے سامنے کھڑے ہو کے اپنے بال بنانے لگا۔

"صبح بخیر بیگم۔" وقاص نے وہی سے دیکھتے مرحا کو کہا جو شاید سمجھنے کی کوشش کر رہی

تھی کہ کہاں ہے، وقاص کی آواز پہ اس کی جانب دیکھا تو خود کو تکتا پا کہ نظریں جھکا گئی۔

وقاص چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے ماتھے پہ لب رکھے۔

"نئی زندگی کی نئی صبح مبارک ہو۔" پیار سے اس کا گال سہلاتے کہا تو مرحا شرما دی۔

"آپ کو بھی۔" ہلکی سی آواز میں منمنائی جس پہ وقاص گہرا مسکرایا۔

"اچھا آجائیں تیار ہو جائیں، سب یہاں آنے والے ہیں۔" وقاص نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہا جو پھر لیٹنے کی تیاری میں تھی اٹھ کے سہی سے بیٹھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooo

مرحا کے فریش ہونے تک سب آچکے تھے۔ لڑکیاں اس کے روم میں ڈیرہ ڈال۔ کے بیٹھ گئی تھیں وقاص کو باہر نکال کے،۔ نوال تو بات ہی نہیں تھی کر رہی کہ بھئی آپ نے دھوکا دیا رات کو پہلے کمرے میں جا کے۔

"ہاں جی سوہنیو! کیسے ہو۔۔۔" میرال نے شرارت سے پوچھا تو مرحا شرما دی۔

"تم کتنی بے شرم ہو گئی ہو میرال۔" مرحا نے دانت پیس کے کہا۔

"ارے میں نے کیا کہا، حد ہے۔"میرال نے منہ بناتے کہا تو ہنس دی۔

"اچھا چھوڑو یہ بتائیں کہ گفٹس میں کیا ملا آپ دونوں کو۔"نوال نے خوشی سے پوچھا۔

تب مرحا نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا اور امل نے انگوٹھی کی طرف،

"ارے واہ یہ تو بہت خوبصورت ہے۔"میرال نے دل سے تعریف کی۔

پھر سب نے مل کے ناشتہ کیا، زیادہ نہ کیا گیا کیونکہ وہ پہلے ہی کھا چکے تھے تو گنجائش نہ بچی تھی بس ان کا ساتھ دے دیا تھا۔

شام کو ولیمے کا فنکشن بھی کافی اچھا رہا، دونوں دلہنوں نے لائیٹ پنک کلر کی میکسی کیری کی تھیں جن پہ ہلکا سا میک اپ کیا تھا، دونوں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

میرال اور نوال نے گرے کلر کی لونگ فراک پہنی تھیں۔

سب کچھ اچھے سے ہو گیا، نوال نے کل کی ساری کسر آج وقاص سے ایک بلینک چیک پہ سائین کروا کے نکالی جس پہ شیری نے دل کھول کے داد دی۔

oooooooooooooooooo

ولیمے کا فنکشن بھی اچھے سے ہو گیا لیکن شیری کی حرکتوں نے ان کے ناک میں دم کر

دیا تھا جس کا ساتھ نوال بھرپور طریقے سے دے رہی تھی۔۔۔ابھی بھی وہ اور شیری ایک انک کا ڈبہ لے کے آئے تھے اور دانیال کے ٹاول جو اس کے واشروم میں تھا اس پہ انک گرا کے آئے تھے۔

چونکہ دانیال کو انہوں نے باہر باتوں میں لگایا تھا اور امل تو تھی ہی دوستوں کی دیوانی جب سب آپس میں بیٹھے تھے وہ دنیا بھلا کے بیٹھی تھی۔دانیال کتنی دفع اس کو اشارہ کر چکا تھا روم میں آنے کا لیکن نا۔۔۔وہ کہاں دوستوں کی محفل چھوڑ کے جائے گی۔

"امل جان پلیز میری بات سن لیں، پھر چاہے ساری رات ان کے ہی پاس رہیے گا۔"

آخر دانی نے تنگ آ کے کہہ ہی دیا،اس کے جان کہنے پہ امل۔پانی پانی ہو گئی سب کے سامنے۔مرحا بھی ادھر ہی تھی،سب ینگ پارٹی بیٹھی تھی بڑے کمروں میں تھے،آج دانیال کی طرف رکنا تھا سب نے۔

"میری فرینڈز آئی ہوئی ہیں،اسی لیے بزی ہوں اب کیا میں ملوں بھی نہ ان سے۔"

امل نے معصومیت سے کہا تو دانی اش اش کر اٹھا۔

"یار روز ہی تو ان کے پاس ہوتی ہیں، میں نے بس بات کرنی ہے ایک اسی لیے روم میں

بلا رہا ہوں، ورنہ ان سے ملنے سے کب منع کیا میں نے۔"دانی نے مسکرا کے کہا۔

"اچھا آپ جائیں میں آتی ہوں۔"امل نے کہا اور پھر سے مرحا اور میرال سے باتوں میں لگ گئی، شیری اور نوال ابھی کیچن میں چلے گئے تھے۔

دانی روم میں آیا اور اپنے کپڑے نکال کے فریش ہونے چلے گیا، منہ دھو کہ ٹاول سے اس نے سکھایا اور روم میں اینٹر ہوا، امل جو اس کی بات سننے روم میں آئی تھی ایک دم سے چیخنے لگ گئی۔

"کیا ہوا۔۔۔کیا ہوا ہے امل۔۔۔"دانی پریشان سا اس کے پاس آیا تو وہ اور چیخنے لگی جس کی آواز سن کے باقی بھی روم میں آئے، مرحا کی بھی ایک بار چیخ نکل گئی تو وقاص کے کندھے سے لگ گئی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا ہے وقاص۔"مرحا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا جس پہ زین میرال اور وقاص نے قہقہہ لگایا۔کیونکہ دانی کا چہرہ کہیں سے لال کہیں سے نیلا اور زیادہ کالا ہوا تھا ۔جس پہ چھوٹے چھوٹے شائینگ سٹارز چپکے تھے۔ان کے قہقہہ لگانے پہ دانی نے اپنی شکل آئینے میں دیکھی تو یک مرتبہ تو خود ڈر گیا پھر بغیر دیر کئے وہ واشروم میں بھاگا اور اپنا چہرہ دھویا۔۔۔اب کی بار اس کی ٹاول سے چہرہ صاف کرنے کی غلطی نہ کی۔

باہر آیا سب سے پہلے امل کے پاس گیا کہ اس کو یقین دلائے کہ میں تمہارا شوہر ہی ہوں

۔

"امل یار کیا ہو گیا ہے، وہ انک لگ گئی تھی اس طرح تو نہ روئیں۔" دانی نے امل کو میرال سے الگ کرتے خود جو ساتھ لگایا جو ہلکی سی ہچکیاں لے رہی تھی۔

"میں اتنا ڈر گئی تھی۔" امل نے سوں سوں کرتے بتایا۔

"معاذ اللہ کیا زمانہ آ گیا ہے کہ لڑکیاں دن دھارے اب اپنے شوہر کی شکل دیکھ کے ڈر جاتی ہیں۔" شیری نے حسبِ عادت اپنی اینٹری مارتے افسوس سے کہا۔

"یہ تیری ہی شرارت ہو گی۔۔۔۔۔۔ تیری وجہ سے میری بیوی ڈر گئی دفع ہو۔۔۔" دانی نے گھور کے شیری کو مشکوک نظروں سے دیکھا، جس پہ وہ اب بھی سکون سے کھڑا بسکٹ کھا رہا تھا جو کیچن سے اپنے ساتھ پلیٹ لے کے آیا تھا۔

"لو بھلا اب میں کیوں ڈرانے لگا، تیری شکل ہی ایسی ہے کہ امل جی ڈر گئیں ورنہ مجھے دیکھ کہ تو وہ کہتیں "اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔"۔۔۔ "

شیری نے ہاتھ اوپر کر کے شکر کرنے والے انداز میں کہا تو سب ہنس دیئے۔

"نکلو اب یہاں سے میں نے اپنی بیوی کو چپ بھی کروانا اب۔" دانی نے امل کے گرد حصار باندھتے کہا جو پہلے ہی اس کے ساتھ لگی رو رہی تھی اس کی بات پہ حجل سی ہو گئی۔

"نہیں میں چپ ہوں۔" امل نے ہلکی آواز میں کہا کہ دانی کو ہی سنائی دیا جس پہ اس نے گھورا۔

"کب سے بلا رہا تھا روم میں اب آ گئی ہیں تو واپس نہیں جانا۔" دانی نے بھی آہستہ سے کہا اور وقاص کو اشارہ کیا جس پہ وہ سب کو لے کہ نکلا۔

ان کے نکلنے پہ دانی امل کی طرف متوجہ ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب بتائیں آ کیوں نہیں تھی رہیں روم میں۔" دانی نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں پکڑتے کہا تو وہ نظریں جھکا گئی۔

"میں باتیں کر رہی تھی، پھر انہوں نے چلے جانا تھا ناں۔" معصومیت سے جواب ملا۔

"آپ روز ان کے پاس ہو نگی، روز مل سکتی ہیں میں نے کب منع کیا، اب زرا اپنے شوہر پہ توجہ دیں، ان سے صبح مل لیجئے گا یہی ہیں وہ آج کی رات۔" دانی کہتے اسے اپنے پاس کیا اور ماتھے پہ پیار کیا۔

oooooooooooooooooooooo

"یہ تیری ہی حرکت تھی ناں۔۔۔"وقاص نے باہر آتے مرحا کا ہاتھ پکڑ کے اپنے ساتھ بٹھایا کیونکہ وہ پھر میرال کے ساتھ بیٹھ کے باتیں کرنے کا ارادہ رکھتی تھی جس پہ مرحا نے بے بسی سے کچھ کہنا چاہا تو وقاص نے گھورا کہ میرے پاس ہی رہیں۔

"میں نے کیا کیا۔۔۔میں تو اپنی براؤنی کے ساتھ تھا کیچن میں جو جوس بنا رہی تھی "۔

شیری نے اکتا کے کہا حالانکہ سب اچھے سے جانتے تھے کہ یہ حرکت شیری کی ہی ہے ۔

"ویسے تو ہے بہت کمینہ بس شکل سے لگتا نہیں۔"زین نے بھی اپنا حصہ ڈالا جس پہ شیری نے سر کو خم دے کہ قبول کیا جیسے وہ اس تعریف کا حقدار تھا۔

"یہ ادھر پکڑا سانڈ کہیں کے۔"وقاص نے بسکٹ کی پلیٹ چھین کے خود کھانی چاہی جب باقیوں نے بھی جو پاس ہی دوسرے صوفے پہ قریب بیٹھے تھے ایک ایک بسکٹ پکڑ لیا۔تو شیری نے کندھے اچکائے کہ لو ٹھونسو۔

لیکن اگلے ہی لمحے جو بسکٹ منہ میں جا رہا تھا اب واپس باہر کو پھینکا گیا۔۔۔

"ابھے یہ کیا ہے۔۔۔" وقاص نے صدمے سے چلا کے پوچھا۔

"چھیی اس میں تو ٹوتھ پیسٹ ہے۔۔۔۔" میرال ایک بسکٹ کھول کے چیک کیا جہاں پہ کریم کی جگہ پہ پیسٹ تھا۔

"ارے کہاں۔۔۔ دکھانا مجھے بھی۔" شیری نے معصومیت سے کہا جیسے جانتا ہی نا ہو ۔۔۔

"تو کیسے کھا رہا تھا،" زین نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"میں تو اپنے والے کھا رہا تھا جو میرے پاس تھے۔" شیری نے اپنی پاکٹ سے بسکٹ کا پیکٹ نکالتے ہوئے کہا۔ تو زین اس کی طرف لپکا لیکن وہ فوراً بھاگ گیا۔

"تو ہاتھ لگ میرے کمینے۔" وقاص نے پیچھے سے دھمکی دی جس پہ شیری نے زور سے ہانک لگائی۔

"پہلے بیوی کو پکڑ جو میرال جی کے ساتھ سونے کا ارادہ رکھتی ہیں۔" کہہ کے نو دو گیارہ ہو گیا پیچھے وقاص اٹھا اور کمرے میں گیا جہاں میرال اور مرحا کلی کرنے گئی تھیں۔

"آ گیا اس کی باتوں میں یہ بھی۔" زین نے افسوس سے وقاص کی پشت کو گھورا۔

oooooooooooooooo

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں، چلیں روم میں۔" وقاص نے روم میں داخل۔ ہوتے ہی کہا۔۔۔

"میں۔۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔۔بس منہ دھونے آئی تھی۔" مرحا کو سمجھ نہ آئی کہ ان کو کیا ہو گیا اچانک جو بھاگے چلے آئے۔

"ارے ایک منٹ کیا ہو گیا آرام سے۔" وقاص نے آگے بڑھ کے اس ہاتھ پکڑا اور اپنے روم کی جانب چل دیا جو اوپر تھا۔

"وقاص میں نہیں تھی رکھنے والی اس کو اپنے پاس، حد ہے شادی کیا ہو جائے، لڑکوں کو چین نہیں ملتا بیوی کے بغیر۔" میرال نے افسوس سے کہا۔

"اپنے ایس پی سے پوچھ اس کو ملتا سکون۔۔۔۔جب دیکھو اسی کے پاس پائی جاتی ہو" وقاص جاتے ہوئے چڑانا نا بھولا جس پہ میرال زور سے بولی۔۔۔

"ہائے میری دوست کو بھی چھچھورا مل گیا۔" ساتھ ہی کھلکھلا اٹھی۔

"اور کس کو مل گیا چھچھورا۔" زین نے اس کے پاس آتے پوچھا۔

"مجھے۔" آرام سے جواب دیا کہ زین گھور کے رہ گیا۔ جبکہ وقاص کا قہقہہ سنائی دیا۔

"حد ہے ابھی میں نے کچھ کیا ہی کیا ہے جو مجھے یہ خطاب مل رہا۔۔۔" زین نے سر جھٹک کے کہا۔

"جب دیکھو یہی تو کرتے رہتے ہو۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ دیکھو اب بھی وہی حرکت۔" میرال کہہ رہی تھی جب زین نے اسے اپنے پاس کر لیا بازو سے پکڑ کے۔

"اسے چھچھوری حرکت تھوڑی کہتے ہیں اسے تو پیار کہتے ہیں جو میں تم سے کرتا ہوں، Askim " س کی گال پہ بوسا دیتے زین نے کہا۔

"ایک تو پتا نہیں کون سی زبان استعمال کرتے رہتے جو پتا ہی نہیں چلتی۔" میرال نے کہہ کے اس سے دور ہونا چاہا، لیکن وہ اور پاس کر ی جائے۔

تب ہی طوفان نے ہمیشہ کی طرح غلط وقت پہ اینٹری ماری۔۔

"ارے بھائی یہاں روم کم نہیں ہیں جو آپ دونوں یہاں لگے ہیں، خیر چھوڑیں یہ پیئیں، میں بنا کے لائی سب کے لیے۔" نوال نے ہمیشہ کی طرح ان کے رومانس میں

خلل ڈالا۔اور اور ینج جوس کا گلاس دونوں کو دیا۔

"یار تمہیں کوئی غیبی خبر مل جاتی کہ ہم ساتھ ہیں۔۔۔۔تو تم وہاں پہنچ جاؤ۔۔"زین نے جل کے کہا کیونکہ یہ تیسری بار تھا جب نوال آگئی تھی جب بھی وہ دونوں ساتھ ہوں۔

"ارے اس کو چھوڑیں ناں۔۔۔یہ پیئیں۔"تبھی شیری بھی آگیا اور شرارتی نظروں سے نوال کو دیکھا جس نے اوکے کا سگنل دے دیا۔

میرال کو کچھ گڑبڑ لگی تو وہ زرا ٹھہر گئی اور موبائل نکال کے استعمال کرنے لگی، جبکہ زین نے ابھی ایک گھونٹ ہی بھرا تھا کہ جو منہ میں ڈالا لا وہی باہر۔۔۔۔۔

"یہ کیا ہے۔۔۔۔افففف"زین نے عجیب سا منہ بنا کے کہا تو میرال کو ہنسی آگئی۔

"تم بہت ہنس رہی ہو ہاں۔۔۔۔پیو یہ تم بھیتس لگے تم کو پتا۔"زین نے زبردستی میرال ک چہرہ پکڑا اور اس کے منہ کو گلاس لگایا۔تھوڑا سا ہی منہ میں گیا کہ میرال کھانسنے لگی اور کیچن میں بھاگی۔۔۔۔

"یہ کیا زہر پلا دیا۔۔۔پاگل عورت۔"میرال کیچن سے چیخی۔

"ارے زہر تو نہیں تھا بس اوریجنز کے چھلکے تھے اور فوڈ کلر۔۔۔۔کیا زیادہ برا بنا ہے ۔"نوال نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے کہا تو زین کو غش ہی کھا گیا۔

"برا۔۔۔۔یہ برے کی بھی توہین ہے نوال۔"زین نے کڑوا سا منہ بنا کے کہا۔۔

"براؤنی۔۔۔"شیری نے سنجیدگی سے نوال کو پکارا۔

"جی۔"اتنی ہی معصومیت سے جواب ملا۔

"کیا کہہ رہے ہیں تمہارے جیٹھ جی کہ یہ بہت برا بنا۔"شیری نے بھی بھرپور سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے تو ٹھیک ہی بنایا تھا، پتا نہیں پسند کیوں نہیں آیا۔"اپنی مسکراہٹ کو چھپا کے مسکین بننے کی ایکٹنگ کی گئی جیسے کچھ کہنے سے شیری سے مار پڑے گی۔

"تو پھر زین کیوں کہہ رہا ایسا۔۔۔۔کیا سرکہ نہیں ڈالا تھا اور نمک بھی کہہ کے گیا تھا میں۔"شیری نے اب کی بار مسکراہٹ کو نہ روکا۔

"میں نے سب کچھ ڈالا تھا سر تاج، آپ قسم لے لیں، سرکہ، نمک، مالٹے کے چھلکے، فوڈ کلر اور تھوڑا سا سویا ساس کا ٹچ۔۔۔۔"معصومیت سے اپنی انگلیوں پہ گن کے تمام

ریسیپی بتائی تو زین کے ساتھ ساتھ وہاں آنے والی میرال نے بھی صدمے سے ان کو دیکھا۔

"ٹھیک۔۔۔۔۔سب ڈالا لیکن ایک چیز بھول گئی تھی، کیچپ بھی کہا تھا میں نے وہ یاد نہیں تھا رہا لڑکی۔۔۔۔دھیان کہا ہوتا تمہارا، میرے بارے میں زرا دھیان سے سوچا کرو کام کرتے وقت۔"

شیری نے رعب جھاڑتے مصنوعی غصہ دکھایا تو نوال نے اس کی اخری بات پہ شرمانے کی ایکٹنگ کی۔۔۔۔

"سائیں آپ خود باہر چلے گئے تھے میں کیا کرتی مجھے سمجھ ہی نہیں آئی۔۔۔"نوال نے رونے والا منہ بنایا۔

"اوئے یہ کیا ہو رہا۔۔۔۔اور شیری یہ کیا تھا کیوں کیا تو نے یہ۔"زین نے اکتا کے کہا کب سے دونوں کو ہونقوں کی طرح دیکھی جا رہا تھا۔

"نظر نہیں آ رہا گینڈے۔۔۔میری براؤنی پریشان ہو گئی کہ اس سے ٹھیک سے جوس نہیں بنا اور تو آنکھیں دکھا رہا۔"شیری نے نوال کے پاس بیٹھتے اسگ بچوں کی طرح

بہلایا۔اس کے گینڈے کہنے پہ زین تلملا گیا۔

"زین میں بے ہوش ہونے لگی۔۔۔۔یہ کیا ہو رہا یہاں۔ "

میرال گرنے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھتے کہا۔حیران کن یہ تھا کہ نوال جس کو اتنی باتیں سناتی تھی اب وہ اس سے کیسے میٹھی بنی باتیں کر رہی تھی، باتیں بھی نہیں اس کو سرتاج کہہ رہی تھی۔یہ سب صدمے سے کم نہیں تھا۔۔اس کے گرنے پہ نوال نے منہ بنایا۔

"چلو دونوں نکلو یہاں سے،پتا نہیں کیا زہر بنا لیا تھا ابھی تک منہ کا ذائقہ نہیں ٹھیک ہوا۔نکلو اور سو جا کہ دونوں۔"میرال نے دونوں کو جھڑکا جس پہ دونوں بتیسی کی نمائش کی۔

"ہاں ٹھیک کہا۔۔۔ہم یہاں سے جائیں اور آپ لوگوں کو پھر سے موقع مل جائے، ویسے بھائی آپ بھی کرا ہی لیتے رخصتی،خوامخواہ چھپ چھپ کے ملتے ہیں میری بہن سے۔"نوال نے جاتے جاتے شرارتی انداز میں کہا اور میرال کے اس تک پہنچنے سے پہلے کمرے میں غائب۔

جس پہ زین نے قہقہہ لگایا۔

"ویسے کہہ کے ٹھیک گئی ہے، کرواہی لیتا رخصتی۔۔۔کم از کم پاس تو ہوتی میرے۔"

اس سے پہلے میرال کے مطابق زین کو پھر سے دورا پڑتا وہ بھی اٹھ کے بھاگی۔

oooooooooooooooooooooooo

صبح جب وقاص واشروم میں برش کر رہا تھا تو اس نے مرحا کو آواز دی، جو ابھی اٹھی تھی۔

"جی۔۔۔" باہر سے ہی کھڑے اس نے آواز دی۔

"یار ادھر آئیں اور یہ دیکھیں کہ ٹوتھ پیسٹ کی کتنی جھاگ بن رہی ہے اور اس کا ذائقہ بھی عجیب سا ہے۔" وقاص نے اندر سے اپنا مسئلہ بتایا۔

"آپ پہلے کر لیں میں پھر چیک کر لیتی۔ "

"یار ادھر آئیں۔" اب وقاص خود ہی اس کو باہر سے اندر پکڑ کے لایا۔ وقاص نے شرٹ نہیں تھی پہنی جس کی وجہ سے وہ جھجھک رہی تھی اندر آنے سے۔ لیکن اب تو وہ لے آیا تھا اندر۔

"یہ دیکھیں عجیب سی خوشبو ہے اس کی اور ذائقہ بھی۔" وقاص نے اس کے سامنے ٹوتھ پیسٹ رکھی جس کو مرحانے سونگھا تو اس کی ہنسی نکل گئی۔

"کیا ہوا۔" وقاص نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"یہ تو میرا فیس واش ہے۔۔۔ایک منٹ۔" مرحانے فیس واش چیک کیا تو اس میں ٹوتھ پیسٹ تھی۔۔۔

"یہ کس کی حرکت ہے۔۔۔۔ضرور شیری کی کارستانی ہو گی، آپ کسی کو بول دیں کہ جوس لے آئے، منہ کا ذائقہ ہی بدل گیا۔"

"جی اچھا۔" کہہ کے مرحا خود ہی نیچے گئی اور ٹیبل پہ پڑا جوس کا جگ اٹھایا اور کیچن میں جا کہ گلاس میں انڈیل کے لائی، میرال جو خود کیچن میں کسی کام سے جا رہی تھی اس کو جگ اٹھاتے دیکھ لیا لیکن کہا کچھ نہیں کہ یہ بھی مزا چکھیں "جوس" کا۔

oooooooooooooooooooo

مرحانے گلاس لا کے وقاص کو دیا تو اس نے پینا شروع کر دیا ابھی حلق سے گزرا ہی تھا کہ سارا باہر نکال دیا۔۔۔اور کھانسنے لگ گیا۔ یہ وہی نوال والا جوس تھا جو رات کو

ٹیبل پہ ہی پڑا رہا کسی نے اٹھایا نہیں تھا۔۔۔تو مرحا کو لگا کہ ناشتے کے لیے رکھا ہو گا کسی نے۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔آپ ٹھیک ہیں۔"مرحا نے پریشانی سے پوچھا۔

"یار یہ کیا۔۔۔۔کس نے دیا آپ کو۔"وقاص نے مرحا کو دیکھ کہ آرام سے پوچھا جو رونے کو تیار تھی۔

"کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔شاید کسی نے شرارت کی ہو۔"وقاص نے نرمی سے مرحا کو کہا کیونکہ اب اس کی آنکھوں میں نمی گھل گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے نہیں پتا تھا۔۔۔یہ نیچے ٹیبل پہ پڑا تھا۔"مرحا نے آنکھیں جھپکتے کہا۔

"کوئی بات نہیں،یہ بھی شیری کا کارنامہ ہو گا۔"مرحا کو پاس کرتے پیار سے کہا تو وہ زرا دور ہوئی۔

"کیا ہوا۔۔۔"وقاص کو اس کا دور ہونا سمجھ نہ آیا۔

"آ۔۔۔آپ پہلے شرٹ پہن لیں۔۔۔"مرحا نے نظریں جھکا کے کہا تو وقاص قہقہہ لگا اٹھا۔

"اس کے بعد آئیں گی ناں پاس۔۔۔"شرارت سے کہا تو مرحا نے اس کی بازو پہ مکہ مارا۔

"میں جاب پہ کب جاؤں گی۔"تھوڑی دیر بعد مرحا نے وقاص سے پوچھا جواب تیار سا پرفیوم چھڑک رہا تھا خود پہ اس کے پوچھنے پہ مرحا پہ بھی چھڑک دیا۔

"کیا کر رہے ہیں۔"مرحا نے چھینک مارتے کہا کیونکہ اس کی ناک کے قریب بھی کی تھی۔

"ایک ہفتے بعد شروع کر لیجئے گا۔"وقاص نے اس کے سر پہ بوسا دیتے کہا اور اس کو ساتھ لیتے نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

oooooooooooooooooooo

دانی اور وقاص کی شادی کو ایک ہفتہ گزر گیا تھا اور سب روٹین پہ آ گیا تھا، نوال اور شیری کے پیپرز بھی سٹارٹ ہو گئے تھے، نوال تو سر توڑ محنت کر رہی تھی لیکن شیری جس طرح پہلے تھا اب بھی ویسے ہی پھر رہا تھا، لاپرواہ سا جیسے پیپر اس کے نہیں کسی اور کے ہوں، نوال نے اس دن کے بعد پھر کبھی شیری کو لڑکیوں کے آس پاس بھی بھٹکنے

نہیں دیا تھا، خود ہی ساتھ رہتی تھی، جس سے شیری تو خوش تھا لیکن تنگ بھی اچھا خاصا کر کے رکھا تھا۔

مرحانے کل سے جاب شروع کری تھی، لیکن جب وقاص گھر پہ ہوتا تو اس کو کچھ کرنے نہیں دیتا تھا جس پہ وہ چڑ بھی جاتی کہ ایسے ہی نکمی ہو جائے گی۔

زین کو آج خبر ملی تھی کہ ملک کا باس کچھ عرصے پہلے جو پاکستان آیا تھا اب دوبارہ سے آرہا ہے، لیکن آئے گا وہ خلیہ بدل کے جس سے ان کو ڈھونڈنے میں مشکل ہونی تھی، لیکن وہ یہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتے تھے۔ تبھی زین نے ایک فیصلہ لیا تھا کہ جہاں ملک کا باس رہنے کے لیے آرہا وہاں وہ بھی جائے گا اور وہی رہے گا جب تک اس کا پتا نہیں چل جاتا۔

oooooooooooooooooooo

نوال اور شیری کا آج آخری پیپر تھا جب شری کے پاس ایک لڑکی آئی، بظاہر تو وہ موبائل پہ بزی تھا مگر وہ اپنی براؤنی کی خونخوار نظریں اس لڑکی پہ اچھے سے محسوس کر سکتا تھا جو ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"Excuse me, may I have two minutes? "

لڑکی نے آتے ہی شیری کو مخاطب کیا تو نوال کو آگ لگ گئی۔

"No dear , we're about to going , right Sherry?"

کچھ جتانے والے انداز میں نوال نے شیری کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کہ گاڑی تک آئی لیکن بولی کچھ نہیں، نوال کو دکھ ہوا تھا کہ شیری خود کسی کو بھی نہیں بتاتا تھا کہ نوال اور وہ آپس میں انگیجڈ ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمیشہ نوال کو ہی بتانا پڑتا تھا، اصل میں شیری کے بولنے سے پہلے ہی نوال بول۔پڑتی تھی تو شیری کو موقع ہی کہاں ملتا تھا کچھ بولنے کا۔

"آپ کسی کو کیوں نہیں بتاتے کہ میں آپ کی منگیتر ہوں۔" گاڑی میں نوال کی سنجیدگی سے بھری آواز گونجی۔تو شیری نے گاڑی ایک سائیڈ پہ پارک کی۔

"اور ایسا کیوں لگا۔" شیری نے بھی سنجیدگی سے پوچھا۔

"آپ نے کسی کو بتایا ہی نہیں کبھی یونی میں کہ آپ میرے کیا لگتے ہیں۔" نوال نے

ایک شکوہ کناں نگاہ سے شیری کو دیکھا۔

"تو تمہیں تو پتا ہے ناں کہ میں صرف تمہارا ہوں۔" شیری نے نوال کی طرف مڑ کے کہا۔

"تو پھر بتاتے کیوں نہیں جب آپ کے پاس آتیں ہیں تتلیاں۔" نوال نے خفگی سے کہا۔

"یار جو بھی آتا تم پہلے ہی اس کو پتا دیتی مجھے موقع ہی نہیں ملتا بتانے کا، لیکن تم اب فکر نہ کرو اب میں بتا دوں گا۔" شیری نے پیار سے تسلی دی، نوال کا روٹھا روٹھا سا یہ روپ اس کو بہت بھایا تھا۔

پھر دونوں گھر کی طرف ہو لیے۔

oooooooooooooooooo

"دیکھو میرال ایسا کچھ نہیں ہے جیسا سمجھ رہی ہو، وہ بس کام کے سلسلے میں آئی تھی۔" زین نے آہستہ آواز میں منت کرتے ہوئے کہا میرال کو جو اس کی سننے کو تیار نہ تھی۔

"دیکھیں ایس پی صاحب، مجھے کچھ نہیں جاننا میں جا رہی ہوں۔" میرال نے دوٹوک

لہجے میں کہا اور جانے لگی جب زین نے کلائی پکڑ لی۔

"ایس پی صاحب آپ کا کچھ لگتا بھی ہے۔" زین نے پیار سے کہا لیکن میرال نے اپنی کلائی چھڑائی اس سے۔

"آپ جو بھی لگتے ہیں ادھر آفس میں میرے سر ہی لگتے ہیں، آپ جائیں، کہیں جو محترمہ ضروری کام سے آئیں تھیں وہ چلی نہ جائیں۔" میرال سنجیدگی سے کہہ کے جانے لگی جب زین نے اس کو حصار میں لے لیا۔

"جاتی ہے تو جائے، ابھی میرے لیے ضروری صرف تم ہو اور کچھ نہیں۔" زین نے کہتے اس کے سر پہ بوسہ دیا۔ تو میرال نے اس کے سینے پہ سر رکھا اور سکون محسوس کیا۔

"تو پھر وہ اتنے پاس کیوں کھڑی تھی آپ کے۔" میرال نے شکوہ کیا۔

"یار اب میں کیا کروں وہ خود ہی چپکی جا رہی تھی۔" ابھی کچھ ہی سیکنڈ گزرے جب باہر سے آواز آئی۔

"سر جلدی آئیں آپ سے بات کرنی۔" اس کی آواز پہ میرال نے غصے سے دروازے

کو۔دیکھا پھر زین کو جیسے سب اسی کا قصور ہو۔

"اب یہ مجھ سے بچ کے دکھائے۔"میرال زین سے دور ہو کہ باہر کو ہونے لگی جب زین نے اس کو کمر سے پکڑ کے اپنے ساتھ لگایا۔

"کیا ہو گیا میرال،اب تم اس طرح لڑو گی سب سے۔"زین نے اس کے ہاتھ پیٹ پہ باندھتے ہوئے کہا۔

"بالکل جو تمہارے قریب آئے گی اس کی ہڈیوں کا میں سورما بنا دوں گی، چھڑ رو مجھے اس کو ابھی بتا کہ آئی میں۔"مسلسل اپنا آپ چھڑاتے میرال نے غصے سے کہا۔

"آپ جائیں ہم پھر کبھی اس پہ بات کر لیں گے۔"زین نے میرال کے منہ پہ ہاتھ رکھ کے کہا کیونکہ وہ اس لڑکی کو ابھی سنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"لیکن سر۔۔۔۔"باہر لڑکی نے کچھ کہنا چاہا جب زین نے ٹوک دیا۔۔

"جب کہہ رہا ہوں ابھی نہیں تو آپ جا سکتی ہیں۔ "

زین نے سنجیدگی سے کہا لیکن اگلے ہی پل وہ کراہا اٹھا جب میرال نے اسی کے ہاتھ پہ کاٹ لیا۔

جبکہ باہر لڑکی اب جا چکی تھی جو زین سے ان کے مشن کی کوریج میڈیا تک پہنچانا چاہتی تھی۔ابھی وہ اس سے اس بارے میں کھل کے بات کرتا جب میرال اندر آئی جو بہت۔خوشگوار موڈ میں تھی لیکن اندر آتے ہی اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی اور فوراً سنجیدہ ہوئی۔'سوری سر بعد میں آتی' کہہ کے جانے لگی جب زین سرعت سے اس کی طرف بھاگا۔لیکن وہ اپنے ہی غصے سے اس کو اگنور کری جا رہی تھی۔

"افف جنگلی بلی یہ کیا کیا۔۔۔"زین نے اپنا ہاتھ دیکھتے کہا جہاں میرال کے پیار کی نشانی آب وتاب سے چمک۔رہی تھی۔۔

"آپ کو نہیں پتا۔"معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑ کے جواب دیا۔

"تمہیں میں بتاتا ہوں کہ یہ کیا ہے اور کیسا لگتا۔"زین نے کہہ کے میرال کو قابو میں کیا جواب بھاگنے کا ارادہ۔رکھتی تھی اس کی گرفت میں پھڑ پھڑا کے رہ گئی۔۔

"چھوڑا مجھے ایس پی پٹھان۔"لیکن زین نے بھی اس کو بتا کہ چھوڑا کہ وہ کیا تھا اور کیسا محسوس ہوتا،اب میرال اپنی گردن پہ ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

"یہ کیا کر دیا۔۔۔افف۔"میرال نے افسوس سے زین کو دیکھا جس نے ڈریکولا بننے

میں کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔

"ارے بے بی سمجھ نہیں آئی، کوئی بات نہیں میں دوسری طرف بھی کر دیتا ہوں پھر سمجھ آجائے گئی۔" کہہ کے ایک بار پھر اس کی طرف بڑھنے لگا جب میرال نے اپنا سکارف اٹھایا اور بینڈ بھی جس سے اس نے بال باندھے تھے جواب زین کی مہربانی سے کھلے پڑے تھے۔

"دور رہیں۔۔۔پہلے ہی اتنے زور سے کاٹا یہ دیکھیں نشان بن گیا، اگر کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال نے شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے کہا تو زین اس کے پیچھے ہی کھڑا ہو گیا اور گردن پہ کاٹنے کا نشان دیکھا جواب زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔ پھر جھک کہ وہیں اپنے لب رکھے۔

"زیادہ زور سے ہو گیا۔" زین نے پیار سے پوچھا تو میرال مسکرا دی اور معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا۔ تو زین نے پھر سے وہاں اپنے لب رکھے۔

"ایک سرپرائز ہے تمہارے لیے۔" زین نے پیچھے ہٹتے کہا تو میرال نے الجھن سے

دیکھا۔

"کیسا سرپرائز۔۔؟ "

"کچھ دنوں تک مل جائے گا۔" مسکرا کے کہا تو میرال نے کندھے اچکائے۔

"چلو لنچ پہ چلتے ہیں، میں جانتا ہوں اسی وجہ سے آئی تھی تم۔" زین نے اس کا ہاتھ پکڑتے کہا

"جی آئی تو اسی وجہ سے تھی لیکن جو دیکھا۔۔۔" میرال نے بات ادھوری چھوڑ دی جس پہ زین نے قہقہہ لگایا۔

"یار ایسا کچھ نہیں تھا،۔۔۔۔" زین نے کہا اور اس کو اپنے ساتھ لنچ پہ لے گیا۔

oooooooooooooooooooooo

مرحا کمرے میں بیٹھی رو رو کے اپنا برا حال کر رہی تھی، پھپھو کچھ کام سے کسی رشتے دار کے گھر گئی تھی، پہلے تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ کے باتیں کر لیا کرتی تھی جب بھی دونوں فارغ ہوں، انہوں نے اس کو اپنی بچی کی طرح رکھا تھا کوئی کام نہیں کرنے دیتی تھی، وقاص نے ان دو ہفتوں میں اس کا بہت خیال رکھا تھا لیکن جب وہ اس کو تنگ

کرتا تو اس کا اب ایک جواب ہوتا کہ

"میں نہیں رہنا آپ کے پاس میں جا رہی ہوں امی کے کمرے میں۔ "

اب یہ جملہ اس کی دھمکی کے طور پہ استعمال ہوتا تھا جو بہت کارآمد ثابت ہوا تھا اور وقاص اس کو سننے کے بعد شرافت کا مظاہرہ کرتا تھا،

لیکن آج طبیعت خرابی کی وجہ سے وہ گھر پہ ہی رکی تھی ہوسپٹل بھی نہیں گئی تھی پھپھو نے منع کر دیا تھا کہ گھر پہ رہ کے خود کو تھوڑا سکون دو، لیکن اب خود ہی اکیلی بیٹھی رو رہی تھی، دل گھبرا رہا تھا، عجیب سی کیفیت تھی اس کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شام جو جب پھپھو واپس آئیں تو اس کو کہیں ناپا کر اس کے روم میں چلیں آئیں جہاں وہ بستر میں دبکی سسکیاں بھرتی سو گئی تھی، وقاص کے آنے میں ابھی ٹائم تھا۔

"مرحا بچے کیا ہوا ہے اس وقت کیوں سو رہے ہو۔" پھپھو نے پیار سے اس کے قریب بیٹھتے پوچھا تو مرحا جو ابھی کچی نیند میں تھی ان کی آواز سے اٹھ بیٹھی۔ اور ان سے لپٹ کے رونا شروع کر دیا۔

"ارے کیا ہوا ہے، ڈر گئی ہو کیا۔" پھپھو نے پریشانی سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر

ہلایا۔

"پتا نہیں امی، دل گھبرا رہا کچھ ہو رہا ہے مجھے، صبح سے سر گھوم رہا، میں بھی گھوم رہی ہوں۔" اتنا کہہ کے پھر سے رونے لگ گئی۔ اس کی بات پہ جہاں خدیجہ بیگم خوش ہوئیں وہی اس کی آخری بات پہ ہنسی دبائی۔

تبھی وقاص بھی روم میں داخل ہوا اور مرحا کو اس طرح روتا دیکھ کے پریشان ہو گیا۔

"کیا ہوا ہے، سب ٹھیک ہے ناں۔" وقاص مرحا کی دوسری سائیڈ پہ آیا اور ماں سے الگ کر کے اپنی طرف کیا جس نے رو رو کے اپنی آنکھیں سوجا لیں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اپنی بیگم سے ہی پوچھو، پاگل ہے پوری۔" خدیجہ بیگم نے ہنس کے پیار سے مرحا کے سر پہ ہاتھ پھیرتے کہا اور چلی گئیں کہ وقاص ہی اب سنبھال لے گا۔

"کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہیں۔" وقاص نے اپنے ساتھ لگاتے اس کی بال سہلا کے پوچھا۔ جواب دینے کے بجائے مرحا مے اس کے گرد بازو لپیٹے اور گردن میں منہ دے کہ رونے لگی۔

وقاص نے سرد سی آہ بھری۔

"بتائیں بھی یار کیا ہوا ہے، پریشان کر رہی ہیں آپ مجھے اس طرح رو کے۔" وقاص نے سر پہ بوسا دیتے کہا۔

"مجھے ناں یہاں کچھ ہو رہا، دل بھی گھبرا رہا صبح وومٹ بھی ہوئی تھی۔" مرحا نے اپنے خلق کی طرف اشارہ کرتے بچوں کی طرح معصومیت سے جواب دیا۔

"تو آپ کو نہیں پتا آپ کو کیا ہوا ہے۔" وقاص نے اس کی طرف پیار سے دیکھتے کہا۔

"نہیں، مجھے کچھ نہیں پتا۔۔۔" پھر سے اس سے چپک کے رونے لگی۔

"خدا ہے یار ایک ڈاکٹر ہو کہ نہیں سمجھ رہیں اپنی کنڈیشن، اس بندے کو ڈھونڈنا پڑے گا جس نے میری بیگم کو ڈاکٹر بنا دیا۔" وقاص نے افسوس سے اس کے سر کو دیکھا اور دل میں سوچا۔

"اوکے۔۔۔ آپ بالکل ٹھیک ہیں خوامخواہ خود کو ہلکان نہ کریں، ہم کل ہو سپیٹل جائیں گے اور آپ چیک اپ کروا لینا ٹھیک ہے۔" وقاص نے نرمی سے کہتے اس کو اپنے حصار میں لیتے لٹایا اور ساتھ ہی نیم دراز ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب مرحا خاموش ہوئی تو وقاص اس کے لیے کھانا لے کہ آیا اور

تھوڑے فروٹس بھی زبردستی کھلائے۔

امی نے جو خبر دی تھی اس سے اس کو بہت خوشی ہوئی تھی اور مرحا پہ حیرانی۔۔۔

اب کل ہی اس بارے میں نپٹے گا مرحا سے وقاص نے سوچ لیا تھا۔

ابھی بھی اس کو ہنسی آرہی تھی مرحا کے ری ایکشن پہ۔

oooooooooooooooooooo

آج شیری اور نوال کا پیپرز کے بعد اخری دن تھا جس کو سب سیلیبریٹ کر رہے تھے، پھر ایک مہینے بعد اگلا سمیسٹر شروع ہو جانا تھا۔

نوال نے لائیٹ بلیو فراک پہنی تھی،۔شیری نے بھی میچنگ کی تھی آج وہ سہی معنوں میں ایک بہترین کپل لگ رہے تھے۔

"Made for each other."

آج بھی لڑکیاں شیری کے پاس کسی نہ کسی بہانے سے آرہی تھی اور بات کرنے کے مواقع تلاش کر رہی تھیں۔جس سے نوال کو تپ چڑھ رہی تھی۔

"اب اگر کوئی پاس آیا اور تم نے بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا، خدہے لڑکیوں کو

منع بھی نہیں کر رہا اور ان کو ہمارا بتا بھی نہیں رہا۔"نوال غصے سے بڑبڑائی جس پہ شیری نے مسکرا کے دیکھا۔

یونیورسٹی میں زیادہ کچھ اہتمام نہیں کیا گیا تھا لیکن کچھ چھوٹی چھوٹی پرفارمنس رکھی گئی تھیں۔جس کو سب انجوائے کر رہے تھے۔

نوال ابھی اپنی دوست سے بات کر ہی رہی تھی جب اس کو محسوس ہوا کہ شیری پاس نہیں ہے۔ادھر اُدھر دیکھا تب بھی نظر نہ آیا۔

"یہ کہاں چلا گیا کہیں،لڑکی کے ساتھ بھاگ تو نہیں گیا مل جائے مجھے اس کو تو میں بتاتی ہوں کہ لڑکیوں سے کیسے بات کرتے ہیں۔"

نوال غصے سے سرخ پڑتی دل میں سوچ رہی تھی۔

اب جب اس کے دل میں شیری کے لیے جزبات تھے تو وہ کیوں کسی کو اجازت دے کہ اس کے شیری کے ساتھ فری ہو۔

جھٹکا تب لگا جب سٹیج پہ اس کو شیری نظر آیا جو مائک پکڑ رہا تھا اب۔۔۔

"یہ کیا کرنے والا۔"نوال کے دل نے سپیڈ پکڑی۔

پھر شیری نے مسکرا کے نوال کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہی تھی، دونوں کی نظریں ملنے پہ شیری نے آنکھ ونک کی۔

"ہائے یہ کیا کرنے والا۔۔۔۔"نوال نے اپنے ساتھ کھڑی اپنی دوست سے پوچھا تو اس نے کندھے اچکائے۔

"تمہارا منگیتر ہے تم جانو۔"اس نے نوال کے کندھے ست کندھا مار کے شرارت سے کہا۔

"Hello everyone !"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری نے مسکرا کے پوچھا تو جواب لڑکیوں کی طرف اے زور و شور سے آیا۔

"Hi handsome."

ان کی یک آواز پہ شیری مسکرایا تو لڑکیوں نے اپنا دل سنبھالا۔

"First of all let me tell you that I'm also pretty fine."

شیری نے شرارت سے کہا تو سب ہنس دئے۔اس وقت سب ہال میں موجود تھے۔ہلکا

ہلکا میوزک چل رہا تھا۔

" Why are you there handsome?"

کچھ لڑکیوں کی پھر سے آواز ابھری۔۔۔اب کی بار نوال کو غصہ آیا۔اس سے پہلے کہ بولنے والی کا جا کہ منہ توڑتی شیری کی آواز گونجی۔

" I'm here to announce something special for someone special,

Which you may deslike but I love that from my heart"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری نے دلکش مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو نوال کا دل پسلیاں توڑ کے باہر آنے کو تھا

"ایسا کیا ہے۔"کچھ کی طرف سے سوال آیا جس پہ شیری نے بس مسکرانے پہ اکتفا کیا۔

"کچھ بھی نہ کہو ایسے ہی آجاؤ۔"شاید نوال کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کیا کرنے والا اسی کیے دل میں دعا کی۔لیکن معائے افسوس شیری نے بولنا شروع کیا۔

"So let me raise the toast

To the girl I LOVE the most

In the WHOLE WORLD"

شیری نے مسکرا کے کہنا شروع کیا۔

"ہائے مجھے لے جاؤ یہاں سے میں نے بے ہوش ہو جانا، یہ دیکھو میرا دل باہر کو آ رہا۔"

نوال نے اپنے ساتھ کھڑی دوست کا ہاتھ پکڑ کے دل۔ کے مقام پہ رکھا تو وہ ہسنے لگ گئی۔

"NAWAL SHEHRIYAR"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری نے نوال کو نظروں کے حصار میں رکھتے کہا۔ تو نوال بس گرنے جو تھی۔۔۔

اتنے سارے لوگوں کے سامنے اس جا اظہار محبت سن کے پل میں سرخ پڑ گئی اب اس کا دل۔ کر رہا تھا کہ کہیں چھپ جائے جا کہ لیکن۔۔۔

شیری کے نام لینے پہ اچانک سے تھیم چینج ہو گیا، اور سرخ پردے ہال کہ کھڑکیوں پہ گرا دئے گئے اور اچانک سے نوال کی طرف سپاٹ لائیٹ کی گئی۔

جس سے سب نے نوال کی طرف دیکھا۔

تبھی خوبصورت سی دھن بجنا شروع ہو گئی ایڈ شیران کے گانے پر فیکٹ کی۔

شیری دھیمے قدم چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنے زرا قریب کیا۔

نوال کی تو شرم۔سے بولتی بند ہو گئی تھی۔

"Will you be MINE forever and ever."

گھٹنوں کے بل بیٹھ کے شیری نے ایک سرخ ڈبیہ پاکٹ سے نکالی اور اور اس کے سامنے کی۔سب نے مل کے ہوٹنگ شروع کر دی۔

کوئی رشک بھری نظروں سے دیکھے تو کوئی حسد سے،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"May I."

جب نوال کچھ نہ بولی اور ایسے ہی بے یقینی سے سب دیکھی گئی جیسے کائی خواب ہو تو شیری نے خود ہی اس کے ہاتھ ہی دباؤ ڈالتے پوچھا،نوال خواب کی کیفیت میں ہی سر ہلا گئی اور شرم سے ایک بار پھر سرخ پڑ گئی۔

اس کے سر ہلانے سے سب نے تالیاں بجانا شروع کی۔

شیری نے خوبصورت سی رنگ اس کے ہاتھ میں پہنا کے لبوں سے لگایا اور کھڑا کو کہ

اس کے ماتھے پہ پیار کیا۔

نوال کے لیے اب بھی سب شاکنگ ہی تھا، آواز جیسے خلق میں بیٹھ گئی تھی۔

"ویسے میں ایک اور جملہ کہنا چاہ رہا تھا جو میں اب رات میں کہوں گا۔" شیری نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے کہا تو نوال نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

جس پہ شیری مسکرا اٹھا۔

سب نے مل کے نوال کو مبارکباد دی اور ساتھ ہی کچھ نے پھولوں کے گلدستے بھی، زیادہ اس کے کلاس فیلو تھے جو اس کو بکے بھی دے رہے تھے ایسا لگا تھا کہ وہ بھی شیری کے اس پلان میں شریک تھے۔

پھر سب کی موجودگی میں شیری نے نوال کے ساتھ مل کے کیک کاٹا جس پہ بیسٹ وشیز لکھا تھا ساتھ میں خوبصورت طریقے سے نوال اور شیری کا نام۔

نوال تو جیسے خوشی سے ہواؤں میں تھی، کہ شیری اس طرح سب کو بتائے گا کہ وہ اس کی ہے، نوال نے ایک پیار بھری نظر شیری پہ ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ دونوں ایک بار پھر مسکرا اٹھے۔

اسلام آباد کی فلائیٹ سے وہ تقریباً ساڑھے دس گھنٹے کی مسافت کے بعد سویٹزرلینڈ کی سرزمین پہ اترے، سارے رستے میرال نے تو سو کے گزارا البتہ زین کی بس ایک بار آنکھ لگی تھی وہ بھی تھوڑی دیر کے لیے، جسے میرال نے یہ کہہ کے جگایا کہ میں اٹھی ہوں اب تم بھی نہ سو، پھر زین کو ناچار اس کی بات ماننا پڑی۔

تھکن سے چور دونوں وہاں پہنچے جہاں زین کا ایک پرانا جاننے والا ان کو رسیو کرنے آیا تھا۔

پہلے زین کو پتا چلا تھا کہ "دلاور" ملک کا باس پاکستان آنے والا لیکن عین موقع پہ خبر ملی کہ وہ جھوٹی خبر تھی، وہ تو سویٹزرلینڈ میں رہائش پذیر ہے اور ابھی بھی وہی ہے تو زین نے کسی کو خبر دیے بغیر چھان بین کروائی جس سے یہ بات سچ نکلی اور اب وہ جلدی رخصتی کرا کے یہاں پہ میرال کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔

یہ کونسے ملک میں ہیں یہ بس گھر کر افراد جانتے تھے باقیوں کو ان سب نے یہ کہنا تھا کہ وہ دوسرے شہر میں چلے گئے ہیں زین کی ٹرانسفر کی وجہ سے۔۔۔۔۔۔

تھامس نامی لڑکا جو زین سے کافی چھوٹا معلوم ہو رہا تھا آگے بڑھا اور زین سے مصافحہ کیا ،اور میرال کو بھی اشارے سے ویلکم کیا جس پہ اس نے مسکرانے پہ اکتفا کیا۔

پھر زین نے میرال سے تھامس کا تعارف کرایا کہ یہ اس کو انگلینڈ میں ملا تھا جب زین نے اس کی کسی کام میں مدد کی تھی تب سے یہ دونوں اچھے سے جانتے ہیں ایک دوسرے کو اور ابھی ایک دو ہفتے انہیں کے ساتھ رہنا ہو گا۔

"Sir , I think you both are very tired ."

تھامس اپنی تھوڑی بہت سیکھی انگریزی سے بات شروع کی۔

"Yeah very tired ."

میرال نے تھکے لہجے میں کہا تو زین نے گھورا۔۔۔جس پہ میرال نے ابرو اچکائے۔

"کیا۔۔۔میں واقعی تھکی ہوں۔"میرال نے کندھے اچکا کے کہا۔

"سارے رستے سو کے آئی ہو۔۔۔ابھی بھی تھکی ہو، تم گھر جا کے سو کے دکھانا مجھے۔ "

زین نے آنکھیں دکھاتے کہا، ایک تو سارا رستہ اس کا کندھا توڑتی رہی اوپر سے کہہ رہی ہے کہ تھکی ہے بہت۔

"ہاں تو سو جاتے تم بھی منع کیا تھا کیا۔"اس کی بات پہ زین نے میرال کو داد دینے

والے انداز میں دیکھا۔

"اوکے اوکے کیا تھا منع لیکن اب تو نہیں کر رہی ناں۔۔۔۔"میرال نے ہار مانتے کہا تو زین مسکرا اٹھا۔

"Lets go Thomas."

زین نے تھامس کو چلنے کا اشارہ کیا اور میرال کا ہاتھ پکڑ کے تھامس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooooo

برن ائیر پورٹ (Bern airport) سے تقریباً سینتالیس کلو میٹر کے فاصلے پہ ایک گاؤں جس کا نام لیٹر برنین (lauterbrunnen) تھا۔جو سیر و سیاحت کے لیے بہت مشہور مقام جانا جاتا تھا وجہ اس کی خوبصورتی اور ہریالی تھی، پہاڑ اور ہریالی ایک الگ ہی سرور بخشتی تھی۔وہاں جا کے ایسا لگتا کہا انسان نے جیتے جی ایک جنت دیکھ لی۔۔۔پہاڑوں پہ بنے گھر بادلوں کو چھوتے تھے، کہ انسان بادل کو اپنے بہت قریب دیکھ سکتا تھا۔

میرال تو سارے رستے مبہوت سی سب دیکھتی گئی، جیسے پھر کبھی یہ دیکھنا نصیب نہ ہو، وہ اس جگہ کی خوبصورتی میں کہیں کھو گئی تھی۔ یہ گاؤں خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔ لیکن ابھی سردیاں چل رہی تھیں تو ہر طرف برف نے اپنا بسیرا کیا تھا، جیسے زمین پہ سفید چادر بچھادی ہو۔

پہاڑوں کے بیچوں بیچ یہ خوبصورت سا چھوٹا گاؤں میرال کو ایک جنت ہی لگی تھی، چھوٹے چھوٹے خوبصورت سے ہٹ بنے تھے، پانی کی آبشاریں جو اب برف کی وجہ سے جم چکی تھیں اور خوبصورتی کو اور چار چاند لگا رہی تھیں گھروں کے چھتوں پہ برف کی چادریں چڑھیں ہوئی تھیں میرال کا دل کیا کہ کاش یہ وقت رک جائے اور وہ اس قدرت کے نظارے میں کہیں کھو جائے۔۔۔ بیشک اللہ نے انسانوں کو زمین پہ ہی جنت کے نظارے کروائے تھے۔ پورا گاؤں ایک سفید اور نیلا رنگ کا سماں پیش کر رہا تھا۔ سورج بھی چمک رہا تھا اور اپنی روشنی سے گھروں کی چھتوں پہ چاندی بکھیر رہا تھا۔

لمبا سفر طہ کر کے میرال اور زین تھامس کے ساتھ لیٹر برنین (lauterbrunnen) گاؤں پہنچے۔۔۔۔ تھامس نے جوان کے لیے گھر تیار کروایا تھا وہ اس کا خود کا ہی تھا لیکن وہ اس گھر کو اپنے مہمانوں کے لیے ہی استعمال کرتا

تھا، پاس ہی اسکا دوسرا گھر تھا جو اس سے چھوٹا لیکن خوبصورت سا لکڑیوں کے طرز کا بنا تھا۔ یہاں سب گھر لکڑیوں سے ہی بنے تھے۔

میرال اور زین نے جہاں رکنا تھا وہ بالکل ایک چھوٹی سے ندی کے کنارے تھا۔ ترتیب سے بنے آدھے گھر چھوٹی سی ندی کی ایک طرف اور آدھے گھر دوسری طرف، ندی کے اوپر ایک سڑک بنائی گئی تھی جس سے گاڑیاں آسانی سے گزر سکتی تھیں۔ ندی کا پانی بھی سردی کی وجہ سے جم۔ چکا تھا۔

ندی کے اوپر سے گزر کے وہ گھر کے باہر رکے، گاڑی سے باہر نکل کے میرال نے اپنے ٹھنڈے ہاتھ زین کی گردن پہ لگائے تو وہ بدک کے پیچھے ہوا۔

"کیا کر رہی ہو، آگے ہی قلفی بن رہی ہے۔ "

زین نے ہاتھوں پہ دستانے پہنتے کہا۔ ابھی دونوں نے اوور کوٹ پہن رکھے تھے، میرال نے حجاب کر کے اوپر وول کی کیپ بھی پہنی تھی۔ میرال زین کے بازو میں ہاتھ ڈالے اس کے کندھے سے چپکی اندر کی جانب بڑھی جہاں تھامس نے آنے کو کہا۔

درخت کے پتے جھڑ چکے تھے اور ان کو بھی برف نے اپنے قابو میں کیا تھا۔

اندر جا کے تو میرال گھر کا اندرونی حصہ دیکھ کہ تو مبہوت رہ گئی، ہر چیز نفاست سے سیٹ کی گئی تھی۔ چھوٹا سا ہال جس کا فرش بھی لکڑی سے بنا تھا اور گرے کلر کا ایک صوفہ سیٹ تھا۔ دائیں جانب کیچن کے لیے جگہ تھی جو اوپن کیچن تھا اور اس کے ساتھ ہی ڈائننگ ٹیبل سیٹ تھا وہ بھی لکڑی کا بنا تھا، تقریباً سارا گھر ہی لکڑی کا بنا تھا۔

"Your room is upstairs on the left side."

تھامس نے ان کو کمرے کی جانب متوجہ کرایا۔۔۔

"زین میں اوپر جا کے دیکھ آؤں تم بعد میں آجانا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال نے خوشی سے چہک کے کہا تو زین اس کی جلد بازی پہ مسکرا اٹھا۔ اس کے جواب کو سنے بغیر میرال اوپر کی جانب بھاگی۔ لکڑیوں کی سیڑھیاں طہ کر کے اوپر اپنے کمرے میں پہنچی اور سیدھا کھڑکی کی طرف آئی جو شیشے کی تھی، باہر کا منظر دیکھ کے میرال کا اب دل کر رہا تھا کہ باہر جا کے کھیلے، اس کے اندر کا بچہ جاگ رہا تھا۔

کمرے کے بیچ ایک بیڈ سیٹ کیا گیا تھا۔ کھڑکی کے ساتھ کچھ آرٹیفیشل پودے رکھے گئے تھے، گرمیوں میں تو کھڑکی کے باہر جو شیلف بنی ہوتی اس پہ پودے رکھے جاتے

لیکن اب سردی کی وجہ سے نہیں تھے کہ ان پہ برف پڑتی تھی۔

روم زیادہ بڑا نہیں تھا، سمپل سا تھا، فرنیچر کے نام پہ بس بیڈ تھا، کھڑکی کے پاس ایک ٹیبل تھا جس کے اوپر چھوٹا سا گول شیشہ تھا اور ایک بائیں طرف صوفہ ساتھ ہی اٹیچڈ باتھروم۔

تھامس نے ان کے لیے ناشتہ منگوایا۔۔

ناشتے میں تھامس نے اپنی وائف سے کہہ کے روسٹی (Rösti) بنوائی جو یہاں کا مشہور ناشتہ تھا، انگلش میں اسے hash browns کہتے تھے، روسٹی اس کو جرمن زبان میں کہتے تھے، اصل میں یہ آلو سے بنی ڈش تھی جو دکھنے میں پکوڑے کی اور کچھ کچھ آملیٹ کی طرح ہوتی تھی، اور اس کو فرائیڈ ایگ کے ساتھ سرو کیا جاتا تھا۔

میرال کو تو بہت مزے کی لگی اور بالکل فریش سی بیٹھی تھی، سفر کی تھکان تو جگہ کی خوبصورتی دیکھ کے ہی اڑ گئی۔ لیکن زین آرام کرنا چاہتا تھا اسی لیے روم کی طرف جانے لگا جب میرال نے پکارہ۔

"زین اتنا اچھا موسم ہے آؤ چلیں، گھوم کے آتے ہیں، ابھی تھامس بھائی نے بتایا کہ

یہاں ایک جھیل ہے بہت ہی خوبصورت سی، چلو وہاں چلتے ہیں۔"میرال ساری تیاری کے ساتھ باہر جانے کو تیار کھڑی تھی۔زین نے اس کو ہونقوں کی طرح دیکھا۔

"میرال جان ابھی موسم دیکھو یار، برف پڑ رہی ہے اور ویسے بھی جھیل کی ابھی قلفی بنی ہو گی اور میں نہیں چاہتا کہ میری بھی قلفی بن جائے، میں بہت تھکا ہوں ابھی سونا چاہتا ہوں۔ "

زین نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو میرال کو اس پہ ترس آیا اور جانے کا ارادہ کسی اور دن کے لیے رکھ دیا۔

تھا مس اب جا چکا تھا، میرال بھی پھر زین کے ساتھ اوپر چلی گئی روم میں، گھر میں ہیٹر آن تھے جس سے باہر کے ماحول سے اندر کا ماحول پر سکون تھا۔

کمرے میں جاتے ہی زین نے شرٹ اتاری اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

"اتنی سردی میں بھی سکون نہیں۔"میرال نے اس کی شرٹ اتارنے پہ طنز کیا تو زین مسکرا اٹھا۔

"جیسا بھی موسم ہو میں ایسے ہی سوتا ہوں اور اب آرام سے ادھر آ جاؤ اور سو جاؤ شام کو

تھامس کی فیملی سے ملواؤں گا۔"زین نے میرال کا بازو پکڑ کے اس کو اپنے پہلو میں لٹایا اور حصار میں لے کہ آنکھیں موند گیا۔

میرال بھی بغیر چوں چراں کیے اس کے ساتھ ہی سو گئی، تھکن تو تھی اب اسی لیے جلد ہی سو گئی۔

oooooooooooooooooooo

میرال اور زین کے جانے کے بعد نوال ابھی تک شیری سے ناراض تھی اس سے بات نہیں کر رہی تھی، وہ بے چارا کبھی اس کے لیے ادھر اور کبھی اُدھر۔۔۔۔لیکن وہ نخرے دکھائی جا رہی تھی۔۔۔

اب بھی وہ اس کے کمرے میں موجود اس کو منانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یار میں نہیں تھا وہ۔۔۔۔"شیری نے لاچاری سے کہا۔

"تو کون تھا، بتاؤ بھائی نے خود بتایا کہ وہ تم تھے، اور بھائی کیوں جھوٹ بولیں گے۔" نوال نے تیوری چڑھا کے کہا۔

"یار رکو میں دکھاتا ہوں وہ پک۔"پھر شیری نے ساری بات نوال کو بتادی لیکن وہ اب

بھی منہ پھلا کے بیٹھی تھی۔۔۔

"یار اگر شادی ہوئی ہوتی نا تو میں نے اتنے اچھے طریقے سے منانا تھا کہ یاد رکھتی لیکن شادی کے بعد جب ناراض ہو گی ناں تب مناؤں گا۔" شیری نے منہ بنا کے کہا تو نوال اس کی بے شرمی دیکھی گئی۔۔

"تمہیں شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے۔" نوال نے غصے سے سرخ پڑتی کہا تو شیری شرارت سے مسکرا اٹھا۔

"لو اب بھلا میں نے کیا کہہ دیا۔ میں تو تمہیں پیار سے منانے کے طریقے بتا رہا ہوں۔" شیری نے مسکراہٹ روک کے سنجیدگی سے کہا تو نوال نے پاس پڑا تکیہ اٹھا کے شیری کو مارا جس سے وہ مصنوعی کراہا۔ تو نوال پریشانی سے اس کی طرف بڑھی۔۔۔

"زیادہ زور سے لگ گئی۔" نوال نے معصومیت سے پوچھا تو شیری نے اچھے بچوں کی طرح سر ہلایا۔

"سوری میرا یہ ارادہ نہیں تھا۔" نوال نے شرمندگی سے کہا تو شیری کو اس پہ بہت پیار آیا۔

"یار ایسی حرکتیں تو نہ کرو اب کہ میں کچھ کر گزروں۔"شیری نے سنجیدگی سے غیر سنجیدہ بات کی تو نوال سٹپٹا گئی۔اور اس سے فوراً دور ہوئی۔۔

"تم نا۔۔۔جاؤ یہاں سے۔"نوال نے بلش کرتے گھبراتے ہوئے کہا تو شیری کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"کیوں جاؤں،جب تک میری براؤنی نہیں مانتی میں نہیں جا رہا کہیں۔"شیری نے مزید قریب ہوتے کہا تو نوال کھسک لی فوراً واشروم اور وہاں سے اونچا بولی۔۔

"مان گئی آپ کی براؤنی۔۔"ساتھ ہی مسکرا دی،شیری بھی مسکرا کے نیچے چلا گیا۔

"یار اب تو کر ہی لینا چاہیے ویاہ۔"دلکشی سے مسکراتا گاڑی میں بیٹھا اور ایک کام کے لیے نکل پڑا جو زین کہہ کے گیا تھا۔

oooooooooooooooooooooo

"امل۔۔۔امل جان کہاں ہیں آپ۔"دانی گھر میں داخل ہوتے بولا،دانی کی عادت ہو گئی تھی کہ گھر آتے ہی سب سے پہلے امل کو دیکھ نا لے تو سکون نہیں ملنا تھا ابھی بھی وہ اس کو کہیں نظر نہیں آئی تھی تو اپنے روم میں داخل ہوا جہاں وہ رونے کا شغل پورا

کر رہی تھی۔

"امل کیا ہوا جان ایسے کیوں رو رہی ہیں۔" دانی نے اپنے ساتھ لگاتے پیار سے پوچھا۔

"مجھے میرو کی یاد آرہی ہے۔" سوں سوں کرتے جواب ملا۔ تو دانی سرد سی آہ بھر کے رہ گیا۔

"تو ہم اس سے بات کر لیتے ہیں۔۔۔۔ لیکن ابھی کچھ دیر پہلے وہ پہنچے ہونگے تو شام کو کریں گے کال، اوکے پھر آپ کو میں وقاص کی طرف بھی لے جاؤں گا تو آپ اور مرحا اکٹھے بات کر لینا اس سے۔۔۔" دانی نے اس کی کمر سہلاتے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

"وہ لوگ واپس کب آئیں گے۔" امل نے آنسوں صاف کرتے پوچھا تو دانی کو ہنسی آگئی

۔

"ہنس کیوں رہے ہیں، میں نے کوئی مزاق تھوڑی کیا ہے۔" امل نے خفا ہوتے کہا تو دانی کو اپنی ہنسی پہ بریک لگانا پڑا۔

"ارے نہیں۔۔۔۔ ابھی تو وہ گئے ہیں، کچھ کام بھی ہے وہاں اور اچھا ہے نا ان کا ہنی مون بھی ہو جائے گا۔" دانی نے نارملی کہا لیکن امل شرما گئی، بے شک وہ بات میرا ل

اور زین کے ہنی مون کی کر رہا تھا لیکن امل کو اس نام سے ہی شرم آ گئی۔

"ارے آپ تو ایسے شرما رہی ہے جیسے میں نے اپنے ہنی مون کی بات کی۔" دانی نے شرارت سے کہا تو امل پل میں سرخ پڑی۔

"ویسے میں سوچ رہا تھا کہ ہم بھی نہ ہو آئیں۔" اس کے پوچھنے پہ امل نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کہاں۔" بونگا سوال پوچھ بیٹھی۔

"ہنی مون پہ۔" جھٹکے سے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اپنی جانب کھینچا کہ وہ اس کے سینے سے آ لگی۔

"دا۔۔۔نی۔۔۔دانی کیا کر رہے ہیں، کوئی آ جائے گا۔" امل نے اس کے سینے پہ ہاتھ رک کے پیچھے ہونے چاہا جب وہ اس پہ جھک آیا۔

"زرا بتائیں کون آئے گا۔" اس کے ماتھے پہ لب رکھتے دانی نے کہا تو امل نے اندر تک سکون محسوس کیا۔

"شیری آ سکتا، اور بھی کوئی آ جائے گا ناں، پیچھے ہوں۔" امل نے گھبراتے کہا تو دانی اس

کی جانب اور جھک گیا۔

"اب تو بس ایک ہی آ سکتا ہے۔" دانی نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے کہا تو امل خود میں سمٹی۔

"کک۔۔۔کون۔" پوچھ بیٹھی کہ بعد میں پچھتائی۔

"ہماری بیٹی۔۔۔۔" دانی نے میٹھی سرگوشی کہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے امل شرم سے سرخ پڑ گئی۔اور اسی کے سینے میں منہ دے دیا۔

oooooooooooooooooooooooo

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات نا جانے کونسا پہر تھا جب وقاص،دانی اور شیری اکھٹے بیٹھے کسی چیز پہ غور و فکر کر رہے تھے،جب زین کی کال آئی تو سب الرٹ ہو گئے۔

"کیسے ہو زین؟ "

"وہاں پہنچنے میں پریشانی تو نہیں ہوئی ہے؟"

"سب ٹھیک ہے طبیعت ٹھیک ہے ناں تم دونوں کی؟ "

ایک کے بعد ایک نے سوال کیا کہ زین ان کی فکر کرنے پہ مسکرا اٹھا۔

"سب ٹھیک ہے اور ہم بھی ٹھیک ہیں، اللہ کا شکر ہے۔" زین نے مسکرا کے جواب دیا تو سب نے شکر کیا۔

"اچھا اب بتاؤ کچھ پتا چل پایا۔" زین نے شیری کو دیکھ کہ پوچھا جس کو وہ جانے سے پہلے کہہ کے آیا تھا کہ "دلاور" کی ایک جگہ کا پتا چلا جہاں پہ وہ پچھلے کچھ دنوں سے پایا گیا تو وہاں کے چلنے والے نمبرز کا پتا کرے۔

"ہاں ایک جس جگہ کا تم نے بتایا تھا ناں۔۔۔ ٹھیک اسی جگہ مختلف نمبرز استعمال کیے گئے ہیں، مطلب جیسے روز کسی اور نمبر سے رابطہ۔"

"لیکن وہ کوئی اور بھی تو ہو سکتا ہے نا۔" زین نے ذہن میں آیا خیال بیان کیا تو شیری ہلکا سا ہنس دیا۔

"تمہیں لگتا کہ میں کبھی کچا کام بھی کروں گا، میں نے اسی جگہ پہ چیک کیا اور کال ہر نمبر سے صرف ایک ہی شخص کو کی جاتی تھی اور وہ ہے۔۔۔۔" شیری نے بتایا اور اس کے نام بتانے سے پہلے ہی دانی بول اٹھا۔

"ملک۔۔۔ "

"بالکل۔۔۔وہی ہے جس کو یہ ہر مرتبہ الگ نمبر سے رابطہ کرتا ہے کہ کسی کو شک نہ ہو ۔۔۔اور زین تم لوگ بھی ادھر ہی رکے ہو ناں، اگر اس نے پہچان لیا تم دونوں کو تو۔" شیری نے کچھ فکر سے پوچھا۔

"ہاں ہم ادھر ہی ہیں لیکن ہم گاؤں میں ہیں وہ زرا اس سے فاصلے پہ ہے، جس سے ہمارا سامنا ہونا مشکل ہے، لیکن ہم جب چاہیں اس کے سامنے جا سکتے ہیں۔" زین نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"زین کتنا وقت لگ جائے گا تم لوگوں کو وہاں۔۔۔" دانی نے کچھ توقف کے بعد پوچھا۔

"خیر ہے میری محبوبہ۔۔۔۔۔یاد آ رہی ہے میری۔" زین نے شرارت سے کہا تو تینوں ہنس دیئے۔

"تیری کس کمینے کو آئے گی، جس کو ساتھ لے کے گیا اس کی وجہ سے میری بیگم نے رو رو کے خود کو ہلکان کیا۔" دانی نے افسوس سے کہا تو وقاص نے بھی سر ہلایا۔

"بالکل یار مرحا تو مجھ سے بات ہی نہیں کر رہیں کل سے، کہ میں نے بتایا کیوں نہیں

انہیں کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو۔"

وقاص نے مرحا کو یاد کرتے کہا جو اس سے ناراضگی ظاہر کر رہی تھی کہ وقاص نے پھر اس سے بات چھپائی جبکہ ان کے سویٹزرلینڈ جانے کی خبر زین نے خود ایک دن پہلے دی تھی تو وہ کیسے بتاتا اس کو۔

"تو تجھے کون کہتا تھا کہ اس سے پہلے بھی باتیں چھپایا کر۔"شیری نے زخموں پہ نمک چھڑکا۔

"یہ جو تیرے پاس بیٹھا بکواس دماغ ہے نا۔۔۔۔۔اس نے میری شادی کی رات مجھے کمرے سے نکلوانا چاہا تھا۔"زین نے وقاص کے ساتھ بیٹھے شیری کی طرف اشارہ کر کے اپنا دکھڑا سنایا تو شیری قہقہہ لگا اٹھا۔

"اوئے اس کو کچھ نہ کہا کر خاص کر کے میری بیوی کے سامنے۔۔۔۔۔۔جان چھڑکتی ہے وہ اس پہ حالانکہ تجھ پہ بس خارش کی اور کیڑے مار دوائی چھڑکنی چاہیے۔۔۔۔"دانی نے جل بھن کے کہا تو شیری کو آگ لگ گئی۔

"مت بھول دانی تیرا وہ جو کالج لائف کا عشق تھا اب بھی تصاویر ہیں میرے پاس

آخری دن کی۔۔۔۔اور زین تیری بھی پاس ہی ہیں میرے اور وقاص ماشاءاللہ سے کیا کہیں ان کی زوجہ کافی ہیں جو بغیر کسی بات پہ ناراض ہو کہ ہمارے بچے کی جان نکال دیتی ہیں۔"

ساتھ ہی بلند قہقہہ لگا اٹھا تینوں کی شکلیں دیکھ کہ۔۔

"تو ہاتھ لگ جا شیری، لگتا نوال بھی معاف کر چکی ہے تبھی بکواس کر رہا ورنہ اتنی لمبی شکل سو جا کہ بیٹھے ہونا تھا اس نے۔" زین نے تنک کے کہا تو شیری نے فرضی کالر جھاڑے۔۔۔

"بس تیرے بھائی میں ٹیلنٹ کوٹ کوٹ کے بھرا ہے۔" اس کا کہنا تھا کہ وقاص نے اس کی گردن کو اپنے بازو میں لیا اور مکے مارنا شروع کر دیے جس پہ دانی اور زین خوب لطف اندوز ہوئے۔

oooooooooooooooooooooooo

زین جب سب سے بات کر کے فارغ ہوا تو میرال فریش ہو کہ اس کے پاس آئی اور کندھے پہ سر رکھ کے ساتھ ہی بیٹھ گئی، میرال کی آنکھ اب جا کہ کھلی تھی جبکہ زین کافی

دیر پہلے کا اٹھ چکا تھا۔ سوئٹزر لینڈ کا وقت پاکستان سے چار گھنٹے پیچھے تھا، اسی لیے ابھی ادھر نو بجے تھے۔

"نیند پوری کر لی۔۔۔" زین نے اس کے سر پہ بوسا دیتے کہا۔ تو میرال نے سر ہلایا۔

"بہت زیادہ کر لی پوری۔" میرال نے مسکرا کے کہا۔

"ریڈی ہو جاؤ۔۔۔ پھر تھامس کے گھر چلتے ہیں، وہ ڈنر کے لیے بلا کے گیا دو دفع لیکن تم سو رہی تھی، اسی لیے جگایا نہیں اب جلدی سے آ جاؤ۔"

زین نے پیار سے گال پہ بوس دیتے کہا تو میرال جلدی سے اٹھ کے تیار ہونے چلی گئی۔ تھامس ان کو لینے آیا تھا اور اپنے ساتھ ان کو لے کے گھر داخل ہوا۔۔۔ یہ گھر بھی اسی گھر کی طرح تھا جس طرح کے گھر میں زین اور میرال ٹھہرے تھے۔

اندر جاتے ہی ایک نوجوان لڑکی میرال سے گرم جوشی سے ملی تو میرال کو کافی اچھا لگا اس نے گود میں ایک ڈیڑھ سالہ بچہ اٹھایا ہوا تھا جو میرال کو دیکھ کہ خوشی سے کھلکھلانے لگا، میرال نے بھی آگے ہو کہ اس کی گال چوم لیے جس سے بچہ شرما گیا۔

"How cute !"

میرال نے اس کی گال پہ چٹکی بھرتے کہا۔

تھامس کی بیوی کا نام ایما تھا۔

زین نے میرال کو بتادیا تھا کہ تھامس اور ایما مسلمان ہی ہیں لیکن یہاں کے رہنے والے ان کو اسی نام سے پکارتے تھے،اور کھانے کا بھی مسئلہ نہیں تھا، یہاں حلال چیزیں آسانی سے مل جاتی تھیں۔

"You are so beautiful ."

ایما نے میرال کو پیار سے کہا تو میرال مسکرادی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"You too young lady."

" ....."Sister you go first and wash hand and

تھامس ابھی اور بھی اپنی ٹوٹی پھوٹی انگریزی سے کچھ کہتا کہ زین بول پڑا۔

"Thomas laisse parler en français"

)ہم فرانسیسی میں بات کر لیتے ہیں تھامس۔ (

زین نے اس کی مشکل آسان کی تو وہ کھسیا گیا اور ہلکا سا ہنس دیا۔

میرال نے حیرت سے زین کو دیکھا جو اب تھامس سے آرام سے بات کر رہا تھا۔

" Do you know what they're talking about?"

میرال نے ایما سے پوچھا جس نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا۔

پھر ایما نے میرال کو بتایا کہ وہ فرنچ میں بات کر رہے ہیں اور ابھی وہ تھامس سے یہاں کے ہوٹلز کے بارے میں پوچھ رہا ہے، ایما نے یہ بھی بتایا کہ تھامس انگریزی بہت کم جانتا ہے جبکہ ایما خود اچھے سے بول لیتی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باتوں کے بعد کھانے کا سلسلہ چلا، کھانے میں فرائیڈ فش تھی، جسے ایما نے پین میں بنائی تھی، اس کو پین فش بھی کہہ سکتے تھے، ساتھ سویٹ ڈش میں اس نے "Bündner Nusstorte" بنایا تھا جس کو "سوس نٹ ٹارٹ" بھی کہہ سکتے تھے، یہ وہاں کی روایتی سویٹ ڈش تھی جس میں شہد، اور نٹس وغیرہ ڈالے جاتے تھے اس کے اوپر ایک بریڈ کی لئیر ہوتی تھی۔

میرال کو یہاں کا کھانا بہت پسند آیا اور اب اس نے ایما سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ وہ اس

سے یہ ساری ڈشز بنانا سیکھے گی۔۔۔۔۔جس پہ ایما نے مسکرا کے ہامی بھر لی۔ایما کا بیٹا کھانے کے دوران بھی میرال کی طرف اپنے ہاتھ بڑھاتا کہ مجھے اپنی گود میں اٹھالے لیکن ایما منع کر دیتی کہ پہلے آپ کھانا کھالیں پھر ایلی کے ساتھ کھیل لینا۔۔۔۔لیکن وہ چھوٹا سا شرارتی بچہ بار بار میرال کو اپنی طرف متوجہ کرے کہ مجھے اٹھاؤ۔۔۔۔

کھانی کے بعد ایلی اپنے چھوٹے چھوٹے سے قدم اٹھاتا میرال کے پاس آیا جو صوفے پہ زین کے ساتھ بیٹھی تھی اور اس کی گود میں سر رکھ دیا کھڑے کھڑے ہی۔میرال کو اس پہ بہت پیار آیا،اس کو اپنی گود میں بٹھایا اور اس کی گال کو چوما۔۔۔جس سے وہ کھلکھلا اٹھتا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زین یہ دیکھ کہ جل بھن گیا۔

"میرال جان وہ اپنی ماں کے بغیر نہیں رہتا، چھوڑو اسے وہ ڈھونڈ رہی ہو گی۔"زین نے ایلی کو میرال سے لینا چاہا جس سے ایلی میرال کے ساتھ چپک گیا کہ جیسے وہ اس کو دور نہیں جانے دے گا۔

"دیکھو ناں زین یہ خود آیا میرے پاس آیا اور کتنا کیوٹ ہے۔"میرال نے ایلی کے گال کھینچ کے کہا تو وہ اور کھلکھلا اٹھا اور خوشی سے تالیاں مارنے لگا۔

"آیا ہے تو اس طرح بار بار کیوں اس کا منہ چوم رہی ہو۔"زین نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیونکہ وہ بچہ ہے۔"اس سوال کی میرال کو بالکل توقع نہیں تھی بھلا بچے کو کون پیار نہیں کرتا۔

"جان یہ بچہ بہت شرارتی ہے اور اس کو بھوک بھی لگی ہونی تو اس کو نیچے اتار دو تاکہ وہ اپنی ماں کے پاس چلا جائے۔"زین نے اب ایلی کو میرال کی گود سے لے کہ نیچے اتار ہی دیا کہ وہ غصے سے گھورنے لگا۔

"بید بوئی۔"ایلی نے اپنی زبان میں زین کو برا کہا تو زین نے بھی گھوری سے نوازہ لیکن ایلی اس کا اثر لیے بغیر پھر سے خودی میرال کی گود میں چڑھنے لگا جس پہ اب کی بار میرال کھلکھلا اٹھی۔۔۔۔

"لگتا اس کو میں پسند آگئی ہوں۔"میرال نے ایلی کی خوشی دیکھتے کہا تو زین نے ایلی کو پھر سے اس کی گود سے لیا اور اب اپنی گود میں بٹھایا۔

" Look she's mine , not yours , so baby don't get closer to her."

زین جانتا تھا کہ ایلی انگلش اور فرینچ دونوں زبانیں جانتا کیونکہ ایما اس سے انگلش میں بات کبھی بات کرتی تھی تو کبھی فرینچ میں، البتہ تھامس فرینچ اور جرمن دونوں جانتا تھا ۔زین کی بات سن کے ایلی کے ماتھے پہ بل آئے اور اس نے زین کے ہاتھ پہ کاٹ دیا۔

"Ellie bad manner's , say sorry to him."

ایما اور تھامس جو کیچن میں کسی کام سے گئے تھے، ایلی کو یہ حرکت کرتے دیکھ ایما نے ٹوکا تو ایلی سے فرینچ میں سوری کر دی، اپنی ماں کو وہ غصے میں نہیں تھا دیکھ سکتا۔

"Désolé"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایلی کچھ کچھ بول لیتا تھا، الفاظ میں بات کہہ جاتا تھا لیکن پورا جملہ نہیں بولا جاتا تھا۔

"Aww Don't be sorry baby."

میرال نے زین کی گود میں ہی ایلی کو پیار کرتے کہا۔۔تو زین کی اب بس ہو گئی۔

تھامس سے معزرت کر کے میرال کو گھر لے آیا کہ رات کافی ہو گئی ہے اب چلنا چاہیے ۔جاتے جاتے ایلی کو گھوری سے نوازتا گیا جو میرال کے جانے سے پریشان ہو گیا تھا۔ لیکن میرال نے اس جو دلاسہ دیا کہ وہ آتی رہے گی۔

oooooooooooooooooo

"کیا ضرورت تھی بچے سے ایسی بات کرنے کی۔" گھر پہنچ کے میرال نے کوٹ اتارتے کہا۔

"یار وہ زیادہ چپک رہا تھا تمہارے ساتھ۔" زین نے منہ بنا کے کہا تو میرال ہونقوں کی طرح دیکھنے لگی۔۔۔

"زین۔" میرال نے بے یقینی سے پکارہ، کہ وہ واقعی جل رہا تھا بچے سے۔

"کیا۔۔۔۔یار مجھ سے نہیں تھا دیکھا جا رہا اسے تمہارے پاس۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زین نے نرمی سے میرال کو اپنے سامنے کرتے کہا۔

"زین وہ ایک بچہ ہے جو جیلیسی کو سمجھتا بھی نہیں اور تم۔۔۔۔" میرال سے اپنی ہنسی نہیں روکی جا رہی تھی جس سے زین نے اس کو کمر سے پکڑنے اپنے بالکل ساتھ لگایا۔

"تم تو سمجھ سکتی ہو ناں، تو آئیندہ خیال رکھنا۔۔۔۔اور جہاں تک مجھے یاد ہے نیند پوری ہو گئی ہے تمہاری۔"

پہلی بات سنجیدگی سے کہہ کے دوسری بات میرال کے کان کے پاس شرارت سے

سرگوشی کی، جس پہ میرال بلش کرتی گھور کے رہ گئی۔

"ہم کل گھومنے چلیں۔"میرال نے زین کے سینے پہ سر رکھے کہا تو زین نے سر پہ بوسہ دیا۔

"کچھ دنوں تک۔۔۔مجھے کچھ ضروری کام ہیں وہ کرلوں پھر ساری جگہ گھومیں گے۔" جس پہ میرال نے سمجھ کے سر ہلادیا۔

oooooooooooooooooooooo

اگلے دن زین کسی کام سے چلا گیا تو میرال نے سارا دن ایما اور ایلی کے ساتھ گزارا۔ایما نے اپنے بارے میں بتایا کہ وہ کینیڈا سے تھی اور تھامس سے وہی ملی پھر ان کی جلد ہی شادی ہوگئی اور دو سال بعد ایلی پیدا ہوا،ایلی کا نام علی رکھا تھا لیکن یہاں پہ سب کا تلفظ الگ ہونے کی وجہ سے ایلی کہتے تھے۔

اور تھامس پہلے عیسائی تھا بعد میں مسلمان ہوا تھا جب ایما سے ملا نام اس کا بھی تبدیل تھا لیکن سب اسے پرانے نام سے ہی بلاتے تھے۔

میرال آج ایما کی کچھ فرینڈز سے بھی ملی اور بہت خوش ہوئی،سب اس سے بہت محبت

سے مل رہے تھے۔

شام کو زین واپس آیا تھا مس کے ساتھ اور ڈنر سے فارغ ہو کے تھوڑی بہت باتیں کی جن میں زیادہ میرال اور ایلی کی ہی باتیں ہوتی تھیں۔اور آج لگ رہا تھا کہ ایلی اپنی نئ دوست کو اب جانے نہیں دے گا۔

"Mére Miaal."

")ماما میرال۔("

میرال جب زین کے ساتھ اٹھ کے جانے لگی تو ایلی نے رونے والی شکل بنا کے ایما کو مخاطب کیا کہ دوست جا رہی ہے،دراصل یہاں پہ ایلی کا کوئی ہم عمر نہیں تھا جس کے ساتھ وہ کھیلتا تو میرال سے اس نے پہلے دن ہی دوستی کر لی، لیکن اس کے جانے سے اب وہ اداس ہو رہا تھا۔

"زین اس کو ساتھ لے جائیں۔۔۔"میرال نے زین کے کان میں پر جوش سی سرگوشی کی تو زین کو اس کی دماغی حالت ٹھیک نہ لگی۔۔۔

"وجہ۔۔۔"سرد سے لہجے میں پوچھا۔

"کتنا کیوٹ ہے نا۔۔۔۔دیکھو وہ خود میرے ساتھ جانا چاہ رہا۔"میرال نے پھر سے سرگوشی کی کیونکہ ایلی کو ایما اور تھامس بہلا رہے تھے۔

"یہ بہت چپکتا ہے تمہارے ساتھ، چلو اب ورنہ گلہ پھاڑنے لگ جائے گا تمہیں جاتا دیکھ۔"زین نے اجلت میں کہا جیسے وہ میرال کو اپنے پاس ہی رکھ لے گا۔

"زین پلیز ناں۔۔۔۔۔میرا ابھی دل نہیں کر رہا اس کو چھوڑ کے جانے کو۔"میرال نے منت کرنے والے لہجے میں کہا۔

"جب اپنا آئے گا تو اس کے ساتھ چپکنا اور بھلے نہ چھوڑنا میرے سامنے بھی، لیکن ابھی مجھ پہ توجہ دو تم۔"زین نے گھور کے میرال کو کہا تو وہ اس کی بات پہ سٹپٹا گئی اور سنبھل کے بولی۔

"تو جب اپنا آئے گا تب دیکھیں گے ابھی اس کو لے جاتے ہیں۔"میرال نے بھی ضدی لہجے میں کہا۔

"میرال جان ابھی گھر چلو مجھے وقت دو، پھر بعد میں لے جانا اسے۔"اب کی بات زین نے آرام سے کہا تو میرال منہ بنا کے رہ گئی۔

oooooooooooooooooooooooo

میرال اور زین کو گئے تین ماہ ہو چکے تھے، تقریباً روز ہی بات ہوتی تھی ان سب کی۔ مرحا نے اب جاب دوبارہ سے شروع کر لی تھی۔ وقاص بھی اب مکمل طور پہ مرحا کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

اکثر رات کو اٹھ جاتی کہ بھوک لگی یا کوئی اور فرمائش جس کو وقاص سر خم کر کے پوری کر دیتا تھا۔

اب بھی رات کا جانے کونسا پہر تھا جب مرحا اٹھ گئی اور اب وہ سوچ رہی تھی کہ وقاص کو کیسے جگائے، کبھی تو جگا کے خود پچھتاتی تھی کہ وہ اس کو دوبارہ سونے نہیں دیتا تھا اور تنگ کرتا تھا۔ اور آج تو ویسے بھی وہ تھکا سا لگ رہا تھا اور جلدی ہی سو گیا تھا۔

پھر ہمت کر کے اس کا کندھا ہلا ہی دیا۔

"وقاص۔۔۔" مرحا نے اس کے کندھے پہ جھک کے بالکل آہستہ آواز میں کہا کہ آواز شاید وقاص نے سنی بھی نہ ہو۔

"وقاص۔۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے۔" مرحا نے پھر سے کندھا ہلایا کہ اب کی بار

وقاص زرا سا کسمسایا۔

"افففف۔۔۔کیا کروں۔"مرحا نے سوچا کہ اب خود ہی کیچن سے ہو آتی ہے اور پھر ہمت کر کے آگے ہوئی،اس کے ماتھے پہ لب رکھے اس سے پہلے کہ وہ بیڈ سے اترتی کہ وقاص کی نیند میں ڈوبی آواز آئی۔

"مرحا کہاں جا رہی ہیں؟"مرحا نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا،مرحا نے سوچا کہ کہیں اس کی حرکت کا تو نہیں پتا چل گیا۔اسی کو سوچ کہ سرخ پڑ گئی۔

"کیا ہوا ہے،بتائیں کہیں طبیعت تو نہیں خراب۔"وقاص کو اسکا سرخ پڑنا یہی لگا کہ شاید بخار ہو۔وہ تو اس کے بیڈ سے اترنے پہ جاگا تھا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں،بس بھوک لگ گئی تھی تو اسی لیے اٹھی۔"

مرحا نے وقاص کی طرف مڑتے جواب دیا تو وقاص بیڈ سے اترا اور شرٹ پہن کے اس کی طرف آیا۔ہاتھ سے پکڑ کے نیچے اتارا اور پھر کیچن میں چلے گئے۔

کیچن میں جا کہ وقاص نے اسے کمر سے پکڑ کے شیلف پہ بٹھایا اور فریج سے کچھ فریز سبزیاں جو بوائل تھیں نکالنے لگا کہ پاستا بنا سکے۔

کچھ دیر میں تیار کر کے مرحا کو وہی بیٹھے بیٹھے اپنے ہاتھ سے کھلانے لگا۔

"ہو سپیٹل میں طبیعیت ٹھیک رہتی ہے ناں، ڈاؤن تو نہیں رہتی۔" کھلاتے ہوئے وقاص نے پوچھا تو مرحا نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں اللہ کا شکر ہے، سب ٹھیک ہے میں بھی اور بے بی بھی۔" مرحا روانی سے بولتی کہہ گئی لیکن بعد میں بلش کر گئی۔ جس پہ وقاص ہلکا سا ہنس دیا۔

"ماشاءاللہ، اللہ کا شکر ہے۔" وقاص نے ماتھے پہ بوسا دیتے کہا۔

"آپ کو کیا چاہیے۔" مرحا نے ہچکچاتے سوال کیا۔

"مجھے۔۔۔ کیا مطلب۔" وقاص نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"مطلب کہ بیٹا یا بیٹی۔" اب کی بار مرحا نے سر جھکا کے کہا۔ وقاص اس بات پہ مسکرا دیا۔

"دونوں۔۔۔" شرارت سے جواب ملا تو مرحا حیرت اے اسے تکنے لگی جواب پر تن سمیٹ رہا تھا۔

"میں کر دیتی ہوں۔" مرحا نے نیچے اترتے اس سے برتن لیے اور خود ہی سمیٹنے لگی،

وقاص نے اس کا بات گھمانا اچھے سے نوٹ کیا۔

پھر فارغ ہو کے دونوں روم میں آئے۔ وقاص نے مرحا جو اپنے حصار میں لیتے اس پہ کنفرٹر اچھے سے اوڑھایا۔

"اب آپ بتاؤ، آپ کو کیا چاہیے۔" وقاص نے کیچن والی بات یاد کرائی۔

"مطلب۔" مرحا نے انجان بنتے کہا۔

"مطلب آپ کو بیٹا چاہیے یا بیٹی۔" وقاص نے مسکرا کے پوچھا۔

"مجھے پہلے بیٹا چاہیے، بالکل آپ کی طرح۔" مرحا نے مسکرا کے کہا تو وقاص کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"اور پھر۔۔۔" جھٹ سے پوچھا۔

"بیٹی۔۔" فوراً جواب ملا۔

"پھر۔۔۔؟ "

"پھر بی۔۔۔" اپنی رو میں بولنے لگی، احساس ہونے پہ چپ ہو گئی۔

"آپ بہت برے ہیں۔" مرحا نے کہہ کے ایک مکہ اس کے سینے پہ دیا تو وقاص قہقہہ لگا اٹھا۔

"اچھا۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔" وقاص نے سنجیدگی سے کہا۔

"جی۔۔۔میں سن رہی ہوں۔ "

"آپ ایک آرمی افیسر کی بیوی ہیں اور ہر آفیسر کا خواب ہوتا کہ وہ اپنے ملک کے لیے جان دے اس کی مٹی کے ساتھ وفا نبھائے۔" وقاص ابھی کہہ رہا تھا جب مرحا نے تڑپ کے اس کی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وقاص کیا کہہ رہے ہیں۔" مرحا کی آواز میں خود بخود نمی گھل گئی۔

"مرحا۔۔۔پلیز رونا نہیں، آپ کا یہ رونا مجھے کمزور کر دیتا اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری طاقت بنیں۔۔۔۔وقت کبھی ایک سا نہیں رہتا اور ہم فوجیوں کو کبھی بھی کسی بھی وقت کوئی بھی حکم مل سکتا کہ ہم روپوش ہو جائیں یا میشن پہ کہیں بھیج دیئے جائیں، ایسے میں آپ نے خود کو میری طاقت ظاہر کرنا ہے اور مضبوط بنانا ہے خود کو، آپ نے ثابت کرنا کہ آپ ایک ملک کے جانباز سپاہی کی بیوی ہیں اور جب میری میت۔۔۔۔

"

اس سے پہلے وقاص جملہ پورا کرتا مرحا نے ٹوک دیا۔

"وقاص پلیز۔۔۔"اس کے بعد مرحا نے رونا شروع کر دیا۔

"آپ ایسے نا کہیں، میں آپ کی طاقت ہوں، اور ہمیشہ رہوں گی لیکن آپ اس طرح نا کہیں۔۔۔۔اللہ آپ کو میری بھی عمر لگا دے لیکن ہمیں چھوڑ کے جانے کی بات نہ کریں۔ "

مرحا نے وقاص کے گرد مضبوطی سے حصار باندھ کے کہا جیسے وقاص ابھی کہیں چلا جائے گا۔

"اوکے اوکے میں نہیں کر رہا، آپ ریلیکس رہیں اوکے ورنہ طبیعت خراب ہو جائے گی۔"وقاص نے نرمی سے اس کے بال۔ سہلاتے کہا کیونکہ مرحا اب ہچکیوں سے رونا شروع ہو گئی تھی۔

"آپ آئیندہ ایسی بات نہیں کریں گے۔۔۔۔میں آپ کے بغیر کیسے رہوں گی، مجھے تو نیند بھی نہیں آتی آپ کے بغیر۔"

مرحا نے روتے معصومیت سے کہا تو وقاص اس کے اقرار پہ سرشار ہو گیا۔اور نرمی سے اسے بہلاتا رہا۔

پھر ادھر اُدھر کی ہلکی پھلکی باتیں کرتا رہا جب تک وہ سو نہ گئی۔

وقاص کو یہ سب کہنا پڑا کیونکہ اسے اس کے سر نے کہا تھا کہ شاید اس کو بھی زین کے پاس جانا پڑے، وہ اکیلا تھا وہاں، میرال کو اس سب سے دور ہی رکھا گیا تھا۔اور وقاص نہیں چاہتا تھا کہ مرحا اس کے اچانک جانے پہ گھبرا جائے اسی لیے وہ آہستہ آہستہ مرحا کو مضبوط بنانا چاہتا تھا کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں خود کو کبھی اکیلا نہ سمجھے، اپنا اور اپنے بچے کا اس کے بعد خیال رکھ سکے۔اب آہستہ آہستہ مرحا کو سمجھانا تھا جو کہ اس حالت میں وقاص کو مشکل ہی لگ رہا تھا۔

زین اور میرال کو تین ماہ ہو چکے تھے، اور ان تین ماہ میں میرال کا زیادہ گھومنا نہ ہوا۔۔ زین نے ایک شیف کی جاب شروع کر رکھی تھی، کھانا بنانا جانتا تھا اور اس طرح اپنا کام کرنا اس کے لیے آسان تھا۔کیونکہ اس کے آدمی پھیلے تھے جگہ جگہ جو اس کو ریسٹورنٹ میں آ کے خبر پہنچا دیتے تھے۔

ان تین ماہ میں ایلی کی میرال سے کافی گہری دوستی ہو گئی تھی۔میرال اور زین نے

یہاں سے جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا کیونکہ دلاور ابھی بھی آس پاس ہی تھا تو زین نے یہی تھا مس کے ساتھ رہنے میں بہتری جانی۔

شام کو جب زین گھر آیا تو ایلی ہال کے صوفے کے پاس نیچے بیٹھا میرال کے موبائل میں کچھ دیکھ رہا تھا۔

" How are you Ellie? "

زین نے صوفے پہ بیٹھتے پوچھا، موسم میں اب تبدیلی واقع ہو چکی تھی، سرد موسم اب جا چکا تھا اور بہار نے اپنا بسیرا شروع کر لیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"I fine."

ایلی نے اپنی سمجھ سے جواب دیا اور پھر سے موبائل میں بزی ہو گیا جیسے دنیا میں اس سے اچھا کام اور کوئی ہے ہی نہیں۔

زین اور ایلی کی اب دوستی ہو چکی تھی لیکن کبھی کبھی زین چڑ جاتا جب وہ یہاں سے جانے سے منع کرتا اور کہتا کہ میرال کے پاس رہنا ہے، ویسے تو زین نے ایک بھی رات میرال کو ایلی کے ساتھ نہیں رہنے دیا تھا لیکن دونوں کی ضد تھی کہ ایلی یہی سوئے گا۔

اور جب یہ بات ہوتی تو زین کے آنکھیں دکھانے پہ میرال چپ ہوتی تھی۔زین آنکھیں موندے صوفے سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔

" Miaal jaan."

تھوڑی دیر ہی گزری جب زین کو ایلی کی آواز آئی،زین نے آنکھیں کھول کے دیکھا تو ایلی موبائل پہ کس کر رہا تھا،جھک کے دیکھنے پہ پتا چلا کہ موصوف میرال کی تصویر پہ کسی دے رہے تھے۔

ایلی میرال کا نام لیتے "ر" کا استعمال نہیں کرتا تھا اور یہ بھی زین کی مہربانی کہ زین میرال کو میرال جان کہتا تھا جس سے ایلی نے بھی کہنا شروع کر دیا اور زین نے یہ پہلی بار سنا تھا۔

زین کیچن میں گیا جہاں میرال ڈنر بنانے میں مصروف تھی،بالوں کا جوڑا بنائے ڈوپٹے کو سائیڈ پہ رکھے کھانا بنانے میں مگن،جب زین نے اسے پیچھے سے اپنی باہوں کے حصار میں لیا،اس کے بال جوڑے سے آزاد کئے اور گردن پہ لب رکھے جس سے میرال زرا کسمسائی۔

"کیسے ہیں؟" پیار سے سوال کیا گیا تو زین مسکرا اٹھا۔

"تمہارے پاس ہوتا ہوں تو بالکل ٹھیک ہوتا ہوں۔" اب وہ اس کے کھلے بالوں میں منہ چھپا کہ بولا کہ میرال زرا سے پیچھے ہٹی۔

"پہلے فریش ہو جائیں، پھر کھانا لگاتی ہوں، ایلی کو بھی بھوک لگ گئی ہو گی۔" میرال نے زین کی طرف مڑتے کہا تو زین نے اس کے سر پہ لب رکھے۔

" Miaal jaan."

ایک بار پھر سے ایلی کی آواز آئی تو میرال نے کمنگ کہا تو زین نے جانے نہ دیا۔

"رک جاؤ، وہ اپنی آنکھوں کی بھوک مٹا رہا، تمہاری تصویروں کو کسی دے کہ۔" زین نے منہ بنا کے کہا تو میرال کو ہنسی آ گئی۔

" Miaal jaan."

پھر سے آواز آنے پہ زین نے میرال کو گھور کے دیکھا جیسے اس کی غلطی ہو۔

"کیا۔۔۔میں نے کیا کیا ہے؟" میرال نے کندھے اچکا کے پوچھا۔

"یہ تمہارے ساتھ زیادہ فری ہو گیا اب تو جان بھی کہنے لگ گیا، اس کا باپ تو ایسا نہیں

تھا پتا نہیں کس پہ چلا گیا۔"زین نے ماتھے پہ بل لاتے کہا تو میرال اپنی ہنسی دباتی اس سے دور ہوئی اور ایلی کے پاس گئی۔

" Yes my baby."

میرال نے ایلی کو اپنی گود میں بٹھاتے پوچھا۔

"Miaal jaan , bad boi."

ایلی نے ایک تصویر میرال کو دکھائی جس میں وہ زین کے ساتھ تھی اور اب وہ زین کو میرال کے ساتھ دیکھ کہ بید بوئی کہہ رہا تھا۔جس پہ میرال نے قہقہہ لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" No he is good and handsome boy."

میرال نے زین کو پاس آتے دیکھتے کہا تو ایلی سر ہلا گیا تو زین مسکرا دیا۔

" Ellie staying here night."

ایلی میرال کے گلے لگتے اپنے سٹائل میں زین کو بتا رہا تھا کہ وہ آج میرال کے پاس ہی رکنے والا،ایک پل کو تو زین ٹھٹھک کے رکا لیکن پھر ایلی کی چالاکی سمجھ کے خاموش رہا

۔

جھٹکا تب لگا جب کافی رات ہو گئی اور ایلی کو کوئی لینے نہ آیا اور میرال اپنا تکیہ سیٹ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹا سا تکیہ اور بھی سیٹ کر رہی تھی۔

"میرال جان یہ کیا ہے۔" زین نے تکیوں کی جانب اشارہ کیا، میرال جواب ایلی کو اپنے سامنے بیڈ پہ بیٹھا کہ چینج کرا رہی تھی ایک نظر زین کو دیکھا۔

"ایلی نے بتایا تو ہے کہ یہ آج ہمارے ساتھ رہے گا۔" میرال نے اب ایلی کے اتارے ہوئے کپڑے پاس پڑی ایلی کی کپڑوں والی باسکٹ میں ڈالتے کہا۔

"میرال جان لیکن یہ اپنے پیرنٹس کے بغیر کیسے رہے گا۔" زین نے کوشش کی کہ ایلی کو واپس بھیجا جائے۔

" Miaal jaan."

زین کے میرال جان کہنے پہ ایلی نے بھی فٹ سے کہا کہ میری بھی جان ہے۔

"Yes my boy , now lets sleep ."

میرال نے ایلی کو اس کی جگہ لٹاتے کہا تو زین تڑپ گیا اس کے بیچ میں سونے سے۔اور اس کے جواب نہ دینے پہ زین سمجھ گیا کہ میرال جان ناراض ہے اور اب مزید بات

نہیں کریں گی۔

"ٹھیک ہے سو جائے ادھر، لیکن میرال جان اس کو دوسری سائیڈ پہ کرو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے اور تمہارے درمیان کچھ آئے۔ "

زین نے ہار مانتے کہا اور خود ہی ایلی کو اپنی سائیڈ پہ لیٹایا اور خود درمیان میں ہو گیا۔ایسے کہ ایک سائیڈ پہ ایلی اور ایک پہ میرال۔

"Miaal jaan , me sleep ."

ایلی نے زین پہ چڑھتے ہانک لگائی کہ مجھے تم سلاؤ پھر میرال نے ایلی کو پکڑ کے کے اپنی سائیڈ پہ کیا اب میرال درمیان میں تھی اور باقی دونوں سائیڈ پہ جبکہ زین اب میرال کو پیچھے سے حصار میں لے کہ لیٹ گیا۔

"میں نے سوچا تھا کہ تمہارے ساتھ ٹائم سپینڈ کرونگا لیکن یہاں تو میرے پلین پہ پانی کے ساتھ ساتھ یہ پورا کا پورا ایلی پھیل گیا۔"زین نے جس بیچارگی اس سے کہا میرال کی ہنسی چھوٹ گئی جس سے سوتے ہوئے ایلی کی آنکھ کھل گئی اور ماتھے پہ بل لیے گھورنے لگا۔

" Me sleep."

اپنے لہجے میں کہتا پھر سے میرال کے گلے لگا کے سو گیا۔اب بیچاری میرال دونوں کے درمیان کباب بن گئی تھی۔

"زین تمہیں پتا تو تھا کہ آج ایما اور تھامس جا رہے تھے کہیں اور جاتے جاتے ایلی میرے پاس چھوڑ کے جائیں گے۔"میرال نے گویا زین کو یاد دلایا۔

"اووہ۔۔۔ہاں یاد آیا کہ انہوں نے کسی دوست کی طرف جانا تھا،اچھا تو اسی لیے آج یہ ادھر ہے چلو خیر اب تو ہو گیا جو ہونا تھا۔"زین نے افسوس کرتے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooooooooooo

"اف ابھی تک آیا نہیں کب سے کھڑی ہوں۔"نوال یونی کے گیٹ کے پاس کھڑی کب سے شیری کا انتظار کر رہی تھی جانا جانے کہاں چلا گیا تھا کہ اب آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

نوال تھک کے اندر جانے کے لیے مڑی کہ کسی نے اسے باہر کی جانب کھینچا تو وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائی اور کھینچنے والے کے اوپر ہی گر گئی۔

"ہائے اللہ یہ کون جاہل ہے۔"نوال فوراً سے پہلے اٹھی اور پیچھے دیکھا تو دو آدمی جنہوں نے اپنے چہرے ڈھکے تھے اس کی جانب بڑھے۔

"ایلو۔۔۔ایک نئی مصیبت،ہاں جی بھائی صاحب کس سے ملنا۔"نوال ایسے مخاطب ہوئی جیسے وہ گھر کے باہر کھڑے ہوں اور نوال کے کسی کام میں دخل ڈالا ہو۔

"چپ چاپ شرافت سے چل ہمارے ساتھ ورنہ اٹھا کے لے جائیں گے۔"ایک آدمی نے غصے سے اپنی آواز کو آہستہ رکھ کے کہا کہ کہیں آس پاس کوئی سن نہ لے کیونکہ آف ہوئے کافی ٹائم گزر گیا تھا لیکن نوال کو شیری لینے نہیں آرہا تھا۔

"ایک منٹ کہیں مجھے کڈنیپ تو نہیں کرنے آئے۔"نوال نے سوچتے پوچھا تو ایک آدمی نے فوراً سر ہلایا۔

"سمجھ دار ہو جو جلدی سمجھ گئی ہمارا مقصد۔"آدمی نے کہہ کے اپنے ساتھی کی جانب داد دینے والے الی نظروں سے دیکھا۔

"ارے واقعی۔۔۔۔ہائے کافی عرصے سے ناں مجھے کچھ نیا کرنے کو مل نہیں رہا تھا لو اب آپ آگئے ہو تو میری مشکل آسان ہو گئی،ایک منٹ ہاں۔"نوال نے خوش ہوتے

اپنا موبائل نکالا اور ان کے ساتھ سیلفیاں لینے لگی تو وہ دونوں اس کو ہونقوں کی طرح دیکھنے لگے۔

"بھائی میڈم سے پوچھ یہی ہے ناں کہیں غلط لڑکی کو نہ اٹھالیں۔ "

"ایک منٹ میں چیک کرتا ہوں۔۔۔۔بھائی ہے تو یہی۔"آدمی نے اپنا موبائل نکال کے ایک تصویر دیکھی جو نوال کی ہی تھی۔۔۔۔

"اچھا اب چلو یا یہی شوٹ کروانے کا ارادہ ہے خود کو۔"

نوال نے تنگ آ کے پوچھا تو وہ دونوں فرمانبرداری سے اس کے آگے سے ہٹے اور گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا بغیر نوال کی بات کو غور کئے۔نوال نزاکت سے ان کی گاڑی میں بیٹھ گئی اور اپنی پیکچرز لینے لگی۔۔

"بھائی لگتا ہے لڑکی کو پہلے سے ہی شوق تھا اغوا ہونے کا۔"ایک نے دوسرے کے کان میں کہا جو گاڑی چلا رہا تھا،بیک ویو مرر میں دیکھا تو نوال مختلف پوز مارتی تصویر لینے میں مصروف تھی۔

یہ غنڈے شاید نکمے تھے جنہوں نے نوال سے موبائل لینے کی بھی زحمت نہ کی۔۔۔

جس پہ بعد میں ان کو پچھتاوا ہونا تھا کہ کس کو اٹھالائے۔

"بھائی صاحب آپ کیا کرتے ہیں۔"جب موبائل سے تھک گئی تو آگے ہو کہ گاڑی چلانے والے سے پوچھا۔

"یہ نکما کچھ نہیں کرتا، جو کرتا ہوں میں کرتا ہوں۔"دوسرے نے سارا کام خود کے حصے میں ڈالا تو پہلا کڑھ کے رہ گیا۔

"یہ جھوٹ بول رہا، میں بھی کرتا ہوں۔"پہلے نے فخر سے بتایا۔

"اچھا لیکن کرتے کیا ہیں آپ دونوں۔"نوال نے بے زار ہوتے پوچھا۔

"وہ جی ہم کرائے کے غنڈے ہیں۔۔۔۔ کبھی کبھی دھمکا ڈرا لیتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی چوریاں بھی کر لیتے ہیں۔"ایک نے زرا شرماتے ہوئے کہا جیسے اس سے رشتے کی بات کر رہی ہو نوال۔

"اچھا تو شادی ہو گئی آپ دونوں کی۔"نوال نے بات آگے بڑھاتے پوچھا۔

"کہاں جی۔۔۔۔ ملتی ہی نہیں، بہت ڈھونڈھی لیکن نہیں ملی، آپ کے پاس ہے کوئی جس سے ہم شادی کر سکیں۔"آدمی نے مایوسی سے بتا کر آخر پہ پر جوش ہو کہ کہا تو

نوال کے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ آئی۔

"ہاں ہے نا۔۔۔رکو میں دکھاتی ہوں۔"نوال نے موبائل سے نائلہ کی پک نکال کے انہیں دکھائی تو دونوں بہت خوش ہوئے۔

"یہ تو بہت پیاری ہے لیکن ہم دو ہیں۔"آدمی نے اپنا مسئلہ بیان کیا۔

"ارے اس کو چھوڑو۔۔۔یہ دونوں کے ساتھ رہ لے گی"نوال نے ان کا مسئلہ حل کیا تو دونوں خوش ہو گئے۔

"اچھا ہم کہاں جا رہے ہیں۔"نوال نے کچھ دیر بعد پھر کہا۔تو انہوں نے ایک جگہ کا نام لیا جسے سن کے نوال نے کہا کہ یہ غلط رستہ ہے جہاں سے جا رہے ہیں۔

"اچھا۔۔۔ہم کبھی گئے نہیں ناں اس رستے اسی لیے پتا نہیں آپ بتا دینا ہمیں۔"

دوسرے آدمی نے زرا افسردگی سے کہا تو نوال نے ہمدردی کرنے والے انداز میں کہا کہ وہ راستہ بتا دیتی ہے۔۔۔۔۔

"اچھا سنیں۔"پھر تھوڑا وقت گزرا جب نوال کی آواز گاڑی میں گونجی۔

"ہاں جی۔۔۔"اب جو گاڑی چلا رہا تھا وہ نوال کی باتوں سے پک گیا تھا جو کب سے

بولے جارہی تھی اور تھکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"وہ مجھے بھوک لگ گئی۔"معصومیت سے جواب آیا تو ایک نے ترس کھا کے دوسرے سے منت کی جو گاڑی چلا رہا تھا کہ دیکھو کیسے بچی کی جان جارہی ہے روک دے گاڑی، کافی منتیں کرنے کے بعد اس نے ایک ہوٹل کے آگے گاڑی روکی تو تینوں نیچے اترے۔

اچھا خاصا ان کا پیسا اجاڑ کے نوال گاڑی میں بیٹھی۔۔۔ تھوڑا اور دور جا کے نوال کو پیاس لگ گئی، جب آدمی پانی لایا تو نوال نے کہا کہ منرل واٹر پیتی ہے یہ نہیں۔ پھر اس پہ الگ خرچا۔

تھوڑی دیر میں وہ دونوں نوال سے بے زار ہو گئے لیکن پھر نوال کی آواز گاڑی میں گونجی۔

"گاڑی روکیں۔۔۔۔"اب دونوں نے کوفت سے نوال کو دیکھا۔

"کیوں۔۔۔۔؟"کڑے تیوروں سے سوال پوچھا گیا۔۔۔۔

"وہ مجھے کچھ کام ہے۔"نوال نے باہر دیکھتے کہا اور اترنے لگی۔۔۔

"اے لڑکی کہاں۔۔۔۔ بیٹھی رہو۔"گاڑی چلانے والے نے رعب سے کہا تو نوال نے معصوم سی شکل بنائی۔

"اچھا بتاؤ۔۔۔کیوں روکیں گاڑی۔"اب اس نے نرمی سے پوچھا۔

"مجھے واش روم جانا ہے۔"مسکین سی شکل بنائی کہ دونوں کو گاڑی روکنا پڑی۔۔۔۔

"جلدی سے واپس آؤ۔"جھاڑیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا تو نوال سر ہلا گئی۔۔۔

جب تھوڑی دیر میں نوال واپس نہ آئی تو دونوں پریشان ہس گئے کہ کہیں کچھ ہو تو نہیں گیا اور وہ دونوں بھی اسی جانب گئے جہاں نوال گئی تھی۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

oooooooooooooooooo

"شیری جلدی چلا۔۔۔وہ اکیلی ہے ان کے ساتھ۔"وقاص نے پریشانی سے کہا تو شیری مسکرا اٹھا۔

"تو ٹینشن نہ لے وہ ٹھیک ہو گی۔"شیری نے نارمل لہجے میں کہا تو وقاص کو پتنگے لگ گئے۔

"تو مجھے آرام کرنے کو کہہ رہا اور وہ پتا نہیں کس حال میں ہو گی۔۔۔۔"وقاص نے

اپنی کنپٹیوں کو سہلاتے کہا۔

"لو بھئی۔۔۔۔تجھے یہ ٹینشن ہے اور مجھے یہ کہ کہیں میری براؤنی ان کا حشر نشر نہ بگاڑ کے رکھ دے کہ ہم کچھ پوچھنے لائق ہی نہ بچیں۔"

شیری کا کہنا تھا کہ دانی نے بلند قہقہہ لگایا جس پہ وقاص نے دونوں کو گھورا۔

"یاں یہ بات تو شیری نے سولہ آنے سچ کی ہے۔"دانی نے بھی شیری کی بات کی تائید کی۔

تھوڑی دیر میں جب وہ اس جگہ پہ پہنچے جہاں پہ نوال نے آدمیوں کو گاڑی روکنے کا کہا تھا، لیکن وہاں گاڑی دیکھ کے وقاص کی صحیح معنوں میں جان نکلی۔۔۔

"اوئے نوال کدھر ہے۔۔۔۔یہاں تو بس گاڑی ہے"وقاص نے ادھر اُدھر دیکھتے کہا

۔۔

"ابھی دیکھنا میری براؤنی حاضر ہوتی۔"شیری نے آرام سے کہہ کے گاڑی میں بیٹھ سیٹ سے ٹیک لگائی۔

"اتنے آرام سے کیسے بیٹھ گیا تو۔"دانی نے اس کے کندھے پہ مکہ مارتے کہا۔۔۔

اس سے پہلے کہ شیری کچھ کہتا جھاڑیوں کے پار سے نوال آتی ہوئی دکھائی دی جو ہاتھ جھاڑ رہی تھی اس کے ماتھے پہ چوٹ لگی تھی اور ڈوپٹہ بھی پھٹ گیا تھا۔ وقاص سرعت سے اس کے پاس پہنچا اور سینے میں بھینچ لیا۔

"۔میری گڑیا۔۔۔ٹھیک ہو یہ کیا ہوا ایے چوٹ کیسے آئی اور وہ آدمی کہیں انہوں نے تو نہیں کچھ کہا ناں۔" وقاص نے ایک ساتھ سارے سوال کر دیے کہ نوال اس کی فکر سے مسکرا اٹھی۔

"دفع ہو اس سے اب۔۔۔مجھے ملنے دے میری زیادہ لگتی ہے۔"شیری نے وقاص کو نوال سے الگ کرتے کہا اور اسے خود سینے سے لگایا کہ نوال شرما گئی۔

"چوٹ کیسے لگی۔۔۔۔زیادہ تو نہیں مارا ناں ان کو۔"شیری نے اس کے ماتھے پہ پیار کرتے کہا تو نوال نے نفی میں سر ہلایا۔

"ڈوپٹہ جھاڑیوں میں پھنسنے کی وجہ سے میں آتے ہوئے گر گئی تھی،اور چوٹ لگ گئی ۔۔۔۔زیادہ تو نہیں بس ایک دو ہڈی توڑ آئی ہوں،آپ زرا جا کہ چیک کر آئیں وہی پڑے ہیں۔"نوال نے وقاص اور دانی کو کہا وہ ابھی بھی شیری کے سینے سے لگی تھی۔

"ہاں ہم دیکھ آتے ہیں تم لوگ گاڑی میں بیٹھو۔" وقاص نے ان کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود دانی کو ساتھ لیے جنگل کے اندرونی حصے کی جانب چل دیا جہاں کا نوال نے بتایا تھا۔

oooooooooooooooooooooo

نوال نے جب آدمیوں کو یونی کے باہر دیکھا تو اندر جانے لگی لیکن تب تک وہ اس تک پہنچ چکے تھے۔۔۔۔۔ سیلفی کے بہانے نوال نے شیری کو میسج کر دیا کہ اس کی لوکیشن کو فالو کریں۔۔۔اسی طرح ان کو باتوں میں لگا کی نوال نے پوچھا لیا کہ کہاں جا رہے ہیں اور پھر شیری کے کہنے پہ ان کو ایک سنسان جگہ لے آئی۔وہ دونوں شکل سے ہی نکمے لگ رہے تھے کہ جیسے ان کو یہ کام کرنے کا تجربہ نہ تھا۔

پھر جب اس نے بہانے سے گاڑی رکوائی اور جنگل کی جانب گئی،وہاں پہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کے باقیوں کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔لیکن وہ دونوں آدمی پہنچ گئے تو نوال کو اپنی مہارت استعمال کرنا پڑی اور ہاتھ اور ٹانگ کی ہڈیاں توڑ آئی۔اس کو پتا تھا کہ یہ سب نائلہ نے کروایا تھا اور اب وہ اسے اچھے سے مزا چکھانے کا ارادہ رکھتی تھی

۔۔۔۔

وقاص اور دانی اس جگہ پہنچے جہاں پہ نوال نے بتایا تھا تو دیکھا کہ دونوں آدمی زمین پہ لیٹے کراہ رہے تھے ان کی حالت دیکھ کہ دانی کی تو ہنسی چھوٹ گئی۔

"یار یہ تو کمال کی لڑکی ہے، شیری کو بالکل اس جیسی ملی۔ "

دانی کا ہنس ہنس کے برا حال تھا۔ تو وقاص نے افسوس کیا کہ میرال نے اتنی خطرناک تربیت دی تھی اس کو کہ اتنی ہڈیاں ہی توڑ دی اور وہاں کہہ رہی تھی کہ بس ہاتھ اور ٹانگ کی توڑی ہے۔

"دانت بعد میں نکالی پہلے بتا کہ بچ سکتے ہیں نا یہ نہ ہو کہ رستے میں ہی دنیا سے کوچ کر جائیں۔" وقاص نے ایک کا جائزہ لیتے کہا۔

"تو دیکھ تیری بیوی ڈاکٹر ہے میری نہیں۔" دانی نے ہاتھ اوپر کرتے کہا۔

"میری بیگم ڈاکٹر ہیں میں نہیں۔۔۔۔اور اب دیکھ اور کال کر کسی کو کہ لے کہ جائیں انہیں ٹکھانے۔" وقاص نے کھڑے ہوتے کہا۔۔۔

تھوڑی دیر میں وہاں ایک ایمبولینس آئی اور دونوں کو لے گئی۔

جب دانی اور وقاص ان شیری اور نوال تک پہنچے تو دونوں پچھلی سیٹ پہ بیٹھے گپے ہانکنے

میں مصروف تھے۔

"نوال اتنا مارا ان بچاروں کے وہ بولنے کے قابل نہیں رہے۔۔" وقاص نے بیٹھتے کہا تو نوال نے انجان بنتے شانے اچکائے۔

"میں نے تو بس ایک ایک مکہ دیا تھا اور کچھ نہیں۔" نوال نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے کہا تو شیری اس کے واری واری گیا۔۔۔

"ماشاءاللہ میری براؤنی کتنے سمجھدار ہے، اور تو وقاص اس پہ الزام نہ لگا۔" شیری نے نوال کو پاس کرتے وقاص کو گھورا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پہلے تو اس سے دور ہو، شرم نہیں آتی اس کے بھائی کے سامنے ہی چپک رہا۔" وقاص نے پیچھے ہو کہ شیری اور نوال کے درمیان دونوں ہاتھوں سے جگہ بنائی۔

"اپنا نہ بھول جب تو بہانے بہانے سے مرحاجی کو اپنے ساتھ لگاتا تھا۔" شیری نے بھی حساب بے باک کیا جس پہ نوال نے "ہاہائے" کہا۔۔

دانی آرام سے ان سب کی بکواس سن رہا تھا، تھوڑی دیر میں دانی نے اپنے سینئیر آفیسر کی طرف جانا تھا۔

oooooooooooooooooooo

دانی شام کو گھر پہنچا تو امل تیار سی اسی کا انتظار کر رہی تھی دانی نے سب سے پہلے تو اس کے ماتھے پہ پیار کیا پھر فریش ہونے چلا گیا۔

"دانی میرا جانا ضروری ہے؟" امل نے دانی کے پاس آتے کہا جو اپنے بال بنا رہا تھا۔

"بالکل۔۔۔ سر نے فیملی کے ساتھ بلایا تو آپ فیملی ہی ہو۔" دانی نے اس کی گال پہ چٹکی بھرتے کہا تو امل مسکرا اٹھی۔

دانی کو اس کے سینئر آفیسر نے گھر پہ بلایا تھا، گھر پہ ایک چھوٹی سی تقریب رکھی جس میں انہوں نے اپنی بیٹی کی منگنی کا بتانا تھا۔۔۔ دانی ان کو بہت عزیز تھا اسی لیے اسے بھی مدعو کیا گیا تھا۔۔۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی، مجھے رہنے دیں یا امی کے گھر چھوڑ آئیں۔" امل نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے آپ کو آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا، کھانا کھایا تھا آپ نے دوپہر کو؟" دانی نے امل کی گردن اور چہرے پہ ہاتھ رکھتے کہا۔

"ٹمپریچر تو ٹھیک ہے آپ کا، پھر کیا ہوا ہے۔" دانی نے پریشانی سے امل کو بیڈ پہ اپنے برابر بٹھا کے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"کچھ نہیں ہوا بس تھک سی گئی ہوں۔" امل نے پھیکی مسکراہٹ سے کہا تو دانی کا دل نہ مانا۔

"اچھا آپ گھر رہ کے آرام کر لیں، میں جلدی آ جاؤں گا۔" دانی نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اگر جلدی آنا ہے تو میں آپ کے ساتھ ہی جاتی ہوں، گھر پہ اکیلی کیا کروں گی۔" امل بھی اٹھتی ہوئی بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانی نے پھر منع بھی کیا لیکن امل اب جانے کو تیار تھی کہ کیا پتا فریش ائیر لینے سے طبیعت میں زرا فرق پڑ جائے۔

oooooooooooooooo

امل اور دانی سے سینیئر آفیسر فیضان بہت اچھے سے ملے اور ان کی وائف نے بھی بہت اچھا ویلکم کیا، امل کو ان سے مل کے بہت اچھا لگا اور اب وہ بہتر محسوس کر رہی تھی سب

میں۔

کھانے کا دور چلا تو سب ڈائننگ ہال میں جمع ہوئے، امل ابھی دانیال کے ساتھ والی چیئر پہ بیٹھی ہی تھی کہ اس کی طبیعت خراب ہونے لگی۔۔۔

"دانی۔۔۔۔"امل نے بیٹھتے دانی کا ہاتھ پکڑا۔

"کیا ہوا امل۔۔۔؟"دانی فوراً اس کی طرف مڑا اور پریشانی سے گویا ہوا۔

"پتا نہیں اچانک دل گھبرانے لگ گیا، شاید اس کی سمیل سے۔"امل نے پاس پڑی ڈش کی جانب اشارہ کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوکے ریلیکس ہم چلتے ہیں گھر، میں سر کو بتا کہ آیا۔"دانی اسے دلاسہ دے کہ اٹھا اور سر کے پاس گیا۔

مسز فیضان جو امل کے پاس سے گزر رہی تھیں اس کی حالت تشویش ناک لگی تو اس کی جانب آئیں۔

"بیٹا کیا ہوا، طبیعت ٹھیک ہے نا۔"انہوں نے امل کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے پوچھا تو امل نے ہاں میں سر ہلایا۔

"آنٹی۔۔۔آنٹی واشروم کدھر ہے۔۔۔"آنٹی اس کی حالت سمجھتیں فوراً سے پہلے اس کو واشروم میں لے کہ گئیں،دانی بھی دیکھ چکا تھا وہ بھی ان کے پیچھے ہی آیا اور امل کو واش بیسن پہ جھکے دیکھ پریشان ہو گیا۔

"کیا ہوا ہے امل سب ٹھیک ہے نا۔"دانی نے واشروم سے باہر ہی پوچھا۔

"بیٹا جب آپ کو پتا تھا کہ بچی کی طبیعت ٹھیک نہیں تو اسے آرام کا کہتے،اب اس کنڈیشن میں کوئی چیز بری لگ گئی ہو گی جس سے اس کی یہ حالت ہوئی،جاتے جاتے ڈاکٹر کو دکھا کے جانا لازمی۔"مسز فیضان نے مسکرا کے کہا اور ان کو روم میں اکیلا چھوڑ کے چلی گئیں۔

"امل۔۔۔اب ٹھیک ہیں آپ۔"دانی نے امل کی پیٹھ سہلاتے پوچھا تو وہ مڑ کے اس کے سینے سے لگ گئی۔

"دانی۔۔۔۔گھر جانا ہے۔"امل نے سنبھلتے کہا تو دانی اس کو لے کہ وہاں سے نکلا،سر سے معزرت کر لی تھی۔

"ہم گھر جا رہے ہیں نا۔"امل نے آگے ہو کہ دانی کے کندھے سے سر ٹکا کے کہا،

تھوڑی دیر میں ہی اس کی رنگت زرد پڑ گئی تھی۔

"نہیں ہم پہلے ڈاکٹر کے پاس جائیں گے پھر گھر۔" دانی نے جھک کے اس کے سر پہ بوسہ دیا اور گاڑی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"آپ کو پتا ہے ناں آپ کی کنڈیشن کا۔" کچھ دیر بعد دانی کی مسکراتی آواز ابھری تو امل نے اس کی طرف چہرہ کر کے دیکھا۔

"میں شیور نہیں تھی، اسی لیے چیک کروانے جانا تھا لیکن یاد نہیں رہا۔" امل نے نظریں جھکا کے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوکے تو چلیں کنفرم کر لیتے ہیں ابھی۔" اس کے لہجے سے ہی امل کو لگ رہا تھا کہ وہ کافی خوش ہے اس خبر سے۔۔۔ امل نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔

oooooooooooooooooooo

چیک آپ کروانے کے بعد دانی تو خوشی سے جھوم اٹھا جب اسے پتا چلا کہ وہ بابا بننے والا اور امل اس کو خوش دیکھ کہ مسکرائی جا رہی تھی، دانی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہ خبر سارے شہر کو سنا دے اسی لیے ٹائم کی پرواہ کیے بغیر اس نے وقاص کو کال کی۔

"کیا ہوا اتنی رات خیریت۔" وقاص نے فکر مند لہجے میں کہا۔

"خیریت ہی خیریت ہے وقاص۔۔۔میں بہت خوش ہوں۔" دانی نے تقریباً چیخ کے کہا۔

"دانی آرام سے کیا ہو گیا ہے۔" امل نے آہستہ آواز میں بات کرنے کو کہا کیونکہ سب ان کی طرف ہی متوجہ تھے۔

"میرال دل کر رہا میں چیخ چیخ کے سب کو بتاؤں۔" دانی نے ہر جوش ہو کہ کہا تو امل نظریں جھکا گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوئے کمینے انسان۔۔۔چیخنا بعد میں پہلے بتا ہوا کیا ہے۔" وقاص نے بے زاریت سے کہا۔

"ابھے کمینوں ماموں بننے والے ہو۔ "

"ہیں واقعی یہ تو بہت خوشی کی بات ہے لیکن زین نے بتایا نہیں۔" وقاص کا دھیان میرال کی طرف ہی گیا تھا کہ وہی بہن ہو سکتی ہے۔۔۔لیکن دانی اس کے جواب پہ افسوس کرتا رہ گیا۔۔۔

"۔اوئے گدھے میں باپ بننے والا ہوں۔" دانی نے منہ بنا کے کہا تو وقاص شرمندہ سی ہنسی ہنس گیا۔

"مبارک ہو یار بہت بہت، بہت خوشی ہوئی سن کے۔۔۔۔ لیکن ابھی باپ بننے والا ہے ناں تو اتنا چیخ کیوں رہا جیسے تیرے ہاتھ میں آ بھی گیا بچہ۔۔۔" وقاص نے خوشدلی سے مبارکباد دیتے آخر پہ دانی کی کلاس لی۔۔۔

"یار تو سوچ نہیں سکتا کہ میں کتنا خوش ہوں ایسا لگ رہا کہ زندگی ہر طرف سے مکمل ہو گئی اور میرا دل کر رہا کہ وہ میرے ہاتھ میں ہو اور میں اس سے باتیں کروں۔" دانی کے ہر لفظ میں خوشی جھلک رہی تھی۔۔

"اللہ اسی طرح خوش رکھے ہم سب کو اور اپنی امان میں رکھے، آمین۔" وقاص نے دل سے دعا دی جس پہ دانی نے بھی آمین کہا اور پھر اس کے بعد دانی نے ہر ایک کو کال کر کے بتایا۔

امی اور پھپھو نے تو امل سے بھی بات کی اور اس کو چند ضروری ہدایات بھی دیں، دانی کی اس والہانہ خوشی سے امل تو شرم سے دوہری کو رہی تھی۔۔۔

گھر پہنچ کے دانی نے امل کو پاؤں نیچے لگانے سے پہلے ہی اپنے بازوؤں میں بھرا اور اندر کی جانب چل دیا۔

"دانی یہ کیا کر رہے ہیں، نیچے اتاریں میں گر جاؤں گی۔" امل نے مضبوطی سے دانی کے گلے میں باہیں ڈال کے کہا تو دانی مسکرا اٹھا۔

"گرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، میں ہوں ناں ہمیشہ تھامنے کے لیے۔" دانی نے پیار سے کہہ کے امل کے سر پہ بوسا دیا۔۔

اپنے کمرے میں پہنچ کے احتیاط سے امل کو بیڈ پہ بٹھایا اور اس کے لیے کیچن سے جوس لینے چلے گیا ساتھ میں کچھ ہلکا پھلکا کھانے کو بھی بنا لیا۔

امل کو سینڈوچ کے ساتھ جوس پلا کے پھر میڈیسن دی اور اس پہ کمفرٹر درست کر کے خود بھی چینج کرنے چلا گیا۔

"طبیعت تو نہیں ناں اب خراب لگ رہی۔" امل کو اپنے حصار میں لیتے دانی نے محبت سے کہا تو امل نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔آپ کا بہت شکریہ یار میری زندگی میں آپ اس طرح

آئیں اور اسے مکمل کیا۔"محبت سے اس کے بال سہلاتے وہ اسے پر سکون کر رہا تھا۔

"آپ نے بھی میری زندگی میں آ کے مجھے مکمل کر دیا، اللہ کا شکر ہے کہ ہم ایک خوشحال فیملی ہیں۔"دانی نے محسوس کیا کہ امل رو رہی ہے۔

"امل کیا ہوا اس طرح کیوں رو رہی ہیں، کوئی پریشانی ہے تو مجھ سے شئیر کرو۔ "

دانی محسوس کر چکا تھا کہ وہ اپنے پہلے احساسات کو یاد کر کے رو رہی تھی۔

"دانی اگر میرا پہلا بچہ۔۔۔۔۔"اس کے بعد امل سے بولا نا گیا اور وہ ہچکیوں سے رو دی ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شش کچھ نہیں ہوا، اللہ نے کچھ بہتر سوچ کہ ہی اس کو اپنے پاس بلا لیا تھا، اور اللہ نے دیا تو ہے تحفہ، آپ کو خوش ہونا چاہیئے۔"دانی نے اسے خود میں بھینچتے کہا۔

"میں بہت خوش ہوں بہت زیادہ، جتنا شکر ادا کروں اتنا کم ہے کہ اللہ نے ایک بار پھر مجھے نوازہ، اور اس قابل سمجھا کہ میں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کر سکوں۔"امل نے رونے کے درمیان کہا۔

"بالکل اس نے ہمیں نوازہ ہے، اور دیکھیں زرا اس دنیا میں کتنے لوگ ہوں گے جن

کے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے لیکن وہ شکر ادا نہیں کر پاتے اور یہی ان کو خسارے میں ڈال دیتا ہے، حالات چاہیں جیسے بھی ہوں صبر اور شکر کرنا کبھی نہیں چھوڑنا۔اور اب سے ہم دونوں اپنا بہت خیال رکھیں گے تاکہ ہم اپنے بے بی کو ایک ایک صحت مند زندگی دیں اوکے۔ "

دانی نے محبت سے اسے بہلاتے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

"اب اپنے ذہن پہ زیادہ زور نہیں دینا ریلیکس رکھنا خود کو، چلیں سو جائیں۔"دانی نے اس کو لیٹاتے کہا اور خود بھی اسے حصار میں لیتے آنکھیں موند گیا۔

بے شک زندگی جو بھی کرتی آپ کی بہتری کے لیے کرتی، امل نے پہلے کچھ سال تکلیف میں گزارے لیکن اب آگے کی زندگی اس کی حسین تھی، سکون سے بھرپور۔۔۔۔

بس ہمیں سب کچھ اللہ پہ چھوڑ دینا چاہیئے، جس نے ہمیں پیدا کیا وہ تو جانتا ہے ناں ہمارے دلوں کے حال اور وہی سب کچھ ٹھیک کرنے والا، اللہ کے ساتھ ساتھ خود پہ بھی یقین ہونا چاہیئے، جب تک ہم خود کچھ ٹھیک نہیں کرنا چاہیں گے کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا، خالی رونے اور پریشانی سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اپنے آپ کو مارنا پڑتا ہے، اپنے دل کو مارنا پڑتا ہے، اپنی ساری خواہشات کو پیچھے چھوڑنا پڑتا۔

اگر ابھی ایسا کرو گے تو وہ اللہ جس نے ہمیں بنایا ہے، جو خواہشات ہم چھوڑ کے آئیں ہیں ان کو اس طرح پورا کرے گا کہ ہمارے گمان میں بھی نہیں ہو گا اور آگے جا کہ ہم خوش ہونگے نا کہ پچھتائیں گے کہ کیوں کیا تھا ہم نے۔۔۔۔۔۔

ہمارا ایمان ایسا ہے کہ اگر ہم کہیں پہ بھی کچھ اسلامی بات سن لیں یا کر لیں تو ایمان زیادہ ہو جائے گا اور ہم پر جوش ہو جائیں گے لیکن تھوڑے عرصے بعد ہم پھر سے وہی پہلے والے بن جائیں گے غافل سے، اور یہ فطرت ہے۔۔۔۔۔

ہمیں اپنا ایمان ایسا بنانا ہے کہ کہیں پہ بھی یہ ڈگمگائے نہ۔۔۔۔۔۔ کم ہونے کے بجائے بڑھتا چلا جائے، اگر کوئی اسلامی بات یا تقریر سن لیں تو تھوڑے دنوں کے لیے کیوں ہم پر جوش رہیں ساری زندگی کے لیے کیوں نہیں، بس زندگی میں صبر اور شکر کو نہیں جانے دینا، اپنا کل اثاثہ بنالو ان کو۔

گھر میں سارا ماحول خوشیوں سے بھرا پڑا تھا، امل اور مرحا کی خوشی نے ایک الگ ہی سماں بنایا تھا۔

مرحا کو تو چار ماہ ہونے والے تھے اور امل کا پہلا ماہ تھا، ان دونوں کی خوشی کو سیلیبریٹ کرنے کے لیے ایک چھوٹی سی دعوت رکھی گئی تھی آسیہ امی کے گھر پہ، سب موجود

تھے زین کے گھر والے بھی۔

ایمن اور نور تو بار بار کہی جا رہی تھیں کہ زین بھائی کو کال کریں میرال آپی سے بات کرنی ہے۔ لیکن ابھی زین نے جاب پہ ہونا تھا اسی لیے کال نہیں کر رہے تھے کہ دونوں سے اکھٹی بات ہو جائے گی۔

تھوڑی دیر بعد میرال کو کال کی تو زین جاب سے ابھی آیا تھا۔ فریش ہو کہ وہ بھی میرال کے ساتھ بیٹھ گیا سب بہت خوش تھے ان سے بات کر کے۔

"بہت مبارک ہو تم دونوں کو۔۔۔ اللہ ڈھیر ساری خوشیاں عطا کرے تم دونوں کو، آمین۔" امل اور مرحا سے بات کرتے میرال نے کہا تو سب نے بھی آمین کہا۔

تبھی ایلی جناب آ گئے میرال کے پیچھے سے، جسے دیکھ کہ زین حیران ہوا۔

"یہ یہاں کیسے آیا؟" زین نے حیرانگی سے میرال سے پوچھا کہ وہ اکیلے یہاں کیسے آ سکتا تھا۔

"ایما چھوڑ گئی ہو گی باہر دروازے پہ اور خود ہی چڑھ کے آ گیا ہو گا۔"

میرال نے ایلی کو اپنی گود میں بٹھاتے کہا تو زین سر ہلا گیا۔

"آپی یہ آپ کا اور زین بھائی کا بے بی ہے۔"ایمن نے جب میرال کی گود میں ایک خوبصورت سے گلابی گالوں والے بچے کو دیکھا تو خوشی سے میرال کو پوچھا جس پہ میرال مسکرا اٹھی۔

اور ایلی نے ناسمجھی سے میرال کو دیکھا کہ کیا کہہ رہی ہے یہ۔

"نہیں ایمن یہ میری دوست کا بیٹا ہے، میرے پاس آجاتا ہے کبھی کبھی کھیلنے۔" میرال نے ایلی کے گال چومتے کہا۔میرال کے کبھی کبھی کہنے پہ زین نے استغفرُاللہ کہا جس پہ میرال کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"میرال جان جھوٹ نہ بولا کرو۔۔۔۔۔یہ ٹینڈا میرے بعد ادھر ہی پایا جاتا ہے۔" زین نے ایک ہلکی سی پیار بھری چپت ایلی کو لگاتے کہا تو اس نے فوراً میرال کی طرف دیکھا۔

" Miaal jan , Zain bad boi hit me."

ایلی نے فٹ سے شکایت لگائی تو میرال نے بھی زین نے کندھے پہ چپت لگائی۔

"اس کا بدلہ رات میں لوں گا۔"زین نے شرارت سے سرگوشی کی۔

"آپی یہ مجھ سے بات کرلے گا۔"نور نے ہچکچاتے پوچھا تو میرال نے ہاں میں سر ہلایا۔

پھر نور اور ایمن نے ایلی سے بات کی زیادہ تو زین کی شکایات اور برائیاں تھی جس پہ وہ دونوں بھی ہنس دیتی تھیں۔۔۔ایلی بھی خوشی سے کبھی کھلکھلاتا تو کبھی میرال کو دیکھتا کہ میری نئی دوستیں بن گئیں ہیں۔جس پہ وہ مسکرا کے اس کو بوسا دیتی۔

تقریباً سب سے بات کر کے میرال نے کال بند کی،ایلی اس کی گود میں ہی سو گیا تھا تو میرال نے اسے بیڈ پہ اپنے ساتھ لٹا دیا کہ ایما جب آئے گی اس کو ساتھ جائے گی،کل زین نے پلان بنایا تھا کہ میرال کو گاؤں کی دوسری سائیڈ پہ خوبصورت جھیل دکھانے لے کے جائے گا۔

میرال نے اب زیادہ نہیں ایک دو جملوں تک زین سے فرینچ سیکھی تھی جس سے وہ آسانی سے ایلی سے بات کر لیا کرتی تھی۔میرال نے ایک دن جب زین سے پوچھا کہ وہ کونسی زبان میں میرال سے اکثر بات کرتا تھا تو جواب سن کے میرال بے ہوش ہوتے ہوتے رہ گئی۔

"میں نے تقریباً دس زبانوں میں تم سے اظہارِ محبت کیا ہے،اور بھی بہت سی زبانیں

جانتا ہوں۔ "

اور بھی پوچھنے پہ پتا چلا کہ موصوف کو الگ الگ زبانیں سیکھنے کا شوق تھا تو اسی لیے یونیورسٹی کے زمانے میں ہی بہت سی زبانیں سیکھ لی تھیں، میرال تو حیران ہوئے بنا نا رہ پائی جس کو خود انگلش اور اردو کے علاوہ کوئی زبان نہیں آتی تھی لیکن اب اس کا بھی ارادہ تھا کہ وہ بھی کچھ سیکھ لے۔ بقول میرال کے:

"اتنی زبانیں سیکھ کہ اچار تو ڈالنے سے رہے تو مجھے ہی سکھا دو تا کہ کچھ تو ثواب کما سکو۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جس پہ زین اس کو دوسری زبان میں جملے کہہ کے اور چڑاتا تھا۔

تب وہ ناراضگی کا اظہار کرتی تھی کہ کیا پتا زین گالیاں نکالتا ہو اسے جس پہ زین قہقہہ لگاتا۔

oooooooooooooooooooooooo

لیٹر برنین (lauterbrunnen) سے تیس منٹ، اور چوبیس کلو میٹر کے فاصلے پہ ایک خوبصورت سی جھیل تھی جس کا نام تھن (thun) لیک تھا،

تھا مس ان سب کو یہاں لایا تھا، اس کا پانی نیلا بالکل شفاف تھا، بہار کا موسم شروع تھا تو ہر طرف ہریالی نے اپنا بسیرا اب شروع کر لیا تھا۔

انتہائی خوبصورت نظارہ جو دل کو ٹھنڈک پہنچاتا ہو اور انسان کا دل یہاں سے جانے کو نہ کرے، وسیع پیمانے پہ یہ قدرت کا نظارہ ایک الگ ہی سرور بخشتا تھا۔

شمالی مشرقی سمت میں تھن جھیل کے کنارے ایک محل واقع تھا جسے "oberhofen castle" کہتے تھے یہ ایک فینٹسی دنیا کا نظارہ پیش کرتا تھا۔

تقریباً رات کے نو بجے تک وہ لوگ وہاں گھومتے رہے، میرال نے تو ہر چیز کی دس دس تصاویر بنائی تھیں کہ بعد میں پتا نہیں کب یہاں آنا ہو۔

پاس ہی ایک ہوٹل سے رات کا کھانا کھا کہ میرال ایلی کا ہاتھ پکڑے اسے ریسٹورنٹ سے باہر لائی اور ایک جگہ کھڑا کیا کہ تصویر کھینچ سکے، ایلی کو کھڑا کر کے پیچھے کی جانب ہونے لگی جب اس کا کسی وجود کے ساتھ زبردست تصادم ہوا اور میرال زمین بوس ہو گئی۔۔۔۔۔

ٹکرانے والے نے اپنا ہاتھ میرال کے آگے کیا کہ اس کو اٹھا سکے لیکن میرال اٹس

اوکے کہہ کے خود ہی کھڑی ہو گئی۔

" I'm sorry sir , I didn't see you ."

میرال نے معذرت کرتے کہا تو آدمی نے اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا۔

" Sir are you okay ?"

جب آدمی کچھ نہ بولا تو میرال نے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

" Yeah I'm absolutely fine little girl."

آدمی نے ہوش میں آ کے مسکرا کے جواب دیا میرال کو اس کی مسکراہٹ تھوڑی عجیب لگی جیسے کوئی تمسخر سے مسکرا رہا ہو۔

" I'm again sorry to you."

میرال نے شرمندہ ہوتے کہا تو آدمی کچھ کہے بغیر وہاں سے چلا گیا۔

"عجیب انسان ہے گری میں تھی اور مجھ سے ہی معافی نہیں مانگ کے گیا۔"میرال کو تو زہر سے بھی برا لگا اس آدمی کا اس طرح بغیر معذرت کیے جانا۔

رات گیارہ بجے میرال اور زین گھر پہنچے تو میرال تو آتے ہی بیڈ پہ گر گئی۔

"اف آج تو میں تھک گئی، لیکن میں تمہارا شکریہ نہیں کروں گی۔" میرال نے نروٹھے پن سے زین کو کہا جواب اپنا کوٹ اتار رہا تھا۔

"اور وہ کیوں؟" زین نے ابرو اچکائے سوال کیا۔

"کیونکہ تمہارا فرض تھا مجھے باہر گھمانا، اور جب سے ہم یہاں آئے ہیں تو یہ فرض بھی تم نے تین مہینے بعد پورے کیا، اسی لیے نو تھینکس۔" میرال نے اپنے آپ پہ بلینکٹ لیتے کہا تو زین اپنی جگہ پہ آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں بالکل تمہارا کہنا بنتا بھی نہیں کیونکہ میں خود اپنا تھینکس لے لوں گا تم سے۔" زین نے شیطانی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے کہا تو میرال کو اس کی مسکراہٹ میں کچھ گڑبڑ لگی۔

"اچھا کیسے۔۔۔" زین کی طرف گھوم کے سوال کیا، تو زین نے اس کو اپنی طرف کھینچا۔

"ایسے۔۔۔۔" ایک شوخ سی شرارت اس کی گال پہ کرتے کہا تو میرال نے اپنا گال

سہلاتے اس کو گھورا، اس کے گھورنے پہ زین نے اس کو کمر سے پکڑ کے پاس کرنا چاہا تو میرال کراہ اٹھی۔

"کیا ہوا۔۔۔" زین نے نرمی سے ہاتھ ہٹاتے پوچھا۔

"آج میں گری تھی تو شاید اسی وجہ سے درد ہوا۔" میرال ہاتھ پیچھے کو کرتی کمر کو سہلاتے بولی۔

"کب گری تھی۔۔۔ بتایا کیوں نہیں مجھے اور لاؤ دکھاؤ میں دیکھوں کہیں زیادہ تو نہیں لگی۔" زین نے اس کا منہ دوسری طرف کرتے اس کی پشت کو اپنے سامنے کرتے کہا۔

"کسی سے ٹکرا گئی تھی، عجیب بندہ تھا سوری بھی کر کے نہیں گیا، اور رہنے دو بس ہلکا سا درد ہوا تھا اب ٹھیک ہے۔" میرال اپنے ٹکرانے کو سوچتی زین کو بتانے لگی لیکن جب اس بندے کی مسکراہٹ یاد آئی تو بے ساختہ ہی جھرجھری لے کے رہ گئی۔

"ایک منٹ میں دیکھ رہا ہوں نا۔" زین نے اس کی شرٹ کو پکڑ کے پیچھے سے زرا سا اوپر کر کے دیکھا تو کمر کی سائیڈ پہ ایک بڑا سا نیل کا نشان بنا تھا، زین نے نرمی سے اس پہ ہاتھ پھیرا تو میرال کو پھر درد ہوا۔

"ناکروزین۔۔۔۔درد ہو رہا۔"اس کے کہنے پہ زین نے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس لیا اور ایک مرہم نکال کے لگائی۔

پھر کمر پہ ہی ایک گرم پٹی کر دی کہ گرمائش پہنچنے سے زیادہ درد نہیں ہو گا اور درد بھی ٹھیک ہو جائے گا جلدی۔

"اب آرام سے لیٹ جاؤ، بہت تھکن ہو گئی ہے۔"زین نے کہتے اس کا سر اپنے سینے پہ رکھا اور نرمی سے اس کے بال سہلاتے نیند کی وادی میں اتر گیا۔

oooooooooooooooooooooo

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا تو وہ دونوں یہاں پہ تین مہینے سے ہیں اور مجھے پتا بھی نہیں۔"

ملک کا باس دلاور ابھی اپنے ہٹ میں موجود ایک سیکریٹ روم میں تھا جہاں پہ اس کے کچھ وفادار سامنے مؤدب سے سر جھکائے کھڑے تھے۔

"جی باس ہم نے ابھی ساری معلومات نکالی ہیں ان کے بارے میں۔"ایک نے سر جھکائے کہا تو دلاور سر ہلا گیا۔

"مطلب چڑیا آج خود ہی میرے پاس آ گئی تھی۔"دلاور نے کچھ سوچ کے معنی خیزی

سے کہا۔

"اور یہ لڑکا وہی بر گیڈیئر کمال کا لڑکا ہے نا جو اس وقت اس لڑکی کو بچا کے لے گیا تھا ۔" دلاور نے زین کے بارے میں سوچتے کہا۔

"جج کی بیٹی اور بر گیڈیئر کا لڑکا۔۔۔دونوں ساتھ ہیں اب، مزا آئے گا۔" دلاور نے وائن کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے حرام محلول کو اپنے اندر تک اتارتے کہا۔

" باس ہمارا مال ستمبر میں آرہا یہاں۔۔۔اور اس بار خریداروں کا کہنا ہے کہ اگر کوئی نقصان ہوا تو ساری بھرمائی آپ کریں گے۔"

ایک نے ڈرتے ڈرتے کہا تو دلاور شیطانی قہقہہ لگا اٹھا۔

"ابھی تو بہت وقت ہے۔۔۔۔لیکن ہماری طرف سے تیاری مکمل ہونی چاہئے۔" سرد لہجے میں کہتا اپنی جگہ سے اٹھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

پیچھے وہ سب سر ہلا کے رہ گئے۔

oooooooooooooooooooooooooo

کچھ دن بعد میرال گاؤں کے آبشاروں کی سیر کی طرف گئی، تقریباً تین گھنٹے کی چڑھائی

تھی جس کو مکمل کر کے میرال اور ایما دونوں ہانپتی ہوئی پہنچی۔

آبشار کی پھواران کے چہروں پہ پڑ رہی تھی، ایلی تو خوشی سے کبھی ادھر تو کبھی اُدھر ہنستا پھر رہا تھا۔

یہ گاؤں آبشاروں کا گاؤں بھی کہلاتا تھا کیونکہ اس میں ستر کے قریب آبشاریں تھیں کچھ تو چار سو میٹر سے بھی زیادہ اونچی تھیں۔

ایک آبشار (Trümmelbach Fall) کو پہاڑ کے اندر سے دیکھنے کے لیے ایک سرنگ بنائی گئی تھی، یہ آبشار دس گلیشیر سے مل کے بنی تھی، اندر اندھیرا تو کافی تھا لیکن میرال نے ایما اور ایلی کا ہاتھ پکڑا تھا ساتھ ہی کئی اور لوگ بھی تھے جنہوں نے ٹارچ وغیرہ سے روشنی کر رکھی تھی

آبشار کے پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا کہ ایک بندے کو بھی اپنے ساتھ بہا کے لے جا سکتی تھی۔

سرنگ سے باہر نکلنے پہ میرال نے ایک لڑکی کو دیکھا جو بہت خوبصورت تھی اور شاید حاملہ بھی، میرال کو یہی لگا، وہ جس پتھر پہ جانے لگی تھی وہ زرا چکنا تھا، پھسلن ہونے کی

وجہ سے وہ گر سکتی تھی، میرال سرعت سے اس کے پاس گئی اور بازو سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا کہ لڑکی کی چیخ نکل گئی۔

" Be careful , you were about to fall."

میرال نے اسے سائیڈ پہ کرتے کہا تو لڑکی سہم گئی۔

"جزاک اللہِ۔" لڑکی کے منہ سے تشکر بھرا لفظ نکلا۔

"It's okay , But you should have been careful ."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال نے اس کی طرف دیکھ کے کہا۔

"Wait , What did you just say?"

"Do you know Arabic?"

میرال نے اب "جزاک اللہِ" نوٹ کیا تو اس نے حیران ہوتے پوچھا، ایلی اور ایما بھی انہی کو دیکھ رہے تھے۔

"Yeah ! I'm muslim."

لڑکی نے مسکرا کے کہا۔

"We're also ….."

میرال نے خوش ہوتے کہا اور اسے بتایا کہ وہ پاکستان سے ہے اور اپنے شوہر کے ساتھ یہاں گھومنے آئی ہے، آج زرا "شوہر صاحب" بزی تھے تو دوست کے ساتھ آگئی۔

" You know urdu language …!"

جس پہ لڑکی نے بتایا کہ تھوڑی بہت بول لیتی ہے کیونکہ اس کا شوہر پاکستان سے تھا اور وہ خود ترکی سے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نام کیا ہے آپ کا؟" اب کی بار میرال نے اردو میں ہی بات کی، ایما بھی کچھ کچھ سیکھ چکی تھی میرال سے۔

"مریم۔۔۔میں یہی پاس ہی رہتی ہوں، آپ کا بہت شکریہ آپ نے مجھے گرنے سے بچالیا ورنہ میرا بہت نقصان ہو جانا تھا۔" مریم نے اپنے سر اپے کی طرف اشارہ کیا مطلب میرال نے صحیح اندازہ لگایا تھا۔

"تمہاری اردو تو بہت صاف ہے۔" میرال نے متاثر ہوتے کہا۔

" Where is your Husband?"

ایمانے مریم پوچھا۔

"He is no more ."

مریم نے افسردگی سے مسکرا کے کہا تو میرال اور ایمانے اس کے لیے بہتری کی دعا کی۔

"اکیلی کیوں ہو یہاں، کسی کے ساتھ باہر نکلنا چاہیے تھا ناں۔"میرال نے فکر مندی سے کہا۔

"میرا یہاں کوئی نہیں ہے، شوہر کے ساتھ رہتی تھی تو وہ بھی اب نہیں رہے اسی لیے کبھی کبھی ادھر آجاتی ہوں، خود کو فریش کرنے کے لیے، اور آج بس اوپر آنے کو دل کیا تو چڑھ آئی۔"مریم نے مسکرا کے کہا۔

میرال کو اس کے لہجے میں کہیں مایوسی نظر نہیں آئی نا ہی اس کے لہجے میں کوئی دکھ تھا وہ بالکل مطمئن ہو کے بات کر رہی تھی۔

"آؤ ہم بھی نیچے جا رہے ہیں، ہمارے ساتھ چلو۔"میرال نے اپنے ساتھ چلنے کی آفر کی جسے اس نے خوشدلی سے قبول کر لیا اور ان کے ساتھ چل پڑی۔

نیچے اترتے اترتے مریم نے بتایا کہ وہ ابھی بیس سال کی ہے اور ان کی شادی پسند کی تھی، گھر والوں نے پہلے خود شادی کروائی بغیر کسی روک ٹوک کے بعد میں اس سے سارے تعلقات توڑ دیئے کہ خاندان والے اس کی وجہ سے باتیں کرتے ہیں۔ پھر مریم اور اسکا شوہر یہاں آ گئے ہمیشہ کے لیے، پھر ایک دن اچانک ایک حملے میں اس کے شوہر کی وفات ہو گئی، اس کے شوہر کی وفات کو ابھی دو ماہ ہوئے تھے اور وہ خود ساڑھے تین ماہ کی حاملہ تھی۔

میرال کو اس پہ بہت پیار آیا کہ اتنی چھوٹی عمر میں کیا کیا سہہ لیا،

"تم بہت بہادر ہو، اللہ تمہیں ڈھیر ساری خوشیاں دے آمین۔" میرال نے دل سے دعا دی بجائے اس سے ہمدردی جتانے کے۔

ایسا ہی کرنا چاہیے، ہمیں انسان سے ہمدردی جتانے کے بجائے اس کا حوصلہ بڑھانا چاہئے کہ انسان ہمدردی بٹورتے یا تو احساس کمتری کا شکار ہو جاتا یا پھر دوسروں پہ منحصر کرتا رہ جاتا۔

"شکریہ۔۔۔۔آپ دونوں بہت اچھی ہیں، کبھی آئیں میرے گھر ہم مل کے باتیں کریں گی اور آپ بھی ایلی۔" مریم خوشی سے بولی جیسے اس کو ایک ساتھی مل گیا ہو۔

میرال کو تو وہ اب بھی زندہ دل ہی لگی جو اتنی مشکلات کے باعث بھی خوشی سے مسکرا کے بات کر رہی تھی اس کی آفر کو میرال اور ایمانے خوشدلی سے قبول کیا اور اس کے گھر آنے کا وعدہ بھی کیا۔

مریم اب اکثر میرال کی طرف آجاتی اور اس سے دل کی باتیں کر لیا کرتی تھی، ایما کی بھی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی اس سے۔ لیکن ایلی بس میرال کے ساتھ ہی رہتا تھا، میرال اس بات کو لے کہ کبھی پریشان ہو جاتی تھی کہ جب وہ واپس جائیں گے تب ایلی کیسے رہے گا، اور خود کیسے رہے گی اس کے بغیر کیونکہ ایلی سے اس کو بہت لگاؤ ہو گیا تھا۔

تقریباً چھے مہینے اور گزر گئے تھے مطلب زین اور میرال کو نو مہینے ہونے والے تھے، گرمی کا آخری حصہ چل رہا تھا۔

ابھی بھی تینوں خواتین بیٹھیں گپے مار رہی تھیں جب میرال کے موبائل پہ پاکستان سے کال آئی عموماً تو شام کو آتی تھی جب زین بھی پاس ہو۔۔۔۔تاکہ اکٹھی بات ہو جائے لیکن آج دن کے دو بجے ہی کال آگئی۔

میرال نے الجھے تاثرات سے موبائل پیس کر کے کان کے ساتھ لگایا تو وہاں سے امی کی رونے کی آواز آئی۔ میرال کے دل کو کچھ ہوا۔

"امی کیا ہوا ہے، سب ٹھیک ہے ناں، مرحا کیسی ہے اسے تو کچھ نہیں ہوا ناں۔" میرال نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تو مریم اور ایما بھی پریشان ہو گئیں۔

"میرو تم خالہ بن گئی ہو۔" امی کی مسکراتی آواز دوسری طرف سے گونجی تو میرال کے دل نے شکر ادا کیا۔

"مبارک ہو بہت، مرحا کیسی ہے۔۔۔ وہ ٹھیک ہے ناں۔" میرال نے پھر سے مرحا کا پوچھا تو امی نے آگے سے ڈانٹنا شروع کر دیا۔

"تمہیں ہم کیا پاگل لگتے ہیں جو اس کا خیال نہیں رکھیں گے، اللہ کا شکر ہے وہ ٹھیک ہے اور ابھی روم میں شفٹ نہیں کیا گیا، ماشاءاللہ سے بیٹا ہوا ہے اور بہت پیارا ہے چاند کا ٹکرا۔"

آسیہ امی نے پیار بھرے لہجے میں کہا تو میرال نے آگے سے کہا مرحا سے بات کروائیں جس پہ سب نے کہا کہ تھوڑی دیر میں وہ ہوش میں آئے گی تب ابھی وہ دواؤں کے زیر اثر تھی۔

تب تک نوال نے بے بی کی پکس میرال کو بھیج دیں تھیں۔۔

وہ نقوش میں بالکل وقاص کی کاپی تھی جسے دیکھ میرال نے ماشاءاللہ کہااور دل میں سوچاکاش وہ اس وقت مرحا کے پاس ہوتی۔

"ہمیں بھی دکھائیں۔"مریم نے آگے ہو کے کہاتو میرال نے ان کو بھی پیکچرز دکھائیں۔

"اللہ تمہیں بھی ایک پیارا سا بے بی دے۔"میرال نے مریم سے کہا جس کے دن بھی قریب ہی تھے،میرال نے کہنے پہ وہ شرما سی گئی۔

oooooooooooooooooooooooooo

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مرحا کے بیٹے کی سب کو بہت خوشی تھی،سعد(مرحا کے بھائی)نے بھی اب آجانا تھا واپس اور ادھر ہی اپنا بزنس شروع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا،یہ بھی ایک خوشی تھی سب کو

--

شام تک مرحا کو ڈسچارج کر دیا تھا،اور اب وہ گھر پہ موجود تھی سب کے ساتھ۔

"یہ کتنا کیوٹ ہے ناں۔"نوال نے بے بی کے گال پہ ہاتھ پھیرتے کہاتو مرحا مسکرا دی۔

"تم ٹینشن نالو ہمارے بھی کیوٹ ہی ہونگے۔"شیری جو نوال کے پاس ہی بیٹھا تھا، شرارت بھری سرگوشی کر گیا کہ نوال سٹپٹا گئی۔

"تم زرا مجھ سے فاصلے پہ بیٹھا کرو جب تمہیں اس طرح کا دورہ پڑتا ہے۔۔۔"نوال نے اس کے بازو پہ انگلی رکھ کے پیچھے کرنا چاہا جس سے تھوڑا اور قریب ہو گیا۔

"لاؤ اب مجھے دو، میں بھی دیکھوں زرا وقاص کے نمونے کو۔"شیری نے آگے ہو کہ نوال کی گود سے بچے کو پکڑا، اس کے نمونہ کہنے پہ مرحا تڑپ گئی۔

"شیری آرام سے۔۔۔کہاں سے میرا معصوم بچہ تمہیں نمونہ لگ رہا۔"مرحا نے منہ بناتے کہا تو سب ہنس دیئے۔

"ارے میری مر۔۔۔۔وقاص کی مرحا بیگم، ابھی معصوم لگ رہا ہے آپ کو لیکن میرا تجربہ کہہ رہا ہے کہ کوئی پہنچی ہوئی چیز نکلنی ہے۔ "

شیری نے گویا ان کی معلومات میں اضافہ کرتے کہا، میری مرحا کہتے کہتے رک گیا جب وقاص نے گھورا۔۔۔۔

"تو ادھر دے میرا بچہ، کہیں اپنی طرح نہ بنا دے اس کو۔"وقاص نے جھپٹ کے اپنا

بیٹا شیری کی گود سے لیا تو مرحا تڑپ کے رہ گئی اپنے بچے کو اس طرح ان دونوں کے پکڑنے کے طریقے سے۔

"یہ کیسے پکڑ رہے تھے آپ، دیں ادھر مجھے اگر اسے کچھ ہو جاتا تو، طریقہ ہی نہیں ہے بچے کو پکڑنے کا۔ "

مرحا نے اب وقاص سے لیتے اس کی کلاس لگائی تو وقاص حیران پریشان رہ گیا کہ یہ تو واقعی کوئی پہنچی چیز لگ رہی جسے آئے کو ابھی کچھ گھنٹے گزرے تھے اور اس کی وجہ سے کلاس لگ رہی تھی۔

"نامیری جان اب کیا سوچنا اب تو جو ہونا تھا ہو گیا یہ نمونہ تیرا ہی کارنامہ جسے تو نے برداشت کرنا۔۔۔۔۔۔میری ساری دعائیں تیرے ساتھ، میرے سارے دکھ تیرے، تیرے سارے سکھ میرے، تیرے سارے دکھ تیرے اور میرے سارے سکھ میرے۔۔۔"

شیری نے اپنی طرف سے ہی شعر سناڈالا جس کی سمجھ وقاص کو آنے پہ اس نے ایک مکہ دیا کہ وہ اپنا کندھا سہلاتا رہ گیا۔

"امی یہ دیکھیں یہ میرے بچے کو کیا کہی جا رہیں ہیں دونوں۔" مرحا نے روہانسی آواز میں پاس بیٹھی آسیہ امی اور خدیجہ پھپھو کو متوجہ کیا جو ان کی باتوں سے مزے لے رہی تھیں۔

"مرحا اب مجھے دو یار کب کا پکڑا ہے۔" اب کی بار بے بی کو امل نے پکڑا اور اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔۔۔اللہ نصیب اچھے کرے آمین۔" امل نے اس کی نرم گال چومتے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نصیب صرف لڑکیوں کے تھوڑی ہوتے ہیں، لڑکوں کے بھی ہوتے ہیں۔۔۔ہم صرف اس معاملے میں لڑکیوں کو ہی دعا دیتے آئے ہیں حالانکہ لڑکوں کس بھی اس دعا کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کی زندگی آسان رہے اور ان کو بھی ایک اچھا شریکِ سفر ملے جو ان کے بھی دکھ سکھ کا ساتھی ہو، مرد اپنے جزبات کسی پہ اتنی جلدی ظاہر نہیں کرتا ہے اور اسے بھی کوئی ایسا چاہیئے جو اسے سمجھ سکے، تو المختصر اللہ تعالیٰ سب کے نصیب اچھے کرے۔

"چلو بھئی اب مرحا کو اس کے روم میں لے کہ چلو، اس نے آرام کرنا اس حالت میں

ایسے بیٹھی رہنا ٹھیک نہیں۔ "

آسیہ امی نے سب کو مخاطب کرتے کہا تو وقاص نے مرحا کا ہاتھ پکڑ کے اسے کھڑا کیا اور اپنے سہارے نیچے سیٹ کیے روم میں لے آیا، مرحا ابھی سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتی تھی اسی لیے خدیجہ پھپھو نے نیچے ہی کمرہ سیٹ کر دیا۔

"کمرے میں پہنچ کے وقاص نے اسے نرمی سے بیڈ پہ لٹایا اور ساتھ ہی خود نیم دراز ہو گیا، پھر اس کے ماتھے پہ اپنا لمس چھوڑتے اس کی آنکھوں کو چومنے لگا۔

"وقاص کیا کر رہے ہیں، کوئی آجائے گا۔" مرحا نے اسے کندھوں سے پکڑ کے کہا تو وقاص نے اس کے ہاتھ پہ لب رکھے۔

"میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے، لیکن آپ کا تو کر ہی سکتا ہوں ناں، آپ نے مجھے مکمل کر دیا، ہمیں مکمل کر دیا، اتنا پیارا تحفہ دیا۔" وقاص نے ایک ایک نقش چوم کے کہا تو مرحا نے سکون سے اس کے لمس کو محسوس کیا۔

پھر وقاص اٹھ کے اس کے پاؤں کی سائیڈ پہ آیا اور جھک اس کے پاؤں پہ لب رکھے، جسے محسوس کر کے مرحا نے فوراً اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنے پاؤں پیچھے کیے۔

"وقاص یہ کیا کر رہے ہیں ادھر آئیں، اچھا نہیں لگتا ایسے۔ "

مرحا کو وقاص کا اپنے پاؤں کے پاس بیٹھنا اچھا نا لگا، پر یگنینسی کے دوران بھی اکثر وقاص مرحا کے سونے کے بعد اس کے پاؤں کی مساج کرتا تھا کہ وہ چلنے کی وجہ سے سوج جاتے تھے، جس کا مرحا کو کبھی کبھی شک پرتا تھا لیکن ایک رات اس کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وقاص اس کے پاؤں اپنی گود میں رکھے آرام سے مالش کر رہا تھا جس پہ مرحا کو بہت پیار آیا اور اس کی کئیر پہ رونے لگ گئی کہ اللہ نے اس کو کتنا خیال رکھنے والا شوہر عطا کیا تھا۔

"یہ میرے بیٹے کی جنت کے لیے، اور جنت میں میرے ساتھ ہونے والی ساتھی کے لیے کہ وہ عشق بن گیا ہے میرا۔"

وقاص نے نرمی سے مرحا کے پاؤں پہ ایک ڈائمنڈ کی پازیب پہناتے کہا اور پھر سے اس پہ لب رکھے کہ اب کی بار مرحا کا ضبط ٹوٹ گیا اور آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلے۔

"آپ کیوں اتنے اچھے ہیں کہ مجبور کر دیتے ہیں انسان کو آپ سے محبت کرنے پہ لیکن پھر بھی وہ محبت آپ کے خلوص کے آگے کم ہی لگتی ہے۔"

مرحا نے روتے آگے ہو کے اس کے سینے پہ سر رکھا تو وقاص نے اس کے بالوں پہ لب رکھے۔

"اچھا اب ریلیکس، طبیعت نہ خراب ہو جائے آپ کی لیٹ جائیں۔" وقاص نے مرحا کو اپنے سے نرمی سے الگ کرنا چاہا لیکن بے سود۔

"نہیں، آپ میرے پاس ہی رہیں مجھے نہیں آپ سے الگ ہونا۔" بچوں سی معصومیت لیے بولی کیونکہ وہ وقاص کے پہلو میں سکون محسوس کر رہی تھی۔

"اچھا چلیں نہ ہوں الگ۔" وقاص نے مسکراتے اس کے گرد اپنے بازو حمائل کیے، تبھی جن آ گیا۔

"استغفر اللہ! !۔۔۔۔۔۔اللہ میری توبہ، یہ کیا ہو رہا یہاں، ہمیں باہر چھوڑ کے خود اندر بیٹھا ہے بیوی کے پہلو میں اور وہ بھی اپنے کچھ گھنٹے کے بچے کو چھوڑ کے۔۔۔ "

شیری نے ہاتھ نچا نچا کے لڑاکا عورتوں کی طرح کہا تو مرحا وقاص سے پیچھے ہٹی جس پہ وقاص نے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا کہ ابھی کہہ رہی تھیں کہ دور نہیں ہونا اور اس جن کی وجہ سے پل میں دور ہو گئی۔

"تجھے مسئلہ اب جا یہاں سے مجھے میری بیوی کو پیار کرنے دے، ہر بار کباب میں ہڈی بن کے آجاتا۔" وقاص نے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے کہا۔

"ابھی تو میں ہوں دیکھنا جلد ہی تیرا نمونہ کرے گا یہ کام۔"

شیری نے دل جلانے والی مسکراہٹ سے کہا تو مرحا نے ناراض نظروں سے شیری کو دیکھا۔

"شیری اس کو بار بار نمونہ نہ کہو، ورنہ میں نے تمہارے بچوں کو بھی یہی کہنا۔" مرحا نے برا مناتے کہا تو شیری قہقہہ لگا اٹھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے انہیں نمونہ کہیں یا عجوبہ مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن پہلے ان کی ماں سے شادی کو کروائیں میری، جس کو جلدی تھی وہ ابھی بھی کنوارہ پھر رہا۔ "

شیری مصنوعی آنسوں صاف کرتے کہا تو مرحا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اچھا اب جا، میرے بچے کو بھی لے کے آ۔" وقاص نے شیری کو باہر دھکیلتے کہا اور اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی دروازہ بند کر دیا کہ شیری کڑوے منہ بناتا سب کے پاس چلا گیا جہاں وہ اب میرال اور زین سے بات کر رہے تھے۔

oooooooooooooooooooooooooo

"ہاں وقاص۔۔۔یار اب آجا،اکیلا مشکل ہو رہا میرے لیے۔"ابھی دانی،وقاص اور شیری اکھٹے بیٹھے زین سے رات کو کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔

"اور زین تم دونوں کے فون ٹریس ہو رہے ہیں،تم لوگوں کے ساتھ جو لڑکی رہ رہی ہے اس کا بھی پیچھا کیا جا رہا۔"شیری نے لیپ ٹاپ پہ ان کے موبائل کا ڈیٹا دیکھتے کہا۔

"مجھے بھی آرڈر مل گیا نکلنے کا یہاں سے،میں بس یہی بتانے والا تھا تمہیں۔"وقاص نے آگے ہوتے زین کو کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یار مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی کہ اس چھوٹی بچی کے پیچھے کیوں پڑے ہیں یہ لوگ اوپر سے اس کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں۔"زین نے کچھ سوچ کے کہا۔

"تم نے بتایا تھا نہ اس کے بارے میں اور شوہر کے بارے میں تو میں تمہیں پتا کر کے بتاؤں گا کل صبح تک۔ "

دانی نے اپنا موبائل نکال کے ایک نمبر ملایا اور اس پہ کچھ ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔

"میرال کو کہنا کہ باہر نہ نکلے اب،وہ دلاور یہ بھی جان گیا کہ میرال اسی جج کی بیٹی

جنہوں نے اس کے بھائی کو سزا دلوائی تھی۔" دانی نے سنجیدگی سے کہا تو زین کو جھٹکا لگا۔

"دانی یہ کیا کہہ رہا اسے کیسے پتا چلا، جبکہ میرال نے یہاں سب سے یہی کہا کہ ہم گھومنے آئے ہیں اور اپنا بیک گراؤنڈ وغیرہ کچھ بھی نہیں بتایا کسی کو، یہاں تک کے تھامس کی وائف بھی نہیں جانتی۔"

زین نے پریشانی سے کہا مطلب اس کا شک صحیح نکلا کہ جب میرال شاہ زین کے ساتھ باہر نکلتی تو اسے ایسا محسوس ہوتا کہ کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہے لیکن جب زین اکیلا ہوتا تو ایسا کچھ نہ ہوتا۔"

"صرف میرال ہی نہیں، تمہارے ساتھ جو اب لڑکی رہ رہی اس کا بھی پیچھا ہو رہا۔" شیری نے ایک اور بات بتائی جس سے اب زین کو واقعی پریشانی لاحق ہو گئی۔

شیری نے ان کے موبائل کی لوکیشن چیک کرتے، ساتھ ہی اس ایریا میں چلنے والی ڈیوائسز کا بھی پتا کیا تو اسے معلوم ہوا کہ جب بھی مریم یا میرال باہر ہوتی تو ایک ڈیوائس ضرور ان کے آس پاس ہوتی جو کچھ مشکوک تھی۔

"تم تینوں میں سے پہنچو کوئی ادھر، میں اب انتظار نہیں کر سکتا، ویسے بھی ستمبر کا مہینہ اور بہت جلد ان کا مال بھی آنے والا تو سسرالی بن کے جانا ہمارا فرض بنتا ہے۔ "

زین نے سرد لہجے میں کہا تو شیری کے شرارتی ڈمپل نے نمائش کی۔

"دانی ادھر ہی رہے گا، کیونکہ امل کی طبیعت ٹھیک نہیں، اور وقاص تو اور شیری آجاؤ ادھر، پھر بارات لے کہ چلتے ہیں۔" زین نے مسکراہٹ سجائے کہا تو تینوں نے راجر باس کہا۔

حدید (مرحا اور وقاص کا بیٹا) کو ہوئے دو ہفتے گزر چکے تھے اور مرحا ابھی خدیجہ پھپھو کے ساتھ سوتی تھی، تاکہ اگر رات کو کوئی پریشانی ہو تو وہ پاس ہی رہیں۔

جس پہ شیری نے بھرپور طریقے سے وقاص سے افسوس کیا کہ "تیری بیوی تیری نہیں رہی اب وہ تیرے نمونے کی ماں ہو گئی ہے۔ "

oooooooooooooooooooooo

میرال مریم کو اپنے ساتھ ہی لے آئی تھی کہ اس کی طبیعت کسی بھی وقت خراب ہو سکتی تھی تو وہ خیال رکھ لے گی ورنہ وہاں تو کوئی نہ تھا جو اس کی کیئر کرتا۔

ایما بھی بہت خیال رکھتی تھی اسکا۔

اکثر مریم رونے لگ جاتی،اس کو لگتا کہ اس کی زندگی نہیں رہے گی اور اس کا بچہ اکیلا رہ جائے گا جس پہ میرال اس کو خوب ڈانٹتی کہ برا نہیں سوچو،اللہ تعالیٰ سب ٹھیک رکھے گا۔زین بھی مریم کا بہنوں کی طرح خیال رکھتا تھا اسکا۔

مریم کو بھی بہت لگاؤ ہو گیا تھا ان دونوں سے،مریم ان کو اپنی فیملی سمجھتی تھی جو بغیر کسی غرض سے اس کا اتنا خیال رکھتے تھے۔

رات کے وقت اچانک مریم کی طبیعت خراب ہو گئی،میرال اور زین کا کمرہ ساتھ ہی تھا تو میرال اس کے پاس پہنچی اور اس کو سہارا دیا۔مریم کی طبیعت بگڑتی چلی جا رہی تھی، کم عمر کی ڈیلیوری کی وجہ سے ڈاکٹرز نے آپریشن کا آپشن رکھا تو دھڑکتے دل سے میرال اور زین نے حامی بھر لی۔

آج رات کو ہی وقاص اور شیری ادھر پہنچنے والے تھے،زین نے ان کے لیے میسج چھوڑ دیا کہ وہ سیدھا ہوسپٹل ہی آجائیں،جانے کتنی دیر لگے گی ادھر۔

میرال کی درخواست پہ ڈاکٹر نے میرال کو اجازت دے دی کہ وہ بھی مریم کے پاس

رک سکتی ہے، تو میرال شکر کرتی مریم کے پاس گئی۔

مشکل مراحل سے گزر کے تقریباً تین گھنٹے بعد ایک خوشی کی خبر دی گئی کہ مریم کی طرف ایک پھول جیسی نازک کلی پیدا ہوئی ہے۔

مریم کی حالت بھی سنبھل چکی تھی، اور اب وہ دوائیوں کے زیرِ اثر غنودگی میں تھی جبکہ میرال اس کے سرہانے بیٹھی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی، تبھی ایما اور اور تھامس بھی آ گئے۔

وقاص اور شیری ائیر پورٹ پہنچ چکے تھے اور اب وہ یہاں پہ آنے کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ ایلی سب سے پہلے میرال کے پاس آیا اور اس سے لپٹ گیا، اب وہ پہلے سے صاف بات کر لیتا تھا اور زین کو چڑانے کا کام اچھے سے سرانجام دیتا تھا۔

"Miaal jaan , where's myam baby ? wanna see"

ایلی نے میرال کی گود میں چڑتے کہا تو میرال اس کو اٹھائے بے بی کاٹ کی طرف گئی جہاں کمبل میں لپیٹا ایک خوبصورت سا وجود کسمسا رہا تھا، بلاشبہ وہ بہت ہی خوبصورت

بچی تھی بالکل ایک گڑیا کی طرح اور اتفاقاً اس کی آنکھیں بھی گرے ہی تھیں جبکہ مریم کہ لائیٹ گرین تھیں۔

" Très mignon."

)یہ بہت پیاری ہے۔(

ایلی نے بچی کو دیکھ کے چہک کے کہا۔

"Puis-je l'attraper? "

)کیا میں اسے پکڑ سکتا ہوں؟(

میرال کو سمجھ نہ آئی تو اس نے معصومیت سے سوالیہ نظروں سے زین کو دیکھا، جو اس کی حرکت پہ مسکرا اٹھا جیسے پیار آیا ہو۔

"She's too young Ellie , and she's sleeping now ."

زین نے پیار سے ایلی کو اپنی گود میں لیتے کہا تو وہ سر ہلا گیا، لیکن میرال کو پھر سے آواز دی کہ مجھے پکڑو، جس پہ زین نے منہ بنایا۔

"میری سوکن بن گیا ہے یہ ایلی۔۔۔۔۔زرا سا ہو جو یہ میری بیوی سے دور رہے۔"
زین نے جل کے دانت پیستے ایلی میرال کو دیا تو ایلی پھر سے زین کس بیڈ بوائے کا خطاب سنا گیا۔

oooooooooooooooooooooo

تھوڑی دیر تک وقاص اور شیری بھی ہوسپیٹل پہنچ چکے تھے ان سب کے پاس، مریم کو اب ہوش آ گیا تھا اور جب وہ سے وہ ہوش میں تھی اپنی بیٹی کو دیکھے روئے جا رہی تھی۔

"آپی دیکھیں اس نے آنکھوں کا رنگ اپنے پاپا سے چرایا۔" مریم نے روتے ہوئے مسکرا کر کہا تو میرال کو بے ساختہ ہی اس پہ پیار آ گیا۔

"لیکن اس کے پاپا نہیں ہیں یہ دیکھنے کے لیے۔" افسردگی سے کہتی سب کو دکھی کر گئی
۔

"میں اسے کیا کہوں گی کہ اس کے پاپا کہاں ہیں، مجھ سے کیسے ہو گا یہ۔" مریم جیسے آج اپنا غبار نکال رہی تھی رو رو کے۔

"مریم گڑیا بس کرو، اللہ کا شکر ادا کرو یہ تم اور تمہاری بچی ٹھیک ہے، اللہ نے ایک نئ

زندگی دی ہے تمہیں تمہاری بیٹی کے ساتھ جینے کی۔"زین نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے بھائی کے مان سے کہا۔

"بھائی اس کا نام آپ رکھیں۔"مریم نے مان سے زین کو کہا تو اس نے میرال کو دیکھا جیسے اجازت چاہ رہا ہو،میرال نے مسکرا کے سر ہلایا تو زین نے بچی کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"عین النور۔۔۔۔چاند کا نور،ماہ تاب۔ "

"بہت پیارا نام ہے،بالکل عین کی طرح۔"میرال نے زین کے ہاتھوں میں ہی عین کو پیار کرتے کہا تو سب نے تائید کی۔

"لاؤ یار مجھے بھی دکھاؤ۔"وقاص نے آگے ہو کے زین کے ہاتھوں سے عین کو لیا تو شیری کی زبان نے کھجلی کی۔

"ہاں جی دیکھ لے،دیکھ لے تیری ہونے والی بہو۔ "

"شیری کچھ سوچ کے بولا کر ہر دفع کوئی نا کوئی بکواس ہی کرتا رہتا۔"

وقاص نے نیچی آواز میں شیری کو سنائی تو وہ ڈھیٹوں کی طرح مسکراتا آنکھ دبا گیا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ۔۔۔۔۔۔"اس سے پہلے کوئی گوہر فشانی کرتا زین بول پڑا۔

"اپنے پاس رکھ اپنی چھٹی حس۔ "

زین کے ٹوکنے پہ شیری نے کڑوا سا منہ بنایا کیسے کوئی نہایت ضروری بات رہ گئی ہو بتانی ۔

oooooooooooooooooooooo

دلاور اپنے چیلوں کے ساتھ ہوسپیٹل آیا تھا،اس کو گردے کی بیماری تھی جس کا وہ ڈائیلاسز کروانے آتا تھا ہر دوسرے ہفتے اور یہ اس کے لیے ضروری بھی تھا ورنہ اس کے گردے نکارہ ہو جاتے۔

جب وہ ریسیپشن سے گزر رہا تھا جب وہ کسی کو دیکھ کے ٹھٹھک کے رک گیا۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔"دلاور نے سوچا اور اپنے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوا۔

"پتا کرو ابھی کہ ابھی یہ یہاں کیا کر رہا ہے اور کون کون ہے اس کے ساتھ۔"دلاور پھنکارا تو آدمی فوراً کام پہ لگ گئے۔ تھوڑی دیر میں ہی پتا لگوا کے وہ دلاور کے سامنے

حاضر ہوئے جو وی آئی پی روم میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔

"ہاں بتاؤ کیا پتا لگا۔" دلاور سرد لہجے میں بولا۔

"سر جس کی ہم تلاش میں تھے، وہ آج ایک پکے پھل کی طرح ہماری جھولی میں آ گرے، اس ایس پی کے ساتھ وہ دونوں بھی اسی ہوسپیٹل میں موجود ہیں، اور جس کے شوہر کو مروایا تھا اس کی طرف بیٹی ہوئی ہے۔"

آدمی نے آنکھوں میں چمک لیے دلاور سے کہا تو وہ مکاری سے قہقہہ لگا اٹھا۔

"ابھی نہیں۔۔۔۔۔ تھوڑا سا اور انتظار کر لو ویسے بھی اب وہ لڑکی کسی کام کی نہیں، مجھے اب وہ سہمی آنکھیں چاہیے جو ایک مرتبہ میرے ڈر کے شکنجے میں تھیں۔"

دلاور نے گرے آنکھوں کو سوچتے خباثت سے کہا تو آدمی بھی اس کمینگی سے مسکرا اٹھے۔

زین جب میڈیسن لینے کے لیے باہر کی جانب بڑھا تو اس نے دلاور کے آدمی دیکھ لیے تھے لیکن ظاہر نہ کرایا، اور خود ہی جان بوجھ کے واپس گیا کہ وہ دیکھ لیں۔

زین چاہتا تھا کہ دلاور خود ہی باہر نکل کے حملہ کرے جس سے ان کے لیے آسانی ہو۔

لیکن زین کو اسکا ہو سپیٹل آنا سمجھ میں نہ آیا تو جا کے اس بارے میں پتا کر آیا، جس سے زین تلخی سے مسکرا اٹھا کہ اسے بیماری بھی تھی ایک۔

زین میڈیسن لے کہ ان سب کے پاس پہنچا تو میرال صوفے پہ عین کو لے کے بیٹھی اسے بہلا رہی تھی، اور ایلی بڑی غور سے میرال کو یہ کرتے دیکھ رہا تھا۔

وقاص اور شیری ابھی کے لیے گھر گئے تھے، کہ سفر کافی لمبا تھا اور تھکن بھی تھی جبکہ ایما اور تھامس ابھی ادھر ہی تھے ان کے پاس اور ایما بھی ساتھ والے بیڈ پہ سو چکی تھی ۔

"زین آرام کر لو، تھک جاؤ گے اس طرح۔" میرال نے فکر مندی سے کہا تو زین نے میرال کے ماتھے پہ بوسا دیا۔

"ہم کب گھر جائیں گے، سب کی بہت یاد آتی ہے۔" میرال نے کچھ اداسی سے پوچھا، زین اس کو احتیاط سے قریب کرتا اس کے گرد حصار قائم کر گیا۔

"انشاللہ بہت جلد، وقاص بھی آ گیا اب ہم اپنے مقصد میں بہت جلد کامیاب ہونگے۔ "

"انشااللہ۔۔۔۔۔ہم مریم کو بھی ساتھ لے جائیں گے اور اس کی کسی اچھے سے انسان سے شادی کروائیں گے جو اسے اور اس کی بیٹی کو بہت پیار کرے اور خوش رکھے۔"

میرال نے عین کو پیار کرتے اپنے دل کی بات کی۔

"اللہ اسکا حامی و ناصر ہو، بہت کرب سے گزری ہے مریم، اللہ اب آسانیاں لکھ دے ۔"

"آمین۔۔۔۔۔۔"زین کے کہنے پہ میرال نے آمین کہا۔

"چلو اب تم بھی آرام کرلو۔۔۔اسے کاٹ میں لٹادو، And Ellie come here baby ."

زین نے کہتے ایلی کو گود میں لیا جو اب سونے کی تیاری میں تھا۔

oooooooooooooooooooooo

آپریشن کی وجہ سے مریم کو تین دن بعد ہوسپٹل سے ڈسچارج کیا گیا تھا، میرال اس کے پاس ہی رہتی تھی اور جب کچھ سمجھ نہ آتی تو آسیہ امی سے فون پہ بات کر لیتی تو وہ سمجھا دیتیں۔۔۔۔۔

وقاص شیری اور زین اب مکمل طور پہ بزی ہو گئے تھے، مریم کے کہنے پہ اس کے گھر ہی اسے رکھا گیا تھا کہ یہاں اسے اپنے شوہر کے ہونے کا احساس ہوتا تھا۔

تقریباً تین ہفتے ہو گئے تھے عین کو پیدا ہوئے اور وہ میرال سے مانوس ہو گئی تھی، مریم کی کبھی طبیعت بگڑ جاتی تھی جس کی وجہ سے وہ توجہ نہیں دے پا رہی تھی،

میرال کا صبح سے دل گھبرا رہا تھا جیسے کچھ غلط ہونے والا ہو، اور اپنے دل میں بار بار دعا کر رہی تھی کہ ایسا کچھ نہ ہو سب ٹھیک رہے۔

آج عین النور کی ویکسینیشن کروانے جانا تھا میرال نے، مریم کو سلا کے وہ شیری کے ساتھ نکلی تھی، لیکن اس کو کیا پتا تھا کہ پیچھے قیامت ٹوٹنے والی ہے ان سب پہ۔

oooooooooooooooooooo

اور آج ہی وہ دن تھا جب دلاور کا مال آنا تھا جس میں بھاری بھر کم اسلحہ آنا تھا اور کڑوروں کے ڈائمنڈ تھے جن کی بولی لگنی تھی۔

"سب تیاری ہو گئی ناں۔" دلاور نے اپنے آدمیوں کو سرد لہجے میں مخاطب کرتے پوچھا۔

"بالکل سر سب ہو گیا، اب بس رات کا انتظار ہے۔ "

"سر ایک خوشخبری ہے آپ کے لیے۔" ایک آدمی بھاگا بھاگا اندر آیا اور چہک کے بولا۔

"خوشخبری بتانے میں دیر نہیں کرنی چاہیے، اور نہ ہی تمہید باندھنی چاہیے برخودار "۔

دلاور نے سگار کا گہرا کش بھرتے کہا تو آدمی طوطے کی طرح بولنے لگا۔

"باس لڑکی گھر پہ اکیلی ہے، پولیس والے کی بیوی بچی کو لے کے نکلی ہے گھر سے، اور ملک اس کے پیچھے ہے۔" آدمی بول کے خاموش ہوا تو دلاور کمینگی سے ہنس گیا۔

"چلو پہلے اس کو مل آتے ہیں، کہیں بھول نا گئی ہو مجھے۔" دلاور کے کہنے پہ آدمی مؤدب سے پیچھے ہٹے اور اسے باہر جانے کا راستہ دیا۔

کچھ ہی دیر میں دلاور اپنے آدمیوں کے ساتھ مریم کے گھر کے باہر کھڑا تھا۔

"توڑ دو یہ دروازہ۔" دروازے کو لاک دیکھ دلاور نے حکم دیا تو اس کے آدمی دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

ابھی اس نے دروازے کو ہاتھ لگایا ہی تھا ایک الارم سا چلنے لگا جس کو سن کے آدمی تو سہم گیا لیکن دلاور کے حکم پہ دروازے کو توڑ کے ہی دم لیا۔

کمینگی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے وہ اندر کی جانب بڑھا اور بیڈ روم دیکھنے لگا، دلاور نے جب کمرہ چیک کیا تو وہاں پہ کسی نہ کو پایا لیکن سلوٹ زدہ بیڈ شیٹ دیکھ کہ پتا چل گیا کہ وہ یہی تھی ابھی۔

مریم جو الارم کی آواز سے اٹھ گئی تھی، کسی انہونی کا اندیشہ ہوا اور کیچن میں جا کہ چھپ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھو کہاں چھپی ہے میری بلبل۔۔۔" آرام سے صوفے پہ بیٹھا اور ٹانگ پہ ٹانگ جما کے بولا تو آدمی سر ہلا کے گھر چھاننے لگے۔

"باس وہ تو ملی نہیں، پتا نہیں کہاں چلی گئی۔" جب آدمیوں کو کمروں میں ڈھونڈنے سے وہ نہ ملی تو دلاور کے آگے آ کے سر جھکائے کہا۔

"اتنا سا کام نہیں ہوتا نکمے ہو تم سب، ابھی میں دکھاتا ہوں کیسے ڈھونڈتے ہیں، کیوں میری بلبل۔" سرد تاثرات سے اپنی آدمیوں کو کہتا آخر پہ کیچن کی طرف دیکھ کے کہا

جہاں وہ اس کا آنچل دیکھ چکا تھا۔

اس کے پکارنے پہ مریم کا دل رک سا گیا اور سب کے آنے کی دعا کی۔ ورنہ اس نے کیا کرنا تھا وہ سوچ چکی تھی۔

"آجاؤ باہر ورنہ میں نے نکالا تو تمہیں برا لگے گا۔" بظاہر وہ پیار سے کہہ رہا تھا لیکن آنکھوں میں ایک وحشت سی تھی۔

مریم کا دل بند ہونے کو آیا، دل نے شدت سے دعا کی کہ ابھی زین بھائی، میرال یہاں آجائیں اور اس کو لے جائیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بلبل آرہی ہو یا میں آؤں۔" ایک بار پھر سے مسکراتی آواز مریم کے کانوں سے ٹکرائی۔

"دیکھو میں کچھ بھی نہیں کہہ رہا، پہلے کی طرح ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔۔۔۔ ویسے سنا ہے کہ بیٹی کی ماں بن گئی ہو اب، اور بیٹی تو ابھی سے ہی غضب ہے۔ "

دلاور اپنی آنکھوں میں ہوس لیے خباثت سے کہہ رہا تھا، مریم اپنی بیٹی کا زکر سن کے دل دھام گئی اور سسک اٹھی۔

مریم نے اپنی سسکیاں روکنے کے لیے منہ پہ ہاتھ رکھا لیکن دل تھا کہ درد سے پھٹا جا رہا تھا تبھی دلاور نے اپنے قدم کیچن کی جانب کئے اس سے پہلے وہ مریم تک پہنچتا مریم خود ہی باہر نکل آئی۔

"دور۔۔۔۔دور رہو مجھ سے، میری بیٹی سے۔۔۔خدا کا خوف نہیں ہے کیا۔" مریم درد سے چلائی، کمزوری سے اسکا جسم درد کر رہا تھا۔

"ان باتوں کو چھوڑو یہ بتاؤ مجھے یاد کیا۔۔۔ بھئی میں نے بہت یاد کیا اتنا کہ اب میں تمہاری بیٹی کو ساتھ لے جاؤں گا تاکہ تمہاری کمی نہ رہے۔"

دلاور اس کی طرف بڑھتا کہہ رہا تھا اور وہ ایسے ہی اپنے قدم پیچھے لیے جا رہی تھی۔

"خبردار اگر میری بیٹی کے بارے میں کچھ کہا بھی تو، اللہ کا قہر نازل ہو گا تم پر، ڈرو اس وقت سے جب وہ تمہیں اپنے عذاب کے لپیٹ میں لے گا۔ "

مریم روتے روتے تھکے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"ارے رو کیوں رہی ہو، ابھی تو میں نے کچھ کہا ہی نہیں۔" دلاور ٹیبل پہ پڑا چاقو اٹھاتے کہا تو مریم نے سہم کے دلاور کو دیکھا۔

"کیا کرنے والے ہو تم، مجھ دو۔۔۔۔دور۔۔۔۔۔دور رہو۔۔میں نے کہا دور رہو۔"

مریم نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو چلائی، لپک کے ایک کیبنٹ کھولا اور اس میں سے ایک بوتل نکال لی، جس کو دیکھ کہ ایک پل کو تو دلاور رک گیا لیکن چہرے پہ وہی مسکراہٹ سجائے اب ٹیبل پہ سکون سے بیٹھ گیا۔

"تم بتاؤ تم کیا کرنے کا سوچ رہی ہو۔۔۔"مکروہ قہقہہ لگاتے کہا، مریم کو اپنی ٹانگوں پہ کھڑے رہنا مشکل ہو گیا تھا، اس کا دل زور زور سے دھڑکنا شروع ہو گیا لیکن اب اس کو یہ قدم اٹھانا ہی تھا، اپنی عزت کی حفاظت کے لیے۔

"میں سوچ ہی نہیں رہی بلکہ کروں گی بھی۔"یہ کہہ کے مریم نے وہ کیا جو دلاور کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا۔

oooooooooooooooooooo

میرال اور شیری دونوں ہوسپیٹل میں موجود تھے، ابھی وہ عین النور کو ویکسینیشن کروا کے اٹھے ہی تھے کہ میرال کے موبائل پہ بیپ ہوئی۔

میرال نے چیک کیا تو گھر کا الارم تھا جو الرٹ ہونے کا اشارہ کر رہا تھا، میرال کو اپنی

لاپرواہی کا احساس ہوا کہ مریم کو اکیلا کیوں چھوڑ آئی۔

"شیری جلدی چلو۔۔۔زین کو کال کر کے بلاؤ۔"میرال نے احتیاط سے عین النور کو اپنی گود میں بھرتے کہا تو شیری اس کی جلد بازی کو دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا میرال، سب ٹھیک ہے نا۔"شیری نے ساتھ چلتے پوچھا۔

"کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا شیری، مریم گھر پہ اکیلی ہے، ہمیں جلد از جلد گھر پہنچنا ہے "۔

میرال نے گاڑی کا دروازہ کھولتے کہا تو شیری نے اپنی جگہ سنبھالی اور گاڑی تیزی سے بھگائی، زین کو میسج کر چکا تھا کہ گھر پہنچے۔

"شیری جلدی میرا دل گھبرا رہا ہے۔"میرال نے روتی عین کو جھلاتے کہا، تو شیری نے سر ہلایا۔

"ریلیکس میرال کچھ نہیں ہو گا سب ٹھیک ہے۔"شیری نے تسلی دینا چاہی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ریش ڈرائیو کرتے شیری نے گھر کے باہر گاڑی روکی تو میرال کا دل کٹ کے رہ گیا گھر کی حالت دیکھ کہ کیونکہ گھر کے اندر سے دھواں نکل رہا تھا۔

میرال سرعت سے باہر نکلی اور عین کو تھامتے گھر کی طرف بھاگی لیکن شیری نے اسے پکڑ لیا۔

"کیا کر رہی ہیں رک جائیں میں دیکھتا ہوں۔"شیری نے میرال کو پیچھے کرتے خود اندر جانا چاہا۔۔۔

جب زین بھی پہنچ گیا۔

"میرال کیا ہوا ہے؟"زین نے میرال کو تھامتے کہا۔

"زین۔۔۔۔۔زین مریم اندر ہے اس کو دیکھو۔۔۔کاش وہ اندر نہ ہو۔ "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال ہمت کرتی بولی تو زین شیری کو باہر رہنے کا اشارہ کر کے خود اندر کی طرف بڑھا۔ جب آگ کے شعلوں نے تیزی پکڑی، آگ اب باہر کو آ رہی تھی چانکہ گھر لکڑی کا تھا تو آگ تیزی سے پھیل رہی تھی۔

"زین دھیان۔۔۔۔مریم کو کچھ نہ ہو اللہ میاں۔"میرال کی آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلے۔عین کو اپنے سینے سے لگاتی وہ چیخ رہی تھی۔

"میرال کچھ بھی نہیں ہو گا مریم کو، زین لے آئے گا اسے۔"شیری نے میرال کو

اپنے ساتھ لگاتے کہا۔

جب آگ حد سے زیادہ بڑھ گئی تو فائیر بریگیڈ والوں نے آگ کی پکڑ کو کم کیا لیکن تب تک دیر ہو گئی تھی، گھر مکمل طور پہ جل چکا تھا۔

"زین۔۔۔اس کو کچھ نہ ہوا نہیں کہو کہ اسے ڈھونڈیں۔۔۔۔۔۔۔ مجھ سے نہیں سہا جا رہا، اس کو لائیں ڈھونڈ کے۔" میرال زین کے سینے لگی روتی کہہ رہی تھی جس سے عین بھی رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔

"میرال بہادر بنو یار وہ دیکھ رہے ہیں، مل جائے گی انشاللہ وہ ہمیں اندر نہیں جانے دے رہے۔۔۔اللہ پہ بھروسہ رکھو۔ "

زین نے اس کی کمر سہلاتے کہا لیکن میرال کے آنسوں تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے، اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا یہ سوچ کہ اندرا گر مریم ہوئی تو۔۔۔اور اگر اسے کچھ ہو گیا تو ۔۔۔۔۔

"اس کو کچھ نہ ہو زین۔۔۔ عین۔۔۔ عین کا کیا ہو گا؟" میرال اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

تبھی کچھ آدمی اندر سے ایک وجود کو سٹریچر پہ ڈال کے باہر لائے اور گاڑی میں ڈالا۔

میرال اور زین ان کی طرف بڑھے، میرال کے قدم وہی تھم گئے جب اس نے مریم کے بے جان وجود کو دیکھا، میرال کو لگا کہ اب وہ شاید ہل نہیں پائے گی، اس کے دل نے شدت سے دعا کی کہ یہ حقیقت نہ ہو خواب ہو، اور اگر خواب ہے تو بہت برا جو جلدی سے ختم ہو جائے۔

لیکن ہونے کو کون ٹال سکتا تھا، وہ مریم ہی تھی جو اسے ہمیشہ کہتی کہ "دکھی رہنے سے کیا ہو گا جب ہمیں خوش رہنے کی ایک بھی وجہ مل جائے"، وہ مریم ہی تھی جو اس کو کہتی تھی کہ "آپ بور تو نہیں ہو گئی میری باتوں سے" وہ مریم ہی تھی جو کہتی تھی کہ "آپ بھی کیا سوچتی ہوں گی کہ میں کتنا بولتی ہوں۔ "

"مر۔۔۔ مریم، مریم یہ مریم نہیں ہے نا۔۔۔۔ زین زین یہ مریم نہیں ہے نا وہ یہاں تھی ہی نہیں، ہے نا۔۔ یہ کوئی اور ہے۔" میرال زین سے پوچھ ایسے پوچھ رہی تھی جیسے وہ ابھی کہہ دے کہ یہ سب جھوٹ ہے وہ بالکل ٹھیک ہے لیکن۔۔۔

"میرال صبر کرو، اللہ اس کی مغفرت فرمائے۔" زین نے میرال کو ساتھ لگاتے کہا تو وہ اپنا ضبط کھو بیٹھی اور زار و قطار رو دی۔

"مجھے نہیں جانا چاہیے تھا، اگر میں نا جاتی تو ایسا نا ہوتا میری وجہ سے مریم کی بیٹی اکیلی رہ گئی، زین میں کیا کروں عین کا کیا ہو گا۔۔۔ "

میرال روتی اپنا آپ کھو رہی تھی تبھی خود کو الزام دیئے جا رہی تھی۔

"مجھ سے نہیں یہ سب برداشت ہو رہا، میرا دل پھٹ جائے گا زین، کہہ دو نا کہ یہ سب میرا برا خواب ہے جو جلد ہی ختم ہو جائے گا۔"

میرال جیسے اب منت کر رہی تھی زین سے اس کی یہ حالت نہیں تھی دیکھی جا رہی، تبھی جان بوجھ کہ اس کو ڈانٹ دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرال چپ، خبردار جواب ایک لفظ بھی بولا تو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا، سنا تم نے۔ "

زین نے زرا سختی دکھائی تو میرال سہمی ہوئی بچی کی طرح زین سے چپک گئی۔

تھامس اور ایما بھی آ چکے تھے عین ابھی ایما کے پاس ہی تھی۔

مریم نے جو کیبنٹ سے بوتل نکالی تھی وہ مٹی کے تیل کی تھی، اپنے اوپر گرا کے فوراً لائٹر اٹھا کے آگ جلا دی۔۔۔ اپنی عزت کو بچانے کے لیے اسے یہ قدم اٹھانا پڑا، دلاور

یہ دیکھ کہ ٹھٹھک گیا اور فوراً وہاں سے بھاگنے کی کی، آگ تیزی سے پھیلنے لگی جس کا شکار دلاور کے آدمی بھی ہو گئے اور وہ بھی اپنی جان گنوا بیٹھے تھے، لیکن دلاور خود کو بچا کے بھاگ چکا تھا، ان کے بھاگنے کے فوراً بعد میرال اور شیری آ گئے۔

oooooooooooooooooooooo

زین نے مشکل سے میرال کو سکون آور دوا دی اور سلا دیا ورنہ وہ خود کو رو رو کے بیمار کر لیتی، زین سے اسکی یہ حالت برداشت نہیں تھی ہو رہی۔

عین کو ایما سنبھال رہی تھی لیکن وہ بھی روئی جا رہی تھی اس کو میرال کی عادت تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مریم کی اچانک موت نے سب کو اداس کر دیا تھا۔

آج رات زین کو وقاص اور شیری کے ساتھ دلاور کے اڈے پہ بھی جانا تھا لیکن میرال کی وجہ سے نہیں گیا اور اسی کے پاس رہا، زین کو آج پھر محسوس ہوا تھا کہ میرال ڈر گئی تھی جس طرح مری کی رات ڈری تھی اسی لیے وہ اس کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

عین مسلسل ایما کو تنگ کیے جا رہی تھی تو زین اسے اپنے پاس لے آیا اور جھلاتے جھلاتے خود بھی سو گیا۔

oooooooooooooooooooooooo

دوسری طرف شیری اور وقاص نے ان کے اڈے پہ اچانک حملہ کر دیا تھا، پاکستانی سپاہی بھی ان کے ساتھ آ چکے تھے اور اب ان کی مزاحمتوں کو ایک ایک کر کے ختم کرتے جا رہے تھے۔

دلاور تو اچانک اس حملے سے ہی گھبرا گیا اور بھاگنے کے پر تولنے لگا لیکن شیری وہاں پہنچ گیا۔

"ایک منٹ، ایک منٹ کدھر جا رہے ہو دولہے میاں۔" شیری نے اس کی ٹانگ پہ فائر کرتے کہا تو وہ کراہ کے نیچے زمین پہ گر پڑا۔

"یار ہم بارات لے کے آئیں ہیں اور تو بھاگ رہا پہلے مجھے بریانی تو کھلا دے۔۔۔"

شیری نے اس کی ٹانگ پہ پاؤں رکھتے کہا تو وہ چلا اٹھا۔

"آہہہ۔۔۔۔ پیچھے ہٹ کمینے۔" دلاور غصے سے پھنکارا۔

"ارے درد ہو گیا، سوری لیکن میں کیوں کروں سوری، ویسے تو ہے بڑی کتی چیز تیری وجہ سے میں اپنی براؤنی کو ناراض کر کے آیا ہوں۔ "

شیری نے افسوس سے کہا تو دلاور اپنا درد سہتے اس کو حیران پریشان نظروں سے اسے تک رہا تھا جو اب اپنی کہانی سنانے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"ویسے میری دشمنی زیادہ نکلتی ہے تجھ سے، پتا ہے کیوں۔۔۔۔۔ خیر تمہیں کیا پتا میں بتاتا ہوں۔"

اس کو باتوں میں لگا کے شیری آدھا کام کر چکا تھا، باتوں باتوں میں شیری نے اسے ایک پن چبھو دی تھی جس سے آہستہ آہستہ اس کا جسم مفلوج ہو رہا تھا۔

"تیری بے غیرتی کی وجہ سے۔۔۔۔۔۔ مطلب کہ تجھے پکڑنے کے چکر میں زین کو یہاں آنا پڑا ورنہ اس کے ولیمے پہ میری بارات ہونی تھی اور آج میری گود میں میرا ایک عدد چنو منو، لیکن تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کمینے تو اندر اپنی یہ ٹانگ لے آیا۔ "

شیری نے اس کی زخمی ٹانگ پہ دباؤ ڈالتے کہا تو وہ زور سے چیخ اٹھا۔

"چل خیر اب تو پکڑا گیا۔۔۔۔ تو نے تو بریانی کھلانی نہیں میں تجھے اپنی پاکستانی جیل کے دال روٹی ضرور کھلاؤں گا۔ "

شیری نے اٹھتے کہا تو اور وقاص کو اندر آنے کا کہنے لگا کہ دلاور جس کے ہاتھ ابھی ہل

رہے تھے،اس نے پاس پڑی پسٹل اٹھائی اور ایک فائر کر دیا شیری پہ، جس کی گولی شیری کو تو نہیں البتہ اندر آتے وقاص کو لگ گئی۔

"تیری تو۔۔۔سالے۔"شیری نے مڑتے ہی دلاور کے سینے پہ فائر کیا اور ایک اس کے ماتھے کا نشانہ لیا جس سے وہ وہی ڈھیر ہو گیا۔

"تو تو بچ گیا نا۔۔۔"شیری نے وقاص کی طرف مڑتے کہا جو اپنا بازو پکڑے بیٹھا تھا ۔

"سالے اس طرح دوست سے پوچھتے ہیں، کمینے گولی کھائی ہے میں نے۔"وقاص نے ایک لات شیری کو مارتے کہا تو وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"کھائی نہیں، چھو کے گزری بس۔۔۔ورنہ جسے تو ناراض کر کے آیا تھا نا وہ اڑتی یہاں پہنچتی اور مجھے اڑا دیتی۔ "

شیری نے وقاص اور مرحا کی لڑائی یاد کروائی جو ان کے آنے سے پہلے ہوئی تھی جس میں مرحا نے کئی دھمکیاں دی تھیں کہ وہ اپنے میکے چلی جائے گی، اگر وہ ہفتے کے اندر اندر واپس نہ آیا تو، جسے یاد کر کے وقاص مسکرا اٹھا۔

"ویسے اسے مارنے پہ میری شادی تو نہیں رک رہی ناں۔"شیری نے سر کھجاتے کہا تو اب وقاص قہقہہ لگا اٹھا۔

"نہیں میری جان اب تو اس کو مارنے پہ دو شادیاں کر سکتا ہے۔ "

وقاص نے شرارت سے کہا تو شیری نے توبہ کی۔

"کیوں مجھے مروانا ہے اپنی بہن کے ہاتھوں، براؤنی نے چھوڑنا نہیں مجھے، ویسے بڑا ہی آسان تھا اس کو مارنا بس باہر نکالنا تھا اسے۔"

شیری نے ایک حقارت بھری نظر دلاور کے مردہ وجود پہ ڈالتے کہا۔

"چل اب آجا، مجھے فرسٹ ایڈ دے اور زین کو بھی خوشخبری سنائیں، دونوں کے لیے بہت مشکل دن تھا آج۔"وقاص نے شیری کے ساتھ باہر نکلتے کہا تو شیری سر ہلا گیا۔

"میرال کی حالت میں نے پہلے ایسی کبھی نہیں دیکھی، بہت لگاؤ ہو گیا تھا اسے اس بچی سے۔ "

"ہاں اللہ تعالیٰ اب سب ٹھیک کر دے اور خوشیاں واپس لوٹ آئیں۔"شیری نے گاڑی میں بیٹھتے کہا اور زین کے گھر کی جانب نکل گئے۔

oooooooooooooooooooooooooooo

وقاص اور شیری گھر پہنچے تو ایلی بھی ایما کے ساتھ آرہا تھا زین کے گھر۔۔۔۔شیری کو دیکھ کہ وہ اس کے پاس آگیا،ان کی بھی دوستی ہو گئی تھی ایلی سے۔۔۔۔

ایما نے ان کو بتایا کہ ایلی ضد کر رہا تھا میرال کے پاس جانے کی تو وہ اسے یہاں لے آئی ۔تو شیری اس کو گود میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھا۔

وقاص اور شیری جب اندر آئے تو دیکھا کہ زین عین کو گود میں لیے خود سو رہا تھا جبکہ عین اپنی گرے انکھیں کھولے ارد گرد دیکھنے میں مگن تھی۔زین کے بیٹھنے کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ کنفرٹیبل نہیں تھا۔

وقاص نے احتیاط سے عین کو اس کی گود سے لیا اور میرال کے ساتھ لٹا دیا، جس سے عین زرا سا کسمائی۔

اب ایلی بھی شیری کی گود سے نیچے اترا اور میرال کے پاس جا کے بیٹھ گیا اور اس کی گال پہ بوسا دیا۔وقاص نے زین کا کندھا ہلایا تو اس نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں کھولیں،

"کیا بنا؟"زین نے اٹھتے پوچھا تو وقاص نے اپنے ساتھ باہر چلنے کا اشارہ کیا، جبکہ ایلی

اب میرال کے ساتھ ہی لیٹ گیا تھا اور ساتھ ساتھ عین کو بھی دیکھ رہا تھا جو اپنے چوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں ہلا رہی تھی۔

****

"دلاور کا تو کام تمام ہو گیا لیکن وہ ملک کمینہ بھاگ گیا۔ "

شیری نے صوفے پہ بیٹھتے ان کو کافی کے کپ پکڑاتے کہا۔

"کچھ پتا چلا کہ کہاں بھاگا ہے۔ "

کافی کا گھونٹ بھرتے زین نے سنجیدگی سے کہا تو وقاص نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے لگتا ہے کہ وہ پاکستان بھاگ گیا، میں نے دانی کو انفارم کر دیا تھا وہ وہاں اسے دیکھ لے گا۔" شیری نے زین کو بتایا تو وہ سر ہلا گیا۔

"زین اب اس بچی کا کیا ہو گا، مریم کا تو کوئی تھا بھی تم لوگوں کے علاوہ۔ "

وقاص نے عین کے بارے میں فکر مندی سے پوچھا، کیونکہ مریم کے کہنے کے مطابق اس کے گھر والوں نے اس سے بالکل تعلق ختم کر لیا تھا۔

"وقاص میری بات دھیان سے سنو، وہ کسی کی نہیں اب میری اور میرال کی بیٹی ہے

۔"زین نے سنجیدگی سے کہا تو شیری مسکرا اٹھا۔

"تیری بہو۔۔۔۔"شیری نے وقاص کے کان میں گھس کے شرارت سے کہا تو وقاص کے ساتھ زین نے بھی گھورا جس سے وہ ڈھیٹوں کی طرح دانت نکالنے لگ گیا

۔

"لیکن باقی سب کو کیسے بتاؤ گے؟"سوال وقاص کی طرف سے آیا۔

"مجھے پہلے یہ بتاؤ کہ مریم کے بارے میں کس کس کو پتا تھا۔"زین نے وقاص اور شیری کی طرف دیکھتے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جہاں تک مجھے پتا ہے کہ ہم ہی جانتے ہیں بس۔"شیری نے کہا تو وقاص ہنس پڑا ۔۔۔جسے دیکھ شیری کو تپ چڑھ گئی۔

"کیا مسئلہ ہے۔"شیری نے چڑ کے کہا۔

"تجھے کچھ بھی نہیں پتا بچے۔"وقاص نے جان بوجھ کے لفظ بچہ کہا۔

"تو تو بتا دے۔ "

"ہم سب کی بیگمات کو پتا ہے، جہاں تک میں جانتا ہوں۔"وقاص نے سنجیدہ ہوتے

کہا تو شیری سب کی بیگمات کہنے پہ کھل اٹھا مطلب اندر اس کی بیگم براؤنی بھی تھی۔

"اور تجھے بھی نہیں پتا کدھے، ہم سب کی ماؤں کو بھی پتا ہے اکثر میرال مریم کی کنڈیشن کے بارے میں ان سے بات کر لیا کرتی تھی۔"

زینے وقاص کی عقل پہ ماتم کرتے کہا۔

"جب پتا ہے تو کیوں پوچھ رہا تھا۔" وقاص نے برا مناتے کہا۔

"میں کنفرم کر رہا تھا کہ بچوں کو تو نہیں پتا نا مریم کے بارے میں، بابا کو بھی نہیں پتا ۔۔۔۔ان سب کو میں بتا دوں گا اور یہ کوئی بھی نہیں کہے گا کہ وہ ہماری بیٹی نہیں۔ "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زین نے سنجیدگی سے اپنی بات کہی،

جانتا تھا کہ میرال نے پہلے بھی عین کو اپنی بیٹی کی طرح رکھا تھا اور اب بھی وہ اسے کسی کو نہیں دے گی، اسی لیے زین نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ عین کو اپنی بیٹی کہہ کے متعارف کروائے گا، اور ویسے بھی وہ اور میرال یہاں آٹھ سے نو ماہ ادھر رہی تھے اور عین بھی کچھ ہی دنوں کی تھی تو کوئی سوال نا کرتا ان سے۔

"ہاں بہت اچھا فیصلہ لیا تم نے، میں ساتھ ہوں تمہارے۔" وقاص نے زین کے

کندھے پہ ہاتھ رکھتے تھپکی دی تو زین مسکرا اٹھا۔

"زین یہ مجھے ہوسپٹل والوں نے دی تھی کہ مریم کے پاس سے ملی ہے، شاید کسی لاکر کی ہو۔ "

شیری نے اپنی پاکٹ سے ایک چابی نکال کے دی جو مریم کے کپڑوں کے ساتھ بندھی ملی تھی، زین نے وہ چابی اپنے ہاتھ میں لی اور دیکھا تو وہ مریم کے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی چابی تھی۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب سب روم میں چلے گئے تو زین بھی کمرے میں آیا تو دیکھا کہ ایلی میرال کے سینے سے لگا سو رہا تھا اور عین بھی سیدھی لیٹی سو رہی تھی، میرال شاید ایک بار اٹھی تھی کیونکہ میرال کا ہاتھ عین کے اوپر تھا جیسے اس کو تھپک رہی ہو، اور اس کی گال پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان بھی تھے۔

زین چلتا ہوا میرال کی سائیڈ پہ آیا، چونکہ میرال درمیان میں تھی اور عین کی دوسری سائیڈ پہ تکیہ تھا تو زین میرال کے ساتھ ہی لیٹ گیا اور اس کے گرد اپنے بازو حمائل کر

دئے۔

"انشااللہ اب آنے والی زندگی خوشیوں سے بھرپور ہو گی اور کوئی بھی دکھ نہیں ہو گا ۔۔۔انشااللہ۔ "

زین میرال کے کان میں سرگوشی کرتا آنکھیں موند گیا۔

****

صبح ہوتے جب میرال اٹھی تو زین نے اس کو وہ چابی دی جو شیری نے اسے رات کو پکڑائی تھی، میرال نے چابی کو غور سے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے یاد تھا کہ ایک دفع مریم نے بتایا تھا کہ اس کے لاکر میں کچھ ہو گا جو وہ میرال کو دکھائے گی لیکن ایسا کیا تھا، میرال میں زرا ہمت نہیں تھی کہ وہ اس کے کمرے میں جاتی جہاں مریم ٹھہری تھی، لیکن وہ من بھر کے قدم اٹھاتی مریم کے کمرے میں داخل ہوئی اور ہمت کر کے اس کے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کا لاکر کھولا تو اندر ایک ڈائیری تھی ساتھ میں ایک خوبصورت سا پینڈنٹ بھی تھا جس پہ عین لکھا تھا میرال یہ دیکھ کہ ہی آبدیدہ ہو گئی۔

دھڑکتے دل کے ساتھ میرال نے ڈائیری کھولی تو اندر کچھ صفحات چھوڑ کے مریم نے شاید کچھ لکھا تھا، میرال نے ایک سرد آہ چھوڑتے پڑھنا شروع کیا۔

"السلام علیکم !

میں نہیں جانتی کہ جب آپ یہ پڑھ رہی ہونگی تب میں آپ کے درمیان میں رہوں گی یا نہیں، لیکن میری بیٹی آپ کے ساتھ ضرور ہو گی اور میں چاہوں گی کہ وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے،

میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، پتا ہے میں نے خواب میں دو دفع عین کے پاپا کو دیکھا جو مجھے اپنے پاس بلا رہے تھے، اور میرا ابھی یہاں دل نہیں کرتا رہنے کو اس دنیا میں رہنے کو، میں نے زندگی کے بہت سے روپ دیکھ لیے ہیں اور اب اور روپ دیکھنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔۔۔۔اور مجھے لگتا کہ میں نے بہت جلد چلے جانا اس دنیا سے۔

آپ کو پتا عین کی پیدائش پہ میں نے گھر فون کیا تھا تو انہوں نے مجھے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا، کتنا مشکل ہوتا ہے نا جب اپنے کہیں کہ ہم نہیں جانتے تم کون ہو۔۔۔

بس جو اتنے عرصے سے میں مسکرا رہی تھی اور خوش رہنے کی کوشش کر رہی تھی وہ اس جملے نے ختم کر دی، بس پھر پل میں میری روح فنا ہو گئی تھی۔

میں عین کی طرف سے مطمئن ہوں کہ اسے آپ جیسی ماں ملے گی جو اسے دنیا کے سرد و گرم ہوا سے بچا کے رکھیں گیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

آگے بھی بہت کچھ لکھا تھا لیکن میرال کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

"میرال جان کیا ہوا ہے، کیوں اس طرح رو رہی ہو۔" زین جب میرال کو ڈھونڈتے ادھر آیا تو میرال کو بری طرح روتے دیکھ اس کو اپنے سینے سے لگایا۔

"زین۔۔۔۔۔ مریم کیوں گئی ہمیں چھوڑ کے، اپنی بیٹی کو چھوڑ کے۔" بکھرے حلیے میں زین سے لپٹے وہ کہہ رہی تھی۔

"اس کی عین کو کیا کہوں گی کہ اس کی ماں کہاں ہے۔ "

زین کی طرف دیکھ کے کہا تو زین نے اسکے بکھرے بال سنوارے اور ماتھے پہ لب رکھے۔

"تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں میرال جان، وہ ہماری بیٹی ہے تم ماں ہو اس کی۔"

پیار سے سمجھایا تو میرال نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔۔۔۔۔مجھ سے نہیں ہو گا،اسے کون سنبھالے گا۔"میرال نے روتے کہا تو زین نے اس کو ساتھ لگایا۔

"ہم ہے ناں۔۔۔۔۔ہم مل کے سنبھالیں گے اپنی بیٹی کو۔"پیار سے بہلاتے کہا لیکن وہ مسلسل نفی میں سر ہلائے جا رہی تھی۔

"Miaal jaan why you crying , Did Zain bad boy hurt you."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایلی بھی جب کمرے میں آیا تو میرال کو روتا دیکھ اس کے پاس آیا اور اس کے انسوں صاف کرتے کہا تو میرال مسکرا دی اور اثبات میں سر ہلایا۔

" Zain bad boy , why did you hurt my Miaal jaan ?"

ایلی نے زین کو پیچھے کرتے میرال کو خود سے لگاتے کہا تو زین نے ابرو اچکائے۔

"You're okay now ."

ایلی نے میرال کی گال پہ کسی کرتے کہا تو زین جل بھن گیا۔

اس سے پہلے میرال ہاں میں سر ہلاتی زین نے میرال کا چہرہ اپنی طرف کرتے ایک شرارت کی جس سے وہ پل میں سرخ پڑ گئی۔

." ..." Now she's okay

اب کی بار زین نے اس کا دھیان ہٹانے کو شرارت سے کہا تو میرال اس کو گھورتی رہ گئی ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ اب ایلی بھی میرال کو دیکھی جائے جو سرخ چہرہ لیے زین کو گھور رہی تھی۔

" Miaal jaan , you okay now ?"

ایلی نے حیرت سموئے پوچھا۔

yeah I'm okay ." ..." Yea

مشکل سے ہی بول پائی اور عین کی رونے کی آواز سن کے وہ ایلی کو لیے کمرے سے باہر نکلی تو زین بھی ساتھ ہی نکل پڑا۔

****

"ہمیں کب نکلنا ہے یہاں سے زین۔" شیری نے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا۔

"بس کچھ دن میں، میں اپنا کام وائنڈاپ کرلوں۔" زین نے بنا دیکھے جواب دیا اور ڈریسنگ میں چلا گیا، شاید کہیں سے واپس آیا تھا۔

میرال عین کو پکڑے فیڈر پلا رہی تھی، پاس ہی ایلی بیٹھا اس کے ہاتھوں سے کھیل رہا تھا۔

"اپنے شوہر کو سمجھائیں، میری شادی لیٹ ہو رہی ہے اس کی وجہ سے۔"

شیری نے میرال کے سامنے بیڈ پہ پھیلتے کہا اور ایلی کی گال پہ چٹکی بھری، جس پہ وہ کھلکھلا اٹھا۔

مریم کے واقعے کو دس دن ہو چکے تھے، شیری اور وقاص ابھی بھی ان کے پاس ہی تھی

۔

"تم بھی بے صبرے نا بنو ہو جائے گی، میری بہن کہیں نہیں بھاگی جا رہی۔"

میرال نے منہ بناتے کہا تو شیری دلکشی سے ہنس دیا، ایک بار تو میرال کے دل نے بھی

اعتراف کیا کہ شیری واقعی بہت ہی حسین لڑکا تھا۔

"ایسے نا دیکھیں، اب آپ شادی شدہ ہیں کہیں پھر سے ناپیار ہو جائے۔" شیری نے شرارت سے کہا تو میرال ہنس دی۔

"تم واقعی بہت بد تمیز ہو۔" میرال نے اس کے کندھے پہ ایک چپت رسید کرتے کہا۔

"اور خوبصورت بھی۔" جملہ پورا کیا گیا۔

"ہاں جی۔۔۔۔ یہ بھی ہے۔" میرال نے ہنستے جواب دیا۔

"لیکن افسوس آپ کی بہن کا ہوں، کاش آپ کا ہوتا۔ "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری جیسے اپنی ٹھرکی پن کی کتابیں آج میرال پہ آزما رہا تھا۔

"شیری باز آجاؤ، مجھے کوئی افسوس نہیں۔۔۔ میں خوش ہوں بہت زین کے ساتھ۔" میرال نے آنکھیں دکھاتے کہا۔

"ویسے آپس کی بات ہے، آپ بھی مجھے چاہتیں ہیں اور میں بھی آپ کو چاہتا ہوں، اگر یہ زین نہ ہوتا ہمارے بیچ تو آج آپ میری ہوتیں۔ "

شرارت سے وہ پھر باز نہ آیا، اس کی بات پہ میرال کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"افف شیری تم سے تو انسان پناہ ہی مانگے۔"میرال نے افسوس سے کہا، تبھی زین چینج کر کے باہر نکلا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"زین نے شیشے کے آگے کھڑے ہوتے بال بناتے پوچھا۔

"افسوس کر رہے تھے۔"شیری نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"کس بات پہ۔"زین نے مصروف سا پوچھا۔

"یہی کہ اگر میرال کو پہلے میں دکھ جاتا تو وہ آج میری ہوتیں نا کہ تجھ جیسے کریلے کی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری نے اب ایلی کو اپنے پیٹ پہ بٹھا کے کہا تو زین نے آئینے میں سے میرال کا عکس دیکھا جو بے نیاز سی عین کو فیڈر پلا رہی تھی۔

"ہاں اور تیری براؤنی آج کل جس کے ساتھ پھر رہی ہے وہ اسکی ہوتی۔"زین نے اسکی دکھتی رگ پہ پاؤں رکھا تو شیری تڑپ کے اٹھا جس سے ایلی اب اسکی گود میں الٹا ہوتا کھلکھلا رہا تھا۔

"کیا مطلب میری براؤنی۔۔۔۔کس کے ساتھ پھر رہی ہے وہ۔"شیری نے زین

کے پاس جاتے پوچھا، ایلی وہی بیڈ پہ اتر گیا۔

"اپنے بھائی کے ساتھ پھر رہی ہے وہ، تو بتا شرم نہیں آتی بھائی کی بیگم پہ نظر رکھتے۔"

زین نے موقع دیکھتے شیری کی گردن کو بازو میں دبوچتے کہا تو وہ کراہ اٹھا۔

"یار میں تو کہہ رہا تھا کہ وہ شکر کر رہی ہیں تیرے ساتھ ہونے پہ، اور میں تو دعا دے رہا تھا اپنی بھابھی ماں کو کہ اللہ ان کو ایلی اور عین کی طرح دس بیس بچے اور دے، جن کی شادیاں میرے تیس بچوں سے ہوں۔" شیری نے دہائی دیتے کہا۔

اس کی بات پہ میرال بری طرح گڑبڑائی اور استغفراللہ کہا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بدتمیز شیری۔۔۔۔ شرم نہیں آئے ہو ساری۔" میرال نے دانت پیستے کہا۔

"آمین۔۔۔۔ چل اب نکل یہاں سے اور تیاری کرو جانے کی اب کل رات کی فلائٹ ہے ہم سب کی۔" زین نے اس کی دعا پہ آمین کہا تو میرال صدمے سے اسے دیکھے گئی۔

"شکر ہے اب میری بھی شادی ہونے کو آئی ورنہ میں نے اپنے بچوں کے ارمانوں کو ایسے ہی لیے پھرنا تھا۔ "

زین کے چھوڑنے پہ شیری شکر ادا کرتا کمرے سے باہر نکلا، جبکہ میرال نے ایک شکوہ

کناں نظر زین کو دیکھا۔

"کیا ہوا بیگم۔۔۔ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔"زین نے انجان بنتے کہا جبکہ آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

"شیری کے ساتھ تم نے بھی شرم پیچر رکھی ہے۔"میرال نے عین کو ساتھ لگاتے اس کی کمر تھپکتے کہا تو زین قہقہہ لگا اٹھا۔

"ارے تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میں نے پڑوسیوں کی بیوی کے لیے آمین کہا۔ "

زین نے شرارت سے کہا تو میرال نے اب کی بار اگنور ہی کیا ورنہ جانتی تھی کہ پھر سے اس کا فضول سا ہی جواب ملنا۔

"لگتا شرما گئی میری شیرنی۔"زین جیسے اسے اکسا رہا تھا کہ وہ کچھ بولے لیکن میرال نے بھی اپنی زبان کو تالا لگا لیا۔

" Ellie look , Miaal got angry with you ."

زین نے ایلی کو کہا تو اسنے معصوم بھری نظروں سے میرال جان کو دیکھا جو اس کے دیکھنے پہ مسکرا دی۔

, I'm angry with ..." No I'm not angry with you.

Zain bad boy ."

میرال نے عین کو لٹاتے کہااور ایلی کی گال پہ بوسا دیا جس سے اس نے بھی میرال کا چہرہ ہاتھوں میں پکڑااور زین کی طرح اس کے تل پہ کسی دی۔

"اب یہ کیا ہے۔۔۔۔"زین نے حیرانگی سے ایلی کی حرکت دیکھتے کہا۔

"اور کرو اس کے سامنے ایسی حرکتیں، تم سے ہی دیکھ کے سیکھ رہا یہ بری عادتیں۔"

میرال نے زین کو گھورے کہا، جس پہ زین نے ایلی کو گھوری سے نوازہ۔

" Ellie I've told you already that she's is mine ,

don't do that again , okay."

زین نے سنجیدگی سے ایلی کو ایسے سمجھایا جیسے وہ اس کی بات سمجھ جائے گا اور عمل بھی کرے گا۔

"Good boy ."

زین کو لگا کہ ایلی سمجھ گیا اسی لیے کچھ کہا نہیں تو اسے شاباش دی مسکرا کے، لیکن اگلے

ہی پل اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی جب ایلی نے آگے بڑھ کے پھر سے میرال کو وہی کسی دی جہاں پہلے کی تھی۔

" No ! Miaal jaan is mine ."

ایلی نے گویا اپنا حق جتاتے کہا تو میرال کو ہنسی چھوٹ گئی زین کی شکل دیکھ کے۔

"یہ لڑکا ہاتھ سے نکل رہا ہے۔۔۔۔۔۔اس کے باپ کو میں شکایت لگاتا ہوں کہ اس کو قابو میں کر کے رکھے ورنہ کل کو کسی اور کی بیوی پہ ڈورے ڈالے گا۔ "

زین نے ایلی کو میرال سے الگ کرتے کہا تو وہ اور چپک گیا۔

"زین نہ کریں۔۔۔۔ویسے بھی کل میں نے چلے جانا تو مجھے اس کی بہت یاد آئے گی ۔"میرال نے اداس ہوتے ایلی کو اپنی گود میں لیتے کہا تو زین مسکرا دیا۔

"آپ ایسا کریں آج دوسرے کمرے میں سو جائیں، ہم آج ادھر اکھٹے رہیں گے۔" میرال نے زین کو ہری جھنڈی دکھاتے پیار سے کہا۔

"ایک تو مجھے تمہارے "آپ" اور "تم" کی سمجھ نہیں آتی، اور دوسرے روم میں کیوں کافی ہے ایک بیڈ ہم چاروں کو۔ "

زین نے عین کو احتیاط سے ایک طرف کرتے ایلی کو اپنے اوپر لٹایا اور عین کے ساتھ میرال کو۔

ایسے کے میرال نے زین کے بازو پہ سر رکھا تھا، ایلی زین کے سینے پہ اور عین میرال اور زین کے درمیان۔

"اب ٹھیک لگ رہا ہے نا۔۔۔ چلو اب تم دونوں باتیں کرو میں سنتا ہوں۔" زین نے تینوں کو پیار کرتے کہا، ایلی تو اس طرح لیٹنے پہ ہی خوش ہو گیا۔

ایسے ہی تینوں باتیں کرتے کرتے سو گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

"تیرا سب کو بتانے کا کب ارادہ ہے۔ "

وقاص نے ناشتے کے وقت شیری کو مخاطب کرتے پوچھا۔

"جب بھی بتاؤں، لیکن مجھ سے پہلے اگر کسی نے اپنی چونچ کھولی، خاص کر تو نے یاد انی نے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

شیری نے وارن کرتے وقاص کو کہا تو وہ چالاکی سے مسکرا اٹھا۔

"میری جان یہ تو وہاں جا کہ پتا چلے گا۔" وقاص نے دل جلانے والی مسکراہٹ سے کہا تو شیری کی برداشت سے باہر ہو گیا۔

"جان۔۔۔۔آپ اپنے شہید ہونے کہ تیاری کرو کیونکہ آپ کو یہاں آئے مہینہ ہونے والا ہے جبکہ آپ کی بیگم نے صرف ایک ہفتے کی اجازت دی تھی۔" شیری نے بھی حساب بے باک کیا، تو وقاص قہقہہ لگا اٹھا۔

"ہاں یار یہ تو ٹھیک کہا، لیکن جب سے وہ نمونہ آیا ہے ناتب سے ہی مجھے ان سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وقاص نے اپنے نمونے اور اپنی رگ جان کو یاد کرتے مسکرا کے کہا تو شیری نے دل میں اس کی خوشیوں کی دعا کی۔

"کونسی سوکن کو یاد کر رہا ہے۔" شرارت سے کہا تو وقاص کو اچھو ہی لگ گیا۔

"اوہو لگتا کوئی بڑی خطرناک قسم کی یاد تھی جس سے یہ حالت ہو گئی بے چارے کی ۔"

شیری نے اس کی کمر سہلاتے کہا تو وقاص نے جوس کا گلاس اس پہ الٹا دیا۔

"ابھے یہ کیا کیا۔۔۔میں نے ابھی کل ہی لی تھی یہاں سے اور تو کمینے انسان۔۔۔"

شیری نے اپنی نیو برینڈڈ شرٹ کا ستیاناس ہوتے دیکھتے کہا، تو اب کی بار ہنسنے کی باری وقاص کی تھی۔

زین اور میرال ابھی تک ناشتے کی ٹیبل پہ نہیں آئے تھے، رات کو باتیں کرتے کرتے کافی دیر سے سوئے تھے تو ابھی ان کی آنکھ نہیں کھلی تھی۔

"ویسے میں ابھی سے بتا رہا ہوں کہ اگر دانی نے بتانے والا نیک کام نہ کیا ہوا تو میں یہ نیک کام جاتے ہی کروں گا، پھر اسکا شکریہ تم مجھے بعد میں کہہ دینا، نیور مائنڈ۔ "

وقاص نے اپنا دل کھول کے آفر دی تو شیری نے اب کی بار شیری نے جوس کا پورا جگ ہی وقاص کے کپڑوں کی نظر کر دیا۔

"شیری تجھے اب مجھ سے کوئی بچا کے دکھائے۔"

وقاص نے آملیٹ والی پلیٹ پکڑ کے شیری کی طرف اچھالی، پلیٹ تو نہیں البتہ آملیٹ شیری کے خوبصورت بالوں کو سلامی دے گیا۔۔۔

"ہائے میرے بال، جن پہ میری براؤنی مرتی ہے۔ "

شیری نے صدمے سے چلا کے کہا اور کیچن سے آئل کی بوتل اٹھائی۔۔

اب وقاص جہاں سے گزرنے والا تھا شیری نے فوراً وہاں گرادی۔۔۔آدھی تو خالی کر ہی دی ہو گی۔۔۔

پھر ایک دم سے دھڑام کی آواز گونجی اور وقاص نیچے بیٹھا اپنی کمر کو رو رہا تھا۔

میرال جو ابھی اٹھ کے فریش ہو کے نیچے ناشتہ بنانے آرہی تھی، اپنے خوبصورت گھر کی یہ حالت دیکھ کہ صدمے سے چیخ اٹھی، جبکہ شیری کا ہنس ہنس کے برا حال تھا اور وقاص بے چارہ زمین پہ بیٹھا میرال کو مدد طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ کیا کیا میرے گھر کو۔۔۔"

میرال صدمے سے چلائی، کیونکہ یہ کہیں سے بھی گھر نہیں لگ رہا تھا۔

جیم کی بوتل زمین بوس تھی، جوس کا جگ اپنی ناقدری پہ رو رہا تھا اور آئل کا دریا بہہ رہا تھا۔

شیری اور وقاص خود کسی اور ہی جہان کی مخلوق کا نقشہ پیش کر رہے تھے۔

"کمینوں۔۔۔یہ کیا کر دیا ہے میرے کیچن کا۔"زین بھی نیچے آتا چلایا جب اگلے ہی

پل وہ بھی دھڑام سے وقاص کے اوپر۔۔۔

"سالے مجھ پر سے اٹھ۔۔۔آگے ہی اس لفنگے نے میری کمر توڑ کے رکھ دی۔"

وقاص نے دھکا دیتے زین کو اپنے سے پیچھے کیا۔

میرال احتیاط سے چلتی زین کے پاس آئی اور سہارا دے کہ کھڑا کیا، پھر وقاص کو بھی سہارا دیا اور چیئر کو گھسیٹ کے اس پہ بٹھایا۔

"کونسے دورے پڑھ رہے تھے تم دونوں کو۔"زین نے غرا کے پوچھا تو شیری نے اپنے ڈمپل کی نمائش کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ وقاص مجھے چیلنج کر رہا تھا اور تو تو جانتا ہے نا۔۔۔۔۔۔۔چیلنج میں پورا نہ کروں ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔"

شیری نے فرضی کالر جھاڑتے کہا تو زین نے پاس پڑی پڑی باسکٹ اٹھا کے شیری کی طرف پھینکی جس کو وہ ہنس کے کیچ کر گیا۔

"بہت کمزور نشانہ ہے تیرا ویسے۔۔۔افسوس، پتا نہیں میرال کیسے پٹ گئی۔"شیری نے مکمل افسوس کا اظہار کیا۔

"اس میں مجھے کیوں گھسیٹ رہے ہو۔"میرال نے منہ بناتے پوچھا۔

"میرال دیکھو یہ جو انسان ہے نا۔۔۔اس نے بہت سی لڑکیوں پہ نظر رکھی تھی، میں بذات خود اس بات کا گواہ ہوں، لیکن تم پتا نہیں کیسے اس کے جال میں پھنس گئی اور اب تو ماشاءاللہ سے ایک بچی بھی ہے اور زین کی سوکن بھی ہے۔"

شیری نے سنجیدگی سے دادی اماں بن کے میرال کو گویا زین کی برائیاں یاد کروائیں اور ایلی کو زین کی سوکن کہہ دیا۔

"یہ کیا بکواس کر رہا، یاد رکھی شیری اس کا بدلہ میں نہیں بھولنے والا۔۔۔لے کے رہوں گا۔"زین نے شیری کو دیکھ کے دانت پیستے کہا جیسے شیری ہی ہو اس کے دانتوں کے نیچے جسے وہ کچا چبا رہا ہو۔

زین لوگ جب جانے کو تیار تھے تب تھامس اور ایمان کو چھوڑنے ائیر پورٹ ساتھ آئے تھے۔۔۔میرال اور ایلی کی شکل دیکھنے والی تھی، دونوں بس رو دینے کو تھے، زین نے مشکل سے اپنی ہنسی روکی تھی۔

"InshaAllah we'll meet soon ."

ایمانے میرال کو گلے لگاتے کہا، عین کو زین نے گود میں اٹھار کھا تھا۔

"InshaAllah ."

میرال نے بجھے دل سے کہااور ایلی کی طرف ہوئی جو مصومیت سے رونے کی تیاری میں تھا۔

"je t'aime tellement."

)میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔(

میرال نے ایلی کو ڈھیر سارا پیار کرتے کہا، زین کو ایک جلن سی محسوس ہونے لگی پھر سے لیکن ضبط کیے کھڑا رہا۔

ایلی نے میرال کو اپنے چھوٹے سے بازوؤں کے حصار میں لیااور اس کے آنسوں صاف کیے، پھر زین کی طرح ہی کسی دی کہ زین کی بس ہو گئی۔

"میرال جان اب آجاؤ۔۔۔ہم لیٹ ہو رہے ہیں" زین نے ایک ہاتھ سے میرال کو بازو سے پکڑ کے کھڑا کیا تو ایلی ایما کے ساتھ لگ کے رونے لگا۔۔

"I missed you soo much Miaal ki jaan ."

میرال نے ایک بار پھر ایلی کو ساتھ لگا کے اس کی گال پہ پیار کیا۔

پھر وہ سب ان سے مل کے اپنے سفر کی طرف روانہ ہو گئے۔

میرال آتے وقت بھی اداس تھی،اور جاتے وقت بھی کیونکہ وہ یہاں سے بہت سارا پیار، خلوص اور یادیں لے کہ جا رہی تھی جن میں ایک خوبصورت یاد مریم کی بھی تھی جس کو اب وہ زندگی بھر اپنے ساتھ رکھے گی مریم کی عین النور، زین اور میرال کی عین ۔۔۔میرال نے اپنے گلے میں پہنے لاکٹس کو چھوا جن میں اب ایک اور کا اضافہ ہو گیا تھا، جو مریم نے اپنے ڈرار میں رکھا تھا جس پہ "عین" لکھا تھا زین نے ان میں سے دو اتار دئے، اب بس میرال کے پاس ایک عین اور ایک Z والا لاکٹ تھا۔

آتے وقت کی طرح اس بار بھی میرال نے زین کا کندھا خوب توڑا، اور عین بھی اس کی ہی گود میں تھی۔زین اب میرال سے اس بات کا بدلہ لینے والا تھا گھر جا کے، عین بھی رستے میں سوئی ہی رہی لیکن جب اٹھتی تو زین اس کے ساتھ خوب باتیں کرتا، میرال نے ایک دو بار آنکھیں کھول کہ جب عین کو چیک کرنا چاہا تو وہ زین کے ساتھ بزی ہوتی تو پھر واپس اسی پوزیشن میں جا کے سو جاتی۔۔۔۔۔بے چارہ زین۔

****

رات کے نکلے جب اگلی صبح وہ پاکستان پہنچے تو ایک الگ ہی خوشی ہوئی تھی سب کو، اپنے ملک میں واپس آنے کا جزبہ ایک الگ ہی سرور بخشتا گوروپہ۔

میرال نے اترتے جو پہلا جملہ کہا زین نے ایسی گھوری سے نوازہ کہ میرال شرمندہ سی ہنسی ہنس گئی۔

"میں تو بہت تھک گئی۔۔۔ "

سارے رستے سونے سے بھی تھک گئی تھی یہ لڑکی، زین بس سوچ کے ہی رہ گیا۔

ان کو لینے بس دانی آیا تھا کیونکہ بس وہی جانتا تھا کہ یہ سب آج واپس آرہی تھے ۔۔۔۔۔میرال تو بہت خوشی سے ملی دانی سے۔

دانی بھی عین کو دیکھ کہ خوش ہو گیا، سب کو زین کا یہ فیصلہ بہت پسند آیا تھا۔

دانی نے سب کو زین کے گھر بہانے سے جمع کیا تھا، سب کو یہی تھا کہ زین لوگ ایک دو ہفتوں کے بعد آئیں گے۔۔۔۔۔لیکن سب کو آج ایک سرپرائز ملنے والا تھا۔

مرحا بھی اب ٹھیک تھی اور حدید ڈھیڑ ماہ کا ہو گیا تھا، عین اس سے دو ہفتے چھوٹی تھی۔ اس حساب سے عین ابھی ایک ماہ کی تھی، امل کی پریگنینسی کو ساتھ ماہ کو چکے تھے اور وہ

پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی، مامتا کا ایک الگ ہی روپ تھا اس پہ۔

سب لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے جب ایمن ایک دم سے چلائی۔۔۔

"شیری۔۔۔۔۔۔ "

سب سے پہلے شیری اندر داخل ہوا تھا جس کو دیکھتے نور اور ایمن بھاگ کے اس کے پاس پہنچیں اور اس کے گلے لگ گئیں۔۔۔۔

We missed you alot sherry love" " .

نور نے چہک کے کہا تو شیری نے دونوں کو پیار کیا، سب بہت خوش ہوئے تھے شیری کو اچانک دیکھتے۔ شیری کے آنے پہ تو نوال بہت خوش ہوئی لیکن ظاہر نہ کیا اور منہ پلا کے وہی مرحا کے ساتھ صوفے پہ بیٹھی رہی جو حدید کو بہلا رہی تھی۔

"مجھے نہیں مس کیا؟ "

زین کی مسکراتی آواز پہ سب نے دروازے کی طرف دیکھا جو اپنی باہیں پھیلائے اپنی فیریز کے انتظار میں تھا کہ کب وہ اس میں سما جائیں۔

نور اور ایمن نے زین کو کھڑے دیکھا تو بھاگ کے اس کے سینے سے لگ گئیں۔ اس

سے مل کے اب وہ میرال کی جانب متوجہ ہوئیں جس کی گود میں ایک چھوٹا سا گلابی وجود تھا جسے دیکھ کہ وہ دونوں چہک اٹھیں۔

"میرال آپی یہ آپ کی ہے۔"نور نے عین کے چہرے پہ اپنی انگلیاں پھیرتے کہا تو میرال نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بالکل میری جان یہ ہماری ہے۔ "

زین نے عین کو میرال کی گود سے لیتے کہا تو میرال باقی سب سے ملنے کو آگے بڑھی، سب ان کو دیکھ کہ بہت خوش ہوئے، میرال تو رونے ہی لگ گئی ان سے اتنے عرصے کے بعد ملنے پہ۔۔۔۔۔۔

"یار زین یہ میرال کو کب سے مرحا کی عادت لگ گئی، جواب بات بات پہ رونے لگ جاتی ہے۔ "

وقاص نے زین کے پاس ہوتے پوچھا جو کمال صاحب سے مل کے علیحدہ ہو رہا تھا، اس کی بات سنتے وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

وقاص جب سب سے مل کے فارغ ہوا تو اپنی دشمن جان سے ملنا چاہا جسے وہ اندر آتے

ناراض سا منہ پھلائے بیٹھے دیکھ چکا تھا۔

جب ادھر ادھر دیکھنے سے نہ ملی تو بے چین سا ہو کہ صوفے پہ دانی کے پاس بیٹھ گیا۔

"میرو آپی۔۔۔۔میں عین کا ماموں ہوں؟" خزیفہ نے آسیہ امی کی گود میں عین کی گال کو چھوتے کہا تو شیری نے زور و شور سے تائید کی۔

"تو اس عین کا ماموں ہے اور زین کے دعماد۔۔۔۔میرا مطلب حدید کا بھی ماموں ہے ۔"

شیری نے ڈمپل کی نمائش کرتے، آنکھوں میں شرارت لیے کہا تو سب ہنس دیے۔

"تو مجھے یہ بتا کہ اپنا یہ منہ بند کرنے کا کیا لے گا۔" وقاص نے تپ کے پوچھا کیونکہ وہ کوئی بیسویں بار یہ بکواس کر رہا تھا۔

"بھئی مجھے کچھ زیادہ نہیں بس یہ میری براؤنی دے دو۔۔۔۔۔۔۔۔"

شیری نے نوال کا بازو پکڑتے اس کو اپنے پاس بٹھاتے کہا جو پانی کا گلاس ٹیبل پہ رکھنے کے لیے اٹھی تھی اب شیری کے اس طرح سب کے سامنے پکڑنے پہ شرم سے خود ہی پانی پانی ہو گئی۔

"اس کا بھی ہو گیا ہے انتظام بے صبرے، ترسے ہوئے انسان۔" دانی جو پاس بیٹھا تھا ایک مکہ اس کی کمر پہ مارتے کہا، تو شیری تو جیسے کھل اٹھا۔

"کیا واقعی۔۔۔۔۔۔۔کیوں میری براؤنی سچ کہہ رہا ہے یہ کمینہ۔ "

شیری نے اپنے ساتھ بیٹھی نوال کو مخاطب کیا تو وہ سٹپٹا گئی، اور بھاگنے کے پر تولنے لگی

۔

"انہیں کوئی سمجھائے کہ۔۔۔۔۔۔شرم نہیں ہے سب کے سامنے ہی شروع ہو جاتے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوال نے دل میں سوچتے التجائیہ نظروں سے امل کو دیکھا جو وہ اپنی ہنسی دبا گئی۔

"ارے اپنی بیگم ٹوبی سے کیا پوچھتے ہو ہم سے پوچھو۔۔۔۔۔۔میرال اور زین کے ولیمے کے ساتھ تمہاری بھی بارات جا رہی ہے براؤنی کو لینے۔" امل نے شرارت سے نوال کو دیکھتے کہا جو شیری کے ساتھ بیٹھی نروس ہو رہی تھی۔

"دانی کی لائف لائن آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ میری بارات کے "ساتھ" زین کا ولیمہ ہے۔" شیری نے گویا درستگی کی، امل تو اس کے لائف لائن کہنے پہ ہی جھینپ گئی

ان سب نے اپنے موبائل میں اپنی بیگمات کے نام دوسرے ناموں سے محفوظ کر رکھے تھے۔دانی کا تو بھانڈا پھوڑ چکا تھا جس سے امل اب شیری کو نروٹھے پن سے گھورتی رہ گئی تو شیری تسلی سے اب وقاص کی جانب متوجہ ہوا جو اپنی بیگم سے ملنے کے لیے بے تاب تھا۔

"ہاں جی وقاص صاحب آپ حدید کی موم کو ڈھونڈ رہیں ہیں یا پھر بیگم جان کو۔ "

اس کے کہنے پہ سب ہنس دئے زین تو اپنی درگت بننے سے پہلے ہی اٹھنے لگا کہ شیری نے اسکی بھی ٹانگ کھینچ لی۔

"ارے زین تمہاری اے ایس پی شیرنی تو ادھر ہی ہے۔۔۔۔۔۔تم کدھر جا رہے ہو ۔"سب کے ناموں کے راز کو فاش کرتا اب آرام سے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کے بیٹھ گیا ۔

"خدا کی پناہ، تیری بات سننے سے اچھا میں اپنی بیگم کے ساتھ کمرے میں چلا جاؤں۔" زین نے اپنی ماما کی گود سے عین کو لیتے کہا تو اب سونے کی تیاری میں تھی۔

"ویسے ماں۔۔۔۔۔اس کی بھی ابھی شادی پوری ہونی باقی ہے تو میرال کو اس کے میکے بھیج دیں دونوں بہنیں ایک ساتھ رخصت ہو نگی تو اچھا رہے گا۔ "

شیری نے جلا تیر پھینکا جو سیدھا نشانے پہ جا لگا۔

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ہماری رخصتی ہو گئی تھی، ویسے بھی میری بیٹی اپنی ماں کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ "

زین نے دانت پیستے کہا اور آخر پہ عین کا ماتھا چومتے پیار سے کہا تو میرال کے دل میں جیسے سکون اتر گیا زین کا یوں عین کو اپنی بیٹی کہنا۔ باقی سب بھی زین کی بات پہ مسکرا دئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے تو عین کو اس ماں کے بغیر کون رہنے کو کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔ظاہر سی بات ہے کہ عین اپنی ماں کے ساتھ ہی رہے گی، البتہ تو ان دونوں کے بغیر رہے گا۔ "

شیری نے سکون سے کہا تو باقی خواتین کو بھی یہ بات مناسب لگی۔

"ہاں زین۔۔۔۔۔میرا بچہ بالکل ٹھیک کہہ رہا کہ میرال کی بھی ساتھ ہی رخصتی کر دینی چاہیے۔"آسیہ بیگم بے بھی حامی بھری تو زین ٹھٹھک گیا۔

"دیکھیں اب تو ہماری بیٹی بھی ہے، اس طرح اچھا تھوڑی گے گا کہ۔۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے زین کوئی وجہ بیان کرتا شیری بے زایت سے بول اٹھا۔

"ہاں ہاں لگ گیا پتا کہ تو نہیں رہ سکتا اس کے بغیر جا دفع ہو۔۔۔۔۔۔ سن لیا آپ سب نے یہ کیسے اپنی بیگمات کے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔۔۔۔۔ اور اس کو دیکھیں۔۔۔۔ جا تو بھی دفع ہو تیرے والے کمرے میں ہی گئی ہیں تیرے نمونے کو لے کہ۔ "

شیری نے جل کے کہتے پاس پڑا کشن اٹھا کے وقاص کو مارا جواب بھی کیچن کی طرف دیکھ رہا تھا کہ شاید وہاں ہو مرحا، اس کی بات پہ دانتوں کی نمائش کرتا اٹھ کے نو دو گیارہ ہو گیا۔

جبکہ زین بھی میرال کو لے کہ کمرے کی طرف بڑھ گیا کہ آرام کر لے۔

****

وقاص جب کمرے میں داخل ہوا تو مرحا حدید کو فیڈ کروا کے ابھی فارغ ہوئی تھی اور اس کو لٹانے لگی جب آہٹ پا کہ اس نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں وقاص کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا، مرحا اس کو سرعت سے اگنور کرتی اب آرام سے حدید پہ بلینکٹ

دے رہی تھی اور خود بھی ساتھ ہی نیم دراز ہو گئی۔

وقاص اس کی ادا پہ نثار ہو گیا مطلب کہ اب نخرے دکھائے جائیں گے۔۔۔۔وقاص آہستہ سے چلتا بیڈ کے قریب آیا اور اس کے ساتھ نیم دراز ہو گیا۔

تھوڑا سا آگے کی جانب ہو کہ دیکھا تو نمونے صاحب سو رہے تھے جبکہ مرحا اسے تھپک رہی تھی۔

وقاص نے احتیاط سے مرحا کی کمر کے گرد بازو لپیٹا اور اس کی پشت کو اپنے ساتھ لگایا، اس کی حرکت پہ مرحا کی سانس سینے میں اٹکی اور اس نے دور ہونا چاہا مگر وقاص نے گرفت سخت کر دی تھی۔

"کیسی ہیں آپ؟ "

"جیسی بھی ہوں۔۔۔۔چھوڑیں مجھے جہاں سے آئیں ہیں وہی جائیں۔"مرحا نے لہجے میں خفگی گھولے کہا تو وقاص نے اس کے کندھے پہ لب رکھے۔

"آپ کو بتا کے تو گیا تھا کہ ضروری کام ہے، مشن پہ جانا تھا، تو اس طرح خفا کیوں ہو رہی ہیں۔ "

وقاص نے سنجیدگی سے پوچھا تو مرحا کو رونا آنے لگا۔

"آپ کو زرا خیال نہیں تھا میرا۔۔۔۔مجھے اکیلا چھوڑ کے چلے گئے تھے۔ "

مرح نے بھرائی آواز میں شکوہ کیا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں، میں زین کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتا تھا وہ وہاں اتنا عرصہ ہم سب سے دور رہا تو میں مشن کے آخری وقت پہ اس کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔ "

وقاص نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

"تو آپ کے جانے کے بعد حدی نے مجھے بہت تنگ کیا۔ "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مرحا سوں سوں کرتی بولی کہ شیری کا کہا سچ ہوا یہ بچہ واقعی بہت تنگ کرنے والا تھا ان کو، رات کو تو سونا اس کی جیسے شان میں گستاخی تھی۔

"مطلب یہ نمونے لفظ پہ پورا اتر رہا ہے۔" وقاص نے اپنے جگر کے ٹکڑے کو دیکھتے کہا تو مرحا نے اس کی طرف چہرہ کیے گھورا۔

"میرا بچہ کہاں سے سب کو نمونہ لگتا ہے۔" مرحا نے جھکتے اس کی گال پہ پیار کیا تو وہ زرا سا کسمسایا۔

"اب آپ ناراض تو نہیں ہے ناں۔ "

وقاص نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے پیار سے پوچھا تو مرحا نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں آپ سے پہلے بھی ناراض نہیں تھی، بس آپ کے جانے سے اداس ہو گئی تھی ۔۔۔۔"

مرحا نے اس کی شرٹ کے بٹن کو چھیڑتے ہلکی آواز میں جواب دیا۔

"تو میں اب آ گیا ہوں اپنی اداسی دور کر لیں۔ "

"کیسے ہیں آپ؟" اس کے سوال پہ وقاص نے اس کے سر کو گھورا مطلب سارے شکوے کرنے کے بعد یاد آیا کہ میری خیریت بھی معلوم کرنی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔۔اور اب تو آپ سے مل کے کچھ زیادہ ہی ٹھیک ہو گیا ہوں۔ "

وقاص نے اس کے ماتھے پہ لب رکھتے حصار تنگ کیا کہ مرحا اس کے ساتھ چپک گئی اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی شرارت کرتا حدید کے رونے کی آواز آ گئی۔

"بہت ہی غلط وقت پہ اینٹری ماری ہے اس نے۔" وقاص نے جل کے کہا تو مرحا ہنس دی۔

"آپ آرام کرلیں، حدی بھی آپ کے پاس ہی ہے۔۔۔"مرحا نے نیچے اترنا چاہا جب وقاص اس کی کلائی تھام چکا تھا۔

"کدھر جارہی ہیں، شوہر آیا ہے تو اس کے پاس رہیں اسے وقت دیں اور آپ ہیں کہ جارہی ہیں اپنے شوہر کو چھوڑ کے۔۔۔۔۔"

وقاص نے روٹھی محبوباؤں کی طرح کہا تو مرحا کو اس پہ بہت پیار آیا جس کا اظہار اس نے جھک کے وقاص کے ماتھے پہ لب رکھتے کیا تو وقاص نے سکون سے اس لمس کو اپنے اندر تک اترتا محسوس کیا۔

"میں بس ابھی آتی ہوں۔"مرحا نے پیچھے ہٹتے کہا تو وقاص سر ہلا گیا۔

مرحا کے جانے کے بعد وقاص نے حدید کو اپنے قریب کیا اور آنکھیں موند گیا۔

****

رات کا جانے کونسا پہر تھا جب زین کی انکھ ہلکی سی میٹھی سرگوشیاں سن کے کھلی، اپنی سائیڈ پہ دیکھا تو میرال اس وقت اٹھی عین کو بہلا رہی تھی جس پہ وہ مسکرا کے میرال کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے میرے بے بی کو، نیند نہیں آ رہی۔" میرال پیار سے اس کی انگلیاں پکڑتے کہہ رہی تھی۔ جب اچانک عین نے رونا شروع کر دیا۔

"ارے بے بی کیوں رو رہا ہے، ماما پاس ہیں نا بس بس۔۔۔۔" میرال نے اپنے ساتھ لگاتے کہا اب میرال اٹھ بیٹھی تھی لیکن رح اسکا دوسری طرف ہی تھا۔

اسی طرح ہلکی سی میرال کے باتیں کرنے سے عین اس کے چہرے کو غور سے دیکھتی تو کبھی کھلکھلا اٹھتی، زین کب سے یہ دیکھ رہا اور مسکرائی جا رہا تھا۔

"مما آپ سے بہت پیار کرتی ہیں۔۔۔ آپ ماما کی اچھی بیٹی ہونا۔" اب وہ اسے جیسے سمجھا رہی تھی لیکن زین کو اس کی آواز بدلی لگی اٹھ کے تھوڑا اور پاس ہوا تو دیکھا میرال بے آواز رو رہی تھی۔

"میرال جان۔۔۔۔ کیا ہوا ہے کیوں اس طرح رو رہی ہو۔" زین نے اپنے ساتھ لگاتے کہا تو میرال کے رونے میں روانی آ گئی۔

"مجھ سے نہیں ہو گا زین۔۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کہ مریم یاد آتی ہے، یہ مجھے اپنی ماں کے روپ میں کیسے قبول کرے گی۔ "

میرال کی پشت زین کے سینے سے لگی تھی اور وہ پیچھے کو اس کے کندھے پہ سر رکھے رو رہی تھی جبکہ عین اب غور سے میرال کو روتا دیکھ رہی تھی۔

"تم نے کب سے یہ عادت بنالی بات بات پہ رونے کی، وہ ہماری بیٹی ہے اور وہ قبول کر چکی ہے تمہیں ماں کے روپ میں خود کو نہ تکلیف دیا کرو اس طرح بار بار اور آئندہ میں یہ نہ سنوں کہ تم اس کی ماں نہیں۔ "

زین نے پیار سے کہا لیکن لہجے میں سختی بھی رکھی کہ وہ بار بار رو کے خود کو ہلکان کر رہی تھی جو زین بالکل برداشت نہ کرتا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زین اس کے بال سہلاتے اس کو نارمل کر رہا تھا ساتھ ساتھ وہ اب خود بھی عین سے باتیں کر رہا تھا، جن کی باتیں وہ بہت غور سے سن رہی تھی۔

جب وہ سو گئی تو میرال نے اسے اپنے ساتھ لٹاتے اس کے اور اپنے اوپر کمفرٹر صحیح کیا۔ تو زین نے دونوں کہ ماتھے پہ پیار کیا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ حدید تو اپنے گھر ہوتا ہے، تو اسکا بھائی بہن بھی آجانا چاہیے۔" جتنی سنجیدگی سے زین نے غیر سنجیدہ بات کی میرال پل میں سرخ ہوئی۔

"گڈ نائٹ۔"میرال سرعت سے بات کو اگنور سونے لگی جب زین نے اس کو اپنے ساتھ لگایا۔

"کچھ زیادہ جلدی نیند نہیں آگئی تمہیں۔ "

اس کے کان میں سرگوشی کرتے کان کی لو کو چوم گیا۔

"زین مجھے کام ہیں بہت صبح شاپنگ پہ جانا ہے،اور اوپر سے تم نے پھر میری لیو اپروو کروائی ہوئی ہے عین کی وجہ سے لگتا ہے کہ تم چاہتے ہی نہیں کہ اب میں جاب کروں ۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال خوبصورتی سے بات کو ٹال گئی جو زین اچھے سے نوٹ کر گیا۔

"بیگم بات کو اچھا گھما لیتی ہیں لیکن ابھی مجھے سوچیں بس اور رہی بات جاب کی ۔۔۔۔۔میں تو چاہتا ہوں کہ تم ہر پل میرے سامنے رہو بس عین دو ڈھائی ماہ کی ہو جائے پھر شروع کر لینا جاب۔۔۔۔۔فلحال مجھے وقت دو اور مجھے سوچو۔ "

اپنی باہوں کا حصار تنگ کرتے اس کی گردن پہ لب رکھتے کہا۔

"تم ایک نہایت ہی۔۔۔۔۔ "

"رومینٹک انسان ہوں جانتا ہوں۔۔۔"شرارت سے کہتا آنکھ دبا گیا کہ میرال نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا اٹھی۔

****

اکتوبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اور میرال اور زین کا ولیمہ بھی فائنل کر دیا گیا تھا اکتوبر کے مہینے کے دوسرے ہفتے شیری کی شادی کے ساتھ۔۔۔۔۔۔بقول شیری کے کہ اس کی شادی کے ساتھ زین کا ولیمہ ہو گا نہ کہ زین کے ولیمے کے ساتھ اس کی شادی۔

عجیب ہی لاجک تھی ہمارے شیری کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لڑکیوں کی شاپنگ زور و شور سے جاری تھی جس میں دانی گھن چکر بنا تھا۔۔۔اس میں بھی شیری کا کہنا تھا کہ اس کی شادی ہے تو وہ دوسری لڑکیوں کو خود کو دکھانے کا رسک نہیں لے سکتا ورنہ اس کی براؤنی شادی پہ ہی اس کو اوپر پہنچا دے گی۔

نوال نے کاپر اور سرخ رنگ کے کمبینیشن میں ایک لہنگا لیا تھا، جس کا دوپٹہ بھی کاپر کلر میں ہی تھا لیکن اس میں سرخ چھوٹے چھوٹے سے پھول بنے تھے۔

میرال کا کہنا تھا کہ وہ اپنے ہی ڈریسز میں سے کچھ پہن لے گی لیکن زین نے ایک نا سنی

کہ ان کی بھی شادی ہے تو وہ بھی دولہن بنے گی مکمل طور پہ۔

لیکن زین نے جو لیا وہ ابھی میرال کو دکھایا نہیں تھا کہ شادی پہ ہی دیکھے، جس پہ وہ چپ ہو گئی۔

روز شام کے وقت شیری نے ایک طوفان بد تمیزی مچایا ہوتا ایمن اور نور کے ساتھ مل کے، ساتھ میں انہوں نے گھر کے ملازموں کو بھی شامل کیا تھا، سارا بیگم تو اس کے صدقے واری جا رہی تھیں بار بار۔

ماشاءاللہ سے ان کو اتنا فرمانبردار بیٹا جو ملا تھا اور ہر وقت ہنستا مسکراتا رہتا تھا، انہوں نے دل میں دعا اس کے لیے ڈھیروں دعائیں کیں۔

شیری نے اچانک سب کو چپ کرایا تو سب اسے دیکھنے گے، آج وقاص کی فیملی بھی ادھر تھی۔

"کیا مسئلہ ہوا۔" میرال نے پوچھا جو حدید کو اپنے ساتھ کھیلانے میں مصروف تھی۔

"میرے بھولے سے والد محترم زرا آئیں ادھر ہمیں اپنے جلوے تو دکھائیں۔ "

شیری نے کمال صاحب کے ساتھ اندر آتے اپنے والد کو دیکھ کہ ہانک لگائی تو وہ آنکھیں

گھما کے رہ گئے کہ اب ان کی شامت آگئی ہے اپنے لڑکے کے ہاتھوں۔

شیری کی بات پہ سب ہنس دیئے۔

"ارے شرما کیوں رہے ہیں آجائیں۔ "

شیری اب انکا ہاتھ پکڑ کے درمیان میں لایا اور بوا کو آواز دی۔

"ڈی جے والے بازو سٹارٹ۔" بوا نے سپیکر آن کر دیا تو گانا بجنے لگا، پھر جیسے تیسے کر کے جمال صاحب نے شیری کے ساتھ مل کے تھوڑا بہت ناچ گانا کیا پھر تھک کے کمال صاحب کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھ گئے جو عین کے ساتھ مصروف تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی زین کی پھپھو نے انٹری ماری۔۔۔۔

"ارے میں صدقے میں واری میرا شیر۔" پھپھو نے آتے ہی شیری کا منہ پکڑ کے جابجا چومنا شروع کر دیا۔

"ارے بس پھپھو باقی میری بیوی کے لیے بھی چھوڑ دیں وہ خود کر لے گی پیار مجھے یا خود ہی سارا پیار نچھاور کر لیں گی آپ آج ہی۔ "

اس کے بے باک ہونے پہ میرال اور مرحا نے ہنسی دبائی۔

"آپ بھی کچھ کر لیا کریں پیار اپنے شوہر کو۔" وقاص نے شیری سے نظر بچاتے مرحا کے پاس ہوتے سرگوشی کی تو وہ سٹپٹا گئی۔

"کرتی تو ہوں۔" مرحا ہلکی آواز میں منمنائی۔

"چلیں پھر آج دیکھیں گے کیسے کرتی ہیں۔" اسکو حیران پریشان چھوڑتا خود کمال صاحب کے پاس جا کہ بیٹھ گیا۔

"ماشاءاللہ یہ میرے زین کی بیٹی ہے۔" پھپھو نے عین کو گود میں لیتے پیار سے کہا۔

"جی ماشاءاللہ سے یہ ہماری پوتی ہے عین۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک پھپھو ہی تھیں جن کو مریم کے بارے میں نہیں پتا تھا اور نہ ہی کسی نے بتایا تھا۔

"آپی آپ جانتی ہیں میں اور ایمن عین کی پھپھو ہیں۔۔۔"

نور نے چہک کے ربیعہ کو بتایا جو میرال سے مل کے اس سے باتیں کر رہی تھی۔

"میری بہنیں پھپھو بن گئی۔۔۔اتنی چھوٹی سی عمر میں۔" ربیعہ نے حیران ہوتے پوچھا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن کمال ہمیں کیوں نہیں تھا بتایا جب یہ ہونے والی تھی۔" پھپھو کی خفا سی آواز

میرال کے کانوں سے ٹکرائی۔

"آپا بچوں نے بس مجھے اور سارا کو بتایا تھا اور کسی کو بھی نہیں پتا تھا اس بارے میں، زین نے منع کیا تھا کسی کو بتانے سے۔ "

کمال صاحب نے دانستہ بات سنبھال لی تو میرال نے شکر ادا کیا۔

"آنکھوں کا رنگ اس نے اپنی ماں سے چرایا۔" پھپھو نے عین کی آنکھوں کو دیکھتے کہا، یہ اتفاق ہی تھا کہ میرال اور عین کی آنکھوں کا رنگ ایک جیسا تھا۔

"ماشاءاللہ کتنی پیاری ہے۔۔۔" ربیعہ نے عین کو اپنی گود میں لیتے کہا۔

"کنزی نہیں آئی۔" میرال نے کچھ توقف کے بعد پوچھا۔۔۔

"نہیں اسکا کل ٹیسٹ تھا تو امی زبردستی اس کو پڑھنے بٹھا کے آئی ہیں۔" ربیعہ نے ہنستے کہا تو میرال مسکرا دی۔

پھر یونہی کافی دیر تک محفل جمی رہی، زین اور دانی کسی کام سے باہر نکلے تھے۔

زین نے تو آتے ہی ڈیوٹی جوائن کر لی تھی لیکن میرال کو زین نے ابھی بریک لینے کا کہا تھا جس پہ میرال بہت مشکل سے مانی تھی۔

****

دانی فلیٹ میں داخل ہوا جہاں اس نے ملک کو باندھ رکھا تھا،اس کے پیچھے ہی زین بھی اندر داخل ہوا سرد تاثرات کے ساتھ۔

ملک کو جب پتا لگا تھا کہ ان پہ حملہ ہونے والا سویٹزر لینڈ میں تو وہ وہی سے بھاگ آیا تھا اپنے باس کو پیچھے چھوڑ کے اور آتے ہوئے کڑوروں کے ہیرے بھی چرا لایا تھا بائے ائیر سے تو جا نہیں سکتا تھا کیونکہ وہاں پہ بھی پاک آرمی پہنچ چکی تھی اور اس کو کسی بھی وقت پکڑ سکتی تھی۔

اسی لیے وہ رات ورات اللیگل طریقے سے پار ہوتا ہوا پاکستان آیا لیکن یہاں پہ شیری نے پہلے ہی خبر کر رکھی تھی اسی لیے ملک بارڈر پہ ہی پکڑا گیا،اور اب وہ دانی کے فلیٹ میں موجود تھا جہاں انہوں نے ٹارچر سیل بنائی تھی۔

مختلف راہداریوں سے ہوتے نیچے بیسمنٹ میں آئے اور اندر داخل ہوئے جہاں ملک بیٹھا کراہ رہا تھا دانی روز یہاں آ کے کوئی نا کوئی اس کو ڈوز دے دیتا تھا۔اور اب بھی وہ کٹی زبان کی وجہ سے بھدی آوازیں ہی نکال پا رہا تھا۔

"زبردست یار۔۔۔۔بہت اچھے سے رکھا ہے تو نے اسے۔"زین نے دانی کا کندھا تھپکتے کہا۔

"واقعی۔۔۔۔بہت شکریہ یار۔"دانی نے خوشی سے اپنی داد وصول کی۔

"اب کیسے خیال رکھنا اسکا۔"دانی نے جیسے اپنی بے چینی ختم کرنی چاہی۔

"مطلب کیا کرنا۔۔۔آرام سے اس کی آرامگاہ پہنچا آؤ۔"سرد لہجے میں کہتا وہاں سے نکل پڑا جبکہ پیچھے دانی کھڑا مسکرا رہا تھا۔

ان سب میں مارے کا سب سے زیادہ خطرناک طریقہ دانی کا تھا اور یہ اس کو پسند بھی بہت تھا دشمن کی ہڈی پسلی ایک کرنا۔

"پہنچا آئے۔"زین نے کچھ دیر بعد دانی کو باہر آتے دیکھ کے کہا جس کے ہاتھ خون سے بھرے تھے۔

"بہت ہی پیار سے۔"دانی نے شریر مسکراہٹ سے کہا تو زین سر ہلا گیا۔

دو دن بعد شیری اور نوال کی بارات تھی ساتھ ہی زین اور میرال کا ولیمہ،آج جمعہ تھا تو کمال صاحب اور جمال صاحب نے شیری اور نوال کے نکاح کا فیصلہ کیا تھا کہ مبارک

دن پہ مبارک کام سرانجام دے دیں۔شیری تو مانوں ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔

اب بھی وہ بلیک شلوار سوٹ میں تیار کھڑا مسلسل اپنے ڈمپل کا دیدار کروا رہا تھا،جب میرال اس کے کمرے میں آئی جس نے گولڈن فل بلاؤز،لائٹ پرپل کلر کی ساڑھی کیری کی تھی جو زین نے ہی اس کے لیے لی تھی،ساتھ اس کے لائٹ پرپل کلر کا حجاب کیا تھا جس میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

شیری کے پاس اس کے تینوں جگر کھڑے اسے تیار کر رہے تھے،میرال مسکرا کے ان تینوں کا پیار دیکھ رہی تھی جس میں وہ شیری کی اچھی خاصی درگت بنا رہے تھے۔

"اوئے گدھے یہ ایسے نہیں لیتے،ادھر دے۔"

وقاص نے اس کے سر پہ ایک لگا کے کہا اور اس کے کندھے سے شال پکڑی جس کو وہ سیٹ کرنے میں ہلکان ہو رہا تھا۔

"اور یہ کیا چوہے مارنے کی دوا والا پرفیوم لگایا ہے تم نے،اپنی براؤنی کو بے ہوش کرنا ہے کیا۔"

دانی نے اس کے کالر کے قریب منہ کر کے سونگھا،سمیل تو بہت اچھی تھی لیکن اس کو

آج تنگ کرنا اپنا فرض سمجھ رہے تھے۔

"فکر نہ کر تیری والی پر فیوم نہیں، جس کو سونگھتے میری براؤنی تیری بیوی کی طرح ہو سپیٹل پہنچ جائیں۔"اس نے بھی اپنے بال سیٹ کرتے حساب بے باک کیا تو دانی کڑھ کے رہ گیا۔

"ابھے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ "

دانی نے دانت پیستے کہا تو وقاص اور زین ہنس دیئے۔

کچھ دن پہلے امل کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی تھی کسی چیز کی سمیل سے جس سے اس کو فوری طور پہ ہو سپیٹل لے جانا پڑا اور شیری نے اس واقعے کو اسی پہ الٹا دیا۔

"یہ کیا کر رہا ہے بالوں کے ساتھ، چھوڑ انہیں۔"زین نے اسکے ہاتھ نیچے کرتے خود اس کے بال بنائے جس سے شیری نے برا منہ بنایا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم تینوں، اپنے پہ ٹرائی مارو یہ بکواس سی تیاری کہ تمہاری بیگمات ڈریں تم سے۔۔۔۔دفع ہو یہاں سے تینوں۔"

شیری نے ان کو اپنے سے دور کرتے کہا جو اس کو کارٹون بنانے میں مصروف تھے ان

کو پیچھے کر کے خود ی اپنے بال بنانے لگا۔

"میرال یہ زرا سیٹ کر دیں۔"

شیر ی نے مصروف سا میرال کو اپنی جانب متوجہ کیا جو ان کی حرکات کو ملاحظہ کر رہی تھی۔

اب وہ تینوں سائیڈ پہ کھڑے مسکرا کے شیر ی کو دیکھ رہے تھے۔

"بہت پیارے لگ رہے ہو شیر ی اللہ نظر بد سے بچائے، آمین۔" میرال نے اس کے کندھے پہ شال سیٹ کرتے پیار سے کہا تو باقیوں نے بھی آمین کہا۔

"یہ اپنے ایس پی کو کہیں کہ اپنی یہ گندی نظریں دور رکھے مجھ سے۔" شیر ی نے زین کی طرف دیکھتے کہا جو اسے ہی پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اس کی نظروں میں مان تھا، پیار تھا، بھروسہ تھا اور سب سے بڑھ کے اپنائیت تھی جسے دیکھ شیر ی مسکرا اٹھا۔

"آجاؤ، کمینوں۔" شیر ی نے مکمل تیاری کے ساتھ ان کو اپنے پاس بلایا تو تینوں مسکراتے اس کے گلے لگے۔

"اللہ تعالیٰ بہت خوش رکھے تجھے اور تیرے بیس تیس بچے ہوں جن کی شادی تو ہمارے بچوں سے کرے۔" دانی نے اس کی گال چومتے کہا تو باقیوں نے بھی آمین کہا جبکہ میرال ان کے آمین کہنے پہ ہی گڑبڑا گئی۔

"افف۔۔۔۔شرم کرو کس طرح کے ہو تم چارو۔" میرال نے شیشے کے سامنے سے چیزیں سمیٹتے کہا تو شیری کی زبان نے کھجلی کی۔

"ارے زین تو نے بتایا نہیں کہ شرم بھی ہم سے شرما جاتی۔" شیری نے افسوس سے زین کو کہا تو میرال کو یہاں سے جانے میں ہی عافیت لگی۔

"آج زرا تفصیل سے بتادوں گا۔" جاتے جاتے میرال کے کان میں زین کے الفاظ پڑے تو وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی۔

****

تیار ہو کہ سب فیصل مسجد کے لیے نکلے کہ وہاں جمعہ کہ نماز ادا کر کے نکاح کی رسم وہی کی جائے۔

نوال نے ابھی سمپل سی وائٹ فراک پہنی تھی نکاح کی مناسبت سے، نوال کے دانت

بھی اندر جانے کو تیار نہیں تھے شیری کی طرح۔

نماز ادا کر کے نکاح کی رسم کی باری آئی، پھولوں کی لڑیوں سے خوبصورت پردے بنائے گئے تھے، جس کی ایک سائیڈ پہ لڑکیاں اور دوسری سائیڈ پہ لڑکے تھے۔

ان کے ساتھ بڑے بیٹھے تھے صوفوں پہ، عین کوزین نے اٹھا رکھا تھا جبکہ حدید بھی اپنے باپ کے پاس تھا۔

"یار اور کتنی دیر ہے، یہ نا ہو کہ یہ مولوی میرا غلط نکاح پڑھوا دے کہ مجھے کہنا پڑے کہ "نہیں قبول"۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری نے دانی کے کان میں گھس کے کہا تو جو قاضی صاحب پاس بیٹھے تھے شیری کے انہوں نے اس کے بس آخری الفاظ سنیں اور بول اٹھے۔

"آپ کے تو بیٹے کو ہی یہ نکاح قبول نہیں تو لڑکی سے کیا پوچھوں میں۔ "

انہوں نے کڑے تیوروں سے جمال صاحب کو دیکھتے پوچھا تو سب حیران ہو گئے۔

"کون سے بیٹے کو قبول نہیں، بتائیں زرا اس کی تو میں۔۔۔۔۔۔ "

شیری نے صدمے سے اپنے جگروں کو دیکھا جو خود حیران کھڑے تھے کہ کس کو قبول

نہیں۔

اس سے پہلے کہ وہ باتوں سے خود کا ہی قیمہ نکالتا قاضی صاحب بول پڑے۔

"بیٹا جی آپ کو ہی قبول نہیں یہ نکاح تو میں یہ نکاح کیسے پڑھوا سکتا ہوں۔ "

قاضی صاحب نے شیری کو سرد لہجے میں کہا تو وہ شاکی نظروں سے قاضی صاحب کو دیکھنے لگا۔

"لو جی بس بات ختم۔۔۔۔میری بیگم کہاں ہیں گھر چلیں۔"دانی فوراً اٹھتے بولا تو شیری نے ایک رکھ کے دی اس کی کمر میں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو بیٹھ واپس ورنہ تیری بیگم اگلے دو ہفتے اپنے میکے گزارے گی ایسی بات بگاڑوں گا میں۔"شیری بھی دھمکی دینے سے باز نہ آیا تو دانی کو ناچار بیٹھنا پڑا۔

"اوہ قاضی صاحب یہ ہمارا وہ بچہ ہے جس کو سب سے پہلے شادی کرنی تھی لیکن اس کی شادی ہو سب سے آخر پہ رہی ہے آپ کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی، نکاح شروع کریں ہمارے دونوں بچے راضی ہیں۔"

کمال صاحب نے ہنستے وضاحت دی تو قاضی صاحب سر ہلا کے نکاح پڑھانے لگے۔

نکاح ہو گیا تو سب مبارک باد دینے لگے، شیری نے زین سے گلے ملتے ایک سرگوشی کی

"چیک کری کہ نکاح ٹھیک ہی پڑھایا ہے نا۔" جس پہ زین قہقہہ لگب اٹھا۔

"کوئی حال نہیں شیری، اب تمہاری براؤنی افیشیلی تمہاری ہو گئی ہے۔ "

زین نے اس کی کمر پہ تھپکی دیتے کہا تو وہ دلکشی سے مسکرا اٹھا۔

"وہ تو شروع سے ہی میری تھی۔ "

"ماموں کو مبارک دو عین۔۔۔۔۔" میرال نے زین کی گود سے عین کو لیتے کہا تو شیری تڑپ اٹھا۔

"خدا کو مانیں یار میرال۔" شیری نے افسوس کرتے کہا تو میرال نے سوالیہ نظروں سے زین کو دیکھا کہ کیا ہوا ہے جس پہ وہ کندھے اچکا گیا۔

"میں نے کیا کیا۔ "

"عین کا ماموں ہی بنا دیا وہ بھی میرے نکاح والے دن، کچھ تو خیال کریں۔۔۔۔۔ چاچو ہوں میں اسکا زین بھائی ہے میرا آپ تو بہن نہ بنے میری۔" شیری نے سمجھانے

والے انداز میں کہا تو میرال نے اسے خفگی سے گھورا۔

"بدتمیز اپنے نکاح پہ بھی باز نہیں آیا۔ "

اس کے کندھے پہ چپت رسید کرتے نوال کی جانب گئی جو پہلے تو دانت نکال رہی تھی لیکن اب رونے کی مکمل تیاری میں تھی۔۔۔۔۔۔

شیری بغیر شرم لحاظ کئے دوسری جانب نکل آیا جہاں نوال مرحا کے ساتھ لگی رو رہی تھی۔اس کو روتا دیکھ شیری سرعت سے اس کے پاس پہنچا جبکہ باقی سب اس کی جلد بازی کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ ک شوہر نے آپ کو یاد کیا،اور یہ اب میری ہے اس کو میں چپ کروالیتا ہوں "۔۔۔۔۔

شیری نے سنجیدگی سے بات کہی تو نوال اور مرحا اس کو ایسے تکنے لگے جیسے کوئی اور ہی مخلوق ہو۔

مرحا مسکرا کے جانے لگی جب نوال نے پیچھے مرحا کو پکارہ تو وہ رک گئی۔

"بیگم ان کو جانے دو تا کہ ان کا شوہر بھی ان کے ساتھ زرا پیار محبت کرلے جس طرح

ہم کرنے لگے ہیں۔"شیری نے بے باکی سے کہااور نوال کے ماتھے پہ ہونٹ رکھے جس سے وہ نظریں جھکا گئی مرحاتو بوکھلا ہی گئی۔۔۔۔۔

"نکاح مبارک ہو براؤنی۔۔۔۔۔"شیری نے نوال کو سینے سے لگاتے اس کے گرد حصار قائم کرتے کہاتو نوال کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں۔

"شیری سب دیکھ رہے ہیں۔"جب شیری کافی دیر بعد بھی پیچھے نہ ہٹاتو نوال کو کہناپڑا

۔

"دیکھنے دو۔۔۔۔۔۔مجھے بس تمہیں محسوس کرنا ہے کہ تم میری ہو گئی ہو۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے سر پہ ہونٹ رکھتے نوال کو خود میں سما گیا کہ اس کی دھڑکنوں مین ایک تلاتم بھرپاہو گیا۔

"بس کرندیدے ابھی تیری بارات باقی ہے پھر کری ایسی حرکتیں۔"دانی نے پاس آتے شوشا چھوڑاتو نوال شرمندہ سی پیچھے ہٹی۔

"میں اس کو لے کے نکلنے لگا ہوں تم لوگ بعد میں آجانا۔"شیری نے ڈھیٹائی سے جواب دیااور نوال کا ہاتھ پکڑ کے وہاں سے چلنے لگا۔

"ارے۔۔۔اوئے زین یہ دیکھ۔۔۔"

دانی نے ہنستے زین کو آواز دی جو میرال کے ساتھ بیٹھا عین سے باتیں کر رہا تھا اس کے بلانے پہ سب شیری کی جانب متوجہ ہوئے جو نوال کو لے کہ بھاگنے کی کرنے لگا تھا۔

"میرا بچہ کچھ زیادہ ہی بے صبرا ہے۔۔۔بارات کا بھی انتظار نہیں۔ "

سارا بیگم نے ان کے پاس پہنچتے نوال کا ماتھا چومتے کہا۔۔۔وہ جو شیری کی اس جلد بازی پہ ہی حیران تھی ان کی بات پہ اور نروس ہو گئی۔

"میری جان صبر کر لو تھوڑا سا پھر تمہارے پاس ہی رہے گی۔"انہوں نے شرارت سے کہا تو شیری مسکرا دیا۔

"میری ڈارلنگ بات یہ ہے کہ میں زرا اپنی بیگم سے تفصیلی ملاقات چاہتا ہوں جو مجھے یہاں ملنے والی نہیں،اسی لیے میں یہاں سے اس کو بھگا کے لے جا رہا تھا کہ بات تو کر سکوں۔ "

شیری نے سارا بیگم کے کندھے کے گرد بازو حمائل کرتے نوال کو نظروں میں رکھتے کہا تو سارا بیگم مسکرا دیں۔۔۔

"مل جائے گا موقع بھی۔۔۔۔ چلو ابھی اور خبر دار اگر میری بیٹی کو اس طرح سب کے سامنے تنگ کیا تو۔ "

انہوں نے شیری کو آنکھیں دکھاتے کہا تو وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

پھر نوال کو وہ خود سب کے درمیان لے گئی۔۔۔ تھوڑی دیر میں انہوں نے گھر کے لیے نکلنا تھا اور شام میں مہندی کا فنکشن بھی تھا اس کی بھی تیاریاں کرنی تھیں۔

اب شیری کو سب لڑکوں نے آڑے ہاتھوں لیا تھا لیکن وہ بھی سدا کا ڈھیٹ الٹا انہیں کی درگت بنائی جا رہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وقاص تو تو مجھے یہ بات نہ کر کہ میں بیوی کے بغیر نہیں رہ سکتا، ابھی جب وہ تجھ سے آ کے کہیں گے ناں کہ میں امی گھر جا رہی ہوں شادی تک تب تیری شکل دیکھنے والی ہونی۔"

شیری نے وقاص کی کلاس لیتے کہا تو سب ہنس دیئے سوائے وقاص کے جو اب اسے گھور رہا تھا۔

اور ٹھیک ایسے ہی ہوا جب مرحا ان کے پاس آئی اور وقاص کو کہا کہ وہ یہاں سے

سیدھی امی گھر جائے گی، پھپھو سے اس نے پوچھ لیا۔

"کیوں آپ نے وہاں جا کے کیا کرنا۔" وقاص نے سنجیدہ ہو کے پوچھا۔

"وقاص جب سے حدی ہوا میں ایک بار بھی رہنے نہیں گئی اور امی نے کہا کہ اب میں ایک مہینہ رہ آؤں۔" ایک مہینے والی بات پہ وقاص کا میٹر ہی گھوم گیا۔

"آپ کہیں نہیں جا رہی۔۔۔۔۔۔یہی رہیں اور حدی کیسے رہے گا آپ کے بغیر۔" وقاص نے ایک بونگا سا لاجک پیش کیا۔

"کیا مطلب کیسے رہے گا وہ میرے ساتھ ہی جائے گا، اتنے چھوٹے بے بی کو میں کیسے چھوڑ سکتی ہوں اکیلا۔" مرحا نے ناراضگی سے کہا۔

"تو آپ کو اس چھوٹے سے بے بی کے بڑے سے پاپا نظر نہیں آ رہے جو آپ کے بغیر سوتے نہیں۔" وقاص نے زرا اونچی آواز میں کہا کہ مرحا کو شرم کے مارے چھپنے کی جگہ تلاشنی پڑی۔

"آپ بہت برے ہیں وقاص، میں جا رہی ہوں اپنے میکے اور میرے بھائی بھی آنے والے ہیں ان سے بھی ملنا۔" مرحا نے اپنی جھینپ مٹانے کو زرا رعب سے کہا تو لڑکوں

کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"میں پہلے ہی کہتا تھا یہ پکا زن مرید نکلے گا۔" شیری نے گویا سب کو یاد دلایا۔

اب وقاص اپنی مرحا کو مناتا رہا لیکن اس کی ناراضگی وہی اٹکی رہی تو وقاص کو ناچار ماننا پڑا

۔

پھر سب بڑوں نے گھر چلنے کو کہا تو سب روانہ ہوئے۔

****

دانی تو آتے ہی سو گیا یہ واحد ایسی عادت تھی دانی کی جس سے امل چڑ جاتی تھی، ابھی بھی وہ اس کو جگا رہی تھی لیکن وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اور فنکشن شروع ہونے والا تھا۔

"دانیال حیدر خان اٹھ جائیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" امل اس کے کان کے پاس چیخی۔

اٹھنے کے بجائے دانی نے آرام سے بیٹھی امل کو اپنے ساتھ ہی لٹا لیا۔

"اب بتائیں آپ کتنی بری ہیں۔" دانی کروٹ لے کہ اس کی طرف جھک کے گویا ہوا

۔

"کتنا سوتے ہیں آپ کچھ خیال ہے کہ ہم نے کہیں جانا بھی ہے۔"امل نے گھورتے کہا تو دانی نے جھک کے اس کی گال پہ لب رکھے۔

"نہیں مجھے بس یہ یاد ہے کہ ابھی آپ میرے پہلو میں ہیں۔"دانی نے کہتے اس کہ گردن سے بال ہٹا کہ وہاں لب رکھے۔

"یہ کیا کر رہے ہیں، ہم آگے ہی آپ کی وجہ سے لیٹ ہیں۔۔۔۔"امل نے اس کو کندھوں سے پکڑ کے پیچھے کرنا چاہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دانی۔۔۔۔۔۔کچھ خیال کریں آپ کے پھیپھڑے گردے نے چھوڑنا نہیں پھر آپ کو۔"امل جیسے منت کرنے پہ اتر آئی تو دانی نے اس کی آنکھوں پہ لب رکھے۔

"اتنا نا چلا کریں تھک جاتی ہو نگی،اور رات کو کیوں رو رہی تھیں آپ۔"دانی مے پیار سے اس کی گال سہلاتے کہا،اس کے رونے والی بات پہ امل نے اس کی طرف دیکھا۔

"پتا نہیں کبھی کبھی آجاتا ہے۔"امل ہلکی آواز میں منمنائی۔

"نہیں سچ بتائیں کیوں رو رہیں تھی۔ "

"مجھے بھوک لگی تھی۔"معصومیت سے جواب دیا تو دانی مسکرا اٹھا اس کی معصومیت پہ

۔

"تو مجھے اٹھانا تھا نا۔۔۔ کہیں باہر چلتے اور سیر بھی کر آتے۔"دانی نے صبح جب اس کی آنکھیں دیکھی جو صاف پتا دے رہی تھیں کہ وہ رو رہی تھی رات کو اسی لیے ابھی پوچھ بیٹھا۔

"آپ اٹھتے ہیں پہلے یہ بتائیں۔"امل نے گھورتے کہا تو دانی نے سر کھجایا۔

"یار یہ پتا نہیں کہاں سے مجھے عادت ہے اتنا سونے کی۔۔۔او کے آئندہ دھیان رکھوں گا اور جب نہ اٹھوں تو ایک عدد پانی کا جگ پھینک دینا مجھ پہ۔"

شرمندگی سے کہتا آخر میں آئیڈیا بھی دے گیا اٹھانے جس پہ امل تو ضرور عمل کرنے والی تھی۔

"شکریہ مجھے آئیڈیا دینے کے لیے کہ آپ کیسے اٹھے گیں،اب آپ اٹھ رہے ہیں یا میں لاؤں پانی۔ "

امل نے دھمکی دیتے کہا تو دانی ہنس پڑا۔

"نہیں ابھی تو میں اٹھ گیا ہوں۔" دانی نے آنکھ دباتے امل کے گرد حصار قائم کیا۔

"دانی۔۔۔ باز آجائیں اور اٹھیں۔" امل نے آنکھیں دکھاتے کہا لیکن وہ کہاں باز آنے والا تھا۔

"مجھے میرے بے بی کو پیار کرنے دیں ابھی۔" اس کے کہنے پہ امل شرم سے سرخ پڑ گئی۔

****

شام کے وقت سب تیاریاں مکمل تھیں، صرف نوال کو چینج کرایا گیا تھا باقیوں نے نکاح والے ڈریسز ہی پہنے تھے۔

نوال نے خوبصورت لہنگا پہنا تھا جو گولڈن، اورینج اور گرین کلر کے کمبینیشن میں تھا۔

آج اس نے بھی اپنے بال کھولے تھے ورنہ وہ بھی میرال کی طرح ہی حجاب میں رہتی تھی فنکشنز میں۔

بالوں کی خوبصورت سی فرینچ ناٹ بنائی گئی تھی، آنکھوں کے کلر کے ساتھ بال بھی

براؤن ہی تھے کمر کو چھوتے سیدھے آبشار کی طرح۔

مکمل تیار ہو کہ خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھا اور ماشاءاللہ کہا۔

"میں کتنی پیاری لگ رہی ہوں نا۔" دانت نکال کے کہتی وہ عین کو چوم گئی جس کو میرال چینج کروا رہی تھی۔

"یہ کیا کیا ہے بد تمیز، ابھی میں نے صاف کیا تھا۔" میرال نے عین کی گال پہ لپسٹک کا نشان دیکھتے کہا، پہلے بھی نوال نے ایسا کیا تھا اور اب تو ریڈ لپسٹک تھی۔

"کیا یار میرو۔۔۔۔اب میں شیری کو کرنے سے رہی اس وقت اسی لیے عین کو کر دیا کہ میری جانو کتنی پیاری لگ رہی۔" نوال نے بے شرمی سے کہا تو میرال نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"استغفراللہ ابھی سے شیری والی حرکتیں۔" میرال نے افسوس کے کہہ کے پھر عین کا چہرہ صاف کیا۔

"لو اب شوہر کی عادتیں تو اپنانی پڑتی ہیں نا۔" نوال نے ہنستے فرمانبرداری کے ریکارڈ توڑے۔

"تیرا اللہ ہی حافظ ہے نوال۔" اندر آتی مرحا نے کہا۔

"آگئی آپ شوہر کے پہلو سے۔۔۔۔ وقاص بھائی بھی ناہر وقت چاہتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ ہی چپکی رہیں۔"

نوال نے جیسے مرحا کو اس کے شوہر کی برائی گنوائی۔

"اللہ۔۔۔۔ یہ کیسی باتیں کر رہی ہے میرو، نکاح کا ہی ایسا اثر ہے تو سوچ بارات کے بعد تو یہ پی ایچ دی کر آئے گی۔" مرحا نے حدید کو بیڈ پہ لٹاتے کہا جو سو رہا تھا۔

"میرے شوہر بہت رومینٹک ہیں۔" نوال نے شرمانے کی ایکٹنگ کرتے کہا تو مرحا اور میرال ہنس دی۔

"اور تو بے شرم۔" میرال نے جملہ پورا کیا جس پہ سر خم کر کے قبول کر گئی۔

پھر سب مل کے نیچے گئے جہاں فنکشن رکھا گیا تھا، آج میرال لوگوں کے گھر تھا پھر ایک دن بعد آرام کر کے اگلے دن بارات۔۔۔۔ (اس کے ساتھ زین کا ولیمہ بقول شیری۔)

****

نیچے ہر کوئی تیار سا گھوم رہا تھا، سب خوشیوں سے بھرپور قہقہے لگا رہے تھے۔ شیری بھی اپنی تمام تر وجاہت لیے ڈمپل کی نمائش کرتا وہاں کی لڑکیوں کے دلوں کے تار چھیڑ رہا تھا، نوال نے بظاہر تو گھونگھٹ کیا تھا لیکن اندر سے وہ جل بھن رہی تھی اس گھونگھٹ سے۔

"بھلا اپنی شادی کون نہیں دیکھتا۔" نوال نے ساتھ چلتی مرحا کو کہا۔

"دو لہنیں۔" ایک لفظی جواب۔

نوال کو جب تیار کردہ سٹیج پہ لایا گیا تو شیری مسکراتا کھڑا ہوا اور نوال کے آگے ہاتھ کیا جسے اس نے مسکراتے تھام لیا۔

شیری نے اسے لا کے اپنے پہلو میں بٹھایا تو نوال زرا سا دور کھسکی لیکن شیری اس کے ساتھ ہو کہ بیٹھا اور اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے۔

"براؤنی بیگم۔۔۔۔۔ اتنا دور کیوں؟" شیری نے جھک کے سرگوشی کی۔

"سب دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ کیا سوچیں گے۔" نوال نے بھی سرگوشی کر کے نا محسوس انداز میں شیری کا ہاتھ ہٹانا چاہا لیکن بے سود۔

"اب تو بیوی ہو، یہی سوچیں گے۔"اس کے ڈوپٹے سے کور سر پہ لب رکھتے شیری نے کہا تو سب نے ہوٹنگ کی شیری کی اس حرکت پہ۔

پھر ہلکے سے میوزک میں سب نے رسم کی، شیری نے بازو تو ہٹا لیا لیکن نوال کا ہاتھ پکڑ کے رکھا۔

جب اچانک شور اٹھا کہ زین اور میرال کپل ڈانس کریں، میرال نے تو فرصت سے انکار کر دیا کہ اس کو ایسا کوئی کام نہ کہا جائے جبکہ زین صاحب تیار تھے جیسے پہلے سے ہی۔

میرال جب نا اٹھی تو زین خود اس کے پاس آیا اور اس کے آگے ہاتھ کیا جس کو ناچار میرال کو تھامنا پڑا سب کے سامنے۔

"زین یہ جو بلا تم نے مجھے پہنائی ہے نا اس میں کونسا ڈانس ہوتا ہے۔ "

میرال دانت پیستی بولی تو زین نے مسکرا کے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا ایک ہاتھ اسکا اپنے سینے پہ اور مدھم سی دھن پہ اس کے ساتھ سٹیپ لینے لگا۔

"یہ ڈانس کریں گے ہم۔"اس کو گھماتے زین نے اپنے ساتھ لگایا کہ میرال مسکرا دی

۔

"بہت اچھے لگ رہے ہو آج۔"میرال نے مسکراتے اس کے کان میں سرگوشی کی تو زین بھی مسکرا اٹھا۔

"اور مجھے پتا کیا اچھا لگ رہا میرال جان۔ "

اس کو اپنے بازو پہ گراتے زین نے ہونٹ کے نیچے تل کو دیکھتے کہا تو میرال اس سے پہلے کچھ بولتی وہ اس تل پہ لب رکھ چکا تھا۔

سب نے اچانک ہوٹنگ شروع کر دی تو میرال کا دل کیا یہاں سے بھاگ جائے یا زین کو ہی غائب کر دے جس نے سب کے سامنے یہ حرکت کر کے اسے شرمندہ کر دیا تھا

۔

جب زین نے چھوڑا تو میرال وہاں سے کھسکی کچھ بولنے کی ہمت ہی نہیں تھی اس میں، سب بڑوں کے سامنے یہ حرکت اس کو شرم سے پانی پانی کر گیا۔

جبکہ سٹیج پہ بیٹھی نوال خوشی سے جھوم اٹھی۔

"ہائے کتنے رومانٹک لگ رہے تھے دونوں۔"

نوال خوشی سے چہکی تو شیری نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"تو پھر کیا خیال ہے میں بھی نا ایسی گستاخی کر جاؤں سب کے سامنے۔ "

اس کی بات پہ نوال کا دل زور سے دھڑکا تو بے ساختہ ہی نفی میں سر ہلا دیا کہ شیری قہقہہ لگا اٹھا۔

فنکشن زور و شور سے جاری تھا، سب بہت ہلہ گلہ کر رہے تھے جب نوال نے کہا کہ وہ تھک گئی ہے تو مرحا اس کو روم میں چھوڑ آئی۔

تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی جب شیری بھی محفل سے غائب تھا۔

"اوئے یہ کہاں گیا۔۔۔؟" دانی نے وقاص سے پوچھا۔

"کہہ رہا تھا کہ کچھ دوست آئے ہیں ان کو ویلکم کر آؤں۔" وقاص نے لاپرواہی سے کہا تو دانی بھی ریلیکس ہو گیا۔

****

نوال روم میں آ کے سیلفیاں لینے میں بزی تھی جب اس کو کمرے کا دروازا لاک کرنے کی آواز آئی، مڑ کے دیکھا تو شیری تھا۔

نوال اس نے یہاں آنے پہ گھبرا گئی، پہلے تو وہ بس منگیتر تھا لیکن اب تو وہ اس کا شوہر تھا جو اس پہ حق رکھتا تھا۔

رشتہ بدلا تو احساس بھی بدل گئے اور فطری شرم وحیا نے نوال کو آن گھیرا۔

"آپ یہاں خیریت۔" نوال کو خود بھی پتا نہ چلا کہ وہ "آپ" کہہ گئی تھی جبکہ شیری اس کی گھبراہٹ سے محفوظ ہو رہا تھا۔

"اپنی بیگم سے ملنے آیا تھا۔ "

شیری نے کہتے اپنی اوڑھی شال اتار کے سائیڈ پہ رکھی اور نوال کی طرف قدم بڑھائے کہ نوال کا دل حلق کو آیا۔

نوال نے اپنا گھونگھٹ اتار دیا تھا، شیری نے بھی آج ہی اس کے بال دیکھے تھے۔

"تم سچ میں میری براؤنی ہو۔۔۔۔ میٹھی سی۔" شیری نے اس کے بالوں کی لٹ کی نرمی سے کان کے پیچھے کرتے کہا۔

نرمی سے اسکے چوڑیوں سے سجے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور ان پہ لب رکھے کہ وہ مسکرا دی۔

"میں جب جب تمہیں سوچتا ہوں تو لگتا ہے کہ ایک خوبصورت ہوا کا جھونکا مجھے چھو کے گزرا جس میں تمہاری بسی خوشبو مجھے مہکا دیتی ہے۔ "

وہ ایک جزب سے کہتا نوال کے دل کے تار چھیڑ گیا تھا۔

"تمہیں سوچنا زندگی کا ایک خوبصورت ترین امر لگتا ہے مجھے۔"اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں سے وہ نرمی سے اس کی گال سہلا رہا تھا اور وہ اس کا لمس محسوس کرتی آنکھیں موندے کھڑی تھی۔

"تمہیں سوچ کے ہی زندگی حسین لگتی ہے اور اب تمہیں پا کے ایسا لگ رہا جیسے دنیا کی ساری خوشیاں پالی ہوں، جیسے ایک نئی زندگی جینے کو مل گئی ہو۔ "

نوال کی پلکوں پہ ہلکی سی پھونک مارتے کہا تو وہ شرم سے سرخ پڑ گئی۔

"اس طرح شرماؤ مت، ورنہ کچھ کر گزروں گا۔"شیری نے بے شرمی کے ریکارڈ توڑتے نوال کو اپنے قریب کیا کہ اس کی دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑ لی۔

"شیری کوئی آجائے گا۔"

نوال نے ہلکی سے مزاحمت کی تو شیری نے اس کی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔

"تو۔۔۔"اس کی اٹھتی گرتی پلکوں کو دیکھتے کہا جو اسے بے خود کر رہی تھیں۔

"سب کیا سوچیں گے۔"نوال ہلکا سا منمنائی۔

"تم ٹینشن نا لو پورے انتظام کے ساتھ آیا ہوں۔"شیری نے پورے حق سے اس کے ماتھے پہ کب رکھتے کہا تو نوال نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے۔

"بھاگ چلیں۔۔۔"شیری نے شرارت سے کہا تو نوال نے اس کی طرف دیکھا۔

"کہاں۔۔۔؟"نا سمجھی سے سوال کیا۔

"جہاں میں اور تم ہوں،اور تنہائی اپنی داستان لکھے ہمارے ملن کی۔"اس کی پلکوں کو اپنے ہاتھ کے پوروں سے چھوتے کہا۔

"پھر سالوں بعد واپس آئیں اپنے ڈھیروں بچوں کے ساتھ جو تمہیں براؤنی ماما کہہ کے پکاریں۔"اب کی بار اس نے شرارت سے سرگوشی کی تو نوال نے اس کے سینے میں منہ چھپایا۔

"تمہیں پاگلوں کی حد تک چاہتا ہوں، جس دن نا دیکھوں ایسا لگتا ہے کہ دن میرا ل شروع ہی نہیں ہوا،میری آنکھوں میں جھانک کے دیکھو تو اس میں صرف تم ہی تم نظر

آؤ گی، میری دیوانگی، میرا جنون ہو تم۔۔۔۔۔اللہ کا لاکھ شکر کہ تمہیں میری زندگی میں شامل کر دیا اس نے۔ "

اس کو سینے سے لگائے وہ سرگوشیوں میں کہہ رہا تھا اور نوال اپنے شریکِ حیات کا خود کے کیے اظہارِ محبت سن رہی تھی۔

"میں بھی بہت چاہتی ہوں آپ کو۔"اس کے سینے پہ لب رکھتی اپنی محبت کا اقرار کر گئی تو شیری نے حصار مضبوط کر دیا۔

فنکشن ختم ہونے کے بعد گھر آتے ہی جب میرال روم میں گئی تو سب سے پہلے چینج کرنا چاہا کہ ساڑھی میں اسے الجھن ہو رہی تھی، اس سے پہلے کہ وہ اپنے سوچے پہ عمل کسی نے اسے اپنی طرف کھینچا اور سینے سے لگایا۔

میرال اس سب کے لیے تیار نہ تھی تو اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی۔

"زین۔۔۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے، چھوڑو مجھے۔"میرال نے اپنا آپ چھڑاتے کہا تو زین نے اس کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو اس کی کمر پہ پیچھے باندھا۔

"بھڑک کیوں رہی ہو میرال جان۔"زین نے ایک ہاتھ سے اس کی حجاب پن

کھولتے کہا۔

"تمہیں زرا شرم نہیں ہے تم نے سب کے سامنے آج مجھے شرمندہ کرادیا، پتا نہیں کیا سوچ رہے ہونگے سب۔"میرال نے اب مزاحمت چھوڑ دی تو ہلکی آواز میں کہا۔

"کیا سوچ رہے ہونگے ہی نا کہ کتنا پیار کرنے والا شوہر ملا ہے میرال کو۔"

زین نے اس کا حجاب بیڈ پہ پھینکتے اس کے گال پہ بوسا دیتے کہا، اس کی بات پہ میرال نے خفگی سے گھورا۔

"اچھا چھوڑو مجھے چینج کرنا ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال نے اپنے ہاتھ چھڑانے چاہے جو ابھی بھی کمر کے پیچھے زین کے ہاتھ کی گرفت میں تھے۔

"خیریت چینج کیوں کرنا ہے۔۔۔۔"زین نے حیران ہوتے پوچھا۔

"کیا مطلب کیوں کرنا۔۔۔۔ہٹو پیچھے۔"ماتھے پہ بل سجاتے کہا۔

"میری جان مجھے دیکھنے تو دو تمہیں کہ میرے لائے ہوئے ڈریس میں کتنی قیامت لگ رہی ہو۔ "

آنکھ دبا کے کہتا اس کی آنکھوں پہ لب رکھ گیا کہ میرال اپنی سانسیں روک گئی۔

"عین۔۔۔عین رو رہی ہو گی مجھے اس کو بھی لینے جانا۔"میرال بے بس ہو کہ منمنائی

۔

"اس کو آج اپنی دادو کے پاس رہنے دو۔۔۔"زین نے اس کی گال سہلاتے کہا۔

"کیوں۔۔۔"زین کے اتنا قریب ہونا اس کو نروس کر رہا تھا، جس طرح زین اس کو سب کے سامنے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا میرال شرم سے سرخ پڑ جاتی تھی لیکن وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آج اپنا سارا وقت مجھے دو اور اس دل کی سرگوشیاں سنو جو تمہیں ہر وقت اپنے قریب دیکھنا چاہتا ہے، ان دھڑکنوں کو سنو جو تمہیں محسوس کرنا چاہتی ہیں۔ "

میرال کا ہاتھ اپنے سینے پہ رکھتے اس کی کمر کو اپنی گرفت میں لیا کہ میرال کا دل پسلیاں توڑ کے باہر آنے کو ہوا، اس کی دھڑکنوں کو آسانی سے سن سکتی تھی جو اس کو اپنے ہونے کا پیغام دے رہی تھیں۔

"زین۔۔۔۔زین وہ مجھ۔۔۔۔مجھے ماما بلا رہی ہیں۔ "

وہ نروس سی ہوتی یہاں سے بھاگنے کے پر تولنے لگی، جہاں زین نے اس کی بات پہ قہقہہ لگایا وہی میرال جھینپ سی گئی اور اسی بازو سے لگی روہانسی ہوئی۔

"بہت برے ہو تم۔۔۔ "

"جانتا ہوں۔۔۔۔ ویسے آج تم بہت ہی کوئی توپ چیز لگ رہی تھی قسم سے جب جب دیکھا تب تب پیار ہوا۔"

زین نے شرارت سے کہا تو میرال نے اس کے سینے پہ مکہ مارا۔

"باز آجاؤ۔۔۔۔ میں اس میں آج موٹی لگ رہی تھی" اس کے سینے سے لگی آنکھیں دکھاتے کہا۔

"تم ہر طرح سے مجھے اچھی لگتی ہو، موٹی تو کہیں سے نہیں تھی لگ رہی، دکھاؤ زرا ۔ "

پہلا جملہ پیار سے کہہ کے بعد میں میرال کو سامنے کرتے گہری نظروں سے دیکھتے شرارت سے کہا تو میرال بلش کر گئی۔

"ایک نمبر کے تم ٹھڑکی پولیس والے ہو۔ "

میرال موقع دیکھ کے بھاگنے کے لیے مڑی کہ زین نے سرعت سے اس کو پشت سے تھام کے اپنے سینے سے لگایا کہ وہ اپنا دل تھام گئی۔

"جو اپنی اس ہرنی پہ مرتا ہے۔" اس کی کان کی لو کو چومتے میٹھی سرگوشیاں کرنے لگا کہ وہ اس میں سمٹ سی گئی۔

میرال کے نام کا مطلب چونکہ "ہرنی" تھا تو اکثر اسے شرارت سے اس نام سے پکارتا تھا۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح سب نے اپنی تھکن اتاری کیونکہ شام کو سعد آنے والا تھا تو اسے بھی لینے جانا تھا، مرحا تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی کہ شادی کہ بعد پہلی بار بھائی آرہا تھا۔

وقاص نے اجازت تو دے دی تھی لیکن مرحا کو کیا پتا تھا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی رکے گا۔

ابھی بھی وہ صبح سے انتظامات دیکھ رہا تھا جبکہ باقی سب گدھے گوڑھے بیچ کے سوئے اب جا کہ اٹھے تھے۔

اور اب وقاص کا ارادہ تھا اپنی تھکن اتارنے کا اسی لیے کمرے میں گیا جہاں مرحا حدید کو اپنے ساتھ لٹائے سلانے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"اس کو چھوڑیں اور مجھے سلائیں۔" وقاص نے اپنے نمونے کو زرا دور کرتے مرحا کو پاس کیا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔۔۔اس کو نیند آ رہی ہے۔" مرحا نے مڑتے اپنے جان کے ٹکرے کو دیکھتے کہا جو اب ہاتھ پیر مار رہا تھا اپنی ماں کے پاس جانے کے لیے۔

"مجھے بھی آ رہی ہے۔" وقاص نے اپنے نمونے کو مکمل نظر انداز کرتے مرحا کو پہلو میں لٹاتے کہا۔

"وقاص۔۔۔۔۔" مرحا نے صدمے سے اپنے شوہر کو دیکھا جو بیٹے کی نیند کی پرواہ کیے بغیر اپنی چلا رہا تھا۔

"کیسے پاپا ہیں آپ۔۔۔۔۔ "

"جیسا بیٹا!!" ابھی وہ اپنا جملہ پورا کرتی کہ وقاص نے اپنی بات کہی۔

"کیا مطلب۔۔۔۔" مرحا نے ہونقوں کی طرح وقاص کو دیکھا جواب کروٹ لیے

اس پہ جھک آیا تھا۔

"جب سے آیا ہے تب سے میں دوسرے کمرے میں رہ رہا ہوں، اور اب جب آپ روم میں شفٹ ہو گئی تھیں تو ادھر آ گئیں۔۔۔ادھر بھی آپ کی جان نہیں چھوڑ رہا یہ ۔"

وقاص نے فل مسکین سی شکل بناتے شکوے کیے تو مرحا کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"وہ آپ کا بیٹا ہے وقاص۔" مرحا کی حیرت میں ڈوبی آواز وقاص کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے شکوہ کناں نظروں سے اسے گھورا۔

"تو۔۔۔شیری نے سہی کہا تھا کہ یہ نمونہ ہی نکلے گا۔"

وقاص نے مرحا کو حصار میں لیتے آنکھیں موندے لاپرواہی سے کہا جبکہ اب وہ نمونہ اپنی ماں کو ناپاکہ رونے کی فل تیاری میں تھا۔

"پتا نہیں کیا ہو گیا ہے آپ کو جو اپنے ہی بیٹے کو ایسے کہہ رہے ہیں، چھوڑیں وہ رو رہا ہے۔"۔

مرحا نے اپنا آپ چھڑاتے اپنے لخت جگر کو دیکھا جو رو رو کہ اب اپنا گلا خشک کر رہا تھا۔

"اچھا لائیں اسے ادھر مجھے دیں اور آپ ادھر میرے پاس آئیں۔ "

وقاص نے حدید کو اپنے سینے پہ لٹاتے مرحا کو پاس بلایا۔

"اب یہ سو جائے گا۔" مرحا نے حیران ہوتے پوچھا۔

"بالکل اگر نہ سویا تو آج کی رات یہ باہر ہو گا۔" وقاص نے اپنے نمونے کو گھورتے کہا جواب مزے سے اس کے سینے پہ الٹا لیٹا ٹانگیں ہلا رہا تھا۔

"کتنے ظالم ہیں آپ۔" مرحا نے غصے سے سرخ پڑتی کہا کہ وہ کب کا اس کے بچے کو الٹا سیدھا بول رہا تھا اور اس کا بچہ معصوم کچھ کہہ بھی نہیں رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھیں اب کیسے شریف کا بچہ بنا لیٹ گیا ہے۔" وقاص نے اپنے نمونے کو پیار سے چھوتے کہا تو مرحا نے مسکراہٹ دبائی۔

"مطلب آپ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آپ پہلے شریف نہیں تھے۔ "

اس کے بازو پہ سر رکھتے شرارت سے کہا تو وقاص نے اپنی معصوم بیوی کو دیکھا جو آج کل الگ ہی ادائیں دکھا رہی تھی۔

"جب آپ کو دیکھتا ہوں تو شریف کہاں رہتا ہوں۔" وہ بھی آگے سے شرارت سے

گویا ہوا تو مرحا سٹپٹا گئی اور اس کے کندھے پہ ایک چپت رسید کی۔

"آرام کر لیں تھوڑا سا۔۔۔۔ پھر آپ کے بھائی کو لینے جانا اس کے بعد بھی آپ تھک جائیں گی۔" وقاص نے مرحا کو اٹھتے دیکھا تو ٹوکا۔

"امی نے بلایا تھا کہ حدید کو سلا کے ان کی بات سن لوں اور اب تو آپ پاس ہیں تو ان کی بات سن کے آتی ہوں۔" مسکرا کے کہتی وہاں سے چلی گئی۔

"چلا آ جا میرے شیر۔" وقاص نے سوتے حدید کو اپنے بازو پہ لٹاتے کہا اور اس کے روئی جیسے گال پہ بوسا دیا کہ وہ اس کی شیو کی چبھن سے کسمسایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری بیوی کو اتنا تنگ نہ کیا کر اور اس سے تھوڑا دور بھی رہا کر۔" اس کی چھوٹی سی گلابی انگلیوں کی نرماہٹ کو اپنے لبوں سے لگاتا محسوس کرتا سرگوشیوں میں کہہ رہا تھا۔

"تم میرے دل کی دھڑکن، اور تمہاری ماں میرا دل۔" اس کے ماتھے پہ شدت سے بوسا دیتے آنکھیں موند گیا۔

****

رات کو جب سعد کو گھر لائے تو سب بہت خوش تھے، شیری بھی اپنی شادی سے ایک

دن پہلے بے شرموں کی طرح سسرال میں موجود تھا اور اپنی دانتوں کی نمائش مسلسل کر رہا تھا، آسیہ امی نے سب کے لیے روم تیار کروا دیئے تھے۔۔۔۔۔۔ وقاص اور دانی کی فیملی ادھر ہی تھی تو آسیہ امی نے سعد کو بھی یہی رکنے کا کہا کہ اکیلے گھر میں کیا کرے گا۔

جب سعد فریش ہونے کا کہہ کے اوپر روم میں جانے لگا تو کسی سے زور سے ٹکرایا کہ اگلا اپنا ماتھا پکڑ کے بیٹھ گیا۔

"افف آدمی ہیں یا پہاڑ۔۔۔۔ کیا کھاتے ہیں۔" ربیعہ جو اوپر ایک ضروری کام سے گئی تھی آتے وقت سعد سے ٹکرا گئی، اور اپنا ماتھا سہلاتے کہا تو سعد نے اسے کھڑا کیا جو سیڑھیوں میں بیٹھ کے اپنا غم غلط کرنے میں میں مصروف تھی۔

"ایم سوری میں نے دیکھا نہیں تھا۔" سعد نے شرمندہ سا کہا تو ربیعہ نے اپنے سامنے کھڑے اس خوبرو نوجوان کو دیکھا جو کسی بھی لڑکی کا دل جیت سکتا تھا اور شاید جیت بھی چکا تھا۔

"کک۔۔۔۔ کوئی بات نہیں۔" ربیعہ کہہ کے وہاں سے کھسک لی پیچھے وہ اس کی جلد بازی پہ مسکرا اٹھا۔

"دو دل مل رہے ہیں مگر چھپ کے چھپ کے۔" ابھی وہ نیچے اتری ہی تھی کہ کنزی کی شرارتی آواز اس کے کان سے ٹکرائی تو وہ جھینپ اٹھی۔

"یہ کیا بکواس ہے۔"

ربیعہ نے غصے سے گھورتے پوچھا۔

"ارے بکواس نہیں یہ تو پیار ہے پہلی نظر والا، وہ کیا گانا تھا مرحا آپی۔۔۔۔۔ہاں، پہلی نظر میں ایسا جادو کر دیا۔" کنزی نے کہتے قہقہہ لگایا تو مرحا بھی مسکرا اٹھی جو سعد اور ربیعہ کی ٹکر دیکھ چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایسا کچھ نہیں ہے مرحا آپی۔۔۔۔" ربیعہ نے کنزی کو گھورتے مرحا کو رونی صورت بنا کے کہا کہ وہ اپنی ہنسی دبا گئی۔

"ارے اس کو چھوڑو یہ بتاؤ میرا بھائی کیسا لگا۔" مرحا بھی شرارت سے گویا ہوئی تو ربیعہ کو وہاں سے نو دو گیارہ ہونے میں ہی عافیت لگی۔

"مجھے آنٹی بلا رہی ہیں۔۔۔" یہ کہہ وہ تو بھاگ گئی پیچھے دونوں مسکرا دیں۔

مرحا کو ربیعہ اپنے بھائی کے لیے اچھی لگی تھی، سادہ سی بھولی بھالی۔

اور وہ اب آسیہ امی سے کہہ کے سعد بھائی کا بھی رشتہ کی بات کرے گی کہ جلد اس کے بھائی کی بھی شادی ہو۔

****

اگلے دن ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا۔۔۔۔۔نوال اور میرال کو زین پارلر چھوڑ آیا تھا اور عین کو اس کی دادو نے ہی تیار کیا تھا، چھوٹی سی فراک پہنے وہ کوئی موم کی گڑیا ہی لگ رہی تھی جب سب تیار گھوم رہے تھے تو اتنے میں دولہے میاں ایسے ہی ٹراؤزر شرٹ میں گھوم رہے تھے لیکن جب جمال صاحب کی نظر پڑی تو اچھے سے کلاس لگائی ۔

"کچھ شرم وحیا نام کی چیز بھی ہے تم میں کہ نہیں، سب تیار ہیں اور بارات بھی جانے والی تو تمہیں کیا ایسے گدھے پہ بٹھا کے لے جائیں گے ہم۔۔۔۔دفع ہو جا کے تیار ہو " ۔

جبکہ شیری ان کی ڈانٹ سن کے سر کھجانے لگ گیا۔

"وہ کیا ہے نا بابا کہ لڑکیاں دیر لگاتیں ہیں کافی تو میں نے سوچا کہ۔۔۔۔ "

"اور تم نے سوچا کی خیر ہے اپنی ہی شادی ہے بعد میں پہنچ جاؤں گا۔"زین تھری پیس سوٹ میں تیار سا آیا اور اس کی بات کو بیچ میں ہی کاٹ کر پورا کیا۔

"واہ زین کتنا زیادہ جانتے ہو تم مجھے۔۔۔۔"ڈھیٹوں کی طرح دانت نکال کے کہتا وہاں سے بھاگ گیا ورنہ باپ نے ایک لگانے میں کوئی دیر نہیں کرنی تھی۔

زین نے تیار ہو کہ یہاں سے عین، نور اور ایمن کو اپنے ساتھ لیے نکلنا تھا میرال کو لینے ،نوال کو وقاص نے پک کرنا تھا۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دانی۔۔۔۔"شیشے کے آگے کھڑے ہو کے جو اپنے پہ سپرے کر رہا تھا امل کی الجھن سے بھری آواز پہ اسے مڑ کے دیکھا جو لائٹ پرپل کلر کی پیروں تک آتی فراک میں اپنے بھرے وجود کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"جی۔۔۔۔"دانی نے پیار سے جواب دیا تو امل اس کے ساتھ کھڑی ہوئی اور آئینے میں اپنا اور دانی کا عکس دیکھا۔

"میں موٹی لگ رہی ہوں نا اس میں۔۔۔۔ "

امل نے بھرائی آواز میں کہا۔

"کس نے کہا۔۔۔یہ آپ پہ بہت پیارا لگ رہا ہے کلر اور موٹی نہیں لگ رہی بس تھوڑی سی صحت زیادہ ہو گئی ہے۔۔۔"

اس کو پیچھے سے حصار میں لیتے اپنی انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو ملا کے تھوڑی بتایا۔

"اچھی لگ رہی ہوں نا۔"امل نے معصومیت سے شیشے میں دانی کو دیکھتے کہا جو اس کے کندھے پہ تھوڑی رکھ کے آنکھیں موندے اسے محسوس کر رہا تھا۔

"آپ سے اچھا مجھے کوئی لگتا ہی نہیں۔"اس کی گردن پہ لب رکھتے کہا تو امل کے ہونٹوں پہ شرمگیں مسکراہٹ آگئی۔

"آپ سو سال کی بھی ہو جائیں تب بھی مجھے اچھی لگے گیں اور میں آپ کو اسی طرح اپنے پیار کے حصار میں لے کے کھڑا رہوں گا۔"اس کا رخ اپنی طرف کرتے اس کے ماتھے پہ عقیدت سے لب رکھے۔

****

زین جب میرال کو لینے پہنچا تو اسے دیکھ کہ مبہوت رہ گیا،ریڈ کلر کے لہنگے میں وہ انتہا کی

پیاری لگ رہی تھی اور سیدھا زین کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔۔۔

فرنٹ سیٹ پہ عین کو اپنی گود میں لیتے بیٹھی تو زین نے بھی اپنی جگہ سنبھالی۔

"میرال آپی آپ تو بالکل پری لگ رہی ہو۔"ایمن نے آگے ہو کے اس کی گال کو چومتے کہا تو میرال کے ساتھ زین بھی مسکرا دیا۔

"میری تینوں گڑیاں بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں۔"میرال نے بھی تینوں کو پیار کرتے کہا۔

"بالکل اور میری ہرنی تو آج جان لینے کے درپہ ہے۔"زین نے جھک کے میرال کے کان میں سرگوشی کرتے کہا تو وہ ہنس کر گئی،زین نے میرال کی گود میں کھیلتی عین کو پیار کیا اور گاڑی ہال کی جانب موڑ لی۔

زین نے جب ہال کی پارکنگ میں گاڑی روکی تبھی شیری کی گاڑی بھی آ کے رکی۔

"فاسٹ سروس۔۔۔"شیری کی فل تیاری دیکھ کے زین بڑبڑایا۔

"میری براؤنی آ گئی؟ "

زین کے پاس پہنچتے اس نے نور کو گود میں لیتے کہا۔

"وقاص کے ساتھ آرہی ہے، تو آچل ہمارے ساتھ اندر۔۔۔۔۔ تیری بارات جاچکی ہے اندر۔" زین نے عین کو اپنی گود میں لیتے ایک ہاتھ سے میرال کا ہاتھ پکڑتے کہا اور اندر کی جانب چلنے لگا۔۔۔۔

"تم لوگ جاؤ میں بعد میں آتا ہوں۔ "

شیری نے لاپرواہی سے کہتے وہی گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگائی تو زین اور میرال اس دماغ سے عاری دولہے کو دیکھنے لگے جس کی بارات پہلے ہی اندر جاچکی تھی اور خود اندر جانے کے بجائے باہر ریلیکس سا کھڑا تھا۔

"چلو اس نے گدھے پہ آنا ہوگا۔" زین طنز کے تیر چلاتا میرال کو لے کے اندر بڑھا۔

ان کے جانے کے بعد شیری وہاں کھڑا گنگنانے لگا۔

"بے پناہ پیار ہے آجا

تیرا انتظار ہے آجا

بے پناہ پیار ہے آجا

تیرا انتظار ہے آجا "

تبھی وقاص کے گاڑی آ کے رکی تو وہ ان کی جانب بڑھا۔

مرحا کے نکلنے کے بعد نوال نکلنے لگی تو شیری نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔

وقاص نے گولڈن شیروانی میں اس دولہے کو دیکھا جو اپنی دولہن کے آنے کے انتظار میں باہر کھڑا تھا۔

اس کے ہاتھ آگے کرنے سے نوال نے اپنا حنائی ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور قدم باہر نکالے۔

"چلیں۔۔۔" وقاص نے شیری سے پوچھا اور حدید کو مرحا کی گود میں دیا جو رستے میں ہی سو گیا تھا۔

"جی۔۔۔" مرحا نے کہا تو وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا جبکہ شیری نوال کے ساتھ آہستہ سے قدم لیتی چل رہی تھی۔

****

زین اور میرال اندر پہنچے تو سپاٹ لائٹ ان پہ کی گئی باقی سب لائٹس بند کر دی گئی تھیں ،میرال مسکراتی اس کے بازو میں ہاتھ ڈالے چل رہی تھی۔

جبکہ عین سپاٹ لائٹ کی روشنی میں کسمسا رہی تھی۔

تبھی میرال کو لگا کہ اس نے ایلی کو دیکھا تو جھک کے زین کے کان میں سرگوشی کی۔

"زین وہ دیکھو وہ ایلی ہے نا۔"اس کی بات پہ زین مسکرا دیا۔

"سرپرائز۔۔۔۔ "

اس کے کہنے پہ میرال الجھی۔

پھر زین نے اسے اپنے ہمراہ لے جاتے سٹیج پہ بٹھایا تبھی ایما کے ساتھ تھامس بھی آئے وہاں جن کو دیکھ کہ میرال بہت خوش ہوئی۔

" What a pleasant surprise ."

ایما کو گلے لگاتے کہا تو ایلی بھی آگے آیا اور میرال جان کہہ کے اس سے لپٹ گیا۔

"We thought we'd surprise you and see we're here "

ایما نے مسکراتے میرال کی گال پہ بوسا دیتے کہا۔

"مجھے بہت پسند آیا آپ کا یہ سرپرائز۔"خوشدلی سے بول کے ایلی کو گلے سے لگایا۔

"There is another surprise "

تھامس نے بھی کہا تو میرال خوشی سے چہکی۔

کیا۔۔۔؟ "

" We have moved to Pakistan "

ایمانے بتایا تو میرال کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

" Really it's a great news "

ان سے مل کے جب وہ اپنی جگہ پہ گئے تو دولہا اور دولہن کے آنے کا شور اٹھ گیا۔

ایلی میرال کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا اور عین کے ہاتھوں سے کھیلنے لگ گیا۔

ہال کی لائٹس ایک بار پھر سے بند کر دی گئیں، مرحا اور وقاص اندر آ چکے تھا،

وقاص نے مائک ہاتھ میں لیا اور سب کو اپنی جانب متوجہ کیا، سب متحیر سے وقاص کو دیکھنے لگے جو سٹیج پہ کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"السلام علیکم۔۔۔۔کیسے ہیں سب ؟جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ آج ہمارے سب سے لاڈلے کی شادی ہے اور ساتھ زین کا ولیمہ۔۔۔۔ "

زین کے ولیمے پہ سب دبی دبی ہنسی ہنس دئے تو زین دل کھول کے مسکرا اٹھا۔

"آپ سب ہمارے شیر ہمارے جگر کو جانتے ہیں لیکن ایک بات سے آپ سب ناواقف ہیں۔ "

وقاص جیسے کہتا جا رہا تھا سب حیران ہوتے جا رہے تھے۔

"سب کی نظروں میں وہ ایک انتہائی ویلہ انسان ہے لیکن یہ بات چند ہی لوگ جانتے ہیں کہ وہ ہمارے ملک کا ایک وفادار سپاہی ہے جس نے حال ہی میں ایک کامیاب مشن مکمل کیا ہے، ہم سب کی جان بستی ہے اس میں اس جیسے دوست ہونا ایک نعمت سے کم نہیں، دوست بھی کم پڑتا ہے اس کے لیے یہ بھائیوں سے بھی بڑھ کے ہے اور ہماری بیگمات کا چہیتا۔"اب کی بار سب نے قہقہہ لگایا

"تو اپنی بھرپور محبت سے استقبال کریں ہمارے جگر انڈر کور آفیسر میجر شہریار مراد کا ۔"وقاص کی اس بات پہ سب کے خوشی اور حیرت سے ملے جلے تاثرات تھے تو کئی اس

شہزادے کو دیکھنا چاہتے تھے جو ابھی تک آیا نہیں تھا۔

~شہریار کی میجر ہونے والی بات صرف ان چاروں کو ہی پتا تھی اور کمال صاحب کو بھی، جمال صاحب کو اس سے ناواقف ہی رکھا گیا تھا۔

شیری یونیورسٹی ایک مشن سے ہی گیا تھا جو جڑا تو دلاور کے مشن کے ساتھ ہی تھا لیکن اس سے الگ ہی کیس سامنے آیا جس کو شیری نے اکیلے ہی ہینڈل کیا، شیری کو پسند نہیں تھا کسی کے سامنے رہ کے کام کرنا اسی لیے وہ چھپ کے اپنا کام سرانجام کرتا تھا، اور یہی بات پہ وقاص اور دانی اس کو تنگ کرتے تھے کہ وہ نوال کو شادی سے پہلے بتا دیں گے جس پہ وہ بھی ان کو انکی پرانی محبوباؤں کی دھمکی دے کہ چپ کروا دیتا تھا۔

****

سپاٹ لائٹ اب ہال کی دروازے کی جانب گئی، ہلکا سا میوزک اپنے سر بکھیرنے لگا اور ہال کا دروازہ کھلا تو سب کی نظریں وہاں پہ جیسے جم سی گئیں۔

"گولڈن لہنگے میں وہ شیری کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے نظریں جھکائے مسکراتی سی چھوٹے سے قدم لے رہی تھی۔

اور سائڈ پہ کھڑی لڑکیاں ان پہ پھولوں کی پتیاں پھینک کم شیری کو گھور زیادہ رہی تھیں لیکن وہ بے نیاز سا اپنی براؤنی کا لہنگا ایک سائڈ سے پکڑ کے چلتا جا رہا تھا۔

سب نے ہوٹنگ شروع کر دی۔۔۔یہ وہ دولہا تھا جو اپنی بارات کو اندر بھیج کے خود اپنی دولہن کے ساتھ اینٹر ہوا تھا۔

کئی رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے تو کئی ان کی جوڑی کو سراہ رہے تھے۔

"ماشاءاللہ کتنے پیارے لگ رہے ہیں میرے بچے۔"سارا بیگم نے خوشی سے اپنی نم آنکھیں صاف کرتے کہا۔

"اللہ ان کو ایسے ہی ہمیشہ مسکراتا رکھے۔۔۔آمین۔"خدیجہ بیگم نے کہا تو سب نے آمین کہا۔

سٹیج پہ پہنچ کے شیری نے نوال کو احتیاط سے اپنے پہلو میں بٹھایا،اس کی مسکراہٹ تھی کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

سب نے باری باری ان کی بلائیں لی اور انہیں خوشیوں کی دعا دی۔

جب دودھ پلائی کی رسم آئی تو شیری نے خزیفہ کی خوب ٹانگ کھینچی لیکن اس کے

ساتھ آج وقاص تھا تو پیسے نکلوا کے ہی دم لیا۔

رخصتی کا شور اٹھا تو نوال کا دل لرز گیا، چاہے جتنی بھی شوخ چنچل تھی لیکن اپنی ماں اپنے گھر سے دور جا رہی تھی تو کیسے آنسوؤں کو روک سکتی تھی۔

شیری نے بغیر کسی کی موجودگی کا لحاظ کیے اسے اپنے ساتھ لگایا تو سب اس کی کیئر پہ مسکرا دیئے۔

جب وہ چپ نا کی تو شیری خود ہی اسے گاڑی میں لے کے بیٹھ گیا اور کہہ دیا کہ اس نے ایسے سب میں چپ نہیں ہونا۔۔تو محفل زعفران ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"توبہ ہے۔۔۔۔تم سے بھی بڑا بے شرم ہے یہ۔"میرال آہستہ سے بڑبڑائی جو ساتھ کھڑے زین نے سن لیا۔

"کیوں اعتراض ہے کوئی۔"زین نے سنجیدگی سے پوچھا جبکہ آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

"افف۔۔۔۔۔ایسے گھورو نہیں سب میں۔"میرال نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھ سے دوسری طرف کرتے کہا تو زین نے وہی ہاتھ پکڑ کے لبوں سے لگایا۔

"شرما گئی ہرنی۔۔۔"اس کی بات پہ میرال چہرہ نیچے کیے مسکرا اٹھی۔

****

شیری نے اپنے سارے پورشن کو سجایا ہوا تھا،ان کے گھر پہنچنے کے بعد تھوڑی دیر میں ہی باقی سب بھی آنے والے تھے۔

شیری ابھی نوال کو لاؤنج میں بٹھا کے جوس دے رہا تھا۔

"یار براؤنی اتنا کیوں رو رہی ہو۔"شیری نے فکر مندی سے کہا تو نوال نے اس کے سینے پہ سر رکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پتا نہیں۔"معصومیت سے جواب دیا تو شیری کو اس پہ ٹوٹ کے پیار آیا۔

"اوکے ریلیکس۔۔۔۔۔۔جب کہو گی تب لے جاؤں گا امی کے گھر اس طرح رو کے مجھے ڈراؤ تو نہیں۔ "

پیار سے سمجھاتا آخر میں شرارت سے کہا تو نوال نے معصومیت سے اسے دیکھا۔

"میرا میک اَپ واقعی خراب ہو گیا ہے۔"رونا چھوڑ کے نوال کو اپنے میک اَپ کی ٹینشن ہونے لگی۔۔۔

"ہاں۔۔۔۔"شیری نے افسوس سے ہاں میں سر ہلاتے کہا۔

"ہائے۔۔۔۔میں نے ابھی پیکچرز بھی بنانی تھی۔"نوال ٹینشن میں اٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے میں جانے لگی جب شیری نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"صبر کرو میری براؤنی اکٹھے جائیں گے۔۔۔سب کو آنے دو۔ "

تبھی باقی بھی ہال میں داخل ہوئے۔۔۔

تھوڑی دیر کی شرارتوں کے بعد سارا بیگم نے مرحا سے کہہ کے نوال کو اس کے کمرے میں چھوڑ کے آنے کو کہا تو وہ اسے لے کہ چلی گئی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیری کو وقاص اور دانی نے گھیر لیا تھا کہ ان کو ان کی بیویوں کے حصے کا نیگ دے پھر جائے اور وہ ان کی عورتوں والی فرمائش پہ کڑھ کے رہ گیا۔

نوال جب روم میں گئی تو ہر طرف پھول ہی پھول بکھیرے گئے تھے، چار و اور خوشبو پھیلی تھی۔

پھر نوال کو وقاص اور دانی کی بات یاد آئی تو پریشان سی سوچنے لگی، اور اپنے دل پہ پتھر رکھ کے کام پہ لگ گئی۔

تھوڑی دیر میں ہی کمرے کو پھولوں سے صاف کرتے بیڈ پہ تھکی سی بیٹھی،اب کمرہ بالکل ایسا تھا جیسے یہاں کوئی سجاوٹ تھی ہی نہیں۔۔۔۔

نوال کو وقاص اور دانی نے ایک دن پہلے یہ بات سمجھائی تھی کہ شیری کو پھولوں سے سخت الرجی ہے اور وہ پھول برداشت نہیں کرتا،ماما زبردستی روم ڈیکور کروا رہی ہیں انکا لیکن شیری کو بالکل پسند نہیں جس پہ نوال پریشان ہو گئی اور ان سے پوچھا کہ کیا کرے پھر۔

پھر وقاص اور دانی نے اپنے سارے بدلے لینے کے لیے اسے کہا کہ روم میں جاتے ہی سارے پھول اتار دے اور کمرہ صاف کر لے بالکل پہلے جیسا کہ لگے ہی نا کہ شادی کا کمرہ ہے جسے سن کے نوال کو تو دکھ ہی لگ گیا کہ اس کے شوہر کو پھول کیوں نہیں پسند ۔۔۔۔۔

اسی لیے اس نے آتے ہی پہلے اس نے سیلفیاں بنائیں اور پھر پھولوں کو اتارنے والا کام کیا کہ اپنے شوہر کو خوش کر دے اور اس کا شوہر کو دانی اور وقاص سے اپنی جان چھڑا کے آ رہا تھا اسے کیا پتا تھا کہ کمرے میں جا کے اس کو صدمہ لگنے والا۔۔۔

نوال کا اب ارادہ تھا کہ گھونگھٹ نکال کے بیٹھ کے اب اپنے سیاں جی کا انتظار کرے۔

پانچ منٹ کے بعد ہی دروازہ کھلنے کی آواز پہ نوال کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔

"سوری لگتا غلط روم میں آ گیا۔" نوال کو شیری کی پریشانی اور شرمندہ سی آواز آئی تو اس نے دروازے کی جانب دیکھا لیکن شیری جا چکا تھا۔

نوال کو تو کچھ سمجھ نا آیا، اور ویسے ہی بیٹھی رہی۔

تھوڑی دیر بعد شیری گھر گھوم کے پھر واپس آیا اور اپنے کمرے کو حیراں پریشان سا چاروں طرف نظریں گھما کے دیکھنے لگا کہ جیسے چھوڑ کے گیا تھا ویسے تو نہیں یہ۔۔۔۔

"یہ میرا ہی روم ہے نا۔" شیری نے پھنسی ہوئی آواز میں کہا۔

"جی ہمارا ہی ہے، کیا ہوا ہے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔ "

نوال کو بھی کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تو بیڈ سے اتر کے اس کے پاس آئی۔

"لیکن میں ایسے تو چھوڑ کے نہیں گیا تھا۔" شیری نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کو بھی دیکھتے کہا جہاں اس نے خوبصورت سے گلدستے رکھے تھے۔

"وہ میں نے صاف کیا۔۔۔آپ کو پسند نہیں تھے نا اسی لیے۔ "

نوال نے خوشی سے اپنا کارنامہ بیان کیا تو شیری نے ہونقوں کی طرح اپنی نئی دولہن کو

دیکھا جس نے ان کی پہلی رات پہ ہی شیری کی محنت کا کباڑہ کر دیا تھا۔

"کیوں۔۔۔" یہ ایک لفظ ہی شیری کے منہ سے بر آمد ہوا ورنہ اس میں بولنے کی ہمت ہی نہیں بچی تھی۔

"دانی بھائی اور وقاص بھائی نے کہا تھا کہ آپ کو پسند نہیں تو میں نے اتار دیا، میں زرا چینج کر کے آئی۔۔۔۔" نوال کو شاید اندازہ ہو گیا کہ بھائیوں نے شرارت کی ہے اور اسے پھنسا دیا ہے تو بھاگنے میں عافیت جانی لیکن شیری نے سرعت سے اس کو کمر سے پکڑا اور اپنی باہوں میں بھر کے بیڈ پہ بٹھایا۔۔۔۔

"تمہیں تو میں دیکھتا ہوں ابھی۔۔۔ میری ساری محنت کو ضائع کر دیا، ہلنا نہیں یہاں سے بڑی آئی چینج کرنے جانا۔"

شیری نے سائیڈ ڈرار سے ایک لمبا سا ربن نکالتے اس کے پاؤں باندھے اور پھر ہاتھ بھی کیونکہ وہ بھاگنے لگی تھی۔۔۔

اس کو بیڈ پہ بٹھا کہ اب وہ دوبارہ ایک جگہ اکٹھے کیے ہوئے پھولوں کی طرف آیا اور ان سے کمرے کو سجانے لگا۔

آدھے گھنٹے میں جتنا ہو سکا اس نے کر دیا پھر تھک ہار کے بیڈ پہ گر گیا۔

"یار۔۔۔۔میں کیا کہوں ان کمینوں کو، کل ان سے اپنا کمرہ ناسجوایا نا تو میرا نام بھی شیری نہیں۔۔۔"شیری نے جل کے کہا اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ وہ اس سے ایسے بدلہ لیں گے کمینے کہیں کے۔

پھر شیری نے نوال کے ہاتھ کھولے اور پھر پاؤں ان پہ لب رکھے لیکن نوال نے شکوہ کناں نظروں سے گھورا۔

"مجھے کیا پتا تھا کہ وہ مجھے الو بنا رہے ہیں۔"نوال نے منہ دوسری طرف پھیرتے کہا مطلب صاف تھا کہ اب وہ ناراض ہے۔

"لیکن یار۔۔۔۔مجھ جیسے بندے کو پھول کیوں نہیں پسند ہونگے سوچو زرا۔"شیری نے نوال کو اپنے پاس کرتے اس کے ماتھے پہ لب رکھتے کہا۔

"آپ جیسے مطلب۔"نا سمجھی سے پوچھا تو شیری شرارت سے مسکرا اٹھا۔

"مجھ جیسے رومانٹک شوہر کو۔"شرارت سے کہہ کے نوال کی گال پہ لب رکھے کہ وہ شرما دی۔

"ناراض تو نہیں۔۔۔"نوال نے اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتے پیار سے پوچھا تو شیری نے اس کے ہاتھ پہ لب رکھے اور نفی میں سر ہلایا۔

"تم سے ناراض ہو کہ میں نے جانا کہاں۔۔۔۔اپنی زندگی سے کون کمبخت ناراض رہتا۔"محبت سے کہتا اس کو خود میں سمیٹ گیا

خوبصورت صبح کا خوبصورت آغاز۔۔۔۔

عین کو فیڈر پلا کے میرال زین کی طرف متوجہ ہوئی جو ان کی طرف کروٹ لے کے سویا تھا، میرال مسکراتی اس کی طرف جھکی اور اس کی پلکوں کو چھونے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرال کو یاد تھا کہ اکثر زین اور اس کی بحث ہو جاتی تھی کہ وہ کہتا کہ تمہارے بال نکلی اور میرال کہتی کہ تم نے اپنی پلکیں نکلی لگوائی ہیں پھر بعد میں خوب ہنستے تھے اس بات پہ۔

اس کی بند آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے اس کے ہاتھوں کو چھونے لگی جو آج بھی اسے بہت پسند تھے پہلے دن کی طرح۔

تبھی زین نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔

"کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔"زین نے اس کے ہاتھوں پہ لب رکھتے کہا۔

"اپنے شریکِ حیات کو دیکھ رہی ہوں جس نے مجھے اپنی محبت دی کہ میں اپنا آپ کہیں بھول جاتی ہوں۔"

اس کے بازو پہ سر رکھتے کہا تو زین مسکرا اٹھا۔

"تم ایک بہت اچھی بیوی ہو اور ایک بہت اچھی ماں بھی تم سے پیار خود بخود ہو جاتا ہے ۔"

اس کے بال کان پہ پیچھے کرتے دلکشی سے کہہ رہا تھا۔

تبھی عین کے رونے کی آواز آئی اور میرال اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"یہ اٹھ گئی ہے اب۔۔۔آپ بھی اٹھیں اور ناشتہ کرنے چلتے ہیں سب انتظار کر رہے ہونگے۔ "

میرال نے عین کو گود میں اٹھاتے کہا اور بے بی وائپس سے اس کا منہ صاف کرنے لگی عین اپنے منہ پہ کچھ گیلا محسوس ہونے پر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

"اس کا آپ اور تم کہنا۔"زین سوچ کے رہ گیا۔

"کتنے نخرے ہو گئے ہیں میری گڑیا کے۔"زین نے اس کی گال پہ پیار کرتے کہا تو وہ اور رونے لگی۔۔۔۔

"زین نا کیا کرو۔۔۔۔تمہاری شیو اور مونچھیں چبھتی ہیں اسے۔"عین کی گال سہلاتے میرال نے منہ بنا کے کہا۔

"تمہیں کیسے پتا؟"زین نے آبرو اچکا کے پوچھا تو میرال سٹپٹا گئی۔

"یہ دیکھو اس کی گال سرخ پڑ گئی ہے۔"اس کا کہنا تھا کہ زین نے ایک زور کا بوسا میرال کی گال پہ دیا اور اپنی گال سہلائی اس کی گال سے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس طرح۔۔۔۔"اب وہ میرال کا سرخ چہرہ دیکھتے شرارت سے گویا ہوا،اور وہ اپنا گال سہلاتی رہ گئی۔

"تم ایک نمبر کے وہ ہو۔۔۔"میرال سے کوئی مہذب گالی نہ سوجی تو"وہ"کہہ دیا۔

"وہ کیا۔۔۔۔"پرجوش ہوتے پوچھا۔

"ہٹو مجھے نہیں پتا۔۔۔۔۔ناشتے پہ سب انتظار کر رہے ہونگے اور ان صاحب کو یہاں سے ہی فرصت نہیں۔۔۔"میرال بڑبڑاتی عین کو لیے ڈریسنگ میں گھسی پیچھے وہ

جاندار قہقہہ لگ اٹھا۔

"تم سے فرصت چاہتا کون ہے۔۔۔"زین نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

"ٹھر کی ایس پی۔"میرال نے بھی وہی سے جواب دے کے حساب برابر کیا۔

"ایس پی نہیں میرال جان ایس ایس پی۔۔۔۔۔۔۔"زین کہتا واشروم میں کپڑے لیے گھس گیا۔

تھوڑے دن پہلے ہی زین کا پروموشن ہوا تھا اور اس نے سوچا کہ آج شیری کے ولیمے پہ سب کو سرپرائز دے گا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

ناشتے پہ سب موجود تھے جب شیری نے آ کے اپنی جگہ سنبھالی۔

سلام کر کے ناشتے کی جانب متوجہ ہو گیا مطلب صاف تھا کہ وہ اپنے لفنگوں سے بات نہیں کرنے والا جنہوں نے پتا نہیں کونسی دشمنی نکالی تھی رات کو اس کے کمرے کو خراب کر کے۔

"شیری نوال نہیں آئی ساتھ۔"سارا بیگم نے پیار سے اس کا ماتھا چومتے پوچھا۔

"سو رہی تھی تو میں نے اٹھایا نہیں کہ بعد میں ناشتہ کر لے گی۔" سنجیدگی سے جواب دے کہ جوس کے سپ لینے لگا۔

"خیر ہے آج تم چپ چپ کیوں ہو۔" میرال نے زین کو چائے دیتے کہا۔

"مجھ سے پوچھیں ناور نہ میں نے پھٹ پڑنا ہے۔۔۔۔ "

ایک نظر دانی اور وقاص کو دیکھتے دانت پیستے کہا تو سب سمجھ گئے کہ انہوں نے کوئی شرارت کی ہو گی۔

وہ دونوں اپنی بیگمات کے ساتھ ناشتہ لے کے آئے تھے یہاں اور ایسے بیٹھے تھے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

"سنا ہے کل رات کسی کے روم کا صفایا ہوا ہے۔" دانی نے چائے کا گھونٹ بھرتے لاتعلقی سے کہا۔

"اور میں سوچ رہا ہوں کہ امل اور مرحا کو یہاں دو مہینے اپنی بیگم کے ساتھ رکھوں ۔۔۔۔اس نے مجھ سے فرمائش کی تھی کہ وہ ان دونوں کے بغیر اداس ہو جائے گی اور میں اس کی خواہش پوری نہ کروں ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔۔ "

شیری نے دل جلانے والی مسکراہٹ سے کہا تو دانی اور وقاص کے ہوش اڑے اور اپنی بیگمات کو دیکھا جو خوشی سے شیری کو دیکھ رہی تھیں۔

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں شیری ہم رک جاتیں ہیں، یہ ہمارا بھی تو گھر ہے۔ "

مرحانے مسکرا کے کہا تو وقاص نے گھور کے دیکھا۔۔۔

"کام بتا کمینے۔۔۔۔"

دانی نے سنجیدگی سے مگر دانت پیستے کہا تو شیری نے طنزیہ مسکراہٹ اچھالی۔

"سمجھدار ہو۔۔۔۔۔۔۔آرام سے ناشتہ کر لو پیٹ بھر کے، میں اتنا بھی ظالم نہیں کہ ناشتہ بھی نہ کرنے دوں تم کمینوں میرا مطلب جگروں کو۔ "

شیری نے گویا اپنا دل بڑا کر کے کہا تو وقاص اور دانی کا نوالہ جیسے حلق میں پھنس گیا اب کہاں کھایا جانا تھا کچھ۔

****

شیری نے دونوں کو دھمکیاں دے کہ اپنا کمرہ دوبارہ سے سجوایا تھا۔۔۔۔۔اور ایک چیز کو بار بار یہ کہہ کے ٹھیک نہیں لگ رہا یہاں، وہاں رکھو اور ان بیچاروں نے توبہ کر لی

کہ اس سے اب کبھی پنگا نہیں لینا چاہے یہ کچھ بھی کرے۔۔۔۔۔جب کمرہ تیار کر کے تھکے ٹوٹے آرام کرنے بیٹھے تو شیری کے اگلے حکم نے ان کو شدید صدمہ پہنچایا

۔۔۔۔۔

"ابھے واش روم کون سجاتا ہے۔ "

وقاص نے غرا کے پوچھا کیونکہ شیری ان کی دوپہر برباد کر چکا تھا، صبح سے کام پہ لگایا تھا ان کو اور شیری کی فرمائشیں ختم نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔

"میں سجاتا ہوں چل کام پہ لگ کمینے۔۔۔۔تم دونوں کی وجہ سے کل میری براؤنی کو لگا کہ میں اس سے ناراض ہوں۔"

شیری نے آنکھیں دکھاتے کہا تو دونوں کو ناچار ماننا پڑا ورنہ ان کی بیویاں تو پہلے سے ہی تیار تھیں یہاں رکنے کو کجا کہ ان کے کام نہ کرنے پہ ان کو موقع مل جاتا۔

اچھے سے واشروم کو بھی پھولوں سے تیار کروا کے شیری نے ان کی جان چھوڑی اور وہ اس سے پناہ مانگتے شکر کرتے بھاگے۔

"اب آئندہ مجھ سے پنگا لینے سے پہلے سو دفع سوچیں گے کمینے۔۔۔۔۔ویسے محنت

بہت کی میرے گردے پھیپھڑے نے۔۔۔۔ "

ستائشی نظر کمرے پہ ڈالتے شیری نے کہااور اب وہ سوچ رہا تھا کہ ان کو خوش کیسے کرے۔۔۔

****

ولیمے کا فنکشن بھی بہت اچھے سے گزرا، نوال نے تو اپنی یونی کی آدھی لڑکیوں کو بلایا تھا کہ وہ بھی دیکھ لیں کہ جس کے پیچھے وہ بھاگتی تھیں وہ اس کا شوہر ہے جو یونی میں دی موسٹ ہینڈسم بوائے کے نام سے مشہور تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ولیمے سے واپسی پہ سب زین کے گھر موجود تھے جب آسیہ امی نے زین کی پھپھو سے سعد کے رشتے کی بات کی جس پہ وہ تو کھل اٹھیں اور فوراً حامی بھر لی۔

شیری نے حدید کو پکڑا تھا اور اس سے باتیں کر رہا تھا، تھامس کی فیملی بھی ادھر ہی تھی ان کے گھر۔

"شیری اس کو اچھالو نہیں۔۔۔۔اس نے ابھی اپنا پیٹ بھرا۔"

مرحا نے شیری کو جب دیکھا کہ وہ حدید کو اچھال رہا ہے تو منع کرنے میں ہی عافیت

جانی۔۔

لیکن شاید دیر ہو گئی حدید اپنا کام کر چکا تھا اور وہی سب نے جاندار قہقہے لگائے۔

"ابھی وقاص یہ پکڑ اپنے نمونے کو۔۔۔۔میری شرٹ خراب کر دی افف۔"شیری نے حدید وقاص کو پکڑتے اپنی شرٹ پہ نظر ڈالی جہاں حدید نے کھایا پیا الٹ دیا تھا ۔۔۔۔

"ادھر آؤ میں ہیلپ کروں تمہاری تب تک شاور لو۔"مرحا نے اسے واشروم بھیجتے شرٹ لی اور صاف کرنے چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ وقاص اپنے نمونے کے صدقے واری جا رہا تھا جس نے ان کی تھکن کا بدلہ ایسے لیا تھا شیری سے۔۔

"واہ میرے شیر۔۔۔۔۔۔میرا دل جیت لیا آج۔"وقاص نے شدت جزبات میں اتنی زور سے اس کی گال چومی کہ حدید رونے لگ گیا۔

" وقاص۔۔۔۔۔۔کیا مسئلہ ہے آپ کو میرے بچے سے جب دیکھو اسے رلاتے رہتے ہیں۔"مرحا جو ابھی شیری کی شرٹ سے فارغ ہو کہ آئی تھی اور اپنے بیٹے کو اس

طرح روتے دیکھ یہی لگا کہ وقاص نے تنگ کیا ہو گا تو سب کے سامنے کلاس لگا دی

"بیگم۔۔۔۔۔۔۔میں نے تو پیار ہی کیا تھا اسے۔" وقاص نے ایک بار پھر اس کی گال چومتے کہا لیکن اب کی بار زرا آہستہ سے۔۔۔

"ایسے کرتے ہیں پیار کہ بچہ ہی رونے لگ جائے۔" مرحا نے آنکھیں دکھاتے کہا اور حدید کو اپنے ساتھ لگا کی تھپکا۔

"یہ تو ویسے ہی آپ کے ساتھ چپکنے کے بہانے ڈھونڈتا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وقاص نے ایک گھوری اپنے نمونے کی پشت پہ ڈالی جو اپنی ماں کے ساتھ لگ کے ایسا چپ ہوا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

"براؤنی روم میں آؤ یار یا یہیں رہنے کا ارادہ ہے آج۔" شیری نے روم سے باہر نکلتے ہانک لگائی کہ سب میں بیٹھی نوال گڑبڑا گئی۔

"آ۔۔۔۔آ رہی ہوں بس۔" نوال جو امل اور میرال کو اپنی رنگ دکھا رہی تھی کہ شیری نے رات جو تحفے میں دی تھی اٹھتی ہوئی بولی۔۔۔۔

اس کے جلدی اٹھنے پہ میرال اور امل کی ہنسی نکل گئی۔

"کیا ہے۔۔۔۔۔چڑیلیں۔"ان کے ہنسنے پہ نوال بلش کرتی بڑبڑا کے وہاں سے روم کی جانب گئی۔

"اٹھیں آپ بھی مڈیسن کا ٹائم ہو رہا آپ کا۔"دانی بھی امل کے سر پہ کھڑا ہو کے بولا تو امل کو بھی اٹھنا پڑا۔

عین بھی سو گئی تھی تو میرال اسے بھی لیے روم میں چلی گئی جبکہ پیچھے وقاص اور شاہ زین کوئی ضروری بات کرنے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھامس اور ایما بھی خدا حافظ کہتے اپنے گھر چلے گئے جو انہوں نے زین کے گھر کے پاس ہی لیا تھا، تھامس نے اپنا سارا بزنس بھی ادھر شفٹ کر لیا تھا جس میں جمال مراد نے کافی ہیلپ کی تھی۔

****

آج اللہ تعالیٰ نے امل کو ایک خوبصورت سی بیٹی سے نوازہ تھا سب بہت خوش تھے اور ہوسپیٹل میں ہی ایک الگ طوفان بدتمیزی مچایا تھا کہ سب تنگ آ گئے تھے ان سے

۔۔۔ایک جاتا تو دوسرا آتا۔

شیری کی شادی کو ڈیڑھ ماہ ہو چکا تھا پہلا ماہ تو اس نے اپنی براؤنی کے ساتھ دبئی میں گزارا تھا۔

بہت ہی ضد پہ میرال نے آفس جوائن کیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ عین کو لے جایا کرے گی اور اسکا وہی خیال رکھے گی اور ماما نے بھی میرال کی سائیڈ لی کہ عین کو وہ بھی سنبھال لے گیں گھر میں۔

ابھی اس کو جوائن کئے دو ہفتے بھی نہ گزرے تھے جب اس کی خود کی طبیعت خراب ہو گئی اور آج جب سب ہو سپیٹل موجود تھے تو زین نے اس کا ٹیسٹ کروایا تھا جس پہ جو نیوز ملی تھی وہ سب کی خوشی کو ڈبل کر گئی۔

میرال بھی ایکسپیکٹ کر رہی تھی۔

جس سے زین کو ایک اور بہانہ مل گیا تھا کہ وہ گھر پہ رہ کے اپنا خیال رکھے ورنہ پچھلے دنوں وہ ضد کر کے آفس جا رہی تھی۔

سب نے میرال اور زین کو بہت مبارک باد دی۔۔۔ان کی خوشیاں دوبالا ہو گئی تھیں

اس خبر سے۔

"براؤنی میرے بھی بچوں کی تعلیم لیٹ ہو رہی ہے۔"شیری نے بظاہر دکھ سے مگر بے شرمی سے سب کے سامنے نوال کو دیکھتے کہا۔

"شیری باز آجاؤ کیوں اسے ایسے تنگ کرتے ہو تم۔ "

سارا بیگم نے نوال کی رونی صورت دیکھتے اس کو ساتھ لگاتے کہا کہ ہر دفع وہ اسے ایسے ہی تنگ کرتا تھا بغیر کسی کا لحاظ کیے۔

"لو اب میں نے کیا کہہ دیا۔"شیری نے لاپرواہی سے کہا تو سب نے افسوس کیا اس کے ٹھرک پن پہ۔

پھر جب امل کو گھر کے جایا گیا تو وہاں پہ دیر رات تک محفل جمی رہی جن میں شیری کی شرارتیں تھی بچوں کی کھلکھلاہٹیں تھیں،اپنوں کی خوشیاں اور بڑوں کے قہقہے۔

****

"ایس ایس پی شاہ زین مجھ سے بات نہ کریں آپ۔"میرال نے غصے سے روتے زین کو کہا جو اپنی ہنسی ضبط کرنے میں ہلکان ہو رہا تھا۔

"یار میرال جان کیا ہو گیا ہے دیکھو ایلی بھی پریشان سا تمہیں دیکھ رہا ہے۔"زین نے میرال کو ساتھ لگاتے پیار سے کہا لیکن وہ پھر دور ہو گئی۔

"میں کیسے سنبھالوں گی۔ "

میرال نے روتے عین کو پیار کرتے کہا،جب سے میرال کی یہ کنڈیشن تھی وہ کبھی کبھی ایمو شنل ہو جاتی تھی لیکن اب اسے جب پتا چلا تھا کہ ٹونز ہیں تو آج کچھ زیادہ ہی ایمو شنل ری ایکشن دے رہی تھی اپنا۔

"کیسے مطلب ہم ہیں نا دونوں مل کے سنبھالیں گے۔"اب کی بات پھر زین نے اسے ساتھ لگاتے کہا۔

"میں نے ابھی جاب شروع کی تھی، تمہاری وجہ سے میں ٹائم نہیں دے پاری جاب کو ۔"ایک اور الزام زین کے سر جس پہ اس نے میرال کے سر کو گھورا۔

"ہاں تو جب یہ آجائیں گے تب کر لینا میں کب منع کر رہا ہوں تمہیں،بس تمہاری کنڈیشن کی وجہ سے میں نے کہا کہ نا جاؤ ابھی۔"زین نے اس کے سر پہ بوسا دیتے کہا۔

"ابھی تو بہت مہینے پڑے ہیں۔۔۔۔"ایک اور بات کا رونا آنے لگا میرال کو۔

"کتنے مہینے یار بس چار ماہ کی بات ہے،اچھا چپ کر جاؤ نا ایلی نے بھی رونا شروع کر دینا ۔"زین نے پچکارتے کہا اور ایلی کی طرف اشارہ کیا جو اپنی میال جان کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ کیوں رہی ہے پھر زین نے کہنے پہ وہ بھی اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ لگا۔

" Miaal jaan ,why you crying ."

میرال کے آنسوں صاف کرتے ایلی نے پیار سے پوچھا تو میرال نے زین کی طرف اشارہ کیا کہ اس کی وجہ سے۔

"حد کرتی ہو میرال۔۔۔۔اس میں میرا کیا قصور ہے کہ اب تمہیں بات بات پہ مرحا کی طرح رونا آنے لگا۔ "

زین نے قہقہہ لگاتے کہا تو میرال نے ایک رکھ کے اس کی کمر پہ دی۔

"اب لگی ہو نا میری شیرنی ہرنی۔"اس کے مکے پہ پیار سے اس کو باہوں میں لیتے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"ہم سنبھال لیں گے نا۔۔۔۔عین بھی بہت چھوٹی ہے،ابھی آٹھ ماہ کی ہوئی ہے وہ ۔"میرال نے عین کو دیکھتے کہا جو اب بیٹھنا سیکھ چکی تھی اور سوفٹ ٹوائز کے ساتھ کھیلنے

میں بزی تھی۔

امل کی بیٹی دانین اب پانچ ماہ کی تھی، دانین عین سے تین ماہ اور حدید سے چار ساڑھے چار ماہ چھوٹی تھی۔

"بالکل یار سنبھال لیں گے، آخر بچے ہی کتنے ہونگے ہمارے ابھی بس تین۔۔۔۔ باقی جب بعد میں ہونگے تب دیکھیں گے۔ "

زین نے شرارت سے کہا تو میرال اس نے اسے گھور کے دیکھا جس پہ وہ ہنس دیا۔

****

"اوئے چل اپنی ماں سے دور رہ۔" وقاص نے حدید کو جب دیکھا کہ وہ مرحا کے اوپر چڑھ رہا ہے تو اسے ٹوکا۔

"بیڈ بابا۔" وقاص کو ایک نظر دیکھتے مرحا پہ اب لیٹ چکا تھا۔

"میرا بے بی۔" مرحا نے سیدھا ہوتے اس کو سینے سے لگایا کیونکہ مرحا سونے کے لیے ابھی لیٹی تھی کہ حدید اپنی جگہ چھوڑ کے اس کے اوپر چڑھ گیا تھا۔

"یار مرحا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تھکا ہارا آیا ہوں اور آپ اس سے لگ گئی ہیں۔ "

وقاص نے تنگ آ کے کہا کہ جب بھی وہ مرحا کو پاس کرتا یا اس سے بات کرتا اس کا نمونہ جان بوجھ کے مرحا کی ساری توجہ خود کی طرف کر لیتا۔

"تو کیا ہوا وقاص۔۔۔۔۔۔۔میں بھی تو ہوسپیٹل سے لیٹ آتی ہوں اور اس کو بھی تو ٹائم دینا ہوتا ہے میں نے۔ "

مرحا نے چٹاچٹ حدید کو چومتے کہا جواب اپنی ماں سے لپٹا کھلکھلا رہا تھا۔

"تو مجھے کب ٹائم دینا ہے آپ نے۔" وقاص نے نمونے کو گھورتے کہا۔

"دیتی تو ہوں۔"اب کی بار مرحا ہلکی آواز میں منمنائی تو وقاص اس کے نروس ہونے پہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"اچھا۔۔۔۔۔لیکن مجھے لگتا کہ میرا ٹائم بھی آپ اس نمونے کو دینے لگ گئی ہیں۔ "

مرحا کو پاس کرتے اس نے حدید کو بھی اپنے پہ لٹاتے کہا۔

"ایسا تو نہیں ہے۔"اب بھی وہ اس سے ایسے ہی شرماتی تھی کہ آواز ہی نہ نکلتی کبھی کبھی۔

" My innocent girl ."

اس کے ماتھے پہ بوسا دیتے کہا اور حدید کو گدگدی کی وہ ہنسنے و کھلکھلانے لگ گیا۔

دونوں اللہ کے لاکھ شکر گزار تھے کہ ان کی زندگی خوشیوں سے بھرپور تھی جہاں ان کے مخلص دوست تھے اور ایک مکمل محبتوں سے بھری فیملی۔

****

~کچھ عرصہ بعد~

"زین۔۔۔۔اس کو پکڑیں یار میرے بال کھینچ رہا ہے۔"

میرال نے روہانسی آواز میں زین کو پکارا کہ اس کا شیطان اس کو بال بنانے نہیں دے رہا تھا۔

" Mama can I take this ?"

سوا دو سال کی عین سنہرے بالوں کی پونی باندھے میرال کے پاس اسکے بیلٹ سے گن نکال کے لائی جو اسے اٹھائی بھی نہیں تھی جا رہی۔

.. No Ain it's not for babies." ..." Uff

میرال نے گن عین کے ہاتھ سے لیتے اس کو ڈرار میں رکھتے کہا۔

(" Kızgın anne "ترکش)

)غصیلی ماما (

"یہ کونسی زبان سکھادی اب اس کو۔۔۔۔ "

میرال نے اپنے شیطان کو گھورتے کہا جواب اس کے بالوں کا کچومر نکال رہا تھا جبکہ ایک آفت کی پڑیا اس کے پرفیومز کو خود پہ آزما رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے میرال اور زین کو ایک بیٹا اور بیٹی سے نوازا تھا، تھے تو وہ ٹونز مگر فیرنٹل ٹونز (جو شکل وصورت میں ایک جیسے نا ہوں۔۔۔جو شکل وصورت میں ایک جیسے ہوں وہ آئیڈینٹکل ٹونز ہوتے ہیں۔)

آنیہ بھورے بالوں اور آنکھوں والی گڑیا تھی، اور ریان کی آنکھیں عین اور میرال کی طرح گرے تھی باقی نین نقش اس کے بھی زین کی طرح تھے۔

"افف زین۔۔۔۔کہاں دفع ہو گئے ہو۔"

میرال نے اب باقاعدہ بھرائی آواز میں کہا کیونکہ زین واشروم سے شاور لے کے ابھی

نکلا نہیں تھا اور پیچھے اس کے تین عدد بچوں نے اسے ہلکان کر دیا تھا۔

"میں نے اب اپنا آف لینا بھی بند کر دینا ہے، چھٹی والے دن بھی میں آفس ہی رہوں گی تاکہ وہی آرام کر سکوں، یہاں تو ان تیوں نے مجھے کبھی آرام نہیں کرنے دینا۔ "

میرال زین کو باہر آتا دیکھ غصے سے چیزیں پٹختی بآواز بڑبڑا رہی تھی۔

" Mama ango."

آنیہ نے زین کے پاس جا کے آہستہ سرگوشی میں بتایا کہ ماما غصہ ہیں۔

"ریان ماما کو کیوں تنگ کر رہے ہو۔ "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زین نے اپنے شیطان کو پکڑتے کہا جو اس کے بالوں کا چڑی گھر بنا چکا تھا۔

"موم برشو۔ "

ریان نے اپنی زبان میں کہا کہ وہ اپنی ماں کے بال بنا رہا تھا الٹا وہ اس پہ غصہ ہو رہی تھی۔

"Baba wanna go hadi's house."

عین نے لاڈ سے بیڈ پہ ریان کو گود میں لے کے بیٹھے زین کے گلے میں باہیں ڈالتے کہا تو

زین نے اس کو آگے کیا اور پیار کرتے کہا بلکل جائیں گے۔

"یہ مجھے بہت تنگ کرتے ہیں میں کہاں جاؤں۔۔۔۔ "

میرال نے بے بسی سے زین کو دیکھتے کہا۔

"نانو گھر چلیں۔ "

عین نے فوراً مشورہ دیا اپنی طرف سے کے نانو گھر چلتے ہیں سب۔۔۔ عین نے بہت جلد بولنا سیکھ لیا تھا، کم تو باقی دو بھی نہیں تھے جتنا ہو سکتا تھا ان سے وہ میرال کا جینا حرام کر دیتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یار ابھی چھوٹے ہیں ناجب بڑھے ہو جائیں گے تو ایسا نہیں کریں گے۔۔۔۔ میں نے ٹھیک کہا نا۔"

میرال کو سمجھاتے اس نے اپنے تینوں بچوں سے تائید چاہی جو اس کے سامنے معصومیت لیے کھڑے تھے، اس کے پوچھنے پہ سر تو تینوں نے ایسے ہلایا جیسے ان سے فرمانبردار بچے کوئی ہے ہی نہیں جبکہ یہ فرمانبرداری بس زین کے سامنے ہی چلتی تھی، جب میرال کے ساتھ اکیلے ہوتے تو ان میں جانے کون سی روح آجاتی تھی کہ اس کی

ایک ایک چیز کو انہوں نے پہن کے چیک کرنا تھا۔ایک دفع تو عین میرال کی ہیل۔پہن کے اس کے سامنے آئی کہ ماما میں کتنی پیاری لگ رہی ہوں نا۔۔۔۔ تبھی وہ دھڑام سے گری نیچے کہ میرال دل دھام کے رہ گئی۔

"لیکن اپنی ماما کو انہوں نے بہت تنگ کر کے رکھا ہوا ہے۔"

میرال بھرائی آواز میں کہتی زین کے کندھے کے ساتھ لگ کے بیٹھ گئی۔

"شولی۔۔۔۔"عین نے پہلے پہنچ کے میرال کو سوری کہا اور اس کی گود میں چڑھ گئی جبکہ باقی دو بھی اس کی دیکھا دیکھی زین کی گود میں چڑھ گئے۔

"میرے پیارے بچے۔"میرال نے تینوں کو پیار کرتے کہا۔

" Mama loves you a lot."

" Love you too Mama baba."

"آپ کے پاپا بھی آپ سے اور آپ کی ماما سے بہت پیار کرتے ہیں۔ "

"اپنے اس میسنے کو منع کرو کہ میرے بالوں کا کباڑا نہ کیا کرے،اس کو بھی تمہاری طرح دورے پڑتے ہیں شاید میرے بالوں کو دیکھ کے۔ "

میرال نے ریان کو گھور کے کہا کہ جب بھی وہ بال بنانے لگتی تو اس کا کام مزید بگاڑ دیتا تھا جس سے اس کو ٹائم لگ جاتا۔

زین کی طرح ریان کو بھی میرال کے بال بہت پسند تھے جن کو اکثر اپنے ہاتھ میں لے کے سوتا تھا۔

"اب میری عادات تو آئیں گی ناں میرے بچوں میں بھی، کیوں ریان۔ "

زین نے ریان کو دیکھتے کہا جو پھر سے میرال کے بالوں کو پکڑے اپنی طرف سے شاید چوٹی بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ریان کو دیکھتے میرال سرد آہ بھرتی رہ گئی۔

****

"دانیال حیدر خان۔۔۔۔آپ اٹھ رہے ہیں یا گراؤں آپ پہ ایک جگ۔ "

امل اس کے سر پہ کھڑی کب سے اٹھانے میں لگی تھی جو اپنی بیٹی کو آغوش میں بھر کے سو رہا تھا اور اٹھنے کا نام نہیں لے رہا تھا، دانین تو اٹھ چکی تھی لیکن باپ کے ساتھ لپٹی تھی۔

"آیال حیدل کھان۔"دانین نے بھی ایک بار چیخ کے کہا تو دانیال مسکرا اٹھا۔

"میری جان کے ٹکڑے کیوں ماما کی طرح اپنا گلا تھکا رہی ہو۔ "

دانی نے ایک بوسا دانین کی گال پہ دیتے کہا اور امل کی طرف متوجہ ہوا جو غصے سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"آپ کو یاد ہے نا۔۔۔۔ہم نے جانا ہے شیری کی طرف تو کیوں مجھے تنگ کرتے ہیں، میں قسم سے آپ کی نیند سے بہت تنگ آ گئی ہوں۔"

امل روہانسی ہو کہ کہتی اسی کے سینے پہ سی رکھ کے بیٹھ گئی جو اٹھ کے بیٹھ چکا تھا۔

"آپ کو تنگ کرنے کا مزا بھی تو بہت آتا ہے۔"دانی نے شرارت سے کہا تو امل مسکرا دی۔

"اٹھے اب تیار ہوں، دانین آئیں آپ کو بھی تیار کروں پھر حدید، ایلی اور عین کے ساتھ مل کے آپ نے تباہی بھی مچانی ہو گی۔ "

اپنی دو سال کی بیٹی کو گود میں لیتے امل نے پیار سے کہا اور اسے چینج کرانے لگی۔

دانی نے مسکرا کے اپنی کل کائنات کو دیکھا اور دل میں اپنے رب کا شکر ادا کیا جس نے

اسے اتنے صبر و شکر والی شریکِ حیات عطا کی تھی۔

****

شیری جب روم میں داخل ہوا تو اپنی جان سے بھی عزیز بیوی کو اپنے شیر کے ساتھ سوتا پایا جو شاید اب رونے کی تیاری میں تھا۔

"براؤنی۔۔۔۔طبیعت ٹھیک ہے نا۔"شیری نے اس کے پاس بیٹھتے پیار سے پوچھا تو نوال ہلکا سا کسمسائی اور اپنی آنکھیں کھولیں۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔"ہلکا سا مسکرا کے کہتی اپنے ایک ماہ کے بیٹے راحم کی جانب متوجہ ہوئی جو ہاتھ پاؤں ہلا رہا تھا شاید ماں کی موجودگی محسوس کرنا چاہتا تھا تو نوال نے اس کو ہلکا سا تھپتھپایا۔

"کھانا کھایا؟"شیری نے اس کے ماتھے پہ پیار کرتے پوچھا تو اس کے ہاں میں سر ہلایا۔

"آؤ باہر لان میں چلتے ہیں سب آنے والے ہیں۔"اس کو اٹھاتے کہا اور اپنے بیٹے کو گود میں لیا۔

"میں ٹھیک ہوں آپ بس اسے پکڑ لیں، ساری رات تنگ کرتا ہے یہ۔"نوال نے اپنے بیٹے کی گال پیار سے کھینچتے کہا۔

"اچھا ہے ناں جب باپ نا ہو تو بیٹا کمی پوری کرے۔ "

شیری نے شرارت سے کہا کیونکہ شیری اکثر کام کی وجہ سے لیٹ نائٹ گھر آتا تھا۔

ان کے لان میں پہنچتے سب بھی آ گئے تھے، آج سعد اور ربیعہ کی شادی کی دعوت تھی ادھر تو سب اکھٹے ہوئے تھے۔

"پتا نہیں میرے تینوں بچے اس شیری پہ کیوں چلے گئے۔"بچوں کی شرارتوں کی بات چلی تو میرال نے شیری کو گھورتے کہا جس نے وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"شکر کرو میری طرح پیارے ہیں۔۔۔۔ورنہ ان کدوؤں کی طرح نکلتے تو کیا ہونا تھا تم لوگوں کا۔ "

شیری نے جیسے ان سب کو پتے کی بات بتائی تو باقی لڑکوں نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"میری دعا ہے کہ تیرا راحم تجھ سے بھی دو ہاتھ آگے جائے۔"وقاص نے ہاتھ اٹھا

کے دعا کی کہ نوال کا حیرت سے منہ کھل گیا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں وقاص بھائی۔۔۔۔۔۔۔کیوں مجھے مشکل میں ڈالنا ہے۔ "

نوال نے صدمے سے کہا کیونکہ شیری جس طرح سب کی ناک میں دم کر کے رکھتا تھا اس کا بیٹا ایسا ہوتا تو نوال تو اس کو سنبھالتے ہی ہلکان ہو جاتی۔

"ارے میری جان کیوں پریشان ہو رہی ہو۔۔۔۔میں ہوں نا اسے سنبھالنے کے لیے تم بس مجھے سنبھالنا۔۔۔اس کو میں دیکھ لوں گا۔ "

شیری نے منہ بنا کے بیٹھی نوال کو ساتھ لگاتے کہا تو سب مسکرا اٹھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بڑے سب عمرے کی سعادت پہ گئے تھے، جبکہ باقی سب پچھلے سال اللہ کے گھر کی زیارت کر آئے تھے اور اب ان کا پھر سے ارادہ تھا جانے کا کیونکہ تب نوال کی طبیعت نہیں تھی ٹھیک۔

سب آپس میں بیٹھے ایک مکمل فیلمی کا نظارہ پیش کر رہے تھے، ایک دوسرے کے ساتھ نے، ایک دوسرے کے پیار نے سب کو زندگی کی خوشیاں بخشیں تھیں۔

خوشی میں غم تو آتے جاتے رہتے ہیں، ان پہ ثابت قدم رہنا ہی سب سے بڑی طاقت

ہے ہماری، زین کے ساتھ نے میرال کے ڈر کو ختم کر دیا تھا، اب وہ ان تمام مناظر کو بھول چکی تھی جو شاید اس نے کبھی بچپن میں دیکھے بھی تھے۔

امل کے لیے دانی ایک پرفیکٹ شریکِ حیات ثابت ہوا تھا۔ وقاص کی محبت نے مرحا کو گلنار کیا تھا، شیری نے اپنی براؤنی کو دیوانے کی حد تک چاہا تھا اور ایس ایس پی نے اپنی میرال جان پہ اپنا عشق واضح کیا تھا۔

بے شک اللہ سب کے لیے بہترین ساتھی چنتا ہے، ان سب کی دوستی مثالی تھی۔۔۔۔ جنہوں نے ایک دوسرے کا حد سے بڑھ کے ساتھ دیا تھا اور ایک دوسرے کی حاطر جان کی بازیاں بھی لگائی تھیں، شیری نے ان سب کو ایک زندگی کا نیا رخ دکھایا تھا جس میں زندگی کا ہنستا مسکراتا روپ تھا۔۔۔۔۔ شیری جیسے دوست زندگی میں بہت کم ملتے ہیں جو آپ کو پریشانیوں سے دور لے جاتے ہیں ایک الگ جہان میں جہاں غم نام کی کوئی چیز نہ ہو۔

اسی لان میں سب کے بچوں کی کھلکھلاہٹیں گونج رہی تھی اور سب کے زندگی سے بھر پور قہقہے تھے، زندگی ان سب کو دیکھ کے رشک کرتی مسکرا رہی تھی۔

~ختم شد~

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین